صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ کے اخلاق و اقوال کی روشنی میں
اصلاحِ معاشرہ کیلئے ایک بہترین کتاب

بنام

تنبیہ المُغترین

مترجم
حضرت مُفتی محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ

مُصنّف
القطب المحقق الصمدانی ابی المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری
المعروف
امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۹۸۳ھ

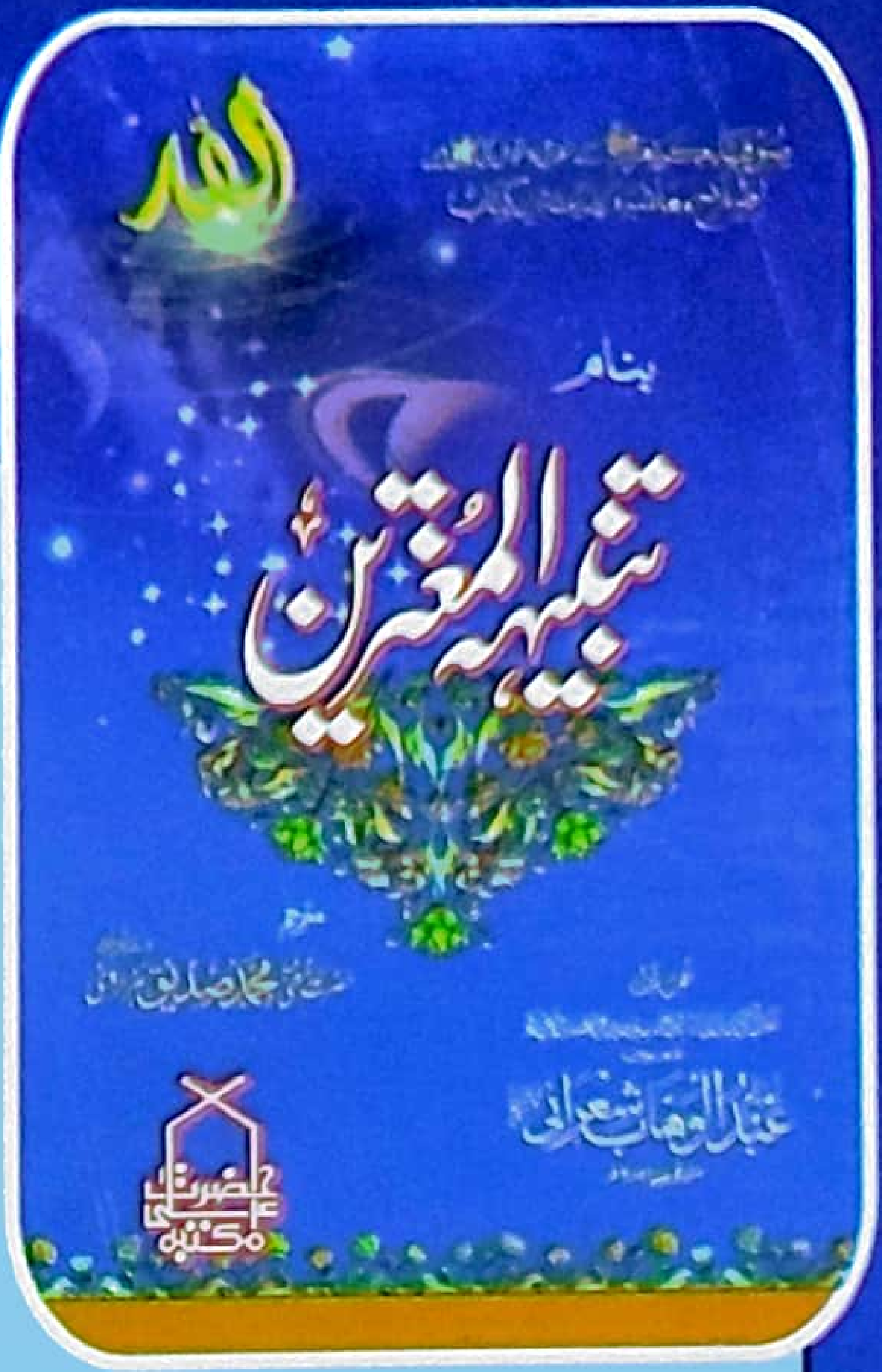

کتاب سے ایک صفحہ

☆ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے: (1) بیوی موافق ہو۔ (2) اولاد نیک ہو۔ (3) اس کے بھائی متقی ہوں۔ (4) پڑوسی نیک ہوں (5) اور اس کا رزق اس کے اپنے شہر میں ہو۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جنت سخی لوگوں کا گھر اور جہنم بخیل لوگوں کا گھر ہے۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب حکمرانوں کے عطیات ان کے دین کی قیمت بن جائیں گے۔

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کھجور کا درخت لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹوں کی صورت میں نہ آئے اور منافق کانٹے بیج کر کھجوروں کا پھل طلب کرتا ہے۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے۔ پس تو شیطان کی دکان سے کوئی چیز نہ لے ورنہ وہ تیرے پیچھے آ کر تجھے پکڑ لے گا۔

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہترین علم اور عمل وہ ہے جو لوگوں سے پوشیدہ رہے۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کی برائی بیان کرے۔

☆ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ فرماتے ہم لوگ گناہوں میں ڈوب گئے ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو میرے گناہوں کی بو محسوس ہو تو وہ میری مجلس میں بیٹھ نہ سکے۔

☆ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے وہ اس پر روتے ہیں جس کا جسم مر جائے اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مر جائے حالانکہ یہ زیادہ سخت ہے۔

☆ حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو ان کے آنسو بارش کی طرح جاری ہوتے۔

☆ حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو جس سے تکلیف پہنچتی تھی اس کے لیے دعا کرتے تھے۔

☆ حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ڈرنے والا وہ نہیں جو روتا ہے اور اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ ڈرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

☆ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔

☆ حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی عقل اپنے زمانے کے حساب سے ہوتی ہے۔

مکتبہ اعلیٰ حضرت
الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور پاکستان
042-7247301-0300-8842540
E-mail:maktabaalahazrat@hotmail.com

Scanned with CamScanner

صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ کے اخلاق واقوال کی روشنی میں

اصلاحِ معاشرہ کیلئے ایک بہترین کتاب

بنام

تنبیہ المغترین

أواخر القرن العاشر على ما خالفوا فيه سلفهم الطاهر

مترجم

حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی

تصنیف

شیخ ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الانصاری قدس سرہ

المعروف

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۹۸۳ھ

مکتبہ اعلیٰ حضرت

الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail maktabaalahazrat@hotmail.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

موضوع کتاب	تصوف
نام کتاب	تنبیہ المغترین اواخر القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفھم الطاہر
نام مصنف	ابو المواہب امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
نام مترجم	مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
تخریج حدیث	مولانا غلام حسن صاحب، جامعہ نظامیہ، لاہور
کمپوزنگ جدید	سبحان گرافکس اینڈ کمپوزنگ سنٹر لاہور
پروف ریڈنگ اردو	محمد سجاد، احمد رضا
سن اشاعت	17 ذیقعدہ 1426ھ بمطابق 20 دسمبر 2005ء
صفحات جلد اوّل	416
ہدیہ	-/225 روپے
ناشر	

مکتبہ اعلیٰ حضرت

الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اُردو بازار لاہور پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail:maktabaalahazrat@hotmail.com

Our books are also available at:

MAKTABA ALA HAZRAT

Darbar Market, Lahore

PATH TO KNOWLEDGE

706-Alam Rock Road, Birmingham

UK B8 3ND

Phone: 01213273563

فہرست عنوانات

1.	پہلے اسے پڑھیے	10
2.	کچھ مترجم کی زبانی	12
3.	مقدمہ از مولانا جلال رضا۔ قاہرہ، مصر	19
4.	مقدمہ کتاب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ	24
	پہلا باب: بزرگانِ دین کے اخلاق	34
5.	کتاب وسنت سے وابستگی	34
6.	قرآن وسنت اور عرف میزان ہیں	36
7.	توکل علی اللہ عزوجل	38
8.	علم اور خوف میں کثرتِ اخلاص	39
9.	حکمرانوں کے دروازوں پر جانے والوں سے قطع تعلق	55
10.	اخلاقِ صوفیاء رحمہم اللہ کے سلسلے میں کچھ وعدے	56
11.	حکام کے ظلم پر صبر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ ہمارے گناہوں سے کم درجہ کی سزا ہے	59
12.	رضائے الٰہی کے حصول کے لیے غیرت مندی	62
13.	کم ہنسنا اور دنیاوی چیزوں پر زیادہ خوش نہ ہونا	65
14.	گناہوں میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا	67
15.	ہر وقت خوفِ الٰہی	70
16.	باعمل علماء کی علامات	74
17.	کثرتِ خوف	76
18.	قیامت کا ہولناک منظر اور کثرتِ خوف	80
19.	بیماری کی حالت میں دل جسم سے باہر ہو جاتا ہے	83

20. زیادہ رونا، اور جب کوئی جنازہ دیکھیں تو اور زیادہ رونا اور موت کا خیال رکھنا 89
21. موت کو یاد کر کے بہت غمگین ہونا 90
22. دنیا سے عبرت حاصل کرنا 94
23. لوگوں کی خیر خواہی 95
24. تواضع اور عاجزی کا اظہار 98
25. عفو و درگزر 100
26. مسلمانوں کا احترام اور ان کے لیے بھلائی کی طلب 101
27. اذیت پر صبر کرنا 102
28. اقتدار کا مطالبہ نہ کرنا 105
29. ایک دوسرے کی خیر خواہی 106
30. بچوں کے ساتھ بھی حسنِ ادب 108
31. بُرے خاتمہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ سے زیادہ ڈرنا 112
32. قیامِ لیل کی پابندی 117

دوسرا باب: کچھ دیگر اخلاق 123

33. کسرِ نفسی اور تواضع 123
34. اللہ ﷻ کے ذکر پر کثرتِ غیرت 124
35. تواضع اور دوسروں کے لیے جھکاؤ 124
36. شرعی طریقہ پر سخت بھوک برداشت کرنا 125
37. غیر مخلص طالب علم کو بھی تعلیم دینا 126
38. عمل کے بعد ایصالِ ثواب 126
39. ظاہر میں محبت کے دعوے دار سے بھی تعلق رکھنا 126
40. لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھنا اور برائیوں کو نظر انداز کر دینا 127
41. شکر اور استغفار کی کثرت 128
42. انصاف کرنا 128
43. منگنی کے وقت سنت طریقہ اختیار کرنا 129
44. معلمِ قرآن کا ادب کرنا 129
45. نوافل، فرائض کی تکمیل کے لیے پڑھنا 131
46. تحائف کی خواہش نہ رکھنا 132
47. مہمان نوازی 133
48. کھانے پینے میں سخت پرہیز 133
49. نفس کا محاسبہ 134
50. مال کے ساتھ معاملہ 136
51. مرشد، مرید کی عبادت کو اپنی خدمت سے مقدم سمجھے 138
52. اعمالِ آخرت کو دنیاوی اعمال پر مقدم کرنا 138
53. اپنے بعد اولاد کے ضیاع کا خوف نہ ہونا 139
54. قبرستان کی زیارت 142
55. ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے غافل نہ ہونا 145
56. بیٹھنے سے قاصر ہونے پر لیٹ جانا 147
57. دلوں کا نرم ہونا اور کوتاہی پر رونا 148
58. عبادات میں کوتاہی کو ہلاکت کا باعث سمجھنا 150
59. مکانات کی تعمیر کی طرف عدم توجہ 153
60. مخلوقات پر شفقت و رحمت 156
61. علماء سے اتفاق کرنا 158
62. مجاہدۂ نفس 159
63. وہ عمل کرتے ہیں اور پردہ اٹھ جاتا ہے 160
64. قلبی استقامت 160
65. ایک دوسرے سے سچی محبت 161
66. گناہ گاروں پر شفقت 162
67. قناعت اختیار کرنا 164

Scanned with CamScanner

.68 دنیا سے بے رغبتی 165
.69 امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ میں جلدی کرنا 167
.70 دنیا کو حقیر خیال کرنا 168
.71 بیت الخلا میں زیادہ جانے سے حیا کرنا 170
.72 دنیا جمع کرنے سے اجتناب 173
.73 بدگمانی سے اجتناب 174
.74 رزق کے معاملے کو زیادہ اہمیت نہ دینا 175
.75 نعمت اور فراخی پر شدت اور آزمائش کو ترجیح دینا 177
.76 دنیا سے دل کا پھر جانا 179
.77 خواہش تک پہنچنے میں رکاوٹ کا ہونا باعث مسرت ہونا 180
.78 قیمتی و عمدہ لباس سے اجتناب 182
.79 حلال مال میں بھی حد سے زیادہ خرچ نہ کرنا 184
.80 ایک دوسرے کو نصیحت کرنا اور اسے قبول کرنا 187
.81 کس کو نصیحت کریں؟ 190
.82 اپنے اعمال کو کم سمجھنا 191
.83 علم و عمل میں آفات آجانے کا خوف 194
.84 گرفت کرنا اور خیر خواہی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا 202
.85 عطیات دینے والوں کو پریشان نہ کرنا 205
.86 کرامات کا چھپانا 206
.87 سرکاری مناصب اختیار نہ کرنے کا مشورہ 208
.88 اپنے احباب کے حالات معلوم کرتے رہنا 210
.89 ابلیس سے لڑائی میں ہوشیار رہنا 212
.90 تکبر والے کاموں کو ترک کر دینا 216
.91 ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھنا 218
.92 سیر ہو کر کھانے سے بچنا 219

تیسرا باب: کچھ دیگر اخلاق 223

.93 بُرے خاتمہ سے بہت ڈرنا 223
.94 مریض کی شفا کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا 224
.95 مسجد کے قریب رہائش کی چاہت 224
.96 ملاقات نہ کرنے پر دوستوں کو اچھی نیت سے تنبیہ 225
.97 تجارت کرنے سے پہلے احکام شریعت سے آگاہی 226
.98 بہت زیادہ بردباری اختیار کرنا 227
.99 خواب میں دیکھی گئی بات سے نصیحت حاصل کرنا 230
.100 کسی کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا 232
.101 جتنا زیادہ قرب اتنا زیادہ خوف 233
.102 کوتاہی پر غمگین 236
.103 اللہ ﷻ کی رحمت سے دھوکہ نہ کھانا 237
.104 مصائب اور آزمائشوں پر بہت صبر کرنا 238
.105 حکم خداوندی کی تعمیل اور قضا پر راضی ہونا 241
.106 شکر کرنے کے باوجود اسے کم سمجھنا 245
.107 تقویٰ اختیار کرنا اور دعویٰ نہ کرنا 247
.108 مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی 249
.109 سکون اور وقار اختیار کرنا 252
.110 زیادہ خاموش رہنا اور حکمت بھری گفتگو کرنا 254
.111 کسی مسلمان سے حسد نہ کرنا 258
.112 زیادہ بھوکا رہنا اور سیر ہو کر نہ کھانا 261
.113 مجالس میں غیبت نہ کرنا 263
.114 وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچنا 264
.115 اسرار (رازوں) کو عام نہ کرنا 270

Scanned with CamScanner

116. لوگوں کے بجائے اپنے عیب تلاش کرنا 272
117. سخت مزاج لوگوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا 274
118. زیادہ سخاوت اور مردانگی کا مظاہرہ 276
119. سخاوت اور غمخواری 277
120. آگے بڑھنے کا سبب ایمان کا کامل ہونا 279
121. مسلمان بھائیوں سے حسن سلوک کی چاہت 284
122. بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہ کرنا 289
123. مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا 294
124. مشتبہ مال والوں کی دعوت قبول نہ کرنا 297
125. زائد مال صدقہ کردینا 299
126. سائل کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا اور اسے جھڑکنے سے باز رہنا 302
127. دوستی کا معیار 304
128. لوگوں سے دشمنی نہ کرنا اور ان کی خاطر داری کرنا 306
129. دور دراز کے ساتھیوں کو پند ونصائح لکھتے رہنا 309

چوتھا باب: کچھ دیگر اخلاق 311

130. لوگوں سے دور رہنا 311
131. جس قدر ترقی اسی قدر تواضع 316
132. حضور ﷺ نے جن کاموں کی ترغیب دی ان کو معمولی نہ سمجھنا 320
133. دن رات بکثرت توبہ واستغفار کرنا 321
134. نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا 327
135. خود پسندی اور اعمال پر بھروسہ نہ کرنا 332
136. ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا، تعمیرات پر مقدم ہونا چاہیے 337
137. مجاہدات کی کثرت اور خواہش کا ترک کرنا 341
138. دن رات عبادت 347
139. اہم بات 359
140. تلاوت قرآن کے وقت کثرت استغفار اور اللہ ﷻ کی ناراضگی کا خوف 366
141. نماز کے وقت بارگاہ خداوندی میں حاضری کی تیاری 363
142. نماز کے وقت پردے اٹھ جائیں 367
143. روزے اور حج میں آداب کا زیادہ خیال رکھنا 367
144. مخلوق کے دیکھنے سے شدید حیا 370
145. شدت تقویٰ اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت 371
146. دنیا سے زہد اور طلب دنیا سے بے رغبتی 372
147. حکمت بھری باتیں 376
148. نوافل پر کسب حلال کو مقدم کرنا 380
149. مساکین سے محبت اور ان کے لیے تواضع 382
150. مال سے محبت، خرچ کرنے کے لیے 386
151. دن رات زائد مال کا خرچ کرنا 388
152. دنیاوی مناصب (عہدوں) سے محبت نہ کرنا 392
153. فقر پر خوشی اور مالداری پر غم 392
154. اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی پر غمگین ہونا 396
155. مریدین کی زیادہ سے زیادہ تربیت کرنا 404
156. خاتمہ کتاب 404
157. حسنِ ظن 412
158. حاسدین کے مناقب ذکر کرنا 412
159. اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سپرد کردینا 413
160. اچھی نیت سے خوبصورت الفاظ کے ساتھ تصنیف وتالیف 414
161. مآخذ ومراجع 416

☆☆☆

Scanned with CamScanner

پہلے اسے پڑھیے

الحمدللہ رب العالمین ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' اپنے قارئین کے لیے ان کے ذوقِ مطالعہ کی تشنگی کو مزید بڑھانے کے لیے مختلف اوقات میں مختلف موضوعات پر مختلف کتب کو زیورِ طباعت سے آراستہ و پیراستہ کرتا رہتا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ''تنبیہہ المغترین'' کا منظرِ عام پر لایا جانا ہے۔

یہ کتاب امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف پر بہترین کتاب ہے جس کا ترجمہ مشہور زمانہ مترجم حضرت مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے مجھے اللہ ﷻ کی ذات پاک سے قوی امید ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اپنی قلبی کیفیات کو روحانیت کی طرف مائل پائیں گے اور خود کو گناہوں اور برائیوں سے نفرت کرنے اور نیک اعمال کی محبت محسوس کرنے والا پائیں گے۔ انشاء اللہ ﷻ

اگر ممکن ہو سکے تو ایک دفعہ اول تا آخر اس کتاب کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ اِسے رکھ نہ دیں بلکہ بار بار اس کو پڑھیں اور ہو سکے تو اپنے ارد گرد رہنے والوں کو اس کتاب کا تعارف کروا کر پڑھنے کی ترغیب دیں، عین ممکن ہے کہ آپ کے ترغیب دلانے کی وجہ سے کوئی گناہوں بھری زندگی سے دور ہونے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً یہ آپ کے لیے ایک عظیم ثواب جاریہ ہو گا۔ انشاء اللہ ﷻ

اس کتاب کی طباعت کے حوالے سے عرض کر دوں کہ ہم نے کتاب کو اعلیٰ سے اعلیٰ انداز میں پرنٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا ہے اور اس پر ایک اور اضافہ ''تخریج احادیث'' کا اہتمام کیا ہے۔

تخریج کے سلسلے میں یہ بات عرض کر دوں کہ مصنف نے بعض احادیث بالمعنیٰ روایت کی ہیں جس وجہ سے بعینہٖ الفاظ نہ مل سکے بہرحال ہم نے تخریج کرنے کی پوری ایمانداری سے کوشش کی

ہے۔ نیز کچھ احادیث کے حوالاجات ہمیں نہ مل سکے۔ عربی کتاب کے ترجمہ میں مصنف کا تعارف ضرور ہونا چاہیے۔ چونکہ اِسی کتاب میں ''کچھ مترجم کی زبانی'' اور مولانا جلال رضا صاحب قاہرہ مصر کے مقدمہ میں مصنف کا تذکرہ آچکا تھا اس لیے ہم نے الگ سے اس کا اہتمام نہیں کیا۔

اللہ ﷻ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت میں جس جس نے جس جس طرح بھی تعاون کیا اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس کے لیے ثواب جاریہ کا سبب بنائے اور بالخصوص مصنف، مترجم اور ناشر کو اس میں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد اجمل

17 ذیقعد 1426ھ

بمطابق 20 دسمبر 2005ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ مترجم کی زبانی

سید المرسلین امام الانبیاء ہادیٔ انس وجان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی خلقت نوری میں تمام مخلوق میں اوّل اور ولادتِ بشری میں تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے آخر میں ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کو ختم نبوت کے تاج سے سرفراز کیا گیا اور آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کی ذمہ داریوں کو کسی نئے نبی کی بجائے امت مسلمہ کی طرف منتقل کرکے اسے ''کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' (پ۴ آل عمران ۱۱۰)

(ترجمہ) ''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی بھلائی) کے لئے پیدا کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو''

کے پیغام کے ذریعے اس کا مقام بھی بتا دیا اور ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کردیا مقام یہ ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں سے بہتر ہے اور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی حیاتِ مستعار کو نیکی کی ترغیب و اشاعت اور برائی سے ترہیب وقلع قمع میں گزارنے کے بعد نفس مطمئنہ کی صورت میں اپنے رب کے ہاں اس طرح حاضر ہو کہ وہ اپنے رب سے راضی اور اس کا رب اس سے راضی ہو۔

لیکن ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی اہم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے محبت دنیا سے کنارہ کشی اور فکر آخرت بنیادی شرط ہے ورنہ نہ صرف تبلیغ واشاعت کی اثر آفرینی سے محرومی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے بلکہ مسلم معاشرے پر اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اور مقتدی اپنے مقتداء کی بداعمالیوں کو دلیل بنا کر اعمال صالحہ سے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے خود اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کرکے امت کے عام افراد کے لئے بالعموم اور داعیان اسلام کے لئے بالخصوص ''اسوۂ حسنہ'' چھوڑا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ اور آپ ﷺ کا عمل ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ آپ ﷺ کو عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنے اور برائیوں کے قلع قمع کی جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس میں آپ ﷺ کی کامیابی کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ عرب معاشرے میں قتل وغارت گری، عیاشی وفحاشی، طبقاتی امتیازات اور عورت پر ظلم وستم اور اس طرح کی دیگر جتنی بداخلاقیاں رچ بس چکی تھیں ان کو آپ ﷺ نے اس طرح ختم کیا کہ وہی معاشرہ پوری دنیا کے لئے عملی نمونہ بنا اور وہی لوگ کائنات انسانیت کے ہادی وراہنما قرار پائے۔

ہمارے آقا ﷺ نے اپنے ارشادات گرامی کے ذریعے خرابی کی جڑ کو بھی واضح کیا اور صریح الفاظ میں بتایا کہ اَلدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (ترجمہ) ''دنیا (کی محبت) تمام گناہوں کی جڑ ہے''۔

(کنز العمال حدیث 76114، جلد 3 صفحہ 194 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

اور یہ بھی بتایا کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ (ترجمہ) ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''

(کشف الخفاء حدیث نمبر 1318 جلد 1 صفحہ 364، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی گناہوں سے بچنے کے لئے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا نہیں بلکہ اس کی محبت سے دل کو فارغ رکھنا ہے اور اس بات کو اپنے پلے باندھنا ہے کہ دنیا محض عمل کی جگہ ہے اس کا صلہ اور انعام آخرت میں حاصل ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا دور بمطابق حدیث پاک

''خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ''

(ترجمہ) بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ (یعنی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں اور پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔

(اتحاف السادۃ المتقین۔ اصل السابع فی الاعانۃ جلد 1 صفحہ 223 مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
جامع ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الشہادۃ والذرو حدیث 2309 جلد 4 صفحہ 135 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کی روشنی میں بہترین ادوار تھے اس کے بعد معاشرے میں خرابیاں داخل ہوگئیں اور دنیا کی محبت، فکر آخرت پر غالب آگئی اگرچہ پھر بھی ایک گروہ راہ حق پر قائم رہا اور آخرت تک قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

زیر نظر کتاب ''**تنبیہ المغترین اواخر القران العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفهم الطاهر**''

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو دھوکے میں پڑے ہوئے تھے اور یہ دسویں صدی ہجری کے نصف آخر کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے ولایت کا دعویٰ کیا لیکن ان کے اعمال پاکیزہ سیرتوں کے مالک اسلاف کے خلاف تھے۔

قطب ربانی محقق صمدانی ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری المعروف ''امام شعرانی'' رحمہ اللہ (م ۹۷۳ھ) نے اپنی حیات طیبہ کا اکثر حصہ مصر کے دار الخلافہ قاہرہ میں گزارا۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل بھی وہیں کی اور درس وتدریس اور وعظ واصلاح کا فریضہ بھی وہیں انجام دیا اور بالآخر جب اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوئے تو اسی شہر میں ''جامع مسجد ازہر اور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کے مدفن ومسجد کے قریب ہی باب شعری میں مسجد کے پہلو میں مدفون ہوئے''۔

Scanned with CamScanner

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو منصب ولایت پر فائز سمجھتے ہیں اور وعظ وارشاد کی دنیا بھی بسائے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حکمرانوں، وزراء اور امراء کے درباروں پر جبین سجدۂ نیاز بھی جھکاتے ہیں اور یوں مال وجان کی حرص نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں بلکہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی راہ حق سے دور لے جا رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فریضۂ احقاق حق کی بجا آوری کا قصد کیا اور کسی لومۃ لائم کے بغیر ان لوگوں کی اصلاح کے لئے کمربستہ ہوگئے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ'' (پ۱۴ النحل ۱۲۵)

(ترجمہ) ''اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت'' کا قرآنی ابدی پیغام بھی پیش نظر رکھا اور بجائے اس کے کہ ان خود ساختہ صوفیاء کی کج روی پر براہ راست ضرب لگاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلاف کے اخلاق عالیہ کو جمع کیا تاکہ وہ لوگ اور آنے والی نسلیں بھی ان اخلاق حسنہ کو حرز جان بنائیں اور تنقیدی انداز کی وجہ سے جو ادھم مچ سکتا تھا اس کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔

یہ کتاب کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ قارئین کو اس کے مطالعہ کے بعد ہوگا لیکن افسوس ناک صورتحال یوں پیدا ہوئی کہ جب بعض ''دنیا پرست متصوفین'' نے اس کتاب کو دیکھا تو انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ ان اخلاق عالیہ اور ہمارے اعمال کے درمیان جب ہمارے مریدین تقابل کریں گے تو ہمارا جبہ و دستار، شرف وعزت کی بجائے ہمارے لئے باعث ننگ وعار ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے اس کتاب میں اپنی طرف سے غلط سلط عقائد داخل کر کے اسے چھاپ دیا اور مشہور کر دیا کہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد اہل سنت کے نظریات سے متصادم ہیں۔

چنانچہ جامعہ ازہر جو چوتھی صدی ہجری سے قائم ہے اور عالم اسلام کی عظیم علمی درسگاہ ہے اس کے جید علماء کے سامنے یہ کتاب پیش کی گئی اور یوں قاہرہ میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوگیا۔

لیکن اللہ عزوجل اہل حق کو ہمیشہ سرخرو کرتا ہے جب حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل نسخہ علماء ازہر کے سامنے پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیدا ہونے والے تمام شکوک وشبہات کافور ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین خائب وخاسر ہوئے اور الحمد للہ عزوجل! یہ کتاب آج تک بلکہ قیامت تک امت مسلمہ کی راہنمائی کرتی رہے گی۔

''تنبیہ المغترین'' میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور

اقوال صلحائے امت کے ذریعے امت کو بتایا کہ کسب حلال ضروری ہے، لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنا حرام اور ناجائز ہے لیکن دولت کو دل میں یوں جگہ دینا اور اس سے محبت کرنا کہ اللہ عزوجل کے احکام سے غفلت پیدا ہو، قتل وغارت گری کا دروازہ کھل جائے، رواداری، باہمی محبت اور ایثار وقربانی جیسی اہم اخلاقی قدروں کی عمارت گر جائے، یہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ جب بھی کسی کتاب کے مطالعہ یا مشاہدہ کے ذریعے بزرگان دین رحمہم اللہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو دیانت داری کا دامن تھامے رکھنا ضروری ہے۔

جب یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ فلاں شخص اللہ عزوجل کا نیک بندہ ہے اور خلاف شریعت امور سے مامون ومحفوظ ہے تو پھر اس کے احوال جو بعض اوقات ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر تصوف اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے بارے میں خیالات باطلہ کی بجائے اچھی فکر اور عمدہ خیالات کا اظہار کرنا چاہیے۔

اگر ہم کسی وقت دیکھتے ہیں کہ کسی صوفی نے اپنے کپڑے نہیں دھوئے، داڑھی میں کنگھی نہیں کی تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ یہ شخص خلاف سنت راہ پر چل رہا ہے اور تصوف اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے؟ لہٰذا تصوف کی راہ خلاف شریعت ہے۔ کیا یہ حدیث ہمارے پیش نظر نہیں ہونی چاہیے جس میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ''

(ترجمہ) بعض اوقات میرا حال یہ ہوتا ہے کہ میری پوری توجہ اللہ عزوجل کی طرف ہوتی ہے اور اس وقت کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل علیہ السلام (کی طرف توجہ) کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔

اسی طرح صوفیاء کرام رحمہم اللہ بعض اوقات اللہ عزوجل سے لو لگاتے ہیں اور اس میں اس طرح منہمک ہوتے ہیں کہ کسی دوسری طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ اس کتاب میں جہاں اس قسم کے واقعات پڑھیں تو ان کو اسی بات پر محمول کیا جائے۔

اسی طرح یہ بات بھی اہل علم پر مخفی نہیں کہ بعض اوقات مبالغہ کے لئے مجازی معنیٰ مراد ہوتا ہے اور قرآن وسنت میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں جو علماء کے علم میں ہیں۔

لہٰذا بعض اقوال اسی انداز کے ہوں گے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو دل کی دھڑکن دو میل تک سنی جاتی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کا ذکر ہے تو اس میں یہ کہا گیا ہے کہ آنسوؤں کے پانی سے سبزہ اگتا تھا۔ تو ہر سمجھدار آدمی سمجھتا ہے کہ اس سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں بلکہ خوف الٰہی میں مبالغہ مراد ہے۔

ہم نے بعض جگہ حواشی میں ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن ہر جگہ حاشیہ دینا ممکن نہ تھا لہٰذا جہاں بھی ایسی بات پڑھی جائے ان ضابطوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ اور تصوف پر اعتراض کرنے والوں سے یہ گزارش بھی بے جا نہ ہوگی کہ وہ اصل

Scanned with CamScanner

کتابوں کا مطالعہ کریں اور موجودہ دور کے ''جعلی پیروں'' کو نہ دیکھیں بلکہ اسلاف کی زندگیوں کو پڑھیں انشاء اللہ عزوجل حجاب اٹھنے میں دیر نہیں لگے گی۔

آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے فاضل جلیل حضرت علامہ ''مفتی محمد اکمل مدنی'' ملتان تشریف لائے تو ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' میں اساتذہ سے ملاقات کے لئے بھی آئے جہاں سے انہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی تھی۔

اس دوران راقم سے ملاقات میں انہوں نے ''تنبیہ المغترین'' کی فوٹو کاپی (مجلد) دکھائی اور بتایا کہ یہ کتاب بہت اہم ہے اور شام سے اس کی فوٹو کاپی حاصل کی گئی ہے اور اس وقت یہ نایاب ہے۔

انہوں نے راقم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے تا کہ اردو خواں طبقہ اس سے استفادہ کر سکے۔

اس وقت کچھ دیگر تحریری مصروفیات کی وجہ سے راقم نے وعدہ تو نہ کیا لیکن کتاب رکھ لی جب اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا گیا تو ترجمہ کرنے کی طرف رغبت ہوگئی کہ اس بہانے سے مطالعہ بھی ہو جائے گا۔

اگر چہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ ترجمہ باضابطہ طور پر شروع نہ ہو سکا لیکن کبھی کبھی چند سطور کا ترجمہ کر دیا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا اور گزشتہ رمضان المبارک (۱۴۲۰ھ) کے بعد اس کتاب کو تحریری کام میں باضابطہ طور پر شامل کر لیا اس وقت تک صرف چند صفحات کا ترجمہ ہوا تھا۔

ایک سال تک کام میں تاخیر کا ظاہری سبب تو وہی تھا جو سطور بالا میں ذکر کیا گیا لیکن قضا وقدر کے فیصلوں کے مطابق اس میں حکمت خداوندی مضمر تھی۔

ہوا یوں کہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ /18 اکتوبر 2004ء بروز بدھ مصری سفارتخانہ اسلام آباد سے فون آیا کہ عید الفطر کے فوراً بعد جامعہ ازہر قاہرہ مصر میں ''دورہ تدریب آئمہ'' شروع ہو رہا ہے لہٰذا آ کر اپنا ٹکٹ لے جائیں اور سیٹ وغیرہ کا انتظام کریں۔

بہر حال عید الفطر کے چوتھے روز رات تقریباً نو بجے (پاکستان کے بارہ بجے) جامعہ ازہر کے ہاسٹل ''مدینۃ البعوث الاسلامیہ'' جو غیر ملکی طلباء کا ہاسٹل ہے، پہنچے اور جامعہ ازہر سے نسبت کے قیام کا شرف حاصل ہو گیا۔

جامعہ ازھر کی طرف روانگی کے وقت سوچا گیا کہ وہاں فراغت کے اوقات سے فائدہ اٹھایا جائے اور کسی کتاب کا ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ ''تنبیہ المغترین'' کے نسخہ اور قلم وقرطاس کو بھی شریک سفر کر لیا اور یہاں (قاہرہ میں) پہنچنے کے تیسرے دن بروز جمعۃ المبارک کام کا آغاز کر دیا گیا۔ لیکن اس وقت خوشی کی انتہا نہ رہی اور اللہ عزوجل کی حکمت پر یقین انتہائی درجہ پر پہنچ گیا جب احباب سے معلوم ہوا کہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ''مدینۃ البعوث'' کے قریب ہے اور وہ علاقہ ''باب شعری''

کہلاتا ہے جب کہ مسجد و مزار کے سامنے چوک کو میدان باب شعری کہا جاتا ہے۔

چنانچہ پہلی فرصت میں حضرت کے مزار شریف پر حاضری دی اور ساتھ ہی دوسرے کمرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی حضرت سید علی نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہاں بھی فاتحہ پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شونی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ''طنطا'' کے قریب مقام شون میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر وقت درود شریف پڑھنے میں گزرتا۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے فضائل و مناقب خود بیان فرمائے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے باہر دیوار پر معلق چارٹ میں مذکور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۹۴۳ھ میں ہوا۔

اب بات واضح ہوتی ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ میں تاخیر کی اصل وجہ کیا تھی۔ الحمد للہ عزوجل! حسب معمول ''نظام الاوقات'' ترتیب دے دیا اور انچاسویں دن یعنی 6 جنوری 2005ء بروز جمعرات ترجمہ مکمل ہو گیا۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور کتاب کی آخری چند سطور کا ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھ کر لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ **الحمد للہ علی ذلک الفضل والمنہ.**

جامع ازہر میں حاضری کے بعد پاکستان، ہندوستان کے طلباء جن میں سے بعض اپنی جگہ فاضل علماء ہیں کی محبتوں کی سوغات ملی۔ ہندوستان کے علامہ ''جلال رضا'' اور ان کے کچھ رفقاء جو قاہرہ شہر میں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں ان کی طرف سے دعوت ملی تو راقم اور دیگر دو پاکستانی ساتھی مولانا حضرت جمال (صوابی) مردان اور مولانا ارشد یوسف قلندری آزاد کشمیر، حضرت علامہ حافظ غلام انور صاحب زیدہ مجدہ کی قیادت میں وہاں حاضر ہوئے۔

یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ حضرت علامہ حافظ غلام انور الازہری ''جامعہ امجدیہ کراچی'' کے فارغ التحصیل ہیں علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں اور جامعہ ازہر میں جہاں طلباء کو بہت سے قانونی مراحل (جن کو اجراءات کہتے ہیں) طے کرنا ہوتے ہیں کسی مسلکی اور ملکی امتیاز کے بغیر سب کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اپنا قیمتی وقت دیتے ہیں اپنا لنگر جاری رکھتے ہیں حالانکہ خود ''ایم فل'' کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ قدم بقدم رہے اور جہاں جانا ہوتا ساتھ لے جاتے کیونکہ یہاں کی زبان (عامیہ زبان) سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اللہ عزوجل حضرت علامہ حافظ علامہ غلام انور صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

حضرت علامہ جلال رضا دامت برکاتہم العالیہ کے پاس پہنچے ان سے ملاقات ہوئی بظاہر سادگی کا مرقع یہ شخص علم و عمل کی دنیا میں یقیناً ایک عظیم انسان ہے۔

اردو ان کی مادری زبان ہے ''جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن'' سے فراغت حاصل کی اور آج کل عربی

اور انگریزی کے ماہر ہیں۔ ''ردقادیانیت'' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارک کا عربی میں ترجمہ کرکے قاہرہ سے چھپوایا اور کچھ دیگر کتب بھی۔ حال ہی میں انہوں نے ان سادات کرام پر انگریزی میں کتاب لکھی جو قاہرہ میں محو استراحت ہیں (ابھی یہ کتاب شائع نہیں ہوئی)۔

راقم نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ''تنبیہ المغترین'' (مترجم اردو) کا مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو حضرت نے خندہ پیشانی سے قبول کرلی اس وقت تک لکھے گئے صفحات ان کو پیش کئے گئے اور چند دنوں تک واپسی کے لئے گزارش کی گئی۔

دوبارہ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی جس میں الجزائر کے شیخ طریقت حضرت شیخ مراد دامت برکاتہم العالیہ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

جب حضرت علامہ جلال رضا مدظلہ العالی نے کتاب اور صفحات واپس کئے اور زبانی طور پر کچھ راہنمائی بھی کی تو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ انہوں نے اس کا ایک ایک لفظ پڑھا اور اگر کتاب میں طباعت کی غلطی تھی تو اس پر بھی متنبہ فرمایا اور راقم سے کوئی بھول ہوئی تو اس کی نشاندہی بھی فرمائی جہاں ترجمہ مناسب نہ تھا، اس کی طرف بھی توجہ دلائی اور ساتھ ہی ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔

راقم حضرت علامہ جلال رضا زیدمجدہ کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں کرسکتا فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

حضرت علامہ حافظ غلام انور صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی وساطت سے حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری، علامہ جلال رضا مدظلہ العالی سے ملاقات اور دیگر کئی امور طے ہوئے۔

حضرت مفتی محمد اکمل مدنی کا شکرگزار ہوں جو راقم کے لئے اس سعادت کا باعث بنے اور عزیزم مولانا محمد اجمل مدظلہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' کے تحت علمی خوشبو پھیلا رہے ہیں۔

اللہ ﷻ حضرت شیخ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور ترجمہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر میرے والدین اور اساتذہ کرام کی بلندئ درجات کا ذریعہ بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
نزیل الازہر الشریف مدینۃ البعوث الاسلامیہ قاہرہ، مصر
بروز جمعۃ المبارک ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰/14 جنوری 2005ء
بوقت گیارہ بج کر پچاس منٹ (مصر)
دو بج کر پچاس منٹ (پاکستان)

مقدمہ

ازقلم حضرت مولانا جلال رضا دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، اَمَّا بَعْدُ!

بڑی مسرت کی بات ہے کہ اب اردو قارئین کیلئے ایک نایاب تحفہ اور بیش بہا خزانہ عربی زبان سے منتقل ہوکر اردو زبان میں آرہا ہے۔

آج اس کتاب کی اہمیت اور افادیت اس زمانے سے کہیں بڑھ کر ہے، جس زمانے میں اس کی تالیف ہوئی تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کتاب کی اہمیت اسی قدر بڑھتی جائیگی جس قدر معاشرے میں اخلاقی انحطاط بڑھتا جائے گا۔

واضح رہے کہ اسلام میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے اور قرآن وسنت میں اخلاق پر بہت زور دیا گیا ہے اور جگہ جگہ اس کی تاکید کی گئی ہے بلکہ ایک موقع پر تو حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی اسی میں منحصر فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

(ترجمہ) ''مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں''۔

(کنزالعمال حدیث 31949 جلد 11 صفحہ 420 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اسلام کے سارے شرعی احکام اور فقہ اسلامی کے سارے مسائل آخر کار اخلاقی امور ہی ہیں، اسلام میں غیبت حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے اور قاعدہ اخلاقی بھی۔ زنا، مذہب اسلام میں حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے اور اخلاقی قدر بھی ہے۔ چوری اسلام میں حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے اور اخلاقی اساس بھی ہے۔ اس لئے یہ کہا جانا درست ہے کہ حلال وحرام کے سارے احکام کسی نہ کسی طرح اخلاقی قدروں پر ہی مشتمل ہیں۔

حضور ﷺ کی احادیث طیبہ میں کہیں تو اخلاق پر چلنے کو ایمان اور کہیں جز ایمان قرار دیا گیا ہے اور اخلاق کی خلاف ورزی کو منافئ ایمان کہا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے: لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ

(ترجمہ) ''جسے امانت داری نصیب نہیں اس کا ایمان بھی کامل نہیں اور جو عہد و پیمان کی رعایت نہیں رکھتا اس کا دین ہی مکمل نہیں۔''

Scanned with CamScanner

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان صفحہ 15 فصل ثانی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اورارشادفرمایا:لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْهِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِهٖ:

(ترجمہ) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرلے جواپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان صفحہ 12 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اورایک موقع پرفرمایا:وَاللّٰهُ لَا یُؤْمِنُ (ثلاث مرات) مَنْ لَا یَأْمِنُ جَارُهٗ بِوَائِقِهٖ:

(ترجمہ) "بخداوہ مومن کامل نہیں (تین مرتبہ تکرار فرمایا) جس کا پڑوسی اس کے ظلم سے مامون نہ ہو"۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اورفرمایا:لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ:

(ترجمہ) "کوئی مومن حالت ایمان میں رہ کرزنانہیں کرسکتا"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد2 صفحہ 326 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

اسی طرح ارشاد ہے:اَلْمُؤْمِنُ لَا یَکْذِبُ :

(ترجمہ) "مومن کامل کبھی دروغ گونہیں ہوتا۔"

اورایک جگہ ارشاد ہے:عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ الشِّرْکَ بِاللّٰهِ:

(ترجمہ) "جھوٹی گواہی اللہ ﷻ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے مساوی ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد4 صفحہ 178 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

دوسری جگہ ارشادفرمایا ہے:مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا،

(ترجمہ) "جودھوکہ دہی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(کنزالعمال حدیث نمبر40122 جلد15 صفحہ 67 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

ایک اورموقع پرآپ ﷺ کاارشاد ہے:اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ:

(ترجمہ) "شرم وحیاایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔"

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان صفحہ 12 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان)

اس طرح کے اورکتنے ہی نصوص ہیں جن میں حضور ﷺ نے ایمان کواخلاق سے وابستہ فرمایا اور بداخلاقی کونفی ایمان سے جوڑا،اگرچہ کہ یہ نصوص علماءاورمحققین کے نزدیک معنی حقیقی پرمحمول نہیں ہیں بلکہ کمال ایمان کی نفی یاکفارسے تشبیہ مقصود ہے۔تاہم ان نصوص کے تیورسے یہ بات روزروشن سے زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ اخلاق کی اسلام میں کتنی اہمیت اورفضیلت ہے کہ اس کاوجود ہے توایمان کاوجود ہے اوراگروہ غائب ہے

توایمان ہی مفقود ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اسلام میں ایک طرف اخلاق کی یہ اہمیت اوردوسری طرف اسلامی معاشرے میں اخلاق کی وہ گراوٹ،یہاں ایمان اوراخلاق میں یہ مضبوط رشتہ اوروہاں دعویٰ ایمان اوراخلاق سے وہ بیگانگی۔

ترجو النجاة ولم تسلک مسالکها ان السفینة لاتجری علی الیبس

(ترجمہ شعر) نجات کے امیدوار ہوحالانکہ اس کی راہ اختیار نہ کی یقیناً کشتی خشکی پرنہیں چل سکتی۔

بہرحال اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں اسلامی اخلاق کی احیااوراس کی ترویج واشاعت کیلئے زیادہ سے زیادہ کوششیں کی جائیں۔زیرنظرکتاب "تنبیہ المغترین" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے،جس کے مطالعہ سے انشاءاللہ ﷻ ایمان کوتازگی اوریقین کوبالیدگی ملے گی۔

کیونکہ یہ کتاب ایک ماہرروحانی طبیب،مصرکے ایک نامورعالم باعمل ہستی اورمشہورصوفی بزرگ حضرت ابوالمواہب،عبدالوہاب بن احمدالانصاری،الشافعی الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یہ امام شعرانی کے لقب سے عالم اسلام میں زیادہ مشہور ہوئے اوردراصل یہ ان کے گاؤں کی طرف نسبت ہے کیونکہ "ابوشعرۃ" ان کاپیدائشی گاؤں ہے جومصرکے ضلع متوفیہ میں واقع ہے۔

یوں توآپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہی یتیم ہوگئے تھے،لیکن غیبی نصرت اورتائید الٰہی ہمیشہ شامل حال رہی اورآپ رحمۃ اللہ علیہ ترقی کی راہوں کوبآسانی طے کرتے رہے۔چنانچہ سات سال کی عمرمیں حفظ قرآن مجید مکمل کرلیااوراس زمانے کے نصاب تعلیم کے مطابق مشہورومتداول متون یادکرلئے اوراس پرحاوی ہوگئے اورتیرہ سال کی عمرمیں قاہرہ روانہ ہوگئے اورمختصرعرصے میں تمام علوم وفنون میں گہرائی اورگیرائی پیداکرلی اوراپنے استادومرشد شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں "صحاح ستہ" کی تکمیل کرلی۔ان سارے علوم میں پختگی اورگرفت کے بعدعبادت وریاضت،مجاہدۂ نفس اورتصفیۂ قلب کی راہ اختیارکئے،قیام وصیام کا التزام فرمایااورحقیقی معنوں میں دل کی صفائی کی،چنانچہ اللہ ﷻ نے اس دنیامیں بھی ان کی عزت افزائی فرمائی اورکرامتوں کاظہورہونے لگا۔

ان کے عظیم کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی اصلاح وترقی کے لئے تصانیف کے بیش بہاخزانے چھوڑے جن سے پورے عالم اسلام کے خواص وعوام کوفائدہ پہنچااورپہنچ رہاہے اورانشاءاللہ ﷻ قیامت تک پہنچتارہے گا۔ان کی تصانیف کی تعداد ۳۰۰ تین سوسے زائد بتائی جاتی ہے جن میں سے مشہورترین یہ ہیں۔

1.لواقح الأنوار القدسیة.2.الیواقیت والجواهر فی عقائد الأکابر. 3.المیزان

الکبری . 4. شرح جمع الجوامع. 5. البحر المورود. 6. المائر والمفاخر فی علماء القران العاشر. 7. الطبقات الصغری. 8. الطبقات الکبری.

انہوں نے اپنی خانقاہ قاہرہ میں ''باب الشعریۃ'' کے علاقے میں بنوائی، اس خانقاہ میں، فقراو مساکین کی بڑی تعداد قیام کرتی تھی، ان کے خورد ونوش اور کپڑے وغیرہ کا بھی انتظام انہیں کے ذمے تھا۔

اس طرح وہ خدمت خلق میں بھی مشغول رہے اور عبادت الٰہی بھی ہوتی رہی گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ یہ تھا ''دست بکار دل بیار''۔

سلوک واخلاق کا یہ قابل تقلید نمونہ علم ومعرفت کا یہ شمع درخشاں اس عالم فانی سے ۹۷۳ھ میں کوچ کر گیا۔ رحمۃ واسعۃ اور باب الشعریۃ کے علاقے میں مدفون ہوئے، مزار سے متصل ان کی مسجد بھی ہے جو اب بھی جامع امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ صاحب کتاب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے میرا ایک خاص قسم کا روحانی رشتہ ہے اور وقتاً فوقتاً میری ان کی بارگاہ میں حاضری ہوتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ تقریباً چھ سال سے جاری ہے۔

یوں تو مصر کے اکثر مشہور ترین مقامات پر فقیر کی حاضری ہو چکی، جن میں خاص طور پر سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قابل ذکر ہے، جو قاہرہ سے تقریباً 900 کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے، یہاں فقیر کی دوبار حاضری ہوئی اور دونوں بار الگ الگ عربی زبان میں منقبت عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی پہلے سفر میں ہم یمن کے عظیم بزرگ حبیب علی جعفری مدظلہ العالی کے ساتھ تھے جو طریقہ شاذلیہ سے وابستہ ہیں۔

اسی طرح سیدی احمد البدوی اور سیدی ابراہیم الدسوقی رحمہما اللہ دونوں کے مزارات پر حاضری ہوئی اور عربی میں منقبت عرض کرنے کی سعادت سے سرفراز ہوا، والحمد للہ، اظہار عقیدت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور خواہش ہوئی کہ سیدی شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت نظم کی جائے اور ان کی بارگاہ میں نذر کی جائے لیکن طبیعت اس طرف ملتفت نہ ہوئی اس طرح کئی بار ارادہ بنا اور کوئی نہ کوئی رکاوٹ آ پہنچی اور فکری توجہ میں یکسوئی نہ ہو سکی۔ خیال یہ ہوتا تھا کہ شاید صاحب منقبت کی اجازت نہیں ہے

یہاں تک کہ حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی قاہرہ تشریف لائے اور فقیر کے غریب خانہ میں قدم رنجہ ہوئے اور اظہار فرمایا کہ ''تنبیہ المغترین'' کے ترجمے کا کام جاری ہے اور مجھے اس پر مقدمہ لکھنے کا حکم فرمایا، ابھی بات ختم بھی نہیں کئے تھے کہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ شاید اب صاحب منقبت کی اجازت ہو گئی اور اسی بہانے ان پر کچھ لکھنے کی سعادت نصیب ہو جائیگی اور مولانا موصوف اس کے ظاہری سبب بنیں گے۔

بہر حال مولانا ممدوح جب دوسری بار فقیر کے غریب خانے پہ تشریف لائے تو ''تنبیہ المغترین''

کا ایک نسخہ میرے پاس چھوڑ گئے۔ میں نے سرسری نظر سے اس کے کچھ اوراق دیکھے لیکن بے حد مصروفیت کی وجہ سے مزید پڑھنے کی فرصت نہیں مل پا رہی تھی کیونکہ انہیں دنوں میری نئی کتاب ''The Prophet's Family in Egypt'' کی کمپوزنگ کا کام چل رہا تھا اور علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کے اردو دیوان ''ذوق نعت'' کا عربی ترجمہ بھی فقیر کے پاس تصحیح کے لئے آیا ہوا تھا۔

بہر حال جب کتاب کے کچھ اوراق پڑھے تو دلچسپی میں اضافہ ہوا یہاں تک کہ کتاب کی جاذبیت نے مجھے سارے کاموں سے چھڑا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا، گویا کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میری رائے ہے کہ یہ کتاب جس اعلیٰ معیار کی ہے الحمد للہ اس کے اردو ترجمے کے لئے مترجم بھی اسی اعلیٰ معیار کے ہیں، کیونکہ مولانا موصوف ایک کہنہ مشق مترجم ہیں اور دونوں زبانوں کے اسرار و رموز سے بخوبی واقف ہیں۔ جن کو عربی کی کئی مایہ ناز ضخیم کتابوں کے ترجمے کا اعزاز بھی حاصل ہے، جن میں احیاء علوم الدین للامام أبی حامد الغزالی اور ریاض الصالحین للامام النووی رحمہما اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر ترجمہ نہایت ہی سلیس، بامحاورہ اور مفہوم خیز ہے اور ساتھ ہی بہت محتاط بھی ہے۔

مترجم ممدوح کی احتیاط کے سلسلے میں، میں یہاں صرف ایک مثال بطور نمونہ پیش کرتا ہوں، عربی کی عبارت یہ ہے ''وکان الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ یقول مامن نبی الا ولہ نظیر من امۃ''

(ترجمہ) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ''ہر نبی کی امت میں اس نبی کا کوئی مظہر ہوتا ہے''۔

''نظیر'' کا ترجمہ ''مظہر'' سے کرنے میں جو خوبی پنہاں ہے وہ ہر ذی فہم پر روشن ہے۔ اسی طرح نظیر کا ترجمہ ''مثل'' سے کرنے میں جو خرابی ہے وہ بھی واضح ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مولانا نے اس ترجمہ سے امتناع نظیر کا بھی مسئلہ بیان کر دیا، اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مقبول خواص وعوام بنائے اور مؤلف، مترجم ناشر سب کو جزائے خیر دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد جلال رضا،
فاضل جامعہ نظامیہ حیدر آباد (الدکن)
بی اے، جامعۃ الأزہر الشریف، ریسرچ اسکالر، الفلسفۃ الاسلامیہ
کلیۃ دار العلوم، جامعۃ القاہرۃ۔ مصر

۱۷/ذوالقعدۃ ۱۴۲۵ھ بمطابق 29 دسمبر 2004ء

مقدمہ

ازمولف کتاب علیہ الرحمۃ

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۱ لقمان ۳۳)

(ترجمہ) اور تمہیں دنیوی زندگی ہرگز دھوکہ نہ دے اور نہ ہی اللہ عزوجل کے (حکم) بارے میں کوئی فریب دے

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں درود وسلام (کا تحفہ) بھیجتا ہوں اپنے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ان کے آل واصحاب سب پر

اور میں کہتا ہوں اے اللہ عزوجل! تو پاک ہے ہمیں صرف اسی بات کا علم ہے جو تو نے ہمیں سکھائی ہے بے شک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

حمد وصلوۃ کے بعد! یہ عمدہ کتاب ہے اس کی جسامت چھوٹی اور قدر و قیمت بڑی ہے میں نے اس میں وہ اچھی باتیں جمع کی ہیں جو سلف صالحین کی اللہ عزوجل اور اس کی مخلوق کے ساتھ اچھے معاملات میں سے ہیں اور میں نے اس کو کتاب وسنت کی روشنی میں سونے اور جواہرات کے طور پر تحریر کیا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح مجھے اس کی تالیف کے دوران سمجھ آئی۔

پس یہ کتاب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے متعلق کتاب ''المنہاج'' کی طرح ہے تو جس طرح اس دور کے علماء اس کتاب اور اس میں شامل ترجیحی مسائل سے لوگوں کو فتوی دیتے ہیں اسی طرح صوفیاء کرام اس میں منقول عمدہ تحریرات سے لوگوں کو احکام (تصوف) بتاتے ہیں۔

میں نے اس کتاب کو سلف صالحین صحابہ کرام، تابعین اور باعمل علماء، اللہ عزوجل ان سب سے راضی ہو، کے افعال سے مزین و مضبوط کیا نیز وہ اخلاق جن سے میں اس وقت موصوف ہوا جب میں نے صوفیاء کرام کی محبت کے طریقہ پر قدم رکھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ بعض مخالفین کہیں گے کہ فلاں شخص کس طرح ہمیں ان لوگوں کے اخلاق سے موصوف ہونے کا مشورہ دیتا ہے اور خود ان اخلاق پر قادر نہیں اور یہ مجھ پر اللہ عزوجل کا احسان ہے اسی لئے میں نے اکثر ان اخلاق کو واضح طور پر ذکر کیا جن کے ذریعے اللہ عزوجل نے مجھ پر احسان فرمایا اور میرے دیگر ہم عصر لوگوں کو وہ حاصل نہیں۔

(میں نے یوں لکھا) ''یہ عجیب خلق ہے اس زمانے میں میرے علاوہ کوئی دوسرا اس سے موصوف نہیں''۔

اس کا مقصد ہے سامعین کو اس بات سے آگاہ کرنا تھا کہ مجھ میں یہ صفت پائی جاتی ہے اور میں نے دوسروں کو یہ خلق اپنانے کا مشورہ دینے سے پہلے خود اس خلق کو اپنایا ہے۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو ہمارے لئے

زیادہ مناسب یہ بات تھی کہ اپنے بھائیوں سے اس کو چھپاتے جس طرح ان دیگر اعمال کو مخفی رکھا جن میں ہم نے کسی دوسرے سے اقتدا کی طلب نہیں دیکھی۔

کیونکہ اعمال کو دو باتوں کے علاوہ ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

(1) لوگ اس کی اقتدا کریں

(2) اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا مقصود ہو

اس کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو گویا میں زبان حال سے اپنے مخالفین کو کہہ رہا ہوں اے میرے بھائی! میرے اخلاق کو دیکھو اگر تم مجھے کسی خلق سے موصوف نہ پاؤ تو اس میں میرا عذر تمہارا عذر ہے۔

میں نے اس کتاب میں بہت سے اخلاق کو بار بار مختلف عبارات سے بیان کیا اور یہ کام قرآن مجید اور صحیح بخاری وغیرہ کتب دلائل کی اقتدا کے طور پر کیا نیز ان اخلاق کی شان کے اہتمام کو بیان کرنا مقصود تھا علاوہ ازیں اس زمانے میں لوگوں نے اس سے سستی اختیار کر لی (لہٰذا اس کو زیادہ بیان کرنا ضروری ہو گیا) جس طرح میں (کتاب میں) بعض جگہ کہتا ہوں۔

''یہ خلق اس زمانے میں بالکل نایاب ہو گیا ہے اور میں اپنے ہمعصر لوگوں میں کسی کو نہیں جانتا جو اس سے موصوف ہو البتہ میں اس سے موصوف ہوں''۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرے ہم عصر لوگوں نے اس کو بہت کم اپنایا ہے۔ اپنے بھائیوں کی توہین کرنا میرا مقصد نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا اس قسم کے ارادے سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس کتاب کی تالیف کا سب سے بڑا باعث مولانا سلطان سلیمان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کی وہ تحقیق ہے جو دسویں صدی کے نصف ثانی میں انہوں نے کی جب حکمرانوں وغیرہ نے لوٹ مار مچا رکھی تھی میں نے اس کو دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے اخلاق کے نشانات جو مٹ چکے تھے ان کی تحقیق جس طرح مولانا سلطان (اللہ عزوجل ان کی مدد کرے) کی جماعت نے کی علماء شریعت میں سے کسی نے نہیں کی تو مجھے شریعت پر ایمانی غیرت نے اس کتاب کی تالیف پر برانگیختہ کیا جس طرح کوئی شخص ظاہر و باطن کے علماء کی خدمت میں اخلاق شریعت کے مٹے ہوئے نشانات کو واضح کرتا ہے۔

یہ کتاب اس زمانے کے ہر صوفی اور فقیہ کے لئے نفع بخش ہے ان میں سے کوئی بھی اس میں نظر کرنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا جس طرح تجھے اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا ان شاء اللہ عزوجل

یہ کتاب اس زمانے کے ہر شخص کی گردن کاٹتی ہے جو ناحق طور پر مشیخت (صوفی بزرگ ہونے) کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ یہ اس کو مفلس قرار دیتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو قوم کے اخلاق سے برہنہ سمجھتا ہے جس طرح سانپ اپنے لباس سے نکل آتا ہے اور میں بعض لوگوں کو جانتا ہوں جب ان تک اس کتاب کی خبر پہنچی تو

وہ پریشان ہوگئے اور اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ اس کو چوری کر کے اس (کے مضامین) کو دھوڈالتے کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر ان کے کسی معتقد نے اس کتاب پر نظر ڈال لی تو ان کے حق میں ان (معتقدین) کا عقیدہ بدل جائے گا جب وہ دیکھیں گے کہ یہ لوگ ان لوگوں کے اخلاق سے الگ تھلگ ہیں جن کے خلفاء ہونے کا یہ دعویٰ کررہے ہیں

حالانکہ ان کے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ اس پر خوش ہوتے کیونکہ یہ کتاب مکمل طور پر پند ونصائح پر مشتمل ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس زمانے میں اس کتاب جیسا ناصح نہیں پائے گا اور میرے بھائی شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائیوں اور دوسرے لوگوں کی نصیحت کے لئے پانچ اوراق کے برابر ایک میزان لکھی تو انہوں نے اس کو سونے اور لاجورد سے لکھا اور اس پر بہت خوش ہوئے اللہ ﷻ سچے لوگوں سے راضی ہو آمین۔

میری اس کتاب کی تالیف ان واقعات کے مطابق ہے جو مجھے اور میرے دوستوں کو پیش آتے ہیں اور میں نے اس میں جس خُلق کا ذکر کیا ہے اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہے جس کو میں جانتا ہوں پس اللہ ﷻ ان لوگوں پر رحم فرمائے جو اس میں خلل دیکھے تو بھلائی پر میری مدد کرتے ہوئے، اس کی اصلاح کرے یہ اصل کتب سے منقول نہیں ہے بلکہ یہ قرآن وسنت اور اقوال آئمہ سے اجتہادی صورت میں ہے اور جو باتیں میں نے اس میں نقل سے ذکر کی ہیں (یعنی آیات واحادیث) وہ میرے ذکر کردہ اقوال کی گواہی کے طور پر ہیں اور کوئی بات نہیں جیسا کہ تم دیکھو گے انشاء اللہ ﷻ

اور جب مولف سب سے پہلے استنباط کرنے والا (اخذ کرنے والا) ہو تو اس کا کلام بعد والوں کا محتاج ہوتا ہے اور لازماً اس کی غلطیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے جس طرح بعد والے علماء نے پہلے لوگوں کی غلطیوں کا ازالہ کیا بخلاف اس کے جو متاخرین کی نقل کردہ باتوں کا مجموعہ ہو کیونکہ اس کا کلام شاذ ونادر ہی تعاقب کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ وہ علماء کو ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ عبارت اختیار کرتا ہے جو نکتہ چینی سے محفوظ ہو جس طرح ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات میں کیا۔

اسی وجہ سے جو شخص ایسی کتاب لکھتا ہے جو پہلے نہیں لکھی گئی تو وہ اپنے کلام کو تمام مفسرین، محدثین، فقہاء، اصولین، نحویوں متکلمین (علم کلام والے) صوفیا اور بیان کرنے والے سب حضرات کا نشانہ بناتا ہے اور وہ ہر قول میں ان تمام علماء کی بحث کا محتاج ہوتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اس قول کو ذکر کرے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (پ۵ النساء۸۲)

(ترجمہ) اگر یہ (قرآن) اللہ ﷻ کے غیر کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

کیونکہ مولف کے لئے ہر مسئلہ میں تمام اقوال کو جمع کرنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح اس کتاب کی تالیف کے دوران اس کے الفاظ اور مفہوم پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں اگر وہ اس پر قادر ہوتا تو کتابیں شروح کی محتاج نہ ہوتیں اور پھر شروح پر حواشی کی حاجت نہ ہوتی میری (مصنف علیہ رحمۃ کی) تمام کتابوں کی یہی صورت ہے البتہ حدیث یا اصول کی مختصر کتب کا معاملہ الگ ہے یہ تمام کتاب وسنت سے اخذ کی ہوئی ہیں۔

(مطلب یہ کہ انسان کی تحریر قرآن مجید کی طرح محفوظ نہیں ہے)۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو فتویٰ دیتے اور فرماتے تھے یہ عمر کا قول ہے اگر یہ درست ہے تو اللہ ﷻ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں خطا ہے تو عمر کی طرف سے ہے۔

اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیتے اور فرماتے ہمیں جس قدر علم پر قدرت حاصل ہوتی ہے یہ اس میں سے اکثر ہے جو اس سے زیادہ واضح (حکم) پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اور اکثر فرماتے تھے یہ نعمان (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ ہے اگر یہ درست ہے تو اللہ ﷻ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں خطا ہے تو نعمان کی طرف سے ہے اور دنیا اور آخرت میں اسی سے پوچھا جائے گا۔

اسی طرح اس کتاب کا مؤلف بھی کہتا ہے اور اللہ ﷻ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ کتاب صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے ان اخلاق کو واضح کرے گی جو ایک عرصہ سے مٹ چکے ہیں اور ہم نے وہ زمانہ دسویں صدی ہجری کا پہلا نصف پایا اور اس کے بعد ان بزرگوں کا انتقال ہوگیا۔

الحمدللہ! ہم نے ایک سو کے قریب بزرگوں کو پایا ان میں سے ہر ایک کا مقام یہ تھا کہ اس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی تھی۔ جس طرح میرے سردار حضرت علی المرصفی، سیدی محمد شناوی، سیدی محمد بن داؤد، سیدی ابوبکر الحدیدی، سیدی عبدالحلیم بن مصلح، سیدی ابی السعود الجارحی، سیدی تاج الدین الذاکر، سیدی محمد بن عنان، سیدی علی الخواص رحمہم اللہ ان کے علاوہ وہ بزرگ جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب "طبقات العلماء والصوفیا" میں کیا ہے۔

ان میں سے ہر ایک زہد، عبادت، پرہیزگاری، ظاہری اور باطنی اعضاء کو ان چیزوں میں استعمال کرنے سے روکنے میں جن سے اللہ ﷻ نے منع فرمایا، عظیم قدم پر تھے اور ان میں سے کوئی بھی حکمرانوں سے مال قبول نہیں کرتا تھا اگرچہ انتہائی تنگدست ہو بلکہ وہ اس وقت تک بھوک برداشت کرتے جب تک کوئی حلال چیز نہ پاتے اور ان میں سے کوئی بھی گھوڑوں کی سواری، عمدہ لباس، نفیس کھانوں کا خیال دل میں نہ لاتا نرم ونازک عورتوں سے نکاح نہ کرتا، سنگ مرمر والے مکانات میں نہ رہتا البتہ بعض اوقات حلال مال سے حاصل ہوجائے (تو ٹھیک ہے) بادشاہ ان پر بیت المال میں سے رزق، عطیات اور سخاوت کے دروازے کھول دیتا تو وہ انکار کردیتے تھے اور کہتے تھے

Scanned with CamScanner

یہ (بیت المال) عوام کی ضروریات میں خرچ کرنے اور دین کے شعائر (علامات) کو قائم کرنے اور ان فوجیوں پر خرچ کرنے کے لئے ہے جو مسلمانوں کا دفاع کرتے ہیں اور ہم میں سے کسی ایک سے نفع نہیں ہے۔

ان میں ایک روٹی کے خشک ٹکڑے پر قناعت کرتا اسے پانی میں ڈبو کر نمک لگا کر (کھاتا اور) اس پر اکتفا کرتا تھا۔

ان حضرات میں سے شیخ امین الدین غمری، شیخ محمد مغربی، شیخ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ شامل ہیں ایک دفعہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سلطان قایتبائی آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھا رہے تھے اس نے ایک ہزار دینار پیش کئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کر دیئے اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

اس نے بادشاہ کے لئے یہ شعر پڑھا۔

اقنع بلقمة و شربة ماء ولبس الخيش

وقل لعقلك ملوك الارض راحو بيش

ایک لقمہ پر پانی کے ایک گھونٹ پر اور سوتی کھردرے کپڑے پر قناعت کر اور اپنی عقل سے کہو کہ زمین کے بادشاہوں نے خوب آرام کیا۔

پس بادشاہ کو عبرت حاصل ہوئی وہ رویا اور اس نے ایک ہزار دینار اٹھا لئے۔

تو دور حاضر کے مشائخ کے احوال کہاں جو مصر یا حجاز یا شام سے روم یا عراق کی طرف سفر کرتے ہیں تا کہ بادشاہ سے سوال کریں کہ وہ ان کے لئے عطیات، وظائف اور سخاوت کا حکم دے حالانکہ ان میں سے ایک (یعنی سب) اپنے شہر میں اس قدر پاتا ہے جو اس کے لئے کافی ہے

ان لوگوں کے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں ان کے سامنے پیش کی جاتیں تو ان کو رد کر دیتے اور بادشاہ کے لشکر سے اس مال کا مقابلہ نہ کرتے جو اس (لشکر) کی ضروریات کے لئے ہے جس طرح ہمارے صالح اسلاف نے طریقہ اختیار کیا بلکہ ہم نے مشائخ کے مریدین میں سے بھی کسی کو یوں نہیں پایا کہ وہ دنیا کے لئے اپنے شہر سے سفر کریں۔ مشائخ کا تو معاملہ ہی الگ ہے۔

کیونکہ مرید طریقت میں جو پہلا قدم رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ دنیاوی مال اس کے پاس ہے اسے نکال کر نا امیدی کے سمندر میں پھینک دے جیسا کہ معلوم ہے۔

مشائخ مصر میں سے ایک شخص نے ایک مرتبہ روم کی طرف سفر کیا اور وزیر ایاس پاشا سے ملاقات کی اس نے کہا تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں اہل طریقت میں سے ایک شیخ ہوں ایاس نے اس سے کہا تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا بیت المال میں سے کچھ میرے لئے مقرر کر دیں وزیر نے پوچھا

کیا تم سمجھتے ہو کہ مصر میں کوئی شخص طریقت میں تمہاری مثل ہے؟ اس نے کہا نہیں، ایاس نے اس سے کہا اے شیخ تم پر افسوس ہے جب تیرا یہ حال ہے اور تو خیال کرتا ہے کہ مصر میں طریقت کے حوالے سے تجھ سے اعلیٰ کوئی شخص نہیں ہے تو باقی مشائخ کا کیا حال ہوگا؟ تو نے فقرا کو ذلیل اور طریقت کو بدنام کیا۔

اگر مریدین میں سے کوئی ایک اس قسم کی حرکت کرتا اور اپنے شہر سے دوسرے شہر میں دنیا کی طلب میں جاتا تو وہ ارادت کے راستے سے نکل جاتا تو تو انتہا پر پہنچنے کے باوجود یہ کام کس طرح کر رہا ہے؟۔

وزیر نے اسے جھڑکا اور حکم دیا کہ اسے اس کے پاس سے نکال دیا جائے پس جس چیز کا طالب تھا اس میں خسارے کے ساتھ واپس لوٹا۔

شام کا ایک شخص روم کی طرف گیا کہ وہ زیادہ عطیات طلب کرے اس سے پہلے وہ لوگ اسے چالیس نصف[1] یومیہ دیتے تھے جب استنبول پہنچا تو شہر کے راستے میں بیٹھ گیا اور اپنے قاصد کو وزیر کی طرف بھیجا ان دنوں بھی ایاس پاشا وزیر تھا (قاصد نے) اسے خبر دی کہ میرے آقا و شیخ تشریف لائے ہیں تا کہ وہ ملاقات کے لئے آئے پاشا نے انکار کر دیا اور قاصد سے کہا اس سے کہو اگر تمہیں ہم سے کوئی کام ہے تو ہمارے گھر میں ہمارے پاس آؤ قاصد نے جا کر شیخ کو وزیر کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

پھر وزیر نے کہا تعجب کی بات ہے اس شخص نے کس طرح حصول دنیا کے لئے شام سے روم کی طرف سفر کیا اور پھر یہ امراء سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم کریں اور اس کی ملاقات کے لئے آئیں حالانکہ وہ خود ان کا محتاج ہے ان میں سے کوئی اس کا محتاج نہیں۔ اگر یہ شخص جو ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو طرح طرح کے مجاہدات میں ڈالا (اور ریاضت کی) اور پھر یہ اپنے نفس کو طلب دنیا کے لئے امراء کے سامنے پیش کرتا ہے تو ہمارا کیا حال ہے ہم نے اپنے آپ ریاضت میں نہیں ڈالا اور ہمیں اس سے کوئی حاجت بھی نہیں ہے پاشا نے اس شیخ کو دعوت دی اور مہمان نوازی کرنا چاہی لیکن وہ نہ آیا پاشا نے کہا میں نے شیخ کے ساتھ یہ معاملہ اس کو ادب سکھانے کے لئے کیا ہے ہمارے جیسے لوگ اُن لوگوں کے پاس جاتے ہیں جن پر ہم دنیا (کا مال) پیش کرتے ہیں لیکن وہ واپس لوٹا دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص ہم سے طلب کرے اور اس کے لئے اپنے وطن سے سفر کر کے آئے تو وہ اس بات کا مستحق نہیں کہ ہم میں سے کوئی ایک اس کے پاس جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ نامراد ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔

ایک دفعہ مصر کے دفتر دار امیر محمد نے محمد (حضرت مصنف علیہ الرحمۃ) سے کہا اب میرا مصر کے مشائخ پر اعتقاد نہیں ہے اگرچہ ان میں کوئی ہوا میں چلے میں نے پوچھا کیوں؟

اس نے کہا اس لئے کہ میں نے دیکھا کہ یہ دنیا کی طلب میں ہم سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اس

ا۔ نصفا کا لفظ ہے جس کا معنیٰ لغت سے معلوم نہ ہو سکا شاید اس زمانے میں مصر کا کوئی سکہ ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ ہزاروی

نے کہا ایک دفعہ رمضان (کے مہینے) میں ایک شیخ میرے پاس افطار کرنے آیا میں نے اس سے کہا میرے پاس جو مال ہے وہ مشکوک ہے پس تو اس میں سے نہ کھا، اس نے کہا میرے آگے کرو آخرت میں، میں خود حساب دے دوں گا۔

تو میں اس قسم کے لوگوں پر کس طرح اعتقاد کروں جب کہ میں خود اس مال سے کھانا اچھا نہیں سمجھتا کیونکہ میں بھی ظالموں میں سے شمار ہوتا ہوں۔

جب شیخ نورالدین شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا میں خابر بیگ (حکمران) سے رزق قبول کرنے پر نادم ہوں کیونکہ میں عمر بھر آزار رہا ہوں۔

تو اے بھائی! جن مشائخ کو ہم نے پایا ان کو ان (موجودہ مشائخ) کی طرح گمان نہ کرو کہ وہ بھی تقویٰ اور قناعت میں کم درجہ پر تھے اس طرح ان کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو جاؤ گے۔

اور اے بھائی! تم اپنے آپ کو اس زمانے کے مشائخ کی صورت میں ظاہر کرنے سے بچو۔ مگر یہ کہ تم خود ظاہر و باطن میں ملاوٹ سے محفوظ ہو جس طرح کھلم کھلا حرام کھانے والوں، مشائخ عرب اور ظالموں کا مال کھانا اور اگر تم اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کرو گے اور تمہارا ظاہر محفوظ نہیں ہوگا تو تم اللہ ﷻ اس کے رسول ﷺ اور اہل طریقت سے خیانت کرنے والے ہو جاؤ گے اور اپنے متبعین کا دین بھی ضائع کرو گے اور تیرے اپنے گناہ کے ساتھ ساتھ گمراہ کرنے والے ائمہ کا گناہ بھی شامل ہوگا خصوصاً جب تم دعویٰ کرو کہ تمہارا مقام مشائخ مصر کے مقام سے اعلیٰ ہے۔

میں نے یہ کتاب اسی لئے بطور میزان لکھی ہے جس کے ذریعے فائدہ حاصل کرنے والے اور نقصان اٹھانے والوں کے درمیان فرق ہو جائے حق پر چلنے والے اور اہل باطل کے درمیان نیز نیک اور برے میں فرق ہو جائے تو اے بھائی! تو اس زمانے کے ان ظاہری مشائخ میں سے جس کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہے اس پر ان اخلاق کو پیش کر جو اس کتاب میں درج ہیں اگر وہ ان اخلاق کے زیور سے مرصع ہے تو اس کی صحبت اختیار کر اور اس کی اقتدا کر اور اس کے پاؤں کو بوسہ دے اور اگر تو اسے ان اخلاق کے ساتھ موصوف نہ پائے تو اس کی تذلیل کئے بغیر اس سے پہلو پھیر لے اور اس کا معاملہ اللہ ﷻ کے سپرد کر دے

تو وہ کتاب کس قدر قابل احترام ہے جو اس دور میں وجود میں آئی ہے جو نیک لوگوں سے خالی ہے یہ کتاب صوفیاء کرام کے ان اخلاق کی تجدید کرتی ہے جو مٹ چکے ہیں اور جس طرح ہر دور کے عمل کرنے والے علماء نے عمل کیا۔ ان لوگوں نے طریقت کے مٹ جانے والے نشانات کی تجدید کے لئے کتابیں لکھیں جس طرح حرث محاسبی، ابوطالب مکی، ابونعیم، ابوالقاسم قشیری، امام غزالی، شہاب الدین سہروردی وغیرہ رحمہم اللہ اور آٹھویں صدی میں مجدد دین کے آخر میں سیدی شیخ ابوعبداللہ محمد الغمری تھے جو محلہ کبریٰ میں مدفون ہیں

ان کو لوگ "فقیہ الصوفیہ" کہتے تھے۔ انہوں نے اپنی تالیفات میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اور اسلاف کے اخلاق کو ذکر کیا اور میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق کو بیان کرنے میں ان کے ساتھ مکمل طور پر مطابق ہو البتہ اللہ ﷻ کی حمد سے میری کتاب کو اسی طرح پاؤ گے۔ انشاء اللہ ﷻ۔

اگر اس زمانے میں میرے علاوہ کسی نے یہ کام کیا ہوتا تو میں اپنے بھائیوں کو اس کی تالیف کا مطالعہ کرنے کی طرف راہنمائی کرتا اور اپنے آپ کو اس کتاب کی تالیف میں نہ تھکاتا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

شاید کوئی شخص کہے کہ تمہاری اس کتاب کے مطالعہ سے کی پردہ دری ہوتی ہے تو تو نے اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کیوں نہ کی کیونکہ اس کتاب نے اس زمانے کے مشائخ جو ایک دوسرے کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ اسلاف میں سے جمہور علماء اور صوفیاء مجھ سے پہلے ایسی کتابیں لکھ چکے ہیں اور انہوں نے نیک لوگوں اور برے لوگوں، سچوں اور جھوٹوں نیز خودساختہ اور مخلصین لوگوں کے درمیان فرق واضح کیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ نہیں کی کہ اس سے کس کی برائی ظاہر ہوتی ہے جو سلف صالحین کے اخلاق کے خلاف ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (پ۱۵ الکہف ۲۹)

(ترجمہ) اور آپ فرما دیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے

تو اگر صالحین کی صفات بیان کرنے سے جھوٹوں کا پردہ فاش ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان بزرگوں کا مقصد مسلمانوں تک بھلائی پہنچانا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ گناہ قصد کے تابع ہوتا ہے اس کی مثال وہ جو علماء نے ارشاد فرمایا کہ اگر جنبی شخص قرآن مجید کی تلاوت قرآن کے قصد سے نہ کرے تو وہ گناہ گار نہ ہوگا (مثلاً کوئی آیت جو دعا پر مشتمل ہے اسے بطور دعا پڑھے) انہوں نے کہا اس لئے کہ وہ قرأت اسی صورت میں کرے گا جب اس کا قصد کیا جائے اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے جس کی طرف جمہور علماء اصول گئے ہیں کہ جو چیز کسی مذہب سے لازم آئے وہ مذہب نہیں (یعنی ایک بات کسی کے مذہب میں شامل نہ ہو اور وہ اس سے لازم آتی ہو تو وہ مذہب نہیں کہلائے گی)۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ شریعت و طریقت کے بزرگوں نے اپنے زمانے کے لوگوں پر تنقید کی تو ان کا مقصد اپنے بھائیوں کی ہمت کو اس چیز کی طرف اٹھانا تھا جو اس سے ارفع و اعلیٰ ہے جس کو انہوں نے اپنا رکھا ہے اور وہ بلند مرتبہ چیز اخلاق حسنہ ہیں یہ نہیں کہ رسول ﷺ اور آپ کی شریعت کو زندہ کرنے سے محبت نہ ہو۔

ان لوگوں کا مقصد نفس کی تشفی و تسلی اور دوسروں پر سرداری قائم کرنا نہ تھا اور نہ ہی ولایت کے ساتھ

Scanned with CamScanner

شہرت کا حصول مقصود تھا اللہ ﷻ نے ان کو ایسے ارادے سے محفوظ فرمایا۔

میں اللہ ﷻ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کے ذریعے اس کے مولف، کاتب[1] اور اس کا مطالعہ کرنے والے کو نفع فرمائے۔

بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے اور میں نے اس کا نام "تنبیہ المغترین اواخر القرون العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفھم الطاھر" رکھا ہے (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں لوگوں نے اپنے پاکیزہ اسلاف کی جو مخالفت کی ہے اس پر ان دھوکے میں پڑے ہوئے لوگوں کو تنبیہ۔

اللہ ﷻ اس کتاب کو خالص اپنی ذات کے لئے بنائے اور میں اللہ ﷻ کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر دشمن اور حاسد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس میں سازش کے تحت وہ باتیں داخل کردے جو میرا کلام نہیں ہے اور وہ کتاب و سنت کے ظاہر کے خلاف ہے وہ (حاسد) اس لئے یہ کلام کرسکتا ہے کہ لوگ اس کے مطالعہ سے نفرت کریں اور اس کے فوائد سے محروم ہو جائیں جس طرح میری کتاب "البحر المورود فی المواثیق والعھود" کے ساتھ ہوا اور جیسا کہ میری کتاب "کشف الغمۃ من جمیع الامۃ" کے مقدمہ میں ہوا اور اس وجہ سے جامع ازھر وغیرہ میں بہت بڑا فتنہ بپا ہوا اور الزام لگانے والوں میں سے اکثر لوگوں نے یہ خیال کیا کہ جو کچھ انہوں نے غلط عقائد اور ایسے مسائل جو مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہیں، اس کتاب میں داخل کئے وہ میرے عقائد نہیں اور یہی میرا دین ہے اور بہت کم لوگ میری عزت کے درپے ہونے سے محفوظ رہے پھر اس فتنہ کی آگ نہ بجھی حتی کہ میں نے اپنی دونوں (مذکورہ بالا) کتابوں کے دو صحیح نسخے جامع ازہر میں علماء کے پاس بھیجے۔

اور الحمدللہ! میں نے مشائخ اسلام کو ان دونوں پر مطلع کیا اور انہوں نے اپنی تحریرات کے لئے ان دونوں (نسخوں) کو بنیاد بنایا ان کی اجازت دی اور تعریف فرمائی ان کی تحقیق کی تو ان میں کوئی ایسی بات نہ پائی جسے حاسدین نے ان میں شامل کرکے شائع کیا تھا۔

اس وقت انہوں نے یہ کام کرنے والوں کی خدمت کی اور الحمدللہ مجھے ان غلط نظریات سے بری قرار دیا اور اس کے بعد میری برأت سے وہی شخص کنارہ کش رہا جو نفسانی خواہشات کا پجاری تھا اور دین کی وجہ سے بری قرار نہیں دیتا تھا۔

ان میں ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ الاسلام الشہاب ابن نجار حنبلی ہمارے سردار اور مولا شیخ ناصر الدین اللقانی ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ شہاب الدین الرملی، ہمارے سردار اور ہمارے آقا شیخ شہاب الدین حلبی حنفی، ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ ناصر الدین طبلاوی اور نیک بھائی شیخ شمس الدین

ا۔ مترجم، ناشر اور ان کے تمام متعلقین کو بھی نفع پہنچائے۔

محمد خطیب شربینی اور نیک بھائی شیخ نور الدین طندتائی، نیک بھائی شیخ نجم الدین غیطی، نیک بھائی شیخ سراج الدین حانوتی حنفی، نیک بھائی شیخ شمس الدین علقمی، نیک بھائی شیخ عبدالقادر رشدی، نیک بھائی شیخ شمس الدین برہمتوشی حنفی، نیک بھائی شیخ زین الدین الجیزی، نیک بھائی شیخ امین الدین بن عبدالعال اور ایک بہت بڑی جماعت شامل ہے۔ جس کا تذکرہ ہم نے "طبقات الاخیار رحمہم اللہ" میں کیا ہے۔

ان میں سے کسی کے بارے میں مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے اس بات کی تصدیق کی ہو جو حاسدین نے داخل کی اور میں تہمت لگانے والوں میں سے بعض ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں وہ اس اشاعت کی وجہ سے اب تک میرے بارے میں بدگمانی کا شکار ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے مجھ سے ابھی تک ملاقات نہیں کی اور نہ مجھ سے علمی مذاکرہ کیا اور نہ مجھے دیکھا کہ میں نے یہ تالیف کی اور نہ اس کے پاس کوئی عادل گواہ ہے اللہ ﷻ ان کی مغفرت فرمائے اور چشم پوشی فرمائے۔ ایک شخص جو عالم کہلاتا ہے اس کے بارے میں مجھے خبر ملی کہ وہ کہتا ہے

تو اے بھائی! میری کتب کا مطالعہ کر اور اس میں جو نصائح ہیں ان سے نفع حاصل کر اور کسی حاسد کی طرف کان نہ لگا کیونکہ الحمدللہ ﷻ! میں نے ان کو اوراق میں لانے سے پہلے کتاب و سنت کے مطابق کیا اور میں "سنی محمدی" ہوں میں نے جب تک علوم شرعیہ میں مہارت تامہ حاصل نہیں کی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور میں نے ان کتب کا مواد مشائخ اسلام جیسے شیخ زکریا انصاری، شیخ برہان الدین بن ابی شریف، شیخ عبدالحق السنباطی، شیخ نور الدین المحلی اور ان جیسے دوسرے مشائخ کے سامنے پیش کیا۔

اے بھائی! ان دو آدمیوں جنہوں نے میری کتب میں (اپنی مرضی کے مطابق) کچھ باتیں داخل کیں ان کے اتباع سے بچو بعض اوقات وہ اپنے شیخ کی تقلید میں میرے بارے میں سوئے ظن کا شکار ہوتے ہیں۔ ان دو آدمیوں میں حسد کی بیماری کی تحریک اس لئے پیدا ہوئی کہ جب انہوں نے لوگوں کو میری تالیفات کی کتابت کی طرف جلدی کرتے ہوئے دیکھا تو یہ حیلہ اختیار کیا اور میری کتب میں کچی پونی عقائد کو داخل کردیا جو باطن سے متعلق ہیں شاید اگر وہ مجھے فاسق قرار دیتے اور میری طرف ظاہری گناہوں کی نسبت کرتے تو لوگ ان کو جھٹلا دیتے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے کہ لوگوں کو میری کتب کے مطالعہ سے متنفر کردیں۔

میں نے دنیا اور آخرت میں اور ان تمام لوگوں سے چشم پوشی اختیار کرلی جنہوں نے ان دونوں کی وجہ سے میری غیرت کی پس تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور جس نے ہمیں معاف کرنے اور چشم پوشی کرنے والوں میں سے کردیا۔

جب تم نے یہ سب کچھ جان لیا تو اب ہم مقصود کتاب کو شروع کرتے ہیں ان شاء اللہ ﷻ پس میں اللہ ﷻ کی توفیق اور مدد سے کہتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

پہلا باب

بزرگانِ دین کے اخلاق

کتاب سنت سے وابستگی

پہلے بزرگوں کے اخلاق میں سے ایک خلق کتاب وسنت سے اس طرح وابستگی ہے، جس طرح کسی جسم کا سایہ ہوتا ہے اور ان (بزرگوں) میں سے ہر ایک شریعت مطہرہ کے علوم میں یوں ماہر ہو جانے کے بعد ہدایت دینے کے درپے ہوتا کہ مٹ جانے والے اور مروجہ مذاہب کے تمام دلائل پر مطلع ہوتا اور وہ مجالسِ مناظرہ میں قطعی یا راجح و واضح دلائل کے ساتھ علماء کو خاموش کر دیتا۔ ان لوگوں کی کتب ان باتوں سے بھری ہوئی ہیں، جس طرح ان کے اقوال وافعال سے ظاہر ہے۔

سید الطائفہ امام ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہماری یہ کتاب یعنی قرآن مجید تمام کتب کی سردار اور جامع ہے اور ہماری شریعت تمام شریعتوں سے زیادہ واضح اور دقیق ہے اور ہمارا طریقہ یعنی تصوف کا طریقہ کتاب وسنت کے ساتھ مضبوط ومزین ہے پس جو شخص قرآن مجید نہ پڑھے اور سنت (احادیث) یاد نہ کرے اور نہ اس کے معانی کو سمجھے اس کی اقتدا صحیح نہیں۔

وہ (حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے۔ آسمان سے جو علم بھی اترا اور اللہ ﷻ نے نبی ﷺ کے علاوہ لوگوں کے لیے اس کی طرف راہ نکالی ہے اس میں میرا حصہ رکھا ہے اور آپ اپنے مریدوں سے فرماتے تھے اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ فضا میں اڑتا ہے تو اس کی اقتدا نہ کرو حتی کہ امر ونہی کے وقت اس کا کردار ملاحظہ کرو اگر تم دیکھو کہ اللہ ﷻ کے تمام فرمودات پر عمل پیرا ہوتا ہے اور تمام ممنوعات سے اجتناب کرتا ہے تو اس پر اعتقاد رکھو اور اس کی اقتدا کرو اور اگر تم دیکھو کہ وہ احکام خداوندی میں خلل ڈالتا ہے اور ممنوعات سے اجتناب نہیں کرتا تو اس سے بچو۔"

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس زمانے میں فقرا (صوفیا) میں یہ خلق اجنبیت اختیار کر گیا ہے پس ان میں سے ایک ایسے شخص کے ساتھ شریک ہوتا ہے جس نے طریقت میں قدم نہیں رکھا اور اس سے فنا، بقاء اور شطح (صوفیاء کرام کی اصطلاح میں شطح ایسے کلمات کو کہتے ہیں جو مشاہدہ حق کے وقت صادر ہوتے ہیں جیسے "ان الحق") کے سلسلے میں ایسے کلمات کہتا ہے جن کو قرآن وسنت کی شہادت حاصل نہیں پھر وہ اس کے لیے جبہ پہنتا ہے جس کے پھندنے لٹکاتا ہے پھر وہ مثلاً روم کے شہروں کی طرف جاتا ہے اور خاموشی اور بھوک ظاہر کر کے اپنے لیے وظیفہ طلب کرتا ہے یا وہ ٹاٹ پہنتا ہے اور اس کو وزراء اور امراء کے لیے بطور وسیلہ اختیار کرتا ہے بعض

اوقات وہ اس کے لیے کچھ چیز مقرر کر دیتے ہیں پس وہ اپنے پیٹ میں حرام چیز ڈالتا ہے کیونکہ اس نے حکمرانوں کو ایک قسم کا دھوکہ دے کر یہ چیز حاصل کی اور انہوں نے اسے نیک خیال کیا۔

ان میں سے ایک میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) پاس آیا اور علم وذوق کے بغیر فنا وبقاء کے بارے میں مشغول ہوا اس کے ساتھ اس کے معتقدین کی ایک جماعت بھی تھی وہ شخص کچھ دن میرے پاس رہا ایک دن میں نے اس سے کہا مجھے وضو اور نماز کی شرائط کے بارے میں بتاؤ کہ کیا ہیں؟ اس نے مجھے جواب دیا کہ میں نے کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا

میں نے اس سے کہا اے میرے بھائی! کتاب وسنت کے ظاہر کے مطابق عبادات کی درستگی بالاتفاق واجب ہے اور جو شخص واجب ومستحب اور حرام ومکروہ میں فرق نہیں کر سکتا وہ جاہل ہے اور جاہل کی اقتدا نہ تو ظاہری طریقت (شریعت) میں جائز ہے اور نہ باطنی طریقت میں۔ پس وہ گونگا بنا رہا اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ اسی دن مجھ سے جدا ہو گیا اور اس کی بے ادبی کی وجہ سے مجھے جو تکلیف پہنچی تھی۔ اب اللہ ﷻ نے مجھے اس سے راحت عطا فرمادی۔

اور ہمارے سردار علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قوم صوفیاء کا طریقہ کتاب وسنت کے مطابق سونے اور موتیوں کی طرح تحریر ہے اس لیے کہ ان کے لیے ہر حرکت وسکون میں شرعی میزان کے مطابق صحیح نیت ہے اور اس بات کی پہچان صرف اس شخص کو ہوتی ہے جو علوم شریعت میں سمندر کی حیثیت رکھتا ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جو شخص کہتا ہے کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کو کتاب وسنت کا علم نہیں اللہ ﷻ کی قسم! وہ جھوٹ بولتا اور افتراء باندھتا ہے اور اس کا یہ قول اس کی کثرت جہالت پر دلالت کرنے والی بہت بڑی علامت ہے کیونکہ ایک جماعت کے نزدیک صوفی کی حقیقت یہ ہے۔

هُوَ عَالِمٌ عَمَلَ بِعِلْمِهٖ عَلٰى وَجْهِ الْاِخْلَاصِ لَا غَيْرَ۔

(ترجمہ) صوفی ایسا عالم ہے جو اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور بس۔

بعض حضرات اپنے تلامذہ (شاگردوں) سے جو مجاہدات طلب کرتے ہیں کہ وہ روزہ رکھیں، شب بیداری اختیار کریں، گوشہ نشینی، خاموشی اور زہد وتقویٰ وغیرہ اپنائیں، اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ ان کی عبادات اس طریقے پر ہوں جو پہلے بزرگوں کے مشابہ ہو، بس یہی مقصد ہے۔

لیکن جب بزرگوں کا طریقہ مٹ گیا کیونکہ اس پر عمل کرنے والے لوگ ناپید ہو گئے تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ طریقت شریعت سے خارج ہے کیونکہ بہت کم لوگ ان صفات کے حامل تھے جس طرح ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "المنهاج المبين فى بيان اخلاق العارفين" میں اس بات کو شرح وبسط سے ذکر کیا پس اس کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن وسنت اور عرف میزان ہیں

ان بزرگوں کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ ہر فعل اور قول میں اس وقت تک توقف کرتے ہیں جب تک اس کو کتاب وسنت اور عرف کے میزان پر پرکھ نہ لیں کیونکہ عرف (عام مسلمانوں کا طریقہ) بھی شریعت کا ایک حصہ ہے ارشاد خداوندی ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ (پ۹ الاعراف ۱۹۹)

(ترجمہ) عفو ودرگزر اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں۔

پس یہ معلوم ہوا کہ یہ جماعت (صوفیا) اپنے اقوال وافعال میں محض لوگوں کے عمل پر اکتفا نہیں کرتے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ فعل یا قول ان بدعات میں سے ہو جن پر کتاب وسنت کی شہادت نہیں پائی جاتی۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَصِیْرَ السُّنَّةُ بِدْعَةً

(مصنف ابن شیبہ حدیث نمبر 37588 کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ)

(ترجمہ) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سنت، بدعت نہ ہو جائے۔

پس جب تم کسی بدعت کو چھوڑو گے تو لوگ کہیں گے تم نے سنت کو چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد والے اپنے پہلے والوں سے وراثتاً بدعات حاصل کریں گے پس جب بدعات پر عمل کا زمانہ طویل ہو جائے گا تو لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ سنت ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے جاری فرمایا۔[1]

خاص لوگوں کا طریقہ

اور لوگوں میں ایک جماعت ایسی ہے کہ جب وہ اپنے اس عمل پر کتب شریعت میں ثابت سنت نبوی ﷺ سے دلیل نہیں پاتے تو اپنے دلوں سے رسول اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لیکن یہ بات بڑے بڑے صوفیاء کے ساتھ خاص ہے۔

سوال:۔ جو شخص اس مقام پر فائز ہو گیا وہ لوگوں کو بھی اس بات کا حکم دے سکتا ہے جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا یا نہیں؟

جواب:۔ یہ بات اس کے لیے مناسب نہیں کیونکہ یہ بات اس سنت صحیحہ سے زائد ہے جو (سنت) نقل کے طریقے پر ثابت ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو نقل سے ثابت بات سے زائد کا حکم دیتا ہے اس نے

۱۔ بدعت (مذمومہ) ہر ایسا کام جو سنت کے خلاف ہو اور جو کام سنت کے مطابق ہو وہ نیا ہونے کی وجہ سے لغوی اعتبار سے بدعت ہوگا حقیقتاً وہ سنت ہی ہے یعنی بدعت کو سنت کہا جائے گا اور بعض لوگ ایسا کریں گے ۱۲ ہزاروی۔

لوگوں کو حد سے زیادہ بات کا مکلف بنایا۔ البتہ کوئی شخص اسے خود بخود اختیار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح ان لوگوں کا معاملہ ہے جو کتاب وسنت سے مستنبط مذاہب کی تقلید کرتے ہیں۔ (کیونکہ تقلید میں امت کے لیے آسانی ہے وہ کسی مجتہد کی بھی پیروی کر کے تکلیف مالا یطاق سے بچ جاتے ہیں اور ۱۲ ہزاروی)

اور پہلے بزرگ لوگوں کو کتاب وسنت سے وابستگی اور بدعات سے اجتناب کی ترغیب دیتے تھے اور اس معاملے میں سخت رویہ اختیار کرتے تھے۔ حتی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کسی بات کا پختہ ارادہ فرماتے تو بعض لوگ عرض کرتے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ کام نہیں کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہے پس حضرت عمر فاروق ؓ اپنے اس ارادے پر عمل کو ترک فرمادیتے۔

ایک مرتبہ آپ ؓ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے لباس جو پہنتے تھے، اتار دیں جب آپ کو معلوم ہوا ان کو شراب سے رنگا گیا ہے۔

پس ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ نے اس قسم کا لباس پہنا ہے اور آپ ﷺ کے زمانے میں لوگوں نے بھی پہنا تو (یہ سن کر) حضرت عمر فاروق ؓ نے اللہ ﷻ سے بخشش مانگی اور (اپنے ارادے سے) رجوع فرمایا۔ اور دل میں کہا کہ اگر اس لباس کا نہ پہننا تقویٰ ہوتا تو رسول اکرم ﷺ اسے نہ پہنتے۔[1]

اور ہمیں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ حضرت امام زین العابدین ؓ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ ان کے لیے ایسا لباس تیار کرے جسے وہ قضائے حاجت کے وقت پہنیں اور نماز شروع کرتے وقت اتار دیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے دیکھا کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے پھر میرے کپڑوں پر بیٹھ جاتی ہے ان کے بیٹے نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نماز اور بیت الخلاء کے لیے ایک ہی لباس تھا۔ پس حضرت امام زین العابدین ؓ اپنے ارادے سے باز رہے۔

میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کے کپڑے اور بدن پر مکھی بیٹھتی نہیں تھی پس جو کچھ ذکر کیا گیا وہ دلیل نہیں بنتی البتہ یہ کہ ان کے صاحبزادے فرماتے کہ حضور ﷺ نے کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیا پس اس بات پر غور کرو۔

اور جہاں تک حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول بات کا تعلق ہے کہ ان کے پاس نماز کا لباس الگ اور بیت الخلاء میں جانے کا لباس الگ تھا تو یہ مکھی کے بیٹھنے کی وجہ سے نہ تھا جیسے حضرت زین العابدین ؓ نے فرمایا تھا۔ بلکہ یہ ادب کی وجہ سے تھا کہ بیت الخلاء کا لباس نماز کا لباس نہیں ہونا چاہیے جیسے ان لوگوں نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا حرام ہے پس شارع علیہ السلام نے اس بات کو طلب فرمایا کہ قضائے حاجت کی جہت نماز کے لیے کھڑے ہونے کی جہت نہیں ہونی چاہیے

۱۔ اگر یہ بات درست ہے تو شاید حرمت شراب سے پہلے کی بات ہو۔ ۱۲ ہزاروی

پس اے بھائی! تم پر لازم ہے کہ اپنے تمام افعال، اقوال اور عقائد میں سنت محمدیہ ﷺ کی اتباع اختیار کرو اور کسی کام کی طرف اس وقت تک نہ بڑھو جب تک اس کا کتاب وسنت کے موافق ہونا معلوم نہ ہو جائے۔

پس اللہ ﷻ کی قسم! وہ شخص جھوٹ باندھتا ہے جو کہتا ہے کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا طریقہ بدعت ہے جو شخص شریعت کی مخالفت سے ڈرتا ہے اور اس وقت تک عمل نہیں کرتا جب تک اس کی شریعت سے موافقت معلوم نہ ہو اگر وہ بدعتی ہے تو زمین پر کوئی بھی سنی نہیں ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

توکل علی اللہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات نیز اولاد اور دوستوں کے معاملات کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہدایت کے معاملے میں ان کا اعتماد اور بھروسہ اللہ ﷻ کی ذات پر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حالت میں کسی چیز کی طلب کبھی نہیں کرتے جب وہ اللہ ﷻ کی طرف نسبت سے غائب ہوں اور

میرا (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا) بیٹا عبدالرحمٰن طلب علم کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا اور مجھے اس کی طرف سے سخت پریشانی تھی تو اللہ ﷻ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں اس کے معاملے کو اللہ ﷻ کے سپرد کردوں میں نے ایسا ہی کیا تو اسی رات سے وہ میرے حکم کے بغیر خود بخود مطالعہ کرنے لگا اور اسی رات اسے علم کی چاشنی حاصل ہو گئی اور اس کی سمجھ ان لوگوں کی سمجھ سے بڑھ گئی جو کئی سال پہلے (علم میں) مشغول ہوئے تھے تو اللہ ﷻ کی طرف سپرد کرنے کی وجہ سے اس نے مجھے اس مشقت سے راحت عطا کی جس میں میں مبتلا تھا اللہ ﷻ اسے ان علماء میں کردے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں آمین!

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں: علماء وصالحین کی اولاد کے لیے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنے اور ان کے معاملے کو اللہ ﷻ کے سپرد کرنے سے بڑھ کر کوئی بات نفع بخش نہیں کیونکہ وہ اپنے والد کی طرف سے ناز ونعمت اور اگر اس کی ماں ہو تو اس کی مدد وتعاون میں پروان چڑھتا ہے اور چونکہ لوگ اس کے والد کی وجہ سے اس کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا وہ اسی پر اکتفا کرتا ہے اور عام طور پر خود فضائل حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں جس مرتبے کو حاصل کرنے کے لیے علم اور ریاضت میں مشغول ہو کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالوں گا وہ مجھے اپنے والد کے ذریعے حاصل ہے۔

بخلاف عوام خصوصاً کاشتکاروں کی اولاد کے، کیونکہ وہ مار پیٹ، قید و بند اور حکام اور ان کے درباریوں کی طرف سے توہین آمیز سلوک (کے ماحول) میں آنکھ کھولتا ہے وہ اس سے سخت توہین آمیز طریقے سے ٹیکس وصول کرتے ہیں لہٰذا وہ ایسے کام کے لیے فکر کرتا جو (اس غلامی سے) اس کی آزادی کا حیلہ اور ذریعہ

بنے پس اللہ ﷻ اس کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ وہ علم اور قرآن مجید میں مشغول ہو اس لیے جوں جوں لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں علم اور مجاہدہ میں اس کی رغبت بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ ''شیخ الاسلام'' یا ''شیخ طریقت'' بن جاتا ہے۔

اور سیدی شیخ احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے والد ان کے لئے چالیس چالیس دن کی خلوت اختیار کرتے لیکن ان پر حقائق کا دروازہ نہ کھلتا تو ان کے والد فرماتے: اے میرے بیٹے! اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں طریقت کی معرفت میں کسی کو بھی تم سے مقدم نہ کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بعض علماء وصالحین کا معاملہ ان کی اولاد کے سلسلے میں اس قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے جس طرح شیخ تقی الدین سبکی اور شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے معاملے میں ہوا کہ ان کی اولاد انتہائی کمال کو پہنچی۔ اسی طرح ہمارے زمانے کے علماء وفقرا کی ایک جماعت کا معاملہ ہے جیسے سیدی محمد بن رملی، سیدی محمد بن البکری، سیدی عبدالقدوس بن شناوی، سیدی علی بن شیخ محمد المعیر، سیدی محمد ابن شیخ ابی الحسن الغمری رحمہم اللہ اور ایک جماعت جس کا ذکر ہم نے ''طبقات العلماء والصوفیہ'' میں کیا اور اس کتاب کا نام ہم نے ''لواقح الانوار فی طبقات الاخیار'' رکھا ہے۔ اللہ ﷻ مسلمانوں میں ان کی مثال میں اضافہ کرے اور ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا فرمائے۔ آمین والحمد للہ رب العالمین۔

علم، عمل اور خوف میں کثرت اخلاص

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے علم، عمل اور خوف میں ریاکاری کا دخل نہیں ہوتا اور بہت زیادہ اخلاص پایا جاتا ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جَنَّةَ عَدْنٍ خَلَقَ فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَقَالَتْ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (ثلاثا) ثُمَّ، قَالَتْ اَنَا حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ بَخِيْلٍ وَمُرَاءٍ (اتحاف السادۃ المتقین جلد 7 صفحہ 563 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

جب اللہ ﷻ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی نعمتیں پیدا فرمائیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ اللہ ﷻ نے اس (جنت) سے گفتگو کی اس نے (تین مرتبہ) کہا مومنوں نے کامیابی پائی پھر اس نے کہا میں ہر بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمل آخرت کے بدلے دنیا طلب کرے اللہ ﷻ اس کے دل کو الٹ دیتا ہے اور اس کا نام جہنمیوں کے رجسٹر میں لکھ دیا جاتا ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ''مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ كَانَ وَلِيًّا لِلّٰهِ حَقًّا'' جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ اللہ ﷻ کا سچا ولی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میری والدہ نے مجھ سے فرمایا، اے بیٹے! علم تب سیکھو جب اس پر عمل کی نیت کرو ورنہ وہ (علم) قیامت کے دن تمہارے لئے وبال ہوگا۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے نفس کو ان الفاظ میں جھڑکتے اور تنبیہ کرتے

"تو صالحین باادب اور عابدین کی طرح کلام کرتا ہے اور فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں کی طرح عمل کرتا ہے اللہ ﷻ کی قسم! یہ مخلص لوگوں کی صفات نہیں ہیں۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ "جو شخص اپنے اعمال میں جادوگر سے زیادہ دانا نہ ہو وہ ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے"

حضرت ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا بندے کو کب علم ہوتا ہے کہ وہ مخلص ہے؟

فرمایا "جب وہ عبادت میں اپنی پوری طاقت خرچ کرتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کے ہاں اس کا مرتبہ گر جائے"۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ (صوفیاء) بھائیوں کے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ ان میں سے ایک کا اچھا عمل رات کے وقت ظاہر ہو یہ دن کے عمل سے زیادہ شرف والا ہے کیونکہ دن کے وقت اسے لوگ دیکھتے ہیں اور رات کے وقت یہ تمام جہانوں کے رب کے لیے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے کسی کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم میں نے تو کسی کو ان کی طرح کلام کرتے نہیں دیکھا پس میں ان کے عمل جیسا عمل کرنے والے کو کیسے دیکھتا ان کے وعظ سے دل روتے تھے اور دوسروں کے وعظ سے آنکھوں سے رونا نہیں آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بندہ مخلص کب ہوتا ہے؟

انہوں نے فرمایا "جب اس کا اخلاق دودھ پیتے بچے کی طرح ہو کہ اس کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی تعریف کر رہا ہے یا مذمت"۔

حضرت ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ قرآن مجید یا حدیث وغیرہ سنتے وقت انہیں رونا آتا تو وہ اسے تبسم کی طرف پھیر دیتے۔

حضرت ابوعبداللہ الانطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ ریاکار سے فرمائے گا اپنے عمل کا ثواب اس سے لے جس کو دکھایا کرتا تھا۔

اور ان ہی سے ایک روایت ہے کہ ریاکار آدمی جب قیامت کے دن اپنے عمل کے ثواب کا مطالبہ

کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اپنے عمل کا ثواب اس سے لو جس کو دکھایا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس سے کہا جائے گا کیا لوگوں نے تمہارے عمل اور علم کی وجہ سے تمہارے لیے مجالس میں کشادگی پیدا نہ کی؟ کیا تو اپنی دنیا میں رئیس نہ تھا، کیا تمہارے لیے لوگوں نے تمہاری خرید و فروخت میں ارزانی نہ کی؟ کیا انہوں نے تیری عزت نہ کی؟ کیا فلاں کام نہ کیا؟ اس طرح کی کئی باتیں کہی جائیں گی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تک بندہ لوگوں سے مانوس رہے گا وہ ریاکاری سے بچ نہیں سکتا۔

اور حضرت ابوعبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ زینت اختیار کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں (1) علم سے زینت اختیار کرنے والے (2) عمل کے ساتھ زینت اختیار کرنے والے اور (3) ترک زینت کے ساتھ زینت اختیار کرنے والے اور یہ (تیسری صورت) شیطان کو زیادہ پسند ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ زینت ترک کرنا بھی ریاکاری ہے ۱۲ ہزاروی)

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے اور ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی پیٹھ پیچھے اس کی تعریف نہ کرتا وہ فرماتے تھے تعریف، جزاء میں شمار ہوتی ہے اور میں لوگوں کے درمیان اپنے بھائی کی تعریف کر کے اس کے ثواب کو کم کرنا نہیں چاہتا۔

اور حضرت ابوعبداللہ الانطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جو شخص اعمال ظاہرہ میں اخلاص طلب کرتا ہے اور وہ دل میں مخلوق کو پیش نظر رکھتا ہے تو وہ محال چیز کا قصد کر رہا ہے کیونکہ اخلاص دل کا پانی ہے جس کے ذریعے اس (دل) کی حیات ہے اور ریا سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا میرے لیے یہی ظاہر ہوا کہ وہ خالص ریاکار ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے لوگوں کے سامنے اپنے نفس کی مذمت کی اس نے اس کی تعریف کی اور یہ ریا کی علامات میں سے ہے۔

اور حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اپنے علم و عمل پر ریاکاری کرنے والا لوگوں کو اپنے دل کی بات بتا دے تو وہ اس سے ناراض ہو جائیں اور اس کو عقلی اعتبار سے بے وقوف قرار دیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اپنے (مسلمان) بھائی سے اس کے روزوں کے بارے میں نہ پوچھو اگر اس نے کہا میں روزہ دار ہوں تو اس کا نفس اس پر خوش ہوگا اور اگر اس نے کہا میرا روزہ نہیں تو اس کا نفس غمگین ہو جائے گا اور یہ دونوں باتیں ریا میں شامل ہیں اور اس میں اس شخص کی رسوائی ہے

Scanned with CamScanner

جس سے سوال کیا گیا اور پوچھنے والے کی طرف سے اس کے پوشیدہ عمل پر اطلاع ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک شخص خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اہل خراساں کو دکھا رہا تھا ان سے پوچھا گیا کہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا وہ چاہتا تھا کہ اہل خراساں کہیں کہ فلاں شخص مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کر رہا تھا پس اس کو مبارک ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے تھے پس اب وہ اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ جو کچھ نہیں کرتے وہ دکھاتے ہیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب آیت کریمہ "وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ" یعنی ہم تمہارے حالات کو پرکھیں گے، پڑھتے تو کہتے (پ۲۶ محمد ۳۱)

یا اللہ ﷻ! اگر تو نے ہمیں آزمائش میں ڈالا تو ہمیں ذلیل کرے گا اور ہمارے پردے پھاڑ دے گا اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ یہ بات بھی ریاکاری میں شامل ہے کہ تم کوئی عمل نہ کرو اور اس عمل کے ذریعے دوسروں پر فخر کرو جو تم نے عمل کے بارے میں لوگوں کے کلام اور اقوال سے یاد کیا ہے کیونکہ جس چیز کے ذریعے تم لوگوں پر فخر کرتے ہو وہ تمہارا عمل نہیں اور نہ ہی تم نے اس کے لیے کوشش کی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کے سامنے اس کا ذکر اچھے طریقے سے ہو وہ اللہ ﷻ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی وہ اس کے لیے مخلص ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ نیت کو زیادہ سے زیادہ اچھا کرو کیونکہ ریاکاری نیت میں داخل نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ جب کوئی شخص اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسلام کا کوئی عمل نیت کا محتاج نہیں ہوتا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ فرماتے تھے۔ کوئی مومن جب اسلام سے متعلق کوئی عمل کرتا ہے اور اس میں نیت نہیں کرتا تو اس کے لیے اسلام (لانے) کی نیت کافی ہوتی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس میں فقہ حنفی کی تقویت ہے۔[1]

نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہمارے لیے پیٹھ پر کوڑے مارنا اچھی نیت کے مقابلے میں

۱۔ مطلب یہ ہے کہ "انما الاعمال بالنیات" کے حوالے سے احناف کا موقف ہے کہ اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے عمل کی درستگی نیت پر موقوف نہیں البتہ عبادت مقصودہ میں نیت ضروری ہوتی ہے کیونکہ وہاں ثواب ہی مقصود ہوتا ہے جس کے لیے نیت ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ وغیرہ لیکن عبادت غیر مقصودہ مثلاً وضو میں مقصود ثواب نہیں نماز کی ادائیگی کا جائز ہونا ہے لہٰذا بغیر نیت کے وضو کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے لیکن ثواب حاصل کرنا چاہے تو نیت کرے ۱۲ ہزاروی

زیادہ آسان ہے۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہم نے علم طلب کیا اور اس میں ہماری کوئی نیت نہیں تھی پس اللہ ﷻ نے اس کے بعد ہمیں اچھی نیت عطا کر دی کیونکہ علم پورے کا پورا عالم کو اخلاص کی ترغیب دیتا ہے پس وہ اسے تلاش کرتا ہے حتی کہ وہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جنتیوں اور جہنمیوں کا جنت اور جہنم میں داخل ہونا عمل کے باعث ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہنا نیتوں کی بنیاد پر ہوگا۔

حضرت ابوداؤد طیاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جب کوئی عالم کتاب لکھے تو اس کا مقصد و ارادہ دین کی مدد ہونا چاہئے یہ مقصد نہ ہو کہ اچھی تالیف کی وجہ سے ہم عصر لوگوں میں اس کی تعریف کی جائے۔

تورات میں ہے: (اللہ ﷻ نے فرمایا) جس عمل کو میں قبول کروں وہ زیادہ ہے اگرچہ وہ (بظاہر) کم ہو اور جس عمل کو میں رد کر دوں وہ کم ہے اگرچہ (بظاہر) وہ زیادہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جب سچے لوگوں مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا تو ہمارے جیسے جھوٹوں کی کیا حالت ہوگی۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ الٹ لباس پہن لیا تو حاضرین نے ان سے کہا کیا آپ اسے بدلتے نہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے اس کو اللہ ﷻ کے لیے پہنا ہے لہٰذا میں اسے بدلتا نہیں۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے۔ ریاکار کی تین نشانیاں ہیں:

(1) جب تنہا ہو تو سستی اختیار کرتا ہے اور نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ (2) جب لوگوں کے سامنے ہو تو چست ہوتا ہے۔ (3) اور جب لوگ اس کی تعریف کریں تو عمل میں اضافہ کرتا ہے جس طرح مذمت کی صورت میں (عمل میں) کمی کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میں اپنے جس عمل کو ظاہر کروں اسے شمار میں نہیں لاتا کیونکہ جب لوگ اسے دیکھیں تو ہمارے جیسے لوگ اخلاص سے عاجز ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نوجوانوں کا لباس پہنتے تھے اور کسی شخص کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ علماء میں سے ہیں صرف ان کے شاگردوں (اور دوستوں) کو پتہ ہوتا تھا اور وہ فرماتے تھے مخلص وہ شخص ہے جو اپنے گناہوں کی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ایسے علماء بہت کم ہیں جن کا حلقہ درس بڑا ہو اور وہ خود پسندی کا شکار نہ ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرے اور وہ حرم شریف

Scanned with CamScanner

میں ایک بڑے حلقے کو حدیث لکھوا رہے تھے تو وہ ان کے قریب ہوئے اور ان کے کان میں کہا اگر تمہارا نفس تمہیں خود پسندی میں ڈالتا ہے تو اس مجلس سے اٹھ جاؤ پس حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ پر گزرے تو ان کے حلقہ درس کے بڑا ہونے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا اور فرمایا اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا بھی ہوتا تو وہ اپنے نفس پر خود پسندی (تکبر) سے بے خوف نہ ہوتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں صرف تین کے قریب افراد کو بیٹھنے دیتے ایک دن آپ کے پاس مجلس قائم ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ حلقہ بڑا ہو گیا ہے تو آپ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! ہم پکڑے گئے اور ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

اللہ عزوجل کی قسم! اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے جیسے آدمی کو دیکھتے اور آپ اس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو وہ اٹھا دیتے اور فرماتے تمہارے جیسا شخص اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف لکھوانے بیٹھتے تو مرعوب اور خوف زدہ بیٹھتے اور آپ کے اوپر سے بادل گزرتا تو خاموش رہتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتا اور آپ فرماتے مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں اس میں پتھر ہو اور ہمیں اس کے ساتھ سنگسار کیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں ایک شخص ہنسا تو آپ نے اسے جھڑک کر اٹھا دیا اور فرمایا تم وہ علم طلب کرتے ہو جس کا اللہ عزوجل نے تمہیں مکلف بنایا ہے اور تم ہنس رہے ہو پھر تقریباً دو مہینے تک اس سے قطع تعلق فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر اللہ عزوجل کی کتاب میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے حدیث بیان نہ کرتا[1] (آیت کریمہ یہ ہے)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى (پ۲ البقرہ ۱۵۹)

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں روشن دلیلوں اور ہدایت سے

جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے حدیث بیان کرنا ترک کر دیا تو لوگ اس سلسلے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ ان میں سے کوئی ایک اللہ عزوجل کے لیے علم طلب کرتا ہے تو میں ہی اس کے گھر کی طرف جاتا اور اسے (اپنے پاس آنے کی تکلیف دے کر) نہ تھکاتا۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ ہم سے حدیث بیان کرنے کے

ا۔ مطلب یہ ہے کہ ریاکاری کے خوف سے میں بیان کرنا نہیں چاہتا لیکن چونکہ اللہ عزوجل نے اپنی نازل کردہ آیات کو چھپانے سے منع فرمایا اس لیے بیان کر رہا ہوں۔ ۱۲ ہزاروی۔

لیے تشریف نہیں رکھتے؟ انہوں نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں تمہیں اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ تم سے کچھ بیان کروں اور اپنے آپ کو اس بات کا اہل نہیں جانتا کہ تم مجھ سے سنو میری اور تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا تھا۔ ''وہ رسوا ہوئے پس وہ نیک ہو گئے''

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علم سکھانے کے لیے مساجد میں وہی بیٹھتا ہے جو دنیا کو جمع کرنے والا ہے یا ان فرائض سے جاہل ہے جو اس کے ذمہ ہیں۔[1]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی جلالت علمی کے باوجود جب اپنی تفسیر قرآن سے فارغ ہوتے اپنی مجلس کو طلب مغفرت پر ختم کرے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس میں یہ تین خصلتیں جمع ہوں وہ لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے مجلس اختیار کرے ورنہ بیٹھنا چھوڑ دے (1) (ان لوگوں) کو اللہ عزوجل کی نعمتیں یاد دلائے تاکہ وہ اس کا شکر ادا کریں۔ (2) ان کو ان کے گناہ یاد دلائے تاکہ وہ توبہ کریں اور (3) ان کو ان کے دشمن ابلیس کی یاد دلائے تاکہ وہ اس سے بچیں۔

حضرت ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علم میں راسخ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا وہ لوگ جو علم پر عمل کرتے ہیں اور علم سے بڑا کوئی اعزاز نہیں کیونکہ صاحب علم، اس (علم) کے ذریعے بادشاہوں پر حکم چلاتا ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک ''انسان'' کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا ''عمل کرنے والے مخلص علماء'' پوچھا گیا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا ''جو دنیا سے بے رغبت ہوں'' پوچھا گیا کمینے لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا، وہ لوگ جو اپنے علم، عمل اور دین کے ذریعے دنیا (کا مال) کھاتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علماء زمانوں کے چراغ ہیں ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے اور اس کے زمانے کے لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علم کی زندگی اس کے بارے میں سوال کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے اور ان دونوں باتوں کو چھوڑ دینا علم کی موت ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ علم اسے سکھاؤ جو اس کی قیمت ادا کرے ان سے پوچھا گیا اس کی قیمت کیا ہے؟

فرمایا عالم، علم کو اس کے پاس رکھے (اسے سکھائے) جو اس پر عمل کرے۔

ا۔ دراصل آپ نے دیگر فرائض کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ مبذول کرنے کی ترغیب دے دی۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

حضرت سالم بن جعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے مالک نے مجھے تین سو درہم کے بدلے میں خریدا پس میں علم میں مشغول ہو گیا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ خلیفہ ملاقات کے لیے میرے پاس آیا تو میں نے اس کے لیے (دروازہ) نہ کھولا۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء کے ادب سے یہ بات ہے کہ جب سیکھ لیں تو عمل کریں اور جب عمل کریں گے تو اس وجہ سے لوگوں سے دور ہو جائیں گے اور جب لوگوں سے دور ہوں گے تو گم ہو جائیں گے اور جب گم ہوں گے تو تلاش کئے جائیں گے اور جب تلاش کئے جائیں گے تو اپنے دین پر فتنوں کے خوف سے بھاگ جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهِ

(الجامع الصغیر حدیث 1053 جلد 1 صفحہ 49 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اللہ ﷻ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے:

سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ عُبَّادُهُمْ جُهَّالًا وَعُلَمَاؤُهُمْ فُسَّاقًا

(مستدرک حاکم، حلیہ ابو نعیم بحوالہ تنبیہ المغترین صفحہ 29 مطبوعہ دار البشائر)

(ترجمہ) عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے عبادت گزار جاہل ہوں گے اور ان کے علماء فاسق ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص مشکلات میں غور و فکر کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو جہنم میں داخلے کے لیے پیش کر دیا اور آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ پاگل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو علماء کا علم جمع کرتے اور اس میں بیوقوفوں کے راستے پر چلتے ہیں

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے علوم کتنے زیادہ ہیں لیکن سب کے سب نفع بخش نہیں اور علماء کس قدر زیادہ ہیں لیکن تمام علماء راہ راست پر نہیں ہیں۔

حضرت ابراہیم بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن اس عالم کو ندامت زیادہ ہو گی جو اپنے علم کی وجہ سے لوگوں پر بڑائی کا اظہار کرتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے اس امت پر اس عالم کا خوف زیادہ ہے جو زبان سے عالم اور دل سے جاہل ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم کو عمل کی آواز دو اگر جواب دے تو ٹھیک ورنہ چلے جاؤ

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اس کا خیال یہ ہو کہ اس کے شہر میں اس سے زیادہ علم والا ہے جب وہ اپنے آپ کو ان سے زیادہ علم والا خیال کرے تو وہ جاہل ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اس عالم پر روتا ہوں جو دنیا کو دیکھ کر اس سے کھیلتا ہے اگر قرآن و حدیث والے دنیا سے بے رغبتی پر صبر کرتے تو لوگ ان کو (ہاتھ کے) رومال کے طور پر استعمال نہ کرتے۔

کتنی بری بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ فلاں عالم یا عابد نے فلاں تاجر کے خرچ پر حج کیا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب کوئی عالم دنیا طلب کرے تو اس کی رونق چلی جاتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء کی سزا ان کے دلوں کے مرنے سے ہے اور ان کے دلوں کی موت عمل آخرت کے بدلے میں دنیا طلب کرنا ہے اس طرح وہ دنیا کے بیٹوں (دنیاداروں) کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ امراء کے دروازوں پر خوف زدہ (بیٹھا ہے) تو وہ چور ہے۔

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں اس سے زیادہ ناپسندیدہ بات کوئی نہیں کہ کوئی عالم کسی حکمران سے ملاقات کرے (یعنی دنیوی مقاصد کے لئے)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قرآن کی قرأت کرے اور دین کی سمجھ حاصل کرے اس کے بعد ضروری حاجت کے بغیر کسی امیر کے گھر کی طرف جائے تو ان قدموں کی مقدار وہ جہنم میں غوطہ زن ہو گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو عالم اپنے علم کے بدلے دنیا طلب کرے میں اسے کم از کم سزا یہ دوں گا کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دوں گا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت کرتا ہے تو اسے اس کے دین میں تہمت لگاؤ کیونکہ ہر محب اپنے محبوب میں مشغول ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان زبانوں پر تعجب ہے جو بولتی ہیں اور دل پہچانتے ہیں

جبکہ اعمال ان کے مخالف ہوتے ہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن وہ عالم سب سے زیادہ بد بخت ہوگا جس کے علم پر لوگ عمل کریں اور وہ خود عمل نہ کرے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے قول کو (اپنے) عمل پر پیش کیا تو عمل کو اسے (قول کو) جھٹلانے والا پایا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے کلام میں فصاحت اختیار کی تو غلطی نہ کی اور عمل میں غلطی کی تو فصیح نہ ہوئے۔

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب الفاظ میں فصاحت آجاتی ہے تو پڑھنے اور سننے والے (دونوں) سے خشوع چلا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ بات پہنچی ہے وہ فرماتے تھے جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا وہ اس عورت کی طرح ہے جو پوشیدہ طور پر زنا کرتی ہے اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ شرمندہ ہوتی ہے اسی طرح جو شخص اپنے علم پر عمل نہ کرے اللہ ﷻ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے شرمندہ کرے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو اور وہ کہے کہ تو دکھاوا کرنے والا ہے تو اسے چاہئے کہ (نماز کو) لمبا کردے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے لیے عمل کرنا ریاکاری ہے، لوگوں کے لیے عمل چھوڑنا شرک (شرک خفی ہے) اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ ﷻ تمہیں ان دونوں سے بچائے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ لوگوں کے لیے عمل چھوڑنے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ عمل کرنا پسند کرے جہاں لوگ اس کی تعریف کریں اور اگر کسی تعریف کرنے والے کو نہ پائے تو عمل کو چھوڑ دے اور سستی اختیار کرے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارے جیسے لوگوں کے لیے یہ بات بھی مناسب نہیں کہ اپنے اچھے اعمال سے ذرہ بھی ظاہر کریں تو اس کے ان اعمال کا کیا حال ہوگا جن میں ریاکاری شامل ہے پس ہمارے جیسے لوگوں کے لیے (اعمال کو) چھپانا بہتر ہے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو وہ اپنے سر اور داڑھی پر تیل لگائے اور ہونٹوں پر بھی لگائے تاکہ لوگ اسے روزہ دار نہ سمجھیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے بہترین علم و عمل وہ ہے جو لوگوں سے پوشیدہ رہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں اس شخص سے زیادہ کم عقل کسی شخص کو نہیں دیکھتا جو برا عمل کرے اور لوگوں کی طرف سے اس بات کو پسند کرے کہ وہ اسے علم اور بھلائی کے ساتھ موصوف سمجھیں۔

مومنوں کے دلوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر کی برائی پر مطلع ہوں اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کانٹا بونے کے بعد اس سے کھجور حاصل کرنے کی طلب کرے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی عالم اپنے علم اور عمل میں ریاکاری کرتا ہے تو اللہ ﷻ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے اس شخص کو دیکھو یہ مجھ سے مذاق کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں حالانکہ میں بہت بڑا جبار ہوں۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو نماز میں سر جھکائے ہوئے دیکھتے تو اسے دُرّے کے ساتھ مارتے تھے اور اس سے فرماتے تو ہلاک ہو (بددعا نہیں محض محاورے کے طور پر کہا جاتا ہے) خشوع دل میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے اور وہ سجدے کی حالت میں رو رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام گھر میں ہوتا تو اچھا تھا جہاں تجھے لوگ نہ دیکھتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے (تواضع کے طور پر فرماتے تھے)۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک پتھر پر گزرا تو اس پر لکھا ہوا تھا "تو جو کچھ جانتا ہے اس پر عمل نہیں کرتا تو زیادہ علم کیسے طلب کرتا ہے؟"

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ ﷻ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی ایک نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے فرمائیں وہ اپنے اعمال کو مخلوق سے چھپائیں میں ان کے لیے ان اعمال کو ظاہر کر دوں گا۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو بہت زیادہ جھڑکتے تھے اور اپنی دعا میں کہتے مجھ سے بری حالت والا کون ہوگا میں نے تیرے بندوں سے جلوت میں امانت کا عمل کیا اور خلوت میں تیرے ساتھ خیانت کا عمل کیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مجھے کسی ایک عابد کی طرف رہنمائی کرے جو رات کو خوب روتا اور دن کے وقت روزہ رکھتا ہے تو میں اس شخص کے لیے دعا کروں گا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے نیک دلی کے بغیر ظاہری عمل اس پیشاب گاہ

Scanned with CamScanner

کی طرح ہے جس کے ظاہر کو مزین کیا گیا ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عمل (کے حصول) میں نیت اچھی ہو تو عمل اس سے افضل نہیں ہوتا لیکن تم نے عمل نہ کرنے کے لیے اسے سیکھا اور دنیا کو شکار کرنے کے لیے جال بنایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوعلی! مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اے گروہ علماء! میں تم لوگوں کو کیا نصیحت کروں؟ تم سنا رہے تھے تمہارے ذریعے جہالت کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل ہوتی تھی لیکن تم خود حیرت بن گئے ہو تم میں سے ایک ان حکمرانوں کے دروازوں پر آتا ہے، ان کے بچھونوں پر بیٹھتا ہے، ان کے کھانے کھاتا ہے اور ان کے تحفے قبول کرتا ہے اس کے بعد مسجد میں جا کر کہتا ہے "حدثنا فلان عن فلان عن رسول اللہ بکذا" مجھ سے فلاں نے بیان کیا اس نے فلاں سے روایت کیا اور اس نے رسول اکرم ﷺ سے یوں روایت کیا۔ (یعنی حدیث بیان کرتا ہے) اللہ عزوجل کی قسم! علم اس طرح حاصل نہیں کیا جاتا۔

راوی لکھتے ہیں (یہ سن کر) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو ان کے گلے میں جانے لگے اور وہ باہر تشریف لے گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم یا عابد کو دیکھو کہ امراء اور دنیا داروں کے سامنے اپنی خوبیاں بیان کرتا ہے تو جان لو کہ وہ ریاکار ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ علم پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی دنیا میں رغبت اور خواہش بھی بڑھتی ہے تو اسے تعلیم نہ دو کیونکہ تم اسے تعلیم دے کر جہنم میں جانے پر اس کی مدد کرتے ہو۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے جاہل لوگ علم حاصل کریں گے پھر اس کے ذریعہ امراء کے قریب ہونے کے لیے ڈورے ڈالیں گے جس طرح عورتیں مردوں پر ڈورے ڈالتی ہیں یہ ان کا علم سے حصہ ہے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص علم میں اخلاص کا دعویٰ کرے تو جب لوگ اسے جاہل و ریاکار کہیں تو وہ اپنے دعویٰ کو اپنے نفس پر پیش کرے اگر اس کے لیے اس کا سینہ کشادہ ہو تو وہ سچا ہے اور اگر اس سے گھٹن پیدا ہو تو وہ ریاکار ہے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے عالم دنیا کے پاس بیٹھنے سے بچو وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں اور علم کی تعریف سے فتنے میں ڈالے گا اور خود بے عمل ہوگا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اپنے علم کے ساتھ دکھاوا کرنے والوں کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کا علم پہاڑ جیسا اور عمل چیونٹی کے برابر ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عالم علم پر عمل کرے تو وہ اس کی کڑواہٹ کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا ہے اور خوش نہیں ہوتا کیونکہ یہ سب کچھ تکلیف ہے۔ اور جوں جوں علم بڑھتا ہے تکلیف بڑھتی ہے پس عالم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ پل صراط عبور کرنے سے پہلے اپنے علم پر خوش ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم کو عمل کے لیے حاصل کرو مگر لوگ اس سلسلے میں غلطی پر ہیں انہوں نے عمل کے بغیر علم کو نجات کا ذریعہ خیال کیا تو وہ آیات واحادیث کہاں گئیں جن میں ان لوگوں کے عذاب کا ذکر ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تھے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ جب ان میں سے کسی کا علم بڑھتا تو دنیا سے بے رغبتی میں اضافہ ہوتا اور دنیوی سامان میں کمی واقع ہوتی اور اس دور میں ہم اس طرح دیکھتے ہیں کہ جب ان میں سے کسی کا علم بڑھتا ہے تو دنیا میں اس کی رغبت بڑھتی ہے اور ان کے سامان مثلاً لباس، کھانے، مکان، نکاح، سواری اور خادموں وغیرہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے قرآن پاک کا علم رکھنے والا کس طرح اس پر عامل ہو سکتا ہے؟ حالانکہ وہ رات کو سوتا ہے اور دن میں روزہ نہیں رکھتا نیز حرام اور مشتبہ چیزیں لیتا ہے۔

حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر یہ قراء (اور علماء) زندہ ہوتے تو حرام کھاتے وقت اپنے پیٹوں میں آگ کی تکلیف محسوس کرتے لیکن یہ لوگ مردہ ہیں یہ مردار اور آگ میں چرتے ہیں۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم لوگ علماء نہیں ہو تم علم سے لذت حاصل کرتے ہو تم میں سے ایک مسئلہ سنتا ہے اور لوگوں سے بیان کر دیتا ہے اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو کڑوے گھونٹ بھی بھرتے اور تمہارا علم تمہیں پرہیزگاری کی ترغیب دیتا حتیٰ کہ تم میں سے کسی ایک کو روٹی بھی حاصل نہ ہوتی جسے وہ کھاتا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی عالم کے لیے یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے علم میں ریاکاری کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے غیر اللہ کے لیے سیکھا ہے اور یہ (علم) تو اصل سے ہی ضائع ہو گیا تو جو چیز ضائع ہو گئی وہ لوگوں کو کس طرح دکھاتا ہے؟

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جب مدرسہ اشرفیہ یا جامع بنوامیہ میں درس دے رہے ہوتے اور اچانک آپ کی بے خبری میں حاکم وہاں آجاتا تو اس سے آپ پریشان ہو جاتے اور جب آپ کو یہ خبر پہنچتی کہ اکابر میں سے کسی نے اس دن آپ کی ملاقات کا ارادہ کیا ہے تو اس دن آپ اس خوف سے درس نہ دیتے کہ

Scanned with CamScanner

وہ امیر (عالم) آپ کو اس عظیم محفل درس میں دیکھے گا۔

آپ فرماتے تھے مخلص کی علامت یہ ہے کہ جب لوگ اس کے اچھے اعمال پر مطلع ہوں تو وہ پریشان ہو جائے جس طرح وہ اپنی برائیوں پر لوگوں کے مطلع ہونے سے پریشان ہوتا ہے کیونکہ اس پر دل کا خوش ہونا گناہ ہے اور بعض اوقات ریا بہت سے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں کسی عالم کا حلال (رزق) سے سیر ہونا قبیح ہے تو حرام کے ساتھ سیر ہونے کی کیا کیفیت ہوگی اللہ ﷻ کی قسم! اگر میں ایک لقمہ کھاتا اور وہ میرے پیٹ میں ایک کچی اینٹ بن جاتا تو مجھے کافی ہوتا حتیٰ کہ میں مر جاتا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تین سال سے زیادہ (عرصہ) پانی میں ٹھہرے رہے۔

اور وہ فرماتے تھے علماء کا تقویٰ خواہشات کے حصول کو ترک کرنا ہے۔ جہاں تک ظاہری گناہوں کا تعلق ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ ان کو اس خوف سے چھوڑتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت چلی جائے گی۔

آپ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو علم کو اللہ ﷻ کے غیر کے لیے سیکھیں گے تا کہ وہ ضائع نہ ہو پھر وہ قیامت کے دن ان پر تاوان ہوگا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے (رسول کریم ﷺ نے فرمایا)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

(صحیح بخاری حدیث نمبر 3067 کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 111 کتاب الایمان)

(ترجمہ) بے شک اللہ اس دین کی مدد کسی فاجر مرد کے ذریعے بھی کرتا ہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے علم میں ریاکاری کرنے والے کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگوں کو علم کی ترغیب دیتا ہے اور ان کے لیے اس کے فضائل بیان کرتا ہے پھر اس کے ہم عصر علماء میں سے کوئی اس سے اس سلسلے میں مشورہ کرے تو اسے اچھی طرح ترغیب نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے کے علماء پر حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے کا غلبہ ہو گیا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں کی شہوت (خواہش) میں غرق ہو گئے اور انہوں نے اپنے علم کو جال بنا دیا جس کے ذریعے وہ دنیا کا شکار کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر قرآن وحدیث کے علماء میں نقص داخل نہ ہوتا تو وہ سب لوگوں سے بہت معزز ہوتے لیکن انہوں نے اپنے علم کو پیشہ اور ذریعہ معاش بنا لیا ہے اسی لیے وہ آسمانوں اور زمین کی مخلوق میں رسوا ہوئے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند کی عقل میں سے یہ بات ہے کہ وہ علم میں اضافہ کی طلب اس وقت کرے جب سیکھے ہوئے پر عمل کرے اس وقت (مزید) علم حاصل کرے تا کہ اس پر عمل کرے

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم طلب کرو اس حالت میں کہ تم رو رہے ہو کیونکہ یہ سب کچھ تمہارے رب ﷻ کے ہاں تمہارے خلاف دلیل ہوگی۔

اور وہ فرماتے ہیں جب حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھانے کے لیے بیٹھنا چھوڑ دیا تو لوگوں نے کہا قیامت کے دن اپنے رب ﷻ کو کیا جواب دیں گے۔ انہوں نے فرمایا میں کہوں گا اے میرے رب ﷻ! تو نے مجھے اس میں اخلاص کا حکم دیا تھا لیکن میں نے اپنے نفس میں اخلاص نہ پایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ وہ زیادہ علم کی تلاش میں ہے اور عمل نہیں کرتا تو اسے نہ سکھاؤ کیونکہ جو شخص اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ اندرائن کے درخت کی طرح ہے۔ جب بھی وہ پانی کے ذریعے بڑھتا ہے اس کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے تھے جب تم اس کو دیکھو کہ وہ اپنے کھانے، مشروب اور لباس وغیرہ میں ملاوٹ کرے اور پرہیزگاری اختیار نہ کرے تو اس کو سکھانے سے رک جاؤ تا کہ کل (قیامت کے دن) اس کے خلاف حجت میں کمی ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی بندہ مکمل طور پر علم حاصل کرے اور اللہ ﷻ کی عبادت کرے حتیٰ کہ اس ستون یا اس پرانے مشکیزے کی طرح ہو جائے پھر وہ اس بات کی چھان بین نہ کرے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ داخل ہوا ہے وہ حلال ہے یا حرام تو اللہ ﷻ اس سے عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ وہ کسی شخص کو علم نہیں سکھاتے تھے جب تک کئی سال اس کو نفسیاتی ریاضت میں مبتلا نہ کرتے اور ان کے لیے اس کی نیت کی درستگی ظاہر نہ ہوتی۔

حضرت عبدالرحمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بیس سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی، ان میں سے اٹھارہ سال ادب سیکھنے میں اور دو سال علم حاصل کرنے میں صرف کیے کاش! میں تمام وقت ادب سیکھنے میں لگا دیتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم، روایت کی کثرت کا نام نہیں علم وہ ہے جو نفع دے اور عالم اس پر عمل کرے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا اے محمد! اپنے عمل کو آٹا اور اپنے علم کو نمک بناؤ (عمل زیادہ اور علم کم ہونا چاہیے)۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص قرآن (کا علم) حاصل کرے پھر اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو اس نے اللہ ﷻ کی آیات کو کھیل کود بنایا اور جب حامل قرآن اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے اندر سے قرآن آواز دیتا ہے کہ اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اس لیے یاد نہیں کیا گیا۔ میرا وعظ اور جھڑک کہاں گئی اور میرا ہر حرف تجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اب رب ﷻ کی نافرمانی نہ کر۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب کسی طالب علم کو دیکھتے کہ وہ رات کو قیام نہیں کرتا تو اسے تعلیم دینے سے رک جاتے۔

ابو عصمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات ان کے پاس گزاری تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے وضو کے لیے پانی رکھا پھر فجر سے پہلے تشریف لائے تو ان کو سویا ہوا پایا اور پانی بھی اسی طرح موجود تھا آپ نے ان کو جگایا اور پوچھا ابو عصمہ! کیوں آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے امام! میں آپ سے احادیث سیکھنے آیا ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا تو کس طرح حدیث حاصل کرے گا جب کہ تو رات کو تہجد نہیں پڑھتا جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم کو چاہئے کہ اس کا اچھا عمل اس کے اور اللہ ﷻ کے درمیان (لوگوں سے) پوشیدہ رہے کیونکہ جو علم اور عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے آخرت میں اس کا نفع کم ہوتا ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کو کسی نے ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور اس نے کہا کہ اللہ ﷻ نے مجھے میرے علم کی وجہ سے بخش دیا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا مجھے اللہ ﷻ نے بخش دیا ہے پوچھا گیا علم کی وجہ سے؟ فرمایا ہرگز نہیں علم کی کچھ شرائط اور آفات ہیں ان سے بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا یہ اشارات اڑ گئے اور یہ عبادات فنا ہو گئیں ہمیں تو صرف ان چند رکعات نے فائدہ دیا جو ہم سحری کے وقت پڑھتے تھے۔

بعض حضرات نے حضرت ابو سہل صعلوکی رحمۃ اللہ علیہ کو موت کے بعد دیکھا تو پوچھا تمہارے علم نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟ فرمایا میں نے تمام دقیق علوم کو پھیلی ہوئی غبار پایا البتہ بعض مسائل (باقی رہے) جو لوگوں نے مجھ سے پوچھے (ان کا فائدہ ہوا)۔

اے بھائی! اپنے علم اور عمل کا جائزہ لو اور جب اس میں ریاکاری اور شہرت طلبی دیکھو جس سے ان

بڑے بڑے باعمل مخلص علماء کو روکا گیا ہے تو اپنے آپ پر روؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

حکمرانوں کے دروازوں پر جانے والوں سے قطع تعلق

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب ان کے بھائی (صوفیاء) امراء سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور کسی شرعی ضرورت یا مصلحت کے بغیر ان کے دروازوں پر جاتے ہیں تو وہ ان کو چھوڑ دیتے ہیں شرعی ضرورت کی مثال نیکی کا حکم دینا اور اس قسم کے اعمال ہیں وہ اس حدیث شریف کی بنیاد پر ایسا کرتے ہیں (قطع تعلق کرتے ہیں اور حدیث شریف یہ ہے)۔

"اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ وَادِیًا یُقَالُ لَهٗ هَبْهَبُ اَعَدَّهُ اللّٰهُ لِلْجَبَّارِیْنَ وَلِلْقُرَّاءِ الْمُدَاهِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَدْخُلُوْنَ عَلٰی اُمَرَاءِ الْجَوْرِ"

(مجمع الزوائد۔ باب ماجاء فی الکبر جلد 10 صفحہ 226 مطبوعہ دار الکتاب بیروت)

(ترجمہ) بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ھبھب کہا جاتا ہے اسے اللہ ﷻ نے متکبر لوگوں اور ان قراء (علماء صوفیاء) کے لیے تیار کیا ہے جو منافقت سے کام لیتے ہیں یہ لوگ ظالم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں۔

بصرہ کے حکمران نے ایک دن حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو ہمارے خلاف سخت زبان استعمال کرنے اور ہمیں آپ کے مقابلہ کی طاقت حاصل نہ ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اس چیز کی طمع نہیں کرتے جو ہمارے پاس ہے اور اس سے بے رغبت رہتے ہیں۔

حضرت ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن میں بصرہ کے حاکم کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا اے ابن السماک! مجھے کوئی نصیحت کیجئے میں نے کہا تم پر اور اس پر جس نے تمہیں لوگوں پر مظالم ڈھانے کے لیے مقرر کیا ہے افسوس ہے۔ تم اس بات کی صلاحیت رکھتے ہو کہ تمہارے ذریعے (ظالمانہ) اقدام کو روکا جاسکے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ، قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو ان پر اونی قمیض تھی قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نے اونی قمیض کیوں پہن رکھی ہے؟ اس پر محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے کیا ہے کہ میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں اور آپ خاموش ہیں۔ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر میں کہوں کہ میں نے دنیا سے بے رغبتی (زہد) کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو اپنے نفس کی پاکیزگی بیان کروں گا اور اگر کہوں کہ میں فقیر ہوں تو اپنے رب کی شکایت کروں گا۔

Scanned with CamScanner

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! اگر ہارون الرشید مجھ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کرے تو میں اسے اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ وہ مجھ پر غالب آجائے تو ان فقراء کا کیا حال ہے جو اس کے پاس جاتے ہیں۔

والیٔ مکہ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مطاف (طواف کی جگہ) میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان کو سلام کیا تو انہوں نے فرمایا سلام کے ذریعے کیا چاہتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مجھے تمہارے طواف کرنے کا علم ہو جائے تو جاؤ، مجھے علم ہو چکا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امراء کے پاس جانا اور ان سے میل جول رکھنا صرف امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کے لیے بہتر ہے ہمارے جیسے لوگوں کے لیے یہ بات بہتر نہیں کہ ہم ان لوگوں کے پاس جائیں کیونکہ ان لوگوں کے منہ پر نصیحت کرنا اور ان کے ظلم وغیرہ مثلاً ریشم پہننے اور (دیواروں پر) پردے لٹکانے کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنا ہمارے بس میں نہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گفتگو ہونے لگی اور حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے وہ خاموش رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے احنف! تم کلام کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا میں جھوٹ بولوں تو اللہ ﷻ کا خوف ہے اور اگر سچ کہوں تو آپ کا ڈر ہے پس میں نے خاموش رہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ اس سلسلے میں مزید گفتگو متفرق طور پر آگے آئے گی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اخلاق صوفیاء رحمہم اللہ کے سلسلے میں کچھ وعدے

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق کے سلسلے میں ہم سے کچھ عہد لیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نفاق کو چھوڑ دیں اور ان کے اچھے کام ظاہری اور باطنی دونوں صورتوں میں برابر برابر ہوں اور ان میں سے کسی کا کوئی عمل ایسا نہ ہو جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن وہ رسوا ہو۔

حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہوئے تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام نے جو نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی۔

"اے عمر! اس بات سے بچنا کہ ظاہر میں اللہ ﷻ کے دوست بنو اور خلوت میں اس کے دشمن ہو کیونکہ جس شخص کا باطن اور ظاہر مساوی نہ ہو وہ منافق ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔

(یہ سن کر) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

حدیث شریف میں ہے

آخری زمانے میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے (پیدا ہوں گے) جو آخرت کے عمل کے بدلے دنیا طلب کریں گے (دین کے بدلے دنیا طلب کریں گے) نرمی کے باعث بھیڑیے کے چمڑے پہنے ہوں گے ان کی زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اللہ ﷻ فرمائے گا کیا وہ میری (رحمت کی) وجہ سے دھوکے میں ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں مجھے اپنی قسم ہے میں ان پر ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ وہ ان میں سے حلیم و بردبار لوگوں کو بھی حیران کر دے گا۔

حضرت مہلب بن ابی غفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہوں جس کی زبان کو اس کے عمل پر فضیلت حاصل ہو۔

حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جس مقام تک پہنچے ہیں وہاں تک رسائی کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگوں کو کسی بات کا حکم دیتے تو (عمل میں) ان سب سے سبقت کرنے والے ہوتے اور جب ان کو کسی کام سے روکتے تو خود ان سب کی نسبت اس عمل سے زیادہ دور ہوتے اور لوگ کہتے تھے کہ ہم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی شخص کو نہیں دیکھا جس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ اچھا ہو۔

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل کا رونا، آنکھوں کے رونے سے بہتر ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل ہنڈیوں کی طرح ہیں اور ان کے چمچ زبانیں ہیں پس تم اپنے افعال کے غلام بن جاؤ جس طرح تم اپنے اقوال کے غلام ہو۔

حضرت مروان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے سامنے جس شخص کی تعریف کی گئی میں نے اسے اس بیان کردہ وصف سے کم پایا البتہ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو اس (بیان کردہ وصف) سے اوپر پایا۔

حضرت عتبہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بندے کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو جائے تو اللہ ﷻ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے افضل عبادت باطنی گناہوں کو چھوڑنا ہے ان سے پوچھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا اس لیے کہ جب باطنی گناہ ترک کیے جائیں تو ایسا شخص ظاہری گناہوں سے زیادہ اجتناب کرتا ہے پس جس کی خلوت اس کی جلوت سے افضل ہو تو یہی (حقیقی) فضیلت ہے اور جس کا باطن اور ظاہر مساوی ہوں تو یہ عدل ہے اور جس کا ظاہر اس کے باطن سے افضل ہو تو یہ (اپنے آپ پر) ظلم ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ ﷻ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہیں وہ میرے لیے اپنے اعمال کو مخفی رکھیں میں ان کے لیے ان کو ظاہر

Scanned with CamScanner

کروں گا۔اس قسم کی بات پہلے بھی گزر چکی ہے۔

حضرت عبدالرحمن زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے ہائے مجھ پر افسوس! میں نے لوگوں کے ساتھ معاملہ امانت کے ساتھ کیا جب کہ اپنے رب سے میرا معاملہ خیانت کے ساتھ ہے کاش! میں اس کے برعکس کرتا پھر آپ رونے لگے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو کسی کام کا حکم دے اور خود اس کا حال اس تک نہ پہنچے تو وہ منافق ہے البتہ یہ کہ کوئی اس سے اس بات کا حکم پوچھے (تو یہ الگ بات ہے)۔

اور وہ فرماتے تھے اس بات سے بچو کہ دن کے وقت تم ابو عبداللہ صالح ہو اور رات کے وقت شیطان ظالم (بڑے شیطان) ہو۔

اور حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے وہ فرماتے تھے میں نے جب بھی اپنے علم کو اپنے عمل پر پیش کیا تو اپنے نفس کو اپنے علم کے مطابق عمل کرنے والا نہ پایا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنے نیک اعمال سے بھی کچھ پوشیدہ رکھو جس طرح تمہارے بعض برے اعمال پوشیدہ ہیں۔

اور حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول گزر گیا کہ کون ایسے شخص کی طرف میری رہنمائی کرے گا جو رات کے وقت روتا ہے اور دن کے وقت ہنستا ہے یعنی ایسے لوگ کم ہیں۔

حضرت مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ پر اللہ عزوجل کا یہ انعام ہے کہ میں نے تیس سال سے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس سے حیا کی جائے سوائے اپنی بیوی کے قرب کے۔

جب لوگ حضرت ابو عبداللہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے تو وہ فرماتے اللہ عزوجل کی قسم! میری اور تمہاری مثال اس لونڈی کی طرح ہے جس کا کنوارہ پن گناہوں کی وجہ سے زائل ہو گیا اور اس کے گھر والوں کو اس بات کا علم نہیں وہ شب زفاف اس کی وجہ سے خوش ہیں جب کہ وہ (لونڈی) خود ذلت و رسوائی کے خوف سے غمگین ہے۔

حضرت ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کو برا سمجھتے تھے جو لوگوں کی موجودگی میں مسجد میں روتا ہے۔

اور حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے باطن (کی صفائی) کے بغیر ظاہر (کی درستگی) اس بیت الخلاء کی طرح ہے جو باہر سے مزین اور اندر سے بدبودار اور نجاست سے بھرا ہوا اور جو شخص اس مال پر فخر کرے جو اس کو حاصل نہ ہو تو اس کا کسب اس کو جھٹلاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ لوگ اسے صرف اس کی باتوں کی وجہ سے صالحین میں شمار کریں اگر عمل میں وہ ان کے موافق نہ ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو بلا اجازت

بادشاہ کی ایسی دعوت میں جائے جو خاص لوگوں کے لیے ہو اور جو آدمی عمل کے بغیر صرف قول پر اکتفا کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بطور سزا محض وعدے کے ذریعے بدلہ دیتا ہے عطا نہیں کرتا۔

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب فقیر ناحق طور پر زہد کا دعویٰ کرے تو شیطان اس کے گرد رقص کرتا ہے اس پر ہنستا ہے اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے بندہ صریح ایمان کو اس وقت تک نہیں پاتا جب تک یہ بات جان نہ لے کہ اللہ عزوجل اسے دیکھتا ہے پس وہ خلوت میں ایسا عمل نہ کرے جو قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں تمہارے بغیر کسی پر اپنا دروازہ بند کرتا ہوں تو تم میں سے کوئی بھی اس کے گرد نہ بیٹھے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ان کا یہ قول اپنے نفس کو تہمت سے بچانے کے لیے تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں قراء (علماء) پر ریاکاری غالب آگئی ہے وہ لوگوں کے سامنے عبادت کو ظاہر کرتے ہیں جب کہ ان کے باطن دوسروں کے لیے کھوٹ، کینے اور بغض میں مشغول ہیں اور جب تم میں سے کسی کو کسی قاری سے کوئی کام ہو تو اس جیسے قاری کو اس کے لیے سفارشی نہ بناؤ اس طرح تمہارے خلاف اس کا دل سخت ہو جائے گا بلکہ کسی مالدار سے سفارش کراؤ اس سے تمہاری حاجت جلد پوری ہوگی۔

اس خلق کے بارے میں عنقریب مزید کلام کتاب کے مختلف مقامات میں آئے گا۔

اے بھائی! اپنے نفس کو ٹٹولو کیا تمہارا باطن اور ظاہر برابر ہیں یا نہیں؟ اور استغفار کثرت سے کرو اور جان لو کہ جو شخص لوگوں کے سامنے اپنے باطن کے خلاف (بات) ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے کل (قیامت کے دن) اس کا حشر منافقین کے ساتھ ہوگا اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لیے ہیں۔

حکام کے ظلم پر صبر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ ہمارے گناہ سے کم درجہ کی سزا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی ہے کہ وہ حکام کے مظالم پر صبر کریں اور اس بات کی گواہی دیں کہ یہ سزا اس سے کم ہے جس کے وہ گناہوں کے سبب سے مستحق ہیں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب لوگوں کے باطن اور ظاہر میں مساوات نہ ہو تو ان کو طرح طرح کی مصیبتوں اور آفات کے نازل ہونے پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج ثقفی اللہ عزوجل کی طرف سے ایک ایسی مصیبت تھا جو گناہ کے موافق ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جب تم کسی ظالم بادشاہ کی آزمائش میں ہو اور اس کے سبب سے اپنے دین کو پھاڑ دو تو اس کو کثرت استغفار کا پیوند لگاؤ۔

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی نے ان کو خط لکھ کر اپنے شہر کے حکمرانوں کے مظالم کی شکایت کی تو حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یوں جواب دیا۔

ہمیں آپ کا خط ملا ہے اور اے میرے بھائی تم یہ بات جانتے ہو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اسے عذاب کے انکار کا حق نہیں اور میں تمہیں بھی کسی گناہ کی نحوست کے باعث عذاب میں دیکھتا ہوں۔ والسلام

ہارون الرشید نے ظلم کے طور پر ایک شخص کو قید کر دیا تو اس شخص نے ہارون الرشید کو یوں لکھا کہ اے ہارون الرشید! میرا جو دن بھی قید اور تکلیف میں گزرتا ہے اور تیری زندگی اور نعمت کا دن بھی گزر رہا ہے اور معاملہ قریب ہے اور میرے اور تمہارے درمیان اللہ عزوجل حاکم ہے۔

راوی نے کہا جب ہارون الرشید نے یہ خط پڑھا تو اس کی قید ختم کر دی اور اس سے نیکی کا سلوک کیا۔

ایک دفعہ بادشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مال آیا تا کہ اسے ان فقراء پر تقسیم کر دیں جن کو وہ پہچانتے ہیں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کر دیا اور فرمایا جب قیامت کے دن اللہ عزوجل ظالم سے اس کے کمائے ہوئے مال کا حساب لے گا تو وہ کہے گا میں نے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا تھا تو قیامت کے دن ظالم حساب کے لیے میری طرف رجوع کرے گا لہٰذا جس نے اسے جمع کیا وہ اسے تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں پس جس نے میری فرمانبرداری کی میں ان (بادشاہوں) کو اس کے لیے رحمت بناتا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرے میں ان (بادشاہوں) کو اس پر عذاب بنا دیتا ہوں پس تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو برا بھلا کہنے میں مشغول نہ کرو بلکہ میری بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ میں ان کو تمہارے لیے مہربان بنا دوں۔

عبدالمالک بن مروان اپنی رعایا سے کہا کرتا تھا اے رعایا! ہم سے انصاف کرو تم ہم سے مطالبہ کرتے ہو کہ ہم تم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا معاملہ کریں اور تم ہم سے ان کی رعایا کی طرح پیش نہیں آتے پس ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے ہر ایک کو دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس طرح تم ان اعمال میں مبتلا کیے گئے جن پر تمہارا

رب راضی نہیں اور تم کہتے ہو کہ یہ اللہ عزوجل نے مقرر فرمائے ہیں تو اپنے حاکموں کا عذر بھی قبول کرو کہ اللہ عزوجل نے ان کی تقدیر میں لکھا کہ وہ تم پر ظلم کریں گے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ تم میں سے کسی پر ظلم نہ کرے لیکن تمہارے اعمال ہی ان مظالم کا باعث ہیں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت حاصل ہوئی تو وہ رو پڑے پھر اپنی بیویوں اور لونڈیوں کو اختیار دیا اور فرمایا میں ایسے کام میں مشغول ہوا ہوں جس کی وجہ سے تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا میں تو اس وقت فارغ ہوں گا جب قیامت کے دن لوگ حساب سے فارغ ہوں گے۔ اس وقت ان کے گھر والے رونے لگے حتیٰ کہ ان کے پڑوسیوں نے خیال کیا کہ ان کے ہاں کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے علماء کو اس حالت میں پایا کہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھنا افضل سمجھتے تھے لیکن اب وہ امراء کے وزیر اور ظالموں کے مشیر بن گئے ہیں۔[1]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حکمرانوں کے ہاں تحریر کا کام کرتا ہے اور انہوں نے اس کے لیے جو وظیفہ مقرر کیا ہے اس سے تجاوز بھی نہیں کرتا، تو حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے خیال میں اسے یہ عمل ترک کر دینا چاہئے کیا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ (پ۲۰ القصص ۱۷)

(ترجمہ) عرض کرنے لگے اے میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حکمران ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی مملکت میں بسنے والوں میں نقص پیدا کر دیتا ہے حتیٰ کہ بازاروں، رزق، تجارت، پھلوں (جانوروں کے) تھنوں (دودھ) اور ہر چیز میں کمی آ جاتی ہے۔

حضرت ابوذر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب حکمرانوں کے عطیات ان کے دین کی قیمت بن جائیں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ظالم کے سامنے مسکراتا ہے یا اسے مجلس میں جگہ دیتا ہے یا اس سے عطیہ لیتا ہے اس نے اسلام کی رسیوں کو توڑ دیا اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں لکھا جاتا ہے یہاں اسلام کی رسیوں سے مراد بزرگوں کے قواعد کی مخالفت کرنا ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اکثر گھر میں تشریف فرما رہتے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں

۱۔ مقصد یہ ہے کہ حکمرانوں کا قرب خطرے سے خالی نہیں ہوتا لہٰذا اہل تقویٰ کے لیے ان سے بچنا بہتر ہے ۱۲ ہزاروی

نے فرمایا میں نے حکمرانوں کے مظالم، رعایا کے فساد اور سنت کے چلے جانے کی وجہ سے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کیونکہ جو شخص حقوق قائم کرنے میں اپنے بیٹے اور غلام کے درمیان فرق کرتا ہے وہ ظالم ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حکمران کمزوری کے بعد موٹا ہو جائے تو جان لو کہ اس نے اپنی رعایا سے بھی خیانت کی ہے اور اپنے رب سے بھی (خیانت کی ہے)۔

ایک دن ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ، ہارون الرشید کے پاس گئے اور اس سے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو اللہ عزوجل اسے رد نہیں کرتا اگرچہ وہ (بددعا) گناہ گار سے ہی کیوں نہ ہو اور ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ اگرچہ وہ کافر کی بددعا ہی کیوں نہ ہو۔

تو اے بھائی! اپنا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم نے اپنے نقطۂ نظر سے رعایا کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور اپنے اعضاء کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ کیا تم نے ان کو اللہ عزوجل کی رضا میں استعمال کیا اور اس کی نافرمانی سے محفوظ رکھا، یا اپنے نفس اور اعضاء سے دھوکہ کیا ہے؟ کیونکہ ہر نگران سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور اے بھائی! امراء کے پاس جانے سے بچو اگرچہ تمہارا ارادہ ان کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا ہو، کیونکہ تم ان لوگوں کو پوری طرح تبلیغ نہیں کرسکتے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

رضائے الٰہی کے حصول کے لیے غیرت مندی

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اللہ عزوجل کی حرمت کو توڑا جائے تو شریعت مطہرہ کی مدد کے لیے غیرت کا مظاہرہ کریں کیونکہ یہ لوگ جو عمل بھی کرتے ہیں یا جن لوگوں کی مجلس اختیار کرتے ہیں تو رضائے الٰہی کی خاطر ایسا کرتے ہیں پس وہ کسی شخص سے محبت یا دشمنی دنیوی غرض کے تحت نہیں کرتے۔

صحیح حدیث میں ہے۔

اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ مِنْ اَوْثَقِ عُرَی الْاِیْمَانِ

(اتحاف السادۃ المتقین جلد 6 صفحہ 177 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اللہ عزوجل کے لیے محبت اور اللہ عزوجل کے لیے دشمنی ایمان کی مضبوط ترین رسیوں میں سے ہے۔

اگر کوئی بندہ طلب ثواب کے لیے جنوں اور انسانوں کی طرح عبادت کرے اور وہ اللہ عزوجل کی رضا سے غافل ہو تو وہ (سیدھے) راستے سے غافل ہے۔

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیا آپ نے میرے لیے کوئی عمل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، اے میرے رب! میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا، صدقہ کیا اسی طرح دیگر امور کا ذکر کیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا یہ تو آپ کے لیے ہے کیا میرے لیے میرے کسی ولی سے محبت کی یا میری (رضا کی) خاطر میرے کسی دشمن سے دشمنی کی۔

اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے لیے محبت اور اللہ عزوجل کے لیے دشمنی سب سے افضل عمل ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین) فرماتے تھے جب دو شخص اللہ عزوجل کی نافرمانی پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل کی نافرمانی پر ہی الگ ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم حکمرانوں کے پاس جاؤ تو خاص ان کے لیے دعا نہ کرو کیونکہ انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی اختیار کر رکھی ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے دعا کرو اگر وہ (حکمران) ان (مسلمانوں) میں سے ہوں گے تو وہ بھی اس دعا میں شامل ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم کسی کی مجلس اختیار کرو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے یا نہیں بلکہ یہ دیکھو کہ تمہارے دل اور نفس میں اس کے لیے کیا ہے کیونکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس کی مثل ہے جو اس کے پاس ہے۔ یہ دونوں برابر برابر ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی شخص بدعت جاری کرے۔ اور جو شخص اسے اپنا بھائی خیال کرتا ہے اسے اس پر غصہ نہ آئے تو اس کی محبت غیر اللہ کے لیے ہے۔[1]

اس لیے کہ اگر اس کی محبت اللہ عزوجل کے لیے ہوتی تو اس کے گناہ پر اس شخص کو غصہ آتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے قیامت کے دن بندے کو اللہ عزوجل کے سامنے لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اس سے پوچھے گا کیا تم نے میرے لیے کسی ولی سے محبت کی کہ میں اس کے سبب تجھے عطا کروں؟

پس تم نیک لوگوں سے محبت کرو اور ان کے ذریعے میری نعمتیں حاصل کرو۔ قیامت کے دن ان کے لیے دولت ہوگی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فاسق سے قطع تعلق اللہ عزوجل کے قرب کا ذریعہ ہے میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے قلبی تعلق توڑنا مراد ہے ظاہر میں اس سے قطع تعلق مناسب نہیں تاکہ اس

1۔ جو کام خلاف سنت ہو وہ بدعت ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے لیکن جو کام شریعت کے خلاف نہ ہو اور دین میں اس کی اصل پائی جاتی ہو وہ اصطلاحی بدعت نہیں ہے ہر نئے کام کو بدعت کہہ کر رد کر دینا جہالت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

2۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عمدہ بات فرمائی کہ بزرگان دین بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات قدسیہ کے خلاف زبان طعن دراز کرنے کی بجائے ان کے افعال کی اچھی توجیہ کرنی چاہیے ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا جا سکے البتہ اس کی صفات فسق کو برا سمجھا جائے کیونکہ فاسق ہر اس شخص کا مطلوب ہے جو اللہ ﷻ کی طرف دعوت دیتا ہے اس بات کو سمجھو اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی فاسق کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو کیا ہم اس سے تعزیت کریں؟ فرمایا نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور حضرت معاویہ ؓ کے لیے رحمت کا اظہار کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ اکابر علماء میں سے تھے لیکن وہ (حضرت معاویہ ؓ) محبت دنیا میں مبتلا ہو گئے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہ ؓ کی محبت دنیا کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ آخرت کے عمل کے لیے ایسا کرتے تھے جس طرح ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے بلکہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے بارے میں یہی خیال سب سے بہتر ہے کیونکہ وہ تو جلیل القدر صحابی تھے۔[۲] واللہ اعلم۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ (اللہ ﷻ کے لیے) اللہ ﷻ کے بندوں سے محبت کرتا ہے اور وہ اس صورت میں بھی اس سے نفرت نہیں کرتا جب وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو یہ شخص اللہ ﷻ کے لیے محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی جہنمی سے کسی نیکی کی وجہ سے محبت کرتا ہے جو اس سے ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ اسے اس پر اجر عطا کرے گا اور جو شخص کسی جنتی سے اس کی کسی برائی کی وجہ سے نفرت کرے جو اس سے ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ اسے بھی اجر عطا کرے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کتا بیٹھ جاتا تو آپ اسے دھتکارتے نہیں تھے اور فرماتے تھے یہ میرے ساتھی سے اچھا ہے اور کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کی برائی بیان کرے۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کے دل کے لیے نیک لوگوں کی صحبت اور ان کے اعمال کی طرف نظر کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نفع بخش نہیں اور فاسق لوگوں کی محبت اور ان کے افعال کو دیکھنے سے بڑھ کر بندے کے دل کے لیے کوئی نقصان دہ چیز نہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کا ولی زمین میں گل ریحان ہے جب مریدین اسے سونگھتے ہیں اور اس کی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔

تو اے بھائی! غور کرو کیا تم نے کسی سے اللہ ﷻ کے لیے محبت کی اور کسی سے اللہ ﷻ کے لیے نفرت کی یا اپنی خواہش کی بنیاد پر محبت کی اور اسی بنیاد پر نفرت کی اپنے نفس پر روؤ اور دن اور رات میں بکثرت

استغفار کرو اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لیے ہیں۔

کم ہنسنا اور دنیوی چیزوں پر زیادہ خوش نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں ایک بات یہ ہے کہ کم ہنسیں اور دنیا کی کسی چیز پر خوش نہ ہوں بلکہ دنیا کی جو چیز حاصل ہو یعنی کپڑے، سواری، نکاح اور عہدہ وغیرہ اس پر طبیعت میں گھٹن ہونی چاہئے اور یہ عمل دنیاداروں کے خلاف ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ کہیں آخرت کی نعمتیں دنیا میں ہی نہ مل جائیں اور وہ شخص کسی چیز پر کیسے خوش ہو سکتا ہے جو اللہ ﷻ کی ملاقات سے قید میں بند ہو، تو جس طرح وہ شخص جو اپنے گھر اور بال بچوں سے دور قید میں پریشان ہوتا ہے اسی طرح اولیاء کرام رحمہم اللہ اپنی عمر کے طویل ہونے اور اس دنیا میں اپنے رب کی ملاقات سے محروم ہونے کی وجہ سے غمگین ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَلَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (جامع ترمذی، کتاب الزہد، جلد 4 صفحہ 141 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ بات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور بلندیوں کی طرف جاتے اور اللہ ﷻ کی پناہ حاصل کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے تھے مجھے ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس کے پیچھے آگ (جہنم) ہے اور خوش ہونے والے پر تعجب ہے حالانکہ اس کے پیچھے موت ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو شخص دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ ان کا زمانہ مصیبت قریب ہے کیونکہ وہ ان کو سخت غم اور خوف کی حالت میں دیکھتا تھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ہنس رہے ہیں حالانکہ ان کے کفن دھوبی سے آچکے ہیں۔

حضرت ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ گناہوں نے اسے غمگین کر دیا ہے پھر وہ اپنے تھیلے میں شہد اور گھی جمع کرے وہ جھوٹا ہے۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ

مَالِ هٰذَا الْکِتَابِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصَاهَا ۚ (پ۱۵، الکہف ۴۹)

Scanned with CamScanner

(ترجمہ) اس کا نوشتہ کیا ہو گیا کہ نہیں چھوڑا اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور نہ کسی بڑے گناہ کو مگر اس نے اس کو شمار کر لیا۔

کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ صغیرہ سے مراد گھر میں تبسم کرنا اور کبیرہ سے مراد گھر میں قہقہہ لگانا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے یہاں تبسم سے اتنی آواز میں ہنسنا مراد لیا ہو جس کو مجلس والے سن لیں کیونکہ حضور ﷺ کا ہنسنا تبسم تھا۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن صرف اسی صورت میں ہنستا ہے جب وہ موت سے غافل ہو۔

حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں سب سے زیادہ ہنستا ہے وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ روئے گا۔

حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک نہ ہنسے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا اور حضرت غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے تھے مجلس میں ہر ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

حضرت معاذ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے اور وہ ہنس رہے تھے جبکہ انہوں نے اونی لباس پہن رکھا تھا تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ! لباس صالحین کا اور ہنسنا غافلین کا سا!

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ہنسنا حد سے زیادہ نہ ہو اس سے صرف دانت ظاہر ہوتے ہیں آواز سنائی نہیں دیتی اور اسراف سے پاک لباس وہ ہے جس سے شرمگاہ کو ڈھانپ لے اور تجھے گرمی سردی سے بچائے اور اسراف سے پاک کھانا وہ ہے جو بھوک کو ختم کرے اور سیر ہونے سے کم ہو۔

حضرت عون بن الجزیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے پچاس سال تک حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی لیکن ان کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام میں خوش طبعی ظاہر ہوئی تو اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پ۲۷۔الحدید ۱۶)

(ترجمہ) کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے جھک جائیں۔

تو اس وقت انہوں نے مزاح کو چھوڑ دیا اور اللہ ﷻ سے ڈرنے لگے۔

اس سلسلے میں (کتاب الرقائق) میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں اور اللہ ﷻ والے آخرت کی طرف توجہ اور اس کے احوال کے لیے تیاری کے ذریعے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے نفس اور جس غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے ہو اس پر غور کرو اور وہ عمل اختیار کرو جو تمہیں اللہ ﷻ کے قریب کر دے نیز بہت زیادہ طلب مغفرت کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

گناہوں میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب ان کو کسی ایسے کام میں پڑنے کا خطرہ ہو جو اللہ ﷻ کی ناراضگی کا باعث ہے تو وہ موت کی تمنا کرتے ہیں اور یہ بات کچھ نشانیوں سے ان کے سامنے ظاہر ہوتی ہے جیسے گناہوں کے مقدمات اور وہ قرائن جن کو متعدد مقامات پر دلائل میں شمار کیا جاتا ہے (یعنی ان قرائن سے گناہوں میں جانے کا خطرہ معلوم ہوتا ہے)۔

حضرت عابس غفاری رحمۃ اللہ علیہ طاعون کے دنوں میں فرمایا کرتے تھے اے طاعون مجھے پکڑ لے اور یہ بات بار بار فرماتے ان کے چچازاد بھائی نے کہا اے عابس! آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ فَاِنَّهٗ اِنْقِطَاعُ عَمَلِهٖ

(مسند احمد بن حنبل مرویات علیم عن عبس جلد 3 صفحہ 494 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اس سے عمل کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت عابس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں (میں نے یہ حدیث سنی ہے) لیکن مجھے چھ باتوں کا خوف ہے میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ اپنی امت پر ان (چھ) باتوں کا خوف محسوس کرتے تھے۔

(1) بیوقوفوں کی حکومت۔ (2) شرطیں لگانے کی کثرت (3) فیصلے کا سودا (قاضی کا رشوت لینا مراد ہے) رشتہ داروں سے قطع تعلق (5) خون کو ہلکا سمجھنا (6) اور مست ہو جانا کہ قرآن مجید کو گانے بجانے کے آلات قرار دیں گے وہ کسی شخص کو (مصلی پر) آگے کریں گے حالانکہ وہ دین میں ان سے زیادہ فصیح نہ ہوگا لیکن وہ اس کو اس لیے آگے کریں گے تاکہ وہ ان کو خوش آوازی سے محظوظ کرے[1]۔

اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ موت کی تمنا کرتے تھے اس سلسلے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ایسے زمانے میں چلا جاؤں جس میں نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے روکنے کا عمل نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ ؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں علماء کے لیے موت سرخ سونے سے زیادہ پسندیدہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر آئے گا اور کہے گا کاش میں اس میں ہوتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ موت کی تمنا

۱۔ جو کچھ اس روایت میں بیان کیا گیا وہ آج کے دور میں بالکل صادق آرہا ہے اور یہ چھ باتیں معاشرے میں واضح نظر آتی ہیں ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

نہ کرے۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص میں بھلائی دیکھتے تو اس سے فرماتے میرے لیے موت کی دعا کرو۔[1]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہر مومن اور کافر کے لیے موت بہتر ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (پ۴ آل عمران ۱۹۸)

(ترجمہ) اور جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہتر ہے اور ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○ (پ۴ آل عمران ۱۷۸)

(ترجمہ) بے شک ہم ان کو مہلت دیتے ہیں تا کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ کو یوں پایا کہ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اس پر مجھے تعجب ہوتا تھا لیکن اب میری حالت یہ ہے کہ جو موت کی تمنا نہ کرے اس پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے دنیا کی صفائی چلی گئی اور گندگی باقی رہ گئی پس آج کے زمانے میں موت ہر مسلمان کے لیے تحفہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اس بات کی تمنا نہیں کرتا کہ مجھ پر موت کو ہلکا کیا جائے کیونکہ یہ سب سے آخری عمل ہے جس پر مومن کو اجر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میرے (مسلمان) بھائی کی طرف سے پہنچنے والے ہدیہ میں مجھے سلام سے بڑھ کر کوئی ہدیہ پسند نہیں اور اس کی طرف سے پہنچنے والی سب سے زیادہ پسندیدہ خبر موت کی خبر ہے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ موت کی تمنا کرتے تھے حضرت عطاء ازرق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ آپ اس چیز کی تمنا کیسے کرتے ہیں جس (کی تمنا) سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منع فرمایا؟

انہوں نے فرمایا زندگی وہ چاہتا ہے جس کی نیکی میں دن بدن اضافہ ہو لیکن میرے اور آپ جیسے لوگ زندگی سے کس چیز کی امید کریں؟

ابو عتبہ خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اصحاب صفہ میں ایسے لوگ تھے کہ ان کو اللہ عزوجل کی ملاقات شہد سے بھی زیادہ پسند تھی اور وہ دنیا کی ضرورتوں کا خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اللہ عزوجل کے رزق پر یقین رکھتے

[1] اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی پیش نظر رکھا جائے کہ اگر کسی نے موت کی تمنا کرنا ہی ہو تو یوں کہے یا اللہ عزوجل! اگر میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لیے مرنا بہتر ہے تو مجھے موت دے ۱۲ ہزاروی

تھے اور جس طرح تم میں سے کوئی صحت کو پسند کرتا ہے وہ اس سے زیادہ موت کو پسند کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے سہل! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کل آپ کو موت آ جائے؟ انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ اسی وقت پسند کرتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ بیماریوں اور آزمائشوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اس بات کا خوف رکھتے تھے کہ اللہ عزوجل کے فیصلے کو ناپسند کرنے کی نوبت نہ آ جائے۔ تو وہ آزمائش سے صرف اس وجہ سے ڈرتے تھے اور اللہ عزوجل کی قسم! مجھے معلوم نہیں اگر میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں تو مجھ سے کیا واقع ہو شاید مجھ سے کفر سرزد ہو جائے اور مجھے معلوم نہ ہو سکے۔

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے بڑے بڑے پتھر اور لوہا اٹھایا لیکن کسی چیز کو قرض سے زیادہ بھاری نہیں دیکھا اور میں نے اچھے اچھے کھانے کھائے اور خوبصورت عورتوں سے معانقہ کیا لیکن پاکدامنی سے زیادہ کسی چیز کو لذیذ نہیں پایا میں نے بہت سی کڑوی چیزوں کو چکھا لیکن لوگوں کی طرف حاجت سے بڑھ کر کسی کڑوی چیز کو نہیں چکھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں ان پر روؤ اگرچہ تمہارا جرم ان کے جرم سے بڑا ہو اس بات کا احتمال ہے کہ تمہیں بھی اپنے گناہوں کی سزا اس طرح ملے جس طرح ان کو ملی یا اس سے بھی زیادہ سخت اور آپ اکثر اپنی طرف سے قیدیوں کے پاس کھانا اور درہم بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ مسکین ہیں۔

حضرت سہل بن سعد تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی سب سے بڑی آزمائش دنیا اور آخرت کے اعمال سے اس کی فراغت ہے لیکن اس کا آزمائش ہونا صرف چند لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرنا سب سے بڑی جواں مردی ہے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ حکومت کرنے کو سب سے بڑی آزمائش سمجھتے تھے اور آج کے زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور جب ان کا کوئی دوست حکومتی منصب پر فائز ہوتا تو وہ کہتے یا اللہ عزوجل اس کو ہمارا ذکر بھلا دے حتیٰ کہ وہ اس طرح ہو جائے کہ نہ وہ ہمیں پہچانے اور نہ ہم اس کو پہچانیں۔

حضرت یحییٰ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص سلامتی طلب کرتا ہے وہ ملامت برداشت کرتا ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے آزمائش مکمل طور پر عافیت سے پیدا ہوتی ہے اگر فرعون بیمار ہوا ہوتا تو وہ کبھی بھی "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" (ترجمہ) میں تمہارا بلند ترین رب ہوں۔ (سورۃ النازعات آیت ۲۴) کے الفاظ نہ کہتا۔

Scanned with CamScanner

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے سب سے بڑی آزمائش (اور مصیبت) یہ ہے کہ انسان اپنے علم اور عمل کی وجہ سے ریاکاری میں مبتلا ہو جائے لیکن اس بات کا شعور بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو اور یہ بات کہنے سے بچو جو بعض محبین نے ابتلا کی صورت میں کہی۔ کہا کہ یا اللہ عزوجل! اگر اس (آزمائش) میں تیری رضا ہے تو مجھے زیادہ مبتلا کر۔ کیونکہ آزمائش برداشت کرنے والی شخصیات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بواسیر کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو دن رات خون جاری رہتا تھا حتیٰ کہ آپ حدیث شریف (کے درس) کے لیے بیٹھتے تو آپ کے نیچے ایک تھال رکھا ہوتا جس میں خون کے قطرے گرتے تھے انہوں نے ایک دن کہا یا اللہ عزوجل! اگر تیری رضا اسی میں ہے تو اس میں اضافہ کر دے ان کے شیخ امام مسلم بن خالد زنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو ان کو جھڑک دیا اور فرمایا اے محمد (امام شافعی رحمۃ اللہ کا نام محمد تھا) رک جاؤ اللہ عزوجل سے صحت کا سوال کرو میں اور تم آزمائش (برداشت کرنے) والے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے تھے۔

اے لوگو! اللہ عزوجل سے معافی اور عافیت کا سوال کرو کیونکہ مومن کو اسلام کے بعد عفو اور عافیت سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا جاتا۔

اس خلق کے بارے میں متفرق ابواب میں گفتگو ہو گی انشاء اللہ عزوجل اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ہر وقت خوف الٰہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے ابتدائی حال اور انتہائی حالت (دونوں حالتوں) میں اللہ عزوجل سے بہت زیادہ ڈرتے رہیں لیکن ابتدائی حالت میں گناہوں اور عذاب کا خوف ہو اور انتہائی حالت میں اللہ عزوجل کی بزرگی اور تعظیم کے پیش نظر خوف ہو اور دونوں حالتوں میں خوف کے نتیجے کے طور پر ندامت ہونی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

(صحیح البخاری۔ کتاب الوصایا جلد 1 صفحہ 385 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ بے شک میں

تمہیں اللہ عزوجل کی طرف سے (آنے والے) عذاب کے سلسلے میں تمہارے لیے کچھ کام نہیں آؤں گا

ایک دوسری حدیث میں ہے:

اَلْبِرُّ لَا يَبْلَى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسَى وَالدَّيَّانُ لَا يَفْنِى فَكُنْ كَمَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ

(الجامع الصغیر حدیث 3199 جلد 1 صفحہ 192 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) نیکی پرانی نہیں ہوتی گناہ بھلایا نہیں جاتا اور اللہ عزوجل کا (دیان) کے لیے فنا نہیں پس جیسے چاہے ہو جا جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے چار کام ایسے ہیں جب آدمی ان میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور بھٹک جاتا ہے: جماع کی کثرت، شکار کی کثرت، جوئے بازی کی کثرت اور گناہوں کی کثرت۔

حضرت ابو تراب النخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بندہ گناہوں کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کرے تو اس کے پاس اللہ عزوجل کی مدد ہر طرف سے آتی ہے اور دل کے سیاہ ہونے کی تین علامات ہیں۔

(1) گناہ سے بچنے کا راستہ نہ ملے (2) عبادت کا موقع میسر نہ ہو۔ (3) اور وعظ اثر انداز نہ ہو۔

حضرت ابو محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابلیس پانچ وجوہ سے بدبخت ہوا۔

(1) وہ اپنے گناہ کا اقرار نہیں کرتا تھا۔ (2) اپنے گناہ پر نادم نہ ہوا۔ (3) اپنے نفس کو ملامت نہ کیا (4) توبہ کی طرف جلدی نہ کی۔ (5) اور اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہو گیا۔

وہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کا معاملہ اس کے برعکس تھا کہ ان کو پانچ باتوں کی وجہ سے سعادت حاصل ہوئی۔

(1) انہوں نے اپنی لغزش کا اقرار کیا، (2) نادم ہوئے، (3) اپنے آپ کو ملامت کیا (4) توبہ کی طرف جلدی کی (5) اور اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم سے اپنے رب کی نافرمانی ہو جائے تو توبہ اور ندامت میں جلدی کرو اور لوگوں کے سامنے عذر پیش نہ کرو کیونکہ ان کے سامنے تمہارا عذر پیش کرنا تمہارے گناہ سے بھی بڑا (جرم) ہے۔

اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرنے کے بعد جہنم میں جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں جنت میں جاؤں جبکہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہو۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اکرم ﷺ کے کسی قربت دار کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے رسول اکرم ﷺ کی قرابت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جب کہ تم آپ ﷺ کی سیرت اور حکم

کی مخالفت کر رہے ہو کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

اَنْقِذِیْ نَفْسَکَ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 206 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہیں کسی چیز سے بچا نہیں سکتا۔[1]

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کیا گناہ گار کے لیے توبہ کا وقت نہیں آیا حالانکہ اس کا گناہ نامۂ اعمال میں لکھ دیا گیا ہے اور وہ کل اپنی قبر میں تکلیف میں ہوگا اور اسے جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے کہ کسی عقلمند کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے محبوب کو اذیت پہنچائے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے؟ فرمایا آدمی اپنے رب کی نافرمانی کے ذریعے اپنے نفس کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کون ہے جس کو اللہ ﷻ گناہ کی ذلت سے بچائے، مال کے بغیر اسے مالدار بنا دے، خاندان کے بغیر عزت عطا کرے اور کسی انسان کے بغیر اسے مانوس رکھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے۔ گناہوں کی قلت کے ساتھ نیک عمل (کی قلت) اللہ ﷻ کو اس نیک عمل کی کثرت سے زیادہ محبوب ہے جو زیادہ گناہوں کے ساتھ ہو۔

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس قدر گناہوں سے نکلے گا اسی قدر دل کی صفائی ہوگی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا سینہ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کے لیے نہیں کھلتا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے فرماتے تھے کہ ہم لوگ گناہوں میں ڈوب گئے ہیں اور اگر تم سے کسی ایک کو میرے گناہوں کی بو محسوس ہو تو وہ میری مجلس میں بیٹھ نہ سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت امام حسین ؓ کو شہید کرنے والے مسکین ہیں اور اگر وہ اللہ ﷻ کے فضل سے جنت میں داخل ہو جائیں تو ان میں سے کوئی ایک حضور ﷺ کے پاس سے گزرنے کی جرأت کیسے کرے گا جب کہ اس نے آپ کے لخت جگر کو شہید کیا اور اللہ ﷻ کی قسم اگر ان کی شہادت میں میرا عمل دخل ہوتا اور مجھے جنت اور دوزخ میں سے کسی ایک میں جانے کا اختیار دیا جاتا تو میں اس خوف سے جہنم میں جانا پسند کرتا کہ حضور ﷺ مجھے جنت میں غضب کی نگاہ سے دیکھیں گے جو میرے اور آپ کے لیے اذیت کا باعث ہوگا۔

1۔ آپ ﷺ نے ایسا ان کو تعلیم دینے کے لیے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ معاملہ آخرت سے لاپرواہی برتیں۔ (محمد اجمل)

Scanned with CamScanner

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عبادت میں چہرے کا نور اور اس کی تازگی، دلوں میں محبت، اعضاء میں خوف، نفس کا امن اور لوگوں پر گواہی دینے کا جواز ہی ہوتا تو بھی یہ گناہوں کے ترک کے لیے کافی تھی۔

اور اگر گناہ میں چہرے کی بے رونقی، دل کا اندھیرا، تذکرے میں لعنت، شہادت کا ساقط ہونا اور نفس کا خوف بھی ہوتا تو یہ (سزا) ہی کافی تھی اور اللہ ﷻ نے اطاعت گزار اور نافرمان دونوں کے لیے کچھ علامات رکھی ہیں تا کہ یہ خوش ہو اور وہ (گناہ گار) غمگین ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید اس مذکورہ لعنت سے مراد اسے متعین کر کے برا بھلا کہنا ہے یا وہ عام گناہ گاروں میں داخل ہے کیونکہ نص سے ثابت ہے کہ کسی کو متعین کر کے اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔

اور حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی:

"وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ" (پ۱۷ الحج ۳۰)

(ترجمہ) جو شخص اللہ ﷻ کی حرمتوں کی تعظیم کرتا ہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب ﷻ کے ہاں۔

کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے گناہ مراد ہیں کہ ان کو برا سمجھے حتیٰ کہ ان کا مرتکب نہ ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ (پ۱۱ التوبہ ۱۱۴)

(ترجمہ) بے شک میرا ابراہیم بہت آہیں بھرنے والے بردبار تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت کعب احبار ؓ فرماتے تھے۔ (اے انسان!) جہنم میں جانے سے پہلے آہ و فریاد کر واور اس سے پہلے آہ و زاری کرو جب آہ کرنا نفع نہ دے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ اپنے نافرمان کو دنیا اور آخرت میں لوگوں کے سامنے ذلیل کرنے کے علاوہ کوئی بات نہیں مانے گا اور جب کوئی بندہ رات کے وقت گناہ کرتا ہے تو صبح کے وقت ذلت اس کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے تھے ارشاد خداوندی ہے۔

لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا (پ۱۵ الکہف ۴۹)

(ترجمہ) گناہ کبیرہ سے پہلے گناہ صغیرہ سے اپنے آپ کو درست کر لو۔

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ کے بعد چار کام گناہ سے بھی برے ہیں۔

(1) گناہ چھوڑے بغیر طلب مغفرت، (2) اللہ ﷻ کے حلم (بردباری) سے دھوکہ کھانا، (3) گناہ پر اصرار کرنا (4) اور اس کے بعد جب کوئی عبادت کرے تو مغفرت پر خوش ہونا لیکن اس عبادت کی وجہ سے

اللہ ﷻ سے نہیں بخشے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کی اس نے اس کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور تلاوت قرآن کم ہو اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اس کو بھلا دیا۔

باعمل علماء کی علامات

اپنے علم پر عمل کرنے والے علماء کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو صاحب عمل میں پایا جائے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرشتوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ بندہ کسی کام کا ارادہ کرے اس پر عمل نہ کرے تو وہ اسے کس طرح لکھتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا دو فرشتے ہیں جو لکھتے ہیں وہ غیب نہیں جانتے لیکن جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اس سے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب بندہ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے بدبو آتی ہے اس سے وہ جان لیتے ہیں کہ اس شخص نے برائی کا ارادہ کیا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید یہاں ارادے سے مراد پختہ ارادہ ہو جو احادیث صحیحہ اور قواعد شرعیہ کے موافق ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ نے اطاعت کا حکم دیا اور اس پر مدد بھی کی اور اسے چھوڑنے کے لیے کوئی عذر نہیں رکھا اور گناہوں سے روکا اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے کوئی دلیل نہیں رکھی اور اگر اللہ ﷻ چاہتا کہ زمین میں اس کی نافرمانی بالکل نہ ہو تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا کیونکہ وہ گناہ کی اصل ہے (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ ﷻ اپنی نافرمانی کو چاہتا ہے آزمائش کی طرف اشارہ ہے)۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے متقی لوگ اس دنیا میں رہنا صرف اس لیے پسند کرتے ہیں کہ وہ اس میں اس کی فرمانبرداری کریں اور وہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو اللہ ﷻ نے اپنی فرمانبرداری سے پہلے جنت میں داخل کر دیا اور ان (گناہ گاروں) پر نافرمانی کرنے سے پہلے نافرمانی مقدر کر دی کیونکہ یہ سب کچھ علم خداوندی میں پہلے سے موجود ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ ان کے اچھے اعمال پہاڑوں کی طرح ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دھوکے میں نہیں ہیں اور تم لوگوں کے پاس کوئی عمل نہیں اور تم دھوکے میں ہو

(اور غرور و تکبر کرتے ہو) اللہ ﷻ کی قسم! ہماری باتیں زاہدوں کی باتوں جیسی ہیں اور ہمارے اعمال متکبرین اور منافقین کے اعمال جیسے ہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرو اور صبح اس حال میں کرو کہ تم اس کی نعمتوں کو اپنے اوپر فراوانی کے ساتھ دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ یہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جانا ہے اور ہم نے اسلاف کو اس حالت میں پایا کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو اس سے زیادہ بڑا سمجھتے تھے جتنا تم بڑے گناہوں کو بڑا سمجھتے ہو۔

حضرت ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ جب عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرتے تو فرماتے (اے اللہ ﷻ!) تیری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے نفس کے ذبح پر راضی ہے تو میں اسے تیرے لیے ذبح کر دیتا۔

حضرت کھمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک اس بات پر روتے رہے کہ انہوں نے اپنے پڑوسی کی اجازت کے بغیر اس کی مٹی سے اپنے ہاتھ دھوئے تھے اور وہ فرماتے تھے بعض اوقات تم میں سے کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ اللہ ﷻ نے اس کا گناہ بخش دیا ہے اور یہ دھوکہ ہے۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی

اے داؤد علیہ السلام! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تمہیں جس طریقے سے یہ بات پہنچے کہ میں نے تم میں سے کسی ایک کا گناہ بخش دیا ہے حتیٰ کہ وہ اس پر ندامت کو ترک کر دے (لیکن) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں قیامت کے دن ہر گناہ گار کو اس کے گناہ سے ضرور آگاہ کروں گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید بندے کی اپنے گناہوں پر آگاہی سے مراد یہ ہو کہ اللہ ﷻ اسے اپنا فضل دکھائے گا اور اس سے بخشش کا ہونا لازم نہیں آتا۔ واللہ اعلم

حضرت یزید حمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ ایک راہب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے سفید کپڑے پر سیاہ لباس کو ترجیح کیوں دی ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ یہ مصیبت زدہ لوگوں کی علامت ہے۔ اور ہم گناہ گار لوگ ہیں اور یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک جگہ سے گزرے تو کانپ اٹھے اور پسینہ پسینہ ہو گئے لوگوں نے اس سلسلے میں سوال کیا تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے بچپن کے زمانے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ سے پیدل حج کیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ سوار نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام اپنے مولیٰ کے پاس صلح کے لیے سوار ہو کر آ سکتا ہے۔ اللہ

Scanned with CamScanner

ﷻ کی قسم! اگر میں مکہ مکرمہ میں کنکریوں پر آتا تو یہ بھی کم تھا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جانو اور جب گناہ کو عرصہ دراز گزر جائے تب بھی استغفار میں سستی نہ کرو کیونکہ تم سے گناہ کا ارتکاب تو یقینی طور پر ہوا ہے اور بخشش کا شک ہے لہٰذا رات دن کثرت سے استغفار کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

کثرت خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اس بات پر اللہ ﷻ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ان کو ان کے گناہوں پر عذاب نہ دے چاہے وہ مظالم انہوں نے اپنے نفسوں پر کیے ہوں، چاہے بندوں پر مظالم ڈھائے ہوں اگرچہ کسی کے خلال کی لکڑی یا سوئی جس کے ساتھ سلائی کرتے ہیں لی ہو۔

خاص طور پر اگر ان میں سے ایک اپنے اعمال صالحہ کو اپنی نگاہ میں قلیل سمجھے تو اس کا خوف اور پریشانی بڑھ جاتی ہے کیونکہ (اس کے نزدیک) اس کے پاس کوئی ایسی نیکی (زائد) نہیں ہوتی جو قیامت کے دن اپنے مخالف کو دے دے۔

اور ممکن ہے قیامت کے دن مظلومین میں سے کوئی ایک بخل سے کام لے اور ایک ظلم مثلاً مال لوٹنے یا عزت پر حملہ کرنے یا تھپڑ مارنے کے بدلے میں ظالم کے تمام اعمال صالحہ پر بھی راضی نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا۔

کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں قیامت کے دن مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم، دینار اور (دیگر) سامان نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن روزے، نماز، زکوۃ اور حج کے (ثواب کے) ساتھ آئے گا لیکن وہ یوں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس کو اور کچھ اس (دوسرے) کو دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں اور ابھی اس کے ذمہ مظالم ختم نہ ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 1997)

حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ ﷻ اعلان فرمائے گا کہ میں فیصلہ کرنے والا مالک ہوں اور کسی جہنمی کو جہنم میں جانے اور کسی جنتی کو جنت میں جانے کا اختیار نہیں اور نہ کسی ایسے شخص کو جس کے ذمہ حقوق ہوں حتیٰ کہ میں اس سے بدلہ لے کر دوں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی پھر وہ عبادت کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ستر سال عبادت کی اس دوران نہ روزہ چھوڑا اور نہ ہی سویا،

نہ سایہ حاصل کیا اور نہ ہی مرغن غذا کھائی۔

جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے کسی بھائی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ ﷻ نے تم سے کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا مجھے اللہ ﷻ نے روک لیا پھر اس نے میرے تمام گناہ بخش دیئے لیکن وہ لکڑی جس کے ساتھ میں نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خلال کیا میں اس وقت سے اب تک اس وجہ سے جنت سے روکا ہوا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ایک حدیث شریف سے اس بات کی تائید ہوتی ہے (حدیث اس طرح ہے)

اللہ ﷻ نے تین باتوں کو تین باتوں میں مخفی رکھا ہے اپنی رضا کو اپنی عبادت میں پوشیدہ رکھا، اپنی ناراضگی کو اپنی نافرمانی میں پوشیدہ رکھا اور اپنے دوستوں کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے۔

اور بعض اوقات اللہ ﷻ بندے سے ایسے گناہ کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے جو بندے کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے جس طرح دانتوں کے لیے خلال (کی لکڑی) لینا جیسا کہ ابھی ذکر ہوا یا پڑوسی کی اجازت کے بغیر اس کی (دیوار وغیرہ کی) مٹی سے ہاتھ دھونا۔ واللہ اعلم

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ کسی ناپ تول کرنے والے نے ناپ کرنے سے توبہ کر لی اور اپنے رب ﷻ کی عبادت کرنے لگا جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اسے خواب میں دیکھا انہوں نے پوچھا اے فلاں! تمہارے رب ﷻ نے تم سے کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا مجھ سے مختلف قسم کے غلہ سے پندرہ قفیز (غلہ ماپنے کا ایک پیمانہ) کا حساب کیا گیا جن کا میں ماپ کرتا تھا۔ پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا میں ماپ تول کرتے ہوئے غبار کی وجہ سے ماپ میں کمی کا خیال نہیں رکھتا تھا تو جس قدر اس کے نیچے غبار ہوتی اسی قدر ماپ میں کمی ہو جاتی۔

فرماتے ہیں اسی طرح ایک اور شخص کا واقعہ ہے جو اپنے ترازو سے گرد و غبار صاف نہیں کرتا تھا۔ اسے قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور لوگ قبر میں اس کے چیخنے کی آواز سنتے تھے حتیٰ کہ بعض نیک لوگوں نے اس کی سفارش کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک میت کو قبر میں اس قدر مارا پیٹا گیا کہ اس کی قبر آگ سے بھر گئی اس نے پوچھا مجھے کیوں مارتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ تم ایک مظلوم کے پاس سے گزرے اور اس نے تم سے مدد مانگی لیکن تم نے اس کی مدد نہ کی اور ایک مرتبہ تم نے بے وضو نماز پڑھی اور تمہیں یقین تھا کہ تم بے وضو ہو۔

Scanned with CamScanner

حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رشوت سے بچو وہ حکیم کی آنکھ کو بینائی سے محروم کر دیتی ہے ایک روایت میں ہے کہ سچے حکیم کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی حکمران اور اس کے مددگار کو دیکھتے کہ کسی فقیر کو صدقہ دیتا ہے تو اس سے فرماتے اے مسکین کو اس لیے صدقہ دینے والے کہ تو ان پر رحم کرے تو نے بھی تو ان پر ظلم کیا ہے ان کے حقوق لوٹا دو یہ عمل تجھے تیری ذمہ داری سے زیادہ چھڑانے والا ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی دوسرے پر ظلم کرے اور اس کا ازالہ نہ کر سکے تو ہر نماز کے بعد اس کے لیے دعا کرے انشاء اللہ ﷻ اس زیادتی (کے گناہ) سے نکل آئے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ امراء (حکمران) فاجر ہوں گے، علماء فاسق اور امانت دار خائن ہوں گے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی نماز میں اپنے آپ پر لعنت بھیجتا ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کہہ گیا یہ کس طرح ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ آیت کریمہ پڑھی جائے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۱۲ ۔ ھود ۱۸)

(ترجمہ) سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔

تو اس نے گناہوں کے ذریعے اپنے نفس پر ظلم کیا اور لوگوں کا مال لینے اور ان کی عزتوں پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے ان پر ظلم کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ وصی بننے سے بچو کیونکہ وصی بعض اوقات وصیت میں انصاف کرنے پر قادر نہیں ہوتا اگرچہ بچنے کی بہت زیادہ کوشش کرے[1]

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خائن کا امین بھی خائن ہوتا ہے ٹیکس لینے والے خائن کا مقرر کردہ امین بھی خائن ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وصی بننے سے بچو کیونکہ تمہیں وصی بنانے والا تمہارے ذریعے مال کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لیکن تمہارے دین کو برباد کر دیتا ہے پس تمہیں اپنے دین پر ہونے کی حرص اس کی فکری حفاظت سے زیادہ ہونی چاہئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پہلی مرتبہ وصیت میں داخل ہونا غلطی ہے اور دوسری مرتبہ خیانت اور اس میں کوئی کلام نہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو آپ نے

[1] ا۔ جب کوئی شخص مرتے وقت اپنے مال اور بچوں کی ذمہ داری کسی کو سونپ دے تو وہ وصی کہلاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

اس سے فرمایا کیا تم اس دن لوگوں پر ظلم کرنے سے نہیں ڈرتے جس دن قیامت قائم ہوگی اور اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جو شخص کسی ظالم کے ظلم پر اس کی مدد کرے یا اسے کوئی ایسی دلیل بتائے جس کے ذریعے وہ کسی مسلمان کا حق مارے وہ اللہ ﷻ کے غضب کا مستحق ہوا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ جب اپنے بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس پر کسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے

مَنْ دَعَا عَلٰى ظَالِمٍ فَقَدِ انْتَصَرَ

(الجامع الصغیر حدیث 8665 جلد 2 صفحہ 528 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
اتحاف السادۃ المتقین بیان آداب التوکلین جلد 9 صفحہ 511 مطبوعہ دار الکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) جو شخص کسی ظالم کے خلاف دعا کرے اس نے اس کی مدد کی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرے اور میں اس کو اس کا بدلہ نہ دوں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کوئی شخص کسی دوسرے پر حقیقتاً نہ ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے برائی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (بلکہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے) کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ (پ ۲۵ ۔ الجاثیہ آیت ۱۵)

(ترجمہ) جو شخص اچھا عمل کرے اس کا فائدہ خود اسے ہوتا ہے اور جو آدمی برائی کا مرتکب ہوتا ہے اس کا نقصان بھی خود اسی کو ہوتا ہے۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

بہت سے لوگ نیک اعمال کی کثرت کے باعث دنیا سے مالدار رخصت ہوتے ہیں لیکن قیامت کے دن بطور مفلس آئیں گے کیونکہ ان کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہوں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اللہ ﷻ سے یوں ملاقات کرو کہ اس کے اور تمہارے درمیان ستر گناہ ہوں تو یہ بات تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ تم اس سے ملاقات کرو اور تمہارے اور بندوں کے درمیان ایک گناہ ہو[1]

[1] ا۔ چونکہ حقوق اللہ ﷻ کی بخشش ہو سکتی ہے اللہ ﷻ چاہے تو معاف کر دے لیکن حقوق العباد کی معافی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک صاحب حق معاف نہ کرے اس لیے حقوق العباد کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

تو اے بھائی! اسلاف کے خوف کے بارے میں غور کرو اور اس سلسلے میں ان کی اقتدا کرو کیونکہ تم ہلاکت کے گڑھے پر ہو اور جو ڈرتا ہے وہ سلامتی پاتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قیامت کا ہولناک منظر اور کثرت خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب وہ قیامت کے ہولناک مناظر کو یاد کرتے ہیں تو بہت زیادہ ڈرتے ہیں اور جب قرآن مجید اور ذکر الٰہی سنتے ہیں تو ان پر غشی اور خوف بہت زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔

ایک دن رسول کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۙ (پ۲۹ المزمل ۱۳)

(ترجمہ) ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب ہے۔

آپ کے پیچھے حضرت حمران بن امین رضی اللہ عنہ تھے تو وہ انتقال کر گئے۔

ایک دن یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے کہا اے یزید! مجھ کو کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا:

اے امیر المومنین! تم پہلے خلیفہ ہو جو انتقال کر جاؤ گے، (اس پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور کہا (نصیحت میں) اضافہ کیجئے انہوں نے فرمایا تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی زندہ نہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پھر روئے اور فرمایا کچھ اور بتائیں فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان کوئی اور مقام نہیں یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اذان کہتے ہوئے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی لوگ ان کو سہارے سے اٹھا کر نیچے لائے اور ان کے بھائی اوپر چلے گئے اور اذان دے کر نماز پڑھائی اس دوران حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری رہی۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حسن (ابن صالح) رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خشوع و خضوع کرنے والا نہیں دیکھا انہوں نے ایک رات سورۃ "عم یتساءلون" کی تلاوت شروع کی تو صبح تک پڑھتے رہے ان پر صبح تک بار بار بے ہوشی طاری ہو جاتی اور وہ سورت نہ پڑھ سکے اور جب بھی ان پر غشی طاری ہوتی وہ تازہ وضو کرتے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے کس رخسار سے کیڑے نے آغاز کیا، یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش کر گر پڑے۔

حضرت شعوانہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا اپنی دعا میں یوں کہا کرتی تھیں یا الٰہی! تو سب سے زیادہ کریم ہے، تمام سرداروں کا سردار ہے مسلمانوں کی امید ہے میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ آج جو شخص بھی سزا کا علم رکھنے کے باوجود تیری نافرمانی کرے تو اسے بخش دے پھر وہ چیختی چلاتیں اور ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور وہ ہائے ہائے کہتی تھیں۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ آیت کریمہ پڑھی "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (پ۳۰ التکویر ۱) (ترجمہ) اور جب سورج لپیٹ دیا جائے گا) جب آپ "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" (پ۳۰ التکویر ۱) (ترجمہ) جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر پھڑکتے رہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ (پ۱۸ الفرقان آیت ۱۲)

(ترجمہ) جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھیں گے تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔

تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر ان کو اٹھا کر لایا گیا تو ان سے ظہر، عصر اور مغرب و عشاء کی نماز قضا ہو گئی اور اپنے محلے میں وہی امام تھے ایک روایت میں ہے کہ قرأت کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر آسمان کی طرف دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ معاملہ محض آسمان کی طرف دیکھنے سے پیش نہیں آیا بلکہ قیامت کے ہولناک مناظر میں غور کرنے سے ہوا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنی خطا کا ذکر کرتے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن ایک مہینے کی مسافت سے سنائی دیتی آپ سے کہا جاتا کہ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں؟

تو فرماتے جب میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہوں تو مجھے خلیل ہونا بھول جاتا ہے۔

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فجر کی نماز میں

سورۂ یٰسین پڑھی جب وہ اس آیت پر پہنچے۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ (سورۂ یٰسین آیت ۵۳)

(ترجمہ) نہیں ہوئی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

تو ان کا بیٹا علی بن فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ گر پڑا اور اسے سورج چڑھنے تک افاقہ نہ ہوا اور یہ علی جب کوئی سورت پڑھنا چاہتے تو اسے پورا نہ کر سکتے اور وہ "سورۃ اذا زلزلت الارض" اور سورۃ القارعہ کبھی بھی سن نہیں سکتے تھے۔

جب حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے والد حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی کیونکہ وہ زیادہ غمگین رہتے تھے تو فرمایا اللہ ﷻ نے اس کی موت کو پسند کیا تو اللہ ﷻ کے پسند کرنے کی وجہ سے مجھے بھی یہ موت پسند ہے اور وہ اپنی والدہ سے فرماتے تھے میرے لیے اللہ ﷻ سے دعا کریں کہ وہ مجھے پوری سورت سننے یا ختم قرآن کی طاقت عطا فرمائے اگرچہ میری موت سے پہلے ایک بار ہی ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان (بزرگوں) میں سے کوئی ایک رات کے وقت قرآن مجید پڑھتا جب صبح ہوتی تو لوگوں کو اس بات کا علم ان کے چہرے سے ہو جاتا تھا کیونکہ اس میں بہت زیادہ تبدیلی آجاتی تھی رنگ زرد ہو جاتا اور کمزوری ظاہر ہو جاتی پس آج صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص رات بھر قرآن مجید کی تلاوت کرتا لیکن صبح اس کے چہرے پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے اس کی چادر اٹھائی ہو۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کسی قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا "وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ" (پ۱۴، الحجر ۴۳)

(ترجمہ) اور بے شک ان سب کو جہنم میں جمع ہونا ہے۔

تو حضرت سلیمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر حیران و پریشان نکل پڑے تین دن تک پتہ نہ چلا کہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے بزرگوں کے حالات میں غور و فکر کرو کیا کبھی اللہ ﷻ کا کلام سنتے ہوئے تم پر بھی خلوص کے ساتھ غشی طاری ہوئی ہے یا دل کی سختی کی وجہ سے خلوص کے ساتھ یا دکھاوے کے طور پر کسی صورت میں بھی تم پر غشی طاری نہیں ہوئی پس احتیاط کرو اور بھوک کو اپناؤ اس سے دل نرم ہوتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

بیماری کی حالت میں دل جسم سے باہر ہو جاتا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق عالیہ میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو ان کے دل ان کے جسموں سے باہر نکل جاتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس بیماری کی وجہ سے دنیا سے چلے جائیں اور وہ توبہ پر قادر نہ ہوں اور نہ حقوق کی ادائیگی کر سکیں اور وہ آخرت کی طرف اس طرح جائیں کہ وہ نافرمان ہوں جس طرح مجرم غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں فسق و فجور کا ارتکاب کیا اور وہ اپنے اس آقا کے پاس آئے تو وہ سخت غصے میں تھا اللہ ﷻ کے لیے بلند و بالا مثال ہے۔

ایک دفعہ حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے ان کے احباب ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اگر جہنم سے نجات پاؤں پھر تو بہتر ہے لوگوں نے پوچھا کس چیز کی خواہش ہے؟ فرمایا لمبی رات ہو اور میں اسے نماز اور استغفار میں گزاروں اس سے پہلے کہ مجھے موت آجائے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنے ایک پڑوسی کے پاس گیا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھا وہ اپنے آپ پر زیادتی کرنے والا (یعنی گناہ گار) تھا میں نے اس سے پوچھا کیا تم اللہ ﷻ سے وعدہ نہیں کرتے کہ تم اس کی نافرمانی نہیں کرو گے شاید تم اسی حالت میں مر جاؤ۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے گھر کے اندر سے آواز سنی کہ اگر اس کا وعدہ تمہارے وعدوں کی طرح ہو کہ تم وعدہ کر کے توڑ دیتے ہو تو اس میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس سبب سے اللہ ﷻ کی ناراضگی اور اس سے دوری اور زیادہ ہو گی۔ (یہ سن کر) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں تھے لوگوں نے کہا کیا ہم آپ کے لیے معالج نہ بلائیں؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا یہ آیت کہاں ہے (یعنی اس سے غافل کیوں ہو)

وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ (پ۱۹، الفرقان ۳۹-۳۸)

(ترجمہ) اور یاد کرو قوم عاد و ثمود اور اصحاب الرس کو ان اور ان کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزریں حق سمجھانے کے لیے ہم نے ہر ایک کی مثالیں بیان کیں اور ہم نے سب کو نیست و نابود کر دیا

حالانکہ ان میں معالج اور طبیب بھی تھے لیکن اس کے باوجود ان سب پر موت آتی ہے اللہ ﷻ کی قسم میں کبھی بھی طبیب کو نہ بلاؤں گا۔

کچھ لوگ حضرت مغیرہ خزاز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی مرض الموت میں گئے اور پوچھا آپ کا کیا

Scanned with CamScanner

حال ہے؟

فرمایا گناہوں کا بوجھ ہے انہوں نے پوچھا آپ کو کسی چیز کی خواہش ہے؟ فرمایا ہاں میری موت سے پہلے مجھے ہر ناپسندیدہ کام سے توبہ (کی توفیق) کے ساتھ احسان کیا جائے۔

جب حضرت وہب بن وررد رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امیر نے ان کے پاس ایک عیسائی طبیب کو بھیجا اس نے پوچھا کیا تکلیف ہے؟

فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ کہ میں اپنی بیماری کی تجھے خبر دوں لوگوں نے کہا کہ ہمیں بتایئے ہم اسے بتا دیتے ہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ ﷻ! یہ کیا عقلمندی ہے کیا تم مجھے اس بات کا مشورہ دیتے ہو کہ میں اپنے رب ﷻ کی شکایت اس کے دشمنوں میں سے کسی دشمن سے کروں۔ تم سب میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا تمہارا نہ آنا مجھے تمہارے آنے سے زیادہ پسند تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں تم سے اپنے رب کی شکایت نہ کر دوں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک مرتبہ ایک مریض کی عیادت کی تو ہم نے اس سے کہا تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا دنیا میری طرف نکالی گئی تو میں اس کو ناپسند کرتا تھا اور میں نے اس میں زندگی ظالم کی حیثیت سے گزار دی اور جب اس سے جدا ہو رہا ہوں تو پشیمان ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور وہ بیمار تھے اور وہ مرجھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا اے عطاء اگر آپ مکان کے صحن میں چلے جائیں تو اچھا ہے انہوں نے فرمایا مجھے حیا آتی ہے کہ میرا رب مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اپنے نفس کے حصے کے لیے کوشش کر رہا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو معالج ان کے پاس آیا طبیب نے ان کو دیکھ کر کہا اللہ ﷻ کے خوف نے اس شخص کے جگر کو کاٹ دیا ہے میں ان کے علاج پر قادر نہیں ہوں۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو عیسائی ذاکر ان کے پاس آیا لیکن انہوں نے اس کو ہاتھ لگانے سے منع کر دیا عیسائی کھڑا ہوا تو حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھنے لگے

پھر فرمایا اے میرے رب ﷻ جب تو نے مجھے اس کی مصیبت یعنی کفر سے بچا لیا تو اب مجھ سے جو چاہے سلوک کر۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اکابر (بزرگوں) کے علاوہ بہت کم مریض چار چیزوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(1) طمع، (2) جھوٹ، (3) شکوہ اور (4) دکھاوا (یہ چاروں باتیں عام لوگوں میں پائی جاتی ہیں)۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی بیماری کی تپش میں ہوتے تو اس بیماری پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک سو درہم صدقہ کرتے تھے۔

حضرت عمر ابن خطاب ؓ جب بیمار ہوتے تو طبیب کے مشورے سے علاج نہ کرتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم آپ کے لیے کوئی طبیب نہ بلائیں؟

انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو کہ میری شفا کان کو ہاتھ لگانے میں ہے تو میں ان کو ہاتھ نہ لگاتا میرے رب ﷻ نے مجھ سے جو کچھ کیا اچھا کیا۔

جب لوگوں نے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کی انہوں نے ان سے کہا آپ اپنے آپ کو کیا پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں دنیا میں ظالم رہا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے آپ کو کیا پاتے ہیں فرمایا میں دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں اپنے اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں اور اپنے رب ﷻ کے فضل پر اعتماد کرتا ہوں۔

امراء میں سے ایک حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کے دوران ان کے پاس گیا اور آپ کے پہلو میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے۔ انہوں نے فرمایا اٹھا لو اللہ ﷻ تمہیں عافیت عطا کرے۔

اس نے پوچھا آپ کو کوئی ضرورت ہو؟ انہوں نے فرمایا کیا تم سے کوئی حاجت؟ کہا ہاں۔ فرمایا آج کے بعد تم نہ آنا پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ شخص میری موت سے پہلے میری موت میں اضافہ کرنا چاہتا تھا۔

لوگ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو ان سے پوچھا آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا میں مرنے سے پہلے اپنے بھائی یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی بخیل کو مرض الموت میں صدقہ کرتے ہوئے دیکھتے تو یوں دعا کرتے یا اللہ ﷻ! اس کی مرض کو بڑھا دے کیونکہ یہ اس کی خطاؤں کا کفارہ بھی ہے اور فقراء کے لیے بھی بہتر ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مرض الموت میں لوگوں نے کہا آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا سخت مصیبت میں مبتلا ہوں بھوکا ہوتا ہوں لیکن سیر نہیں ہوتا پیاسا ہوتا ہوں لیکن سیراب ہونے کی طاقت نہیں رکھتا سوتا ہوں لیکن نیند کی لذت نہیں پاتا۔

ان کے احباب بتاتے ہیں کہ وہ بیماری میں بہت کم شکوہ کرتے تھے لیکن جب وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے اور برداشت نہ کر سکے تو اپنے بھائیوں سے شکایت کی تاکہ وہ ان کے لیے (اللہ ﷻ کے) لطف و کرم کی دعا کریں۔

ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے

Scanned with CamScanner

آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا اچھا پاتا ہوں لیکن تم میرے لیے مرض کے بڑھنے کی دعا کرو تا کہ نہ لوگ مجھے دیکھیں اور نہ میں لوگوں کو دیکھوں۔

لوگ حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو ان کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا گیا انہوں نے کہا ہمارے لیے دعا کیجئے فرمایا اللہ ﷻ اس پر رحم کرے جو میری طرح ہونے سے پہلے اپنے رب ﷻ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے۔

لوگ مامون کی مرض الموت کے دوران اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ جانور کے اوپر ڈالنے والا کپڑا اس کے نیچے بچھائیں اور اس پر راکھ بچھا دیں اور خود اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور اس کے بعد اس نے کہا اے وہ ذات جس کی حکومت زائل نہ ہوگی اس پر رحم فرما جس کی حکومت زائل ہوگئی۔

لوگ عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ کی مرض الموت کے دوران ان کے پاس گئے اور ان کا حال پوچھا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

خرجت من الدنیا وقامت قیامتی — غداۃ یقل الحاملون جنازتی
وعجّل اھلی حفر قبری وَصَیَّرُوا — خروجی و تعجیلی الیه کرامتی
کانھم لم یعرفوا قط صورتی — غداۃ اتی یومی علی و لیلتی

(ترجمہ اشعار) میں دنیا سے نکلا اور میری قیامت قائم ہوگئی۔ اس دن میرا جنازہ اٹھانے والے کم ہوں گے۔

میرے گھر والوں نے میری قبر کھودنے میں جلدی کی۔ اور میرے نکل جانے اور قبر کی طرف میری جلدی کو میری کرامت (بزرگی) قرار دیا گویا انہوں نے اس دن میری صورت کو قطعاً نہ پہچانا جب میرے اوپر میرا دن اور رات آئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو آپ نے دودھ منگوا کر اس میں سے نوش فرمایا تو دودھ آپ کے زخم سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا "اللہ اکبر"

آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے آپ کی تعریف میں اچھے کلمات کہے تو انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے پورے پورے حساب کے ساتھ نکل جاؤں اور اگر آج میرے پاس وہ سب کچھ ہوتا جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے تو میں قیامت کے ہولناک منظر کا فدیہ دے دیتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ رو پڑے اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے ہم سے عہد لیتے ہوئے فرمایا۔ "تمہارا دنیوی سامان سوار (مسافر) کے زاد راہ جیسا ہونا چاہئے" اور میں نے دنیا کا یہ سامان جمع کیا ہے آپ نے اس سامان کی طرف اشارہ کیا جب ان کا انتقال ہوا تو اس سامان کی قیمت پندرہ

درہم لگائی گئی۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو وہ رو پڑے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں اپنے رب کی طرف سے آنے والے قاصد کا منتظر ہوں مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری دے گا یا جہنم کی خبر دے گا۔

حضرت محمد ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو رو پڑے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں اپنے گناہوں کی وجہ سے رو رہا ہوں جو میری نگاہ میں معمولی اور اللہ ﷻ کے ہاں بڑے گناہ ہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو وہ رو پڑے ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا میں نے گزشتہ دنوں میں جو کوتاہی کی ہے اس پر اور جلانے والی آگ میں داخل کئے جانے پر رو رہا ہوں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے کہا اے اللہ ﷻ! مجھ سے گناہ سرزد ہوئے پس اگر تو مجھے بخش دے گا تو تیرا احسان ہوگا اور اگر تو مجھے عذاب دے گا تو یہ تیرا انصاف ہوگا ظلم نہ ہوگا لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ تیرے رسول ہیں، یہ کہہ کر وہ اپنی راہ پر چل پڑے اللہ ﷻ ان سے راضی ہو۔

جب حضرت عامر قیس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو وہ رو پڑے اور فرمایا میں موت کے خوف سے یا دنیا کی حرص کی وجہ سے نہیں روتا لیکن اس بات پر رو رہا ہوں کہ سردیوں کی راتوں میں اپنے رب ﷻ کی اطاعت اور قیام لیل کے سلسلے میں میری حاجت پوری نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا میرے سر پر مٹی ڈال دو (یہ سن کر) غلام رو پڑا فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا مجھے یاد آرہا ہے کہ آپ نعمتوں میں تھے اور اب اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو رہے ہو۔

انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ اس حالت میں مجھے موت آجائے پھر فرمایا اے میرے بھائی! مجھے "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرو کیونکہ حالت بدل گئی ہے اور دوبارہ یہ تلقین نہ کرنا البتہ یہ کہ تم اس کے بعد کوئی کلام کرو۔

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابلیس حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا اور کہا اے احمد! تم دنیا سے نکل کر مجھ سے بے خوف ہو جاؤ گے آپ نے اس سے فرمایا اس کے بعد بھی میں تم سے بے خوف نہیں ہوں گا۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس گئے اور اس کی روح پرواز کرگئی آپ نے فرمایا جس معاملے کا آخر یہ ہے اس کے شروع میں اجتناب کرنا چاہیے۔

حضرت ابوذر ؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا۔ اے موت! جلدی جلدی گلا گھونٹ دے بے شک میں اللہ ﷻ سے ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت ابودرداء ؓ نے ایک ایسے شخص کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا آپ نے اسے الحمد للہ کہتے ہوئے پایا تو فرمایا اے بھائی! تو نے درست کہا ہے بے شک جب اللہ ﷻ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ اس پر بندے کی طرف سے تعریف کو پسند کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بچے کے پاس تشریف لے گئے جس کی روح پرواز کر رہی تھی اور اس کے ماں باپ اس کے پاس رو رہے تھے اس بچے نے ان دونوں سے کہا کہ مت رو میں اس کے پاس جا رہا ہوں جو مجھ پر تم دونوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا۔

اے اللہ ﷻ! بوڑھے گناہ گار پر رحم فرما جس کا دل سخت ہے یا اللہ ﷻ! میری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور میری لغزشوں کو بخش دے اپنی بردباری کو اس کی جہالت کی طرف لوٹا دے جو تیرے سوا کسی پر اعتماد نہیں کرتا اور تیرے غیر سے امید نہیں رکھتا۔

جب ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنی اولاد کی طرف دیکھا جو اس کے گرد رو رہے تھے تو اس نے کہا ہشام نے تمہارے لیے دنیا کی سخاوت کی اور تم اس رونے کے ذریعے سخاوت کر رہے ہو۔ اس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ چھوڑ دیا جو جمع کیا اور تم نے اس پر اس کا جرم چھوڑ دیا اور ہشام کا لوٹنا کتنا عظیم ہے اگر اللہ ﷻ اسے نہ بخشے۔

اور جب حضرت ابوہریرہ ؓ کی وفات کا وقت آیا تو رو پڑے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا سفر دور کا ہے، زادِ راہ کم ہے، یقین کمزور ہے اور پل صراط سے جہنم میں گرنے کا خوف ہے۔

تو اے بھائی! غور کرو اور اپنے نفس کی فکر کرو موت ہر وقت حاضر ہے تمہارے اختیار میں ایک سانس بھی نہیں جو اوپر کو آئے یا نیچے جائے۔ رات کی گھڑیوں اور دن کے اطراف میں زیادہ سے زیادہ مغفرت طلب کرو کیونکہ تم گرنے والے گڑھے کے کنارے پر ہو اللہ ﷻ تمہاری ہدایت کا ولی ہے اور وہی نیک لوگوں کا نگہبان ہے تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

زیادہ رونا، اور جب کوئی جنازہ دیکھیں تو اور زیادہ رونا اور موت کا زیادہ خیال رکھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی جنازہ دیکھیں تو زیادہ روئیں اور موت کی زیادہ فکر و اہتمام کریں۔

حضرت ابوہریرہ ؓ جب کسی جنازہ کو اٹھائے دیکھتے تو اس سے فرماتے اپنے رب کے پاس جاؤ ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کے وقت جاؤ ہم شام کے وقت آنے والے ہیں۔ پہنچنے والا وعظ کم اور غفلت بری ہے پہلا چلا جاتا ہے اور دوسرا عبرت حاصل نہیں کرتا وہ اس طرح ہو جاتا ہے گویا ایک عرصہ سے اس کے پاس عقل نہیں۔

حضرت اسید بن حضیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی جنازہ کو دیکھتے وقت میرے نفس نے مجھ سے وہی بات کہی جس کی طرف میت جانے والی ہے اور بعض اوقات وہ کئی دن تک کھانا پینا ترک کر دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے جب لوگوں نے میت کو قبر میں داخل کیا تو ان پر غشی طاری ہو گئی اور وہ اپنے گھر کی طرف لاش کی صورت میں واپس آئے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک بھائی کے جنازے میں گئے تو رو پڑے اور فرمایا اللہ ﷻ کی قسم میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہیں ہو گی حتیٰ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تو ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ کس سے تعزیت کریں کیونکہ تمام لوگ غمگین ہوتے تھے۔

اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تو ہم سب کو رونے والے دیکھتے۔

حضرت ابراہیم زیات رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت پر گزرے جو میت کے لیے رحمت کی دعا کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا اپنے نفسوں کا خوف رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارا مردہ تین مراحل سے گزر چکا ہے (1) موت کے فرشتے کو دیکھ چکا ہے، (2) موت کی کڑواہٹ چکھ چکا ہے اور (3) برے خاتمہ سے بے خوف ہو چکا ہے۔

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے جنازے میں شریک ہوئے جو اپنے نفس پر (گناہوں کی

Scanned with CamScanner

وجہ سے) زیادتی کرتا تھا جب کہ لوگوں نے اس کے گناہوں کے باعث جنازے میں شرکت سے کنارہ کشی اختیار کی جب انہوں نے اس کو قبر میں داخل کیا تو حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اے فلاں! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔ تو توحید پر زندہ رہا اور اپنے چہرے کو مٹی سے ملا دیا اگرچہ لوگوں نے تمہارے بارے میں کہا کہ تو گناہ گار ہے تیری خطائیں بہت زیادہ ہیں تو ہم میں سے کون ہے جو گناہ یا خطا کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (یہ سنکر) لاش کو اٹھانے والے رو پڑے۔

تو اے بھائی! جان لو اور عبرت حاصل کرو خوب رؤو کیونکہ تمہارے سامنے ایسے ہولناک مناظر ہیں جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

موت کو یاد کر کے بہت غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ موت اور اس کی سختیوں کو یاد کرتے ہیں تو بہت زیادہ روتے ہیں کیونکہ وہ برے خاتمے سے ڈرتے ہیں حتیٰ کہ سخت غم کی وجہ سے ان کی عقلیں متزلزل ہو جاتی ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خوشخبری لانے والا شخص آیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس تجھے جزا دینے کے لیے کچھ نہیں لیکن اللہ عزوجل تجھ پر موت کی سختیاں آسان کر دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بعض حضرات سے یہ بات گزر چکی ہے وہ فرماتے تھے شاید میں روح کے نکلنے کی آسانی کو ناپسند کروں اور سختی کو پسند کروں کیونکہ یہ آخری عمل ہے جس پر مومن کو ثواب دیا جاتا ہے تو یہاں کوئی ایسا حق نہیں جس پر ناراضگی کا ڈر ہو جب اللہ عزوجل اس پر سختی کرے گا۔ واللہ اعلم

اور وہ فرماتے تھے موت کی مثال کانٹے دار درخت کی ہے وہ انسان کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے تو ہر کانٹا ایک رگ کو پکڑ لیتا ہے پھر انسان کو سخت کھینچتا ہے تو جس نے کٹنا ہوتا ہے وہ کٹ جاتا ہے اور جس نے باقی رہنا ہوتا ہے وہ باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں اس کے نتھنے پھول جائیں تو وہ اللہ عزوجل کی اس رحمت میں ہوتا ہے جو اس پر نازل ہوئی اور جب گلے کی آواز بند ہو جائے رنگ بدل جائے اور اس کے ہونٹوں پر جھاگ ہو تو اللہ عزوجل کے عذاب میں ہوتا ہے جو اس پر اترتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی روح قبض ہوتے وقت موجود

ہوتے تو وہ کئی دن تک کھانا اور پانی نہ چکھتے اور روتے رہتے اور وہ فرماتے کسی مومن کو بھولنا نہیں چاہئے، دنیا اور اس کے احوال کا ختم ہو جانا اور موت۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب لوگ موت کا ذکر کرتے تو ان سے کئی دن تک کوئی بھی شخص نفع حاصل نہ کر سکتا اور جب کوئی شخص ان سے کسی بات کا سوال کرتا تو وہ کہتے لا ادری (میں نہیں جانتا)

حضرت شفیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے سنت کے بارے میں کئی باتوں میں مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا بے شک اللہ عزوجل ہمارے رزق کا کفیل ہے پھر ان کے دل صرف اسی چیز پر مطمئن ہوتے ہیں جس کو انہوں نے جمع کیا۔

انہوں نے کہا آخرت، دنیا سے بہتر ہے اور تم دیکھو گے کہ مال جمع کر رہے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے گویا وہ دنیا میں گناہوں کو اٹھانے کے لیے داخل ہوئے۔

انہوں نے کہا ہمارے لیے موت ضروری ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح اعمال کر رہے ہیں جو موت سے بے خوف ہیں۔

جب حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے شاگردوں کی طرف دیکھا وہ ان کی آسانی کے لیے دعا کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا دعا سے رک جاؤ اللہ عزوجل کی قسم! بے شک میری روح قیامت کے دن تک حلق اور سانس کی نالی کے درمیان چکر کاٹتی رہے (انہوں نے جب موت کے بعد آنے والے مصائب کو دیکھا تو اس سے ڈرتے ہوئے یہ بات فرمائی)۔

وہ فرماتے تھے جس نے زمین میں رہنے والوں کے بعد زمین میں رہنے والوں کو دیکھنے کا ارادہ کیا تو وہ حاجیوں کے ٹھکانوں کو دیکھے جو وہاں سے چلے جاتے ہیں (یعنی انہوں نے بھی جانا ہے)۔

نفنى وتبقى الارض بعد كمثل ما　　　يبقى المناخ ترحل الركبان

(ترجمہ شعر) ہم فنا ہو جائیں گے اور اس کے بعد بھی زمین اسی طرح باقی رہے گی جس طرح اونٹ بٹھانے کی جگہ باقی رہتی ہے اور سوار کوچ کر جاتے ہیں۔

حضرت حسن بن عمران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موت آروں کے چیرنے اور ہنڈیوں کے پکنے سے زیادہ سخت ہے اور اگر میت کے ایک بال کی تکلیف پر تمام دنیا والوں کو مطلع کیا جائے تو وہ اس سے اس قدر تکلیف پائیں جو ان کو کھانے پینے سے غافل کر دے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک گھر کے دروازے پر گزرے تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں اس گھر کو خاموش دیکھ رہا ہوں حالانکہ یہ تو بولتا تھا؟

تو دروازے کے پیچھے سے ایک عورت نے جواب دیا کہ اس گھر والے (بچے) یتیم اور (عورت) بیوہ

ہوگئی ہے تو حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

جب حضرت عمر ابن خطاب ؓ کو تیر کا زخم لگا تو صحابہ کرام ؓ نے کہا ہمیں امید ہے کہ ان کو آگ نہیں چھوئے گی۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم تم لوگ بے خبر ہو بے شک مجھے ڈر ہے کہ میں جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ بن جاؤں۔

جب آپ ؓ زخمی تھے تو ایک جماعت آپ کے پاس آئی انہوں نے عرض کیا اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ؓ کو اپنا خلیفہ بنادیں وہ نیک بندے ہیں تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا کیا آل خطاب میں سے ایک آدمی اس بات کے لیے کافی نہیں کہ وہ قیامت کے دن یوں آئے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہوں۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ان کے کسی بیٹے نے ان کو دیکھا اور کہا ابا جان! آپ نے موت کو کیسے پایا؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے نفس کو یوں پایا کہ اسے زنجیروں کے ساتھ کھینچا جارہا ہے میرے رب ﷻ نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تو میں نے یہی جواب دیا تو اللہ ﷻ نے فرمایا ہم نے اسے تم پر طاقت ور کردیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے آپ کے پاس آیا تو کہا اے موسیٰ علیہ السلام کیا آج آپ نے شراب پی ہے؟ فرمایا سبحان اللہ، میں روزہ دار ہوں تو فرشتے نے آپ کے منہ کو سونگھا اور اسی میں روح قبض کردی۔[1]

ان کے وصال کے بعد ان سے پوچھا گیا اے موسیٰ علیہ السلام! آپ نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے فرمایا جس طرح زندہ بکری کی کھال کھینچی جائے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس دنیا میں اپنے عمل کے ساتھ موت طلب کرو اس سے پہلے کہ تم اس گھر جاؤ جہاں تم موت کا مطالبہ کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔ (اس سے جہنم مراد ہے)

جب لوگ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موت کا ذکر کرتے تو ان کا ہر عضو موت کا شکار ہوجاتا۔

حضرت کعب احبار ؓ فرماتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (حکم خداوندی سے) سام بن نوح کو زندہ کیا تو انہوں نے پوچھا کب سے انتقال ہوا؟ انہوں نے کہا چار ہزار سال ہوگئے ہیں فرمایا موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا ابھی تک مجھ سے موت کی سختی اور حرارت دور نہیں ہوئی۔

---

[1] یہ واقعہ عقل تسلیم نہیں کرتی کیونکہ اگر اس دور میں شراب حلال بھی ہوتی تو بھی آپ اس سے اجتناب فرماتے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا گیا کیا آپ موت کو پسند کرتی ہیں؟

فرمایا اگر میں کسی انسان کی نافرمانی کرتی تو شرمندگی کی وجہ سے اس سے ملاقات نہ کرتی اور (موت کو) کیسے پسند کرسکتی ہوں جب کہ میں نے اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مالدار آدمی کے گھر نوحہ کرنے والی (کی آواز) کو سنا تو فرمایا دنیا سے دھوکہ کھانے والوں کے لیے ہلاکت ہو کب تک اپنے گھروں میں آخرت کی چیخ وپکار سنیں اور باز نہیں آئیں گے۔

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو آدمی موت کا ذکر زیادہ کرے اسے تین باتوں کا اعزاز حاصل ہوتا ہے جلدی توبہ کرنا، نفس کی قناعت اور عبادت میں خوشی (اور چستی)۔

حضرب وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آسمانوں میں فرشتے ایک دوسرے کے پاس اس طرح آتے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے رخساروں پر رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا انتقال ہوگیا تو مخلوق میں سے کون ہے جسے موت نہیں آئے گی؟

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے تھے بندہ مرنے سے پہلے لکھنے والے دو فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ اچھی مجلس اختیار کرے تو وہ دونوں اسے کہتے ہیں اللہ ﷻ تجھے اچھے ساتھی کی جزا دے تو کتنا اچھا آدمی تھا تو ہمیں کتنی اچھی مجلس میں لے گیا اور تیرے ساتھ ہم نے اچھی خوشبوئیں سونگھیں جب تو خالص عبادت کرتا تھا۔ اور اگر اس نے ان کو اچھی صحبت مہیا نہیں کی تو وہ دونوں اس سے کہتے ہیں اللہ ﷻ تمہیں اچھے ساتھی کی جزا عطا نہ کرے ہم تیرے ساتھ برائی کے ساتھ حاضر ہوتے اور ہم نے تجھ سے کس قدر بدبو سونگھی۔

یہی حضرت وہب فرماتے تھے وہی شخص اللہ ﷻ کی رضا پر قادر ہوتا ہے جو اس بات کا علم رکھے کہ اللہ ﷻ اسے ہمیشہ دیکھ رہا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں محققین نے ذکر کیا ہے کہ سانسوں کے ساتھ اللہ ﷻ کا مراقبہ انسانی طاقت میں نہیں بس یہاں غور کرو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ خیال کرے کہ کل وہ زندہ رہے گا وہ موت کی تیاری نہیں کرسکتا اور وہ فرماتے تھے عبادتیں ذکر موت کی فرع ہیں اور گناہ موت کو بھلانے کا نتیجہ ہیں۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو تم پر لازم ہے کہ تنہا رہو اور نیک بندوں زاہدین اور باعمل علماء کی مجلس اختیار کرو۔ غافل لوگوں اور (دنیا میں) رغبت رکھنے والوں کی مجلس سے دور رہو کیونکہ ان کے ساتھ میل جول کی وجہ سے دل پر تاریکی چھا جاتی ہے نیز یوم قیامت کے ہولناک مناظر دیکھنے میں پردہ حائل ہوجاتا ہے

Scanned with CamScanner

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دنیا سے عبرت حاصل کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیا کو عبرت حاصل کرنے کے حوالے سے دیکھتے ہیں اس سے محبت اور اس کو خواہش کی آنکھ سے نہیں دیکھتے جس طرح جمہور اسلاف کا طریقہ ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے سعد! تم کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کیا میں جنگل میں ایک ایسی قوم کے پاس تھا جن کا مقصد پیٹوں اور شرمگاہوں کی لذتیں ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا۔

کیا میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو اس قسم کی بات کو پہچان لیں جس کو تم نے ان سے ناپسند کیا ہے پھر وہ ان کے عمل کی طرح کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو آدمی دنیا کے بارے میں غور وفکر کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے اس کے نیک اعمال ختم نہیں ہوتے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا ہم میں سے کوئی شخص کب دنیا سے عبرت حاصل کرتا ہے؟ انہوں نے فرمایا دنیا کی ہر چیز کا انجام خرابی ہے اور دنیادار (بھی) مٹی میں جائے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے دنیا کی طرف تمہاری نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اس کی طرف تمہاری کوشش مجبوری کی وجہ سے ہو اور اسے اپنے اختیار کے ساتھ چھوڑ دے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، جس آدمی کے گھر سے جنازہ نکلے اور وہ عبرت حاصل نہ کرے اسے علم، حکمت اور نصیحت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے وہ شخص جو سونے کے لیے بچھونا تیار کرتا اور بستر بچھاتا ہے زمین اُس سے کہتی ہے

اے انسان! تو طویل پریشانی اور مصیبت کے بستر کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا اور اس پر زمین تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے زمین کے ایک ٹکڑے پر لڑتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے تو اس کے پہلے مالکان زمین کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا کتنے ہی لوگ ہیں جو اس زمین کے مالک ہوئے اور اس میں ٹھہر نہیں سکے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کی بینائی اور بصیرت اس دنیا سے آخرت کے گھر تک عبرت حاصل نہیں کرتی اس کا دل پردے میں ہے اور اس کا عمل بھی تھوڑا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے صحن میں پیشاب کیا کرتے تھے ایک رات پیشاب کرنے کے لیے اپنے حجرے سے نکلے تو صبح تک ٹکٹکی باندھے رہے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے جب پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے جہنمی اور جس چیز میں وہ ہوں گے، یاد آ گئی وہ مسلسل بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں میری نظروں میں گھومتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور مجھے نیند نہ آئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو نہ تو زہر دیا گیا اور نہ ان کو قتل کیا گیا جیسا کہ کہا گیا ہے بلکہ وہ اللہ ﷻ کے خوف اور جہنم کے ڈر سے فوت ہوئے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام ایک تنور سے گزرے جس میں آگ جل رہی تھی تو ان کو بڑی آگ یاد آ گئی پس وہ مضطرب ہو کر بے ہوش ہو گئے اور ان کے اعضاء اور جوڑ الگ الگ ہو گئے لوگ ان کو رسیوں سے باندھتے حتیٰ کہ وہ ان کو حرکت دینے پر قادر ہوتے اور یہ سلسلہ کئی دن رہا۔ اور وہ گرمی کے دنوں میں فرماتے تھے یا اللہ ﷻ! ہم تیرے سورج کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے تو تیری آگ کی گرمی کیسے برداشت کریں گے۔

حضرت یزید بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے ہمیشہ آنسو جاری رہتے تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اگر اللہ ﷻ کی نافرمانی پر وہ مجھے حمام میں داخل کرنے کا حکم دے تو مجھے خون کے آنسو رونے کا حق ہو گا۔ تو کیا ہو گا جب کہ اس کی نافرمانی پر آگ جلانے کی وعید فرمائی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزرے تو کسی کہنے والے سے سنا وہ کہہ رہا تھا کتنے ہی صحیح بدن، خوبصورت چہرے اور فصیح زبانیں مٹی کے طبقات میں چلا رہے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے جیسے کم عقل لوگ میں نے نہیں دیکھے ہم دھوپ پر سائے کو ترجیح دیتے ہیں اور جہنم پر جنت کو ترجیح دیتے۔ تو اے بھائی! جان لو اور وجود کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو، اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

لوگوں کی خیر خواہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں کو ان کاموں میں اپنی پیروی

Scanned with CamScanner

سے ڈراتے ہیں جو گھٹیا قسم کے (کام) ہیں وہ لوگوں کی زندگی اور ان کے مرنے کے بعد کے حوالے سے ان کی خیر خواہی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان سے کبھی کبھی غفلت یا بھول میں جو گھٹیا قسم کے اعمال سرزد ہوتے ہیں لوگ ان پر عمل نہ کریں تا کہ اس وجہ سے ان (صوفیاء رحمہم اللہ) کو گناہ نہ ہو۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیلاب کی وجہ سے سکندر ذوالقرنین کی قبر کھل گئی جو سونے کی بنی ہوئی تھی اس کا طول اور عرض دس دس گز تھے جب انہوں نے پردہ ہٹایا تو قبر میں ایک شخص ایسی چارپائی پر سویا ہوا تھا جس کے پائے سونے کے تھے اور وہ ریشم سے ڈھانپا ہوا تھا اور اس کے گلے میں زبرجد کی تختی تھی جس میں واجب الوجود اور تمام علتوں کی علت کا نام لکھا ہوا تھا (اور لکھا تھا) جس کی ابتدا ہے اس کی انتہا بھی ہے اور میں دنیا کی چوتھائی کا ایک ہزار سال تک مالک رہا اور میری روزانہ کی آمدن اتنی تھی کہ یہ قبر سونے سے بھر جائے نیز میرے لیے سورج، چاند اور آسمان مسخر کر دیئے گئے ہوا، پانی، آگ اور لوہے نے میری اطاعت کی پھر میں اوپر کی فضا میں چلا گیا اور یہ جسم گلنے سڑنے کے لیے تمہارے درمیان چھوڑ گیا تا کہ میرے بعد والے اس سے عبرت حاصل کریں پس تمام مخلوق فنا ہو گی اور اللہ رب العالمین ہی باقی ہے۔ (یہ واقعہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے)۔

تو اس واقعہ میں اس بادشاہ کا لوگوں کو ڈرانا ہے کہ وہ دنیا میں مشغولیت اور موت سے غفلت کے معاملے میں اس کی اتباع نہ کریں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس کے غاروں میں سے ایک غار میں داخل ہوئے تو وہاں ایک چارپائی تھی جس پر ایک میت تھی اور اس کے سرہانے ایک تختی میں لکھا ہوا تھا:

"میں فلاں بادشاہ ہوں، میں نے دنیا میں ہزار سال بادشاہی کی، ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے شادی کی، ایک ہزار شہر بنائے اور ایک ہزار لشکر کو شکست دی جبکہ میرا ٹھکانہ یہ ہے۔

پس اے دنیا والو! مجھ سے عبرت حاصل کرو"۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتنی مرتبہ انسان کا دشمن اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے اس سے پھیر دیتا ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

(پ٦، المائدہ آیت 11)

(ترجمہ) اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے لوگوں کو شعر سننا، قرآن مجید سننے سے زیادہ پسند آ رہا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: وہ لوگ عجیب ہیں کہ صالحین پر مباح اور چیزوں (کے استعمال) کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں لیکن خود بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے اپنے آپ پر عیب نہیں لگاتے۔ تم دیکھتے ہو کہ ان میں سے ایک غیبت، چغلی، حسد، کینہ، خیانت، تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہے اور اس کی بخشش نہیں مانگتا۔ پھر وہ صالحین پر اعتراض کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی مباح (جائز) لباس پہنتا ہے یا میٹھی چیزیں کھاتا ہے یا مباح شیرینی استعمال کرتا ہے۔

حضرت ابوحمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا تَنْظُرُوْا لِشُكْرِ الْعَامَّةِ فِي الْعُلَمَاءِ اِذَا مَاتُوْا وَلٰكِنِ انْظُرُوْا اِلٰى شُكْرِ الزُّهَّادِ وَالْعُبَّادِ لَهُمْ

(ترجمہ) جب علماء فوت ہو جائیں تو ان کے بارے میں عام لوگوں کے تاثرات کو نہ دیکھو بلکہ ان کے بارے میں زاہد اور عبادت گزار لوگوں کے تاثرات دیکھو۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا: جو شخص مسلسل دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو قریب ہے کہ اس کے لئے کھولا جائے۔ ایک عورت نے کہا کیا اللہ عزوجل نے کبھی اپنا دروازہ بند کیا ہے؟ تو حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت سمجھدار ہے اور شیخ بے خبر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کو صرف ان کے شہر والے یا ان کے پڑوسی گالیاں دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کو نصیحت کرتے ہیں۔ پس وہ ان کو ناپسند کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تم کسی عالم کو کسی ایسی جگہ دیکھو جہاں اس پر تنقید ہوتی ہے تو اسے ملامت کرنے میں جلدی نہ کرو۔ بعض اوقات وہ تم سے زیادہ پرہیزگار ہوتا ہے اور تم اس کو جس قدر ملامت کرو گے تو تمہارے مقابلے میں وہ کم ملامت والا ہو گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کتاب میں عنقریب یہ بات بیان ہو گی کہ صالحین میں سے بعض حضرات گناہوں کے مقامات سے جدا نہیں ہوتے وہ وہاں کے لوگوں کی سفارش کرتے ہیں اور ان پر اترنے والی مصیبتوں میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں پر اعتراض کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان کے حال کی چھان بین کے بعد کہا جائے (جو کچھ کہا جائے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نفس اور مال کے درمیان اتفاق اس طرح ہے جیسے جنگل میں بھیڑیا، بکریوں تک پہنچ جائے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی عبادت کو اپنے اوپر مصیبت نہ بناؤ۔ کہا گیا اس کی کیا

Scanned with CamScanner

صورت ہے؟ فرمایا ایک شخص اپنے اوپر عبادت کو لازم کرتا ہے پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ عزوجل کے ہر کلام کا معنی اس بات کی طرف لوٹتا ہے کہ آخرت، دنیا سے بہتر ہے۔ پس کسی کو اس میں شک کرنا مناسب نہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے درہم کو اپنی ذات کے لئے پسند کیا اس نے اس کو آخرت کے لئے پسند کیا (یعنی اپنے اوپر خرچ کر کے عبادت کرے گا تو یہ آخرت کے لئے ہوا)۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لے اور کہو یا اللہ عزوجل! ہمیں ہمارے غیر کے لئے عبرت نہ بنانا اور ہمیں ہمارے عیوب دکھا دے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

تواضع اور عاجزی کا اظہار

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ گناہ گار سمجھتے ہیں اور یہ کہ ان جیسے لوگ اس لائق ہیں کہ اللہ عزوجل ان کی دعا قبول نہ کرے۔ اسی لئے ان میں سے بعض حضرات لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء اور دفع مصیبت کی دعا میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ پس انہوں نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا اگر اللہ عزوجل نے ہمیں بارش نہ دی تو میں اسے اذیت پہنچاؤں گا۔

پوچھا گیا تو اس کو اذیت پہنچانے پر کس طرح قادر ہوگا؟ وہ حق تعالیٰ ہے، اس کا آسمان میں ہونا محال ہے کیونکہ وہ زمان و مکان سے پاک ہے۔ اس بزرگ نے کہا میں اس کے اولیاء اور اس کے اطاعت گزار بندوں کو قتل کر دوں گا تو یہ اس کے لئے اذیت کا باعث ہوگا۔ تو اللہ عزوجل نے اپنے فضل اور بردباری کے سبب ان پر بارش برسا دی۔

لوگوں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ نماز استسقاء کے لئے ہمارے ساتھ نہیں نکلتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری وجہ سے تم پر پتھروں کی بارش نہ ہو جائے۔ اور وہ فرماتے تھے تم سے تو بارش روکی گئی ہے مجھ سے پتھر روکے گئے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام طلب بارش کے لئے نکلے تو منع کر دیا گیا اور بارش نہ ہوئی۔ انہوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا تم میں سے جس نے گناہ کیا ہے وہ لوٹ جائے۔ ایک شخص کے علاوہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ اس نے کہا ہاں کیا ہے، میں نے ایک عورت کی طرف دیکھا جب اس نے پیٹھ پھیری تو میں نے اپنی اس آنکھ میں انگلی ڈال کر اس کو نکال دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس قوم کے لئے دعا مانگو۔ پس اس نے دعا مانگی تو اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برس گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تین دن طلب بارش کے لئے باہر جاتے رہے لیکن بارش نہ ہوئی۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم لوگوں میں ایک چغل خور ہے لہٰذا میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ جب تک وہ تم میں موجود ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! وہ کون ہے تا کہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں؟

اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! تم سب چغل خوری سے توبہ کرو۔ ان لوگوں نے توبہ کی تو اسی وقت بارش برسنا شروع ہوگئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل سات سال تک قحط میں مبتلا رہے حتیٰ کہ انہوں نے مردار اور بچوں کو کھانا شروع کیا۔ وہ پہاڑوں کی طرف نکلتے اور آہ و زاری کرتے لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوتی۔

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ان لوگوں سے فرمائیں اگر تم میری عبادت کرتے کرتے پرانی لاٹھی کی طرح ہو جاؤ تب بھی میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم لوگوں کے حقوق ان کے حوالے کر دو۔

ایک اور مرتبہ بنی اسرائیل قحط میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے بارش کے لئے دعا مانگی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں ان کی دعا کیسے قبول کروں جب کہ یہ ناپاک بدنوں کے ساتھ نکلے ہیں۔ انہوں نے میری بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے لیکن انہوں نے حرام کھایا حتیٰ کہ ان کے پیٹ بھر گئے۔ پس یہ مجھ سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور قحط کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان کو توبہ کرنی چاہئے میں ان سے قحط اٹھا لوں گا۔

ایک اور بار وہ لوگ قحط میں مبتلا ہوئے حتیٰ کہ انہوں نے کتے اور مردار کھائے اور وہ بارش کے لئے دعا مانگتے تھے لیکن بارش نہیں برستی تھی۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے پاؤں سے چلو حتیٰ کہ گھٹنوں کے بل چلنے لگو اور تمہارا عمل آسمان کی بلندی تک پہنچ جائے اور دعا کرتے کرتے تمہاری زبانیں تھک جائیں تو میں تم میں سے کسی دعا کرنے والے کی دعا کو قبول نہیں کروں گا اور تم میں سے کسی رونے والے پر رحم نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تم لوگوں کے حقوق ان کے حوالے کر دو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے یہ بات فرمائی تو انہوں نے کہا ہمیں ان حقوق کی تعداد کا

Scanned with CamScanner

ہی علم نہیں کہ ہم واپس کر دیں پس وہ پیاسے اور بھوکے مر گئے۔

تو اے بھائی! دیکھو ہمارے بزرگ کس طرح اپنے نفسوں پر تہمت لگاتے تھے اور تم نماز استسقاء کے لئے جانے پر جلدی کرنے سے بچو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ ﷻ نے تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے اگر تمہیں یہ یقین نہ ہو تو انتظار کرو پھر اللہ ﷻ کے ہاں توبہ کرو اور دعا کے لئے باہر نکلو۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔

عفو و درگزر

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص زدوکوب کرنے یا ان کا مال لینے یا عزت پر حملے کے ذریعے، ان کو اذیت پہنچائے وہ اسے بہت زیادہ معاف کرتے اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یعنی وہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے۔ ہاں جب اللہ ﷻ کے حرام کردہ کاموں کی خلاف ورزی ہوتی تو بدلہ لیتے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں اگر میں معاف کر کے پشیمان ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دے کر پشیمان ہوں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ انصاف کی بات نہیں کہ جب وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کریں تو تم ان سے بغض رکھو اور جب تم خود اللہ ﷻ کی نافرمانی کرو تو اپنے آپ سے نفرت نہ کرو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انسان کا اپنے آپ سے نفرت کرنا یہ ہے کہ بھوک اور پیاس کے ذریعے اپنے آپ کو سزا دے، بچھونے پر نہ سوئے اور اس طرح کے دیگر طریقے اختیار کرے اور اپنے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرے جیسا معاملہ اس شخص سے کرتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے کہ اس پر غصہ کرتا ہے اور شفقت نہیں کرتا۔ نفس سے ایسا معاملہ نہ کرے جیسا معاملہ محبوب سے کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس کو عبادت کی طرف بلایا تو اس نے انکار کر دیا۔ پس میں نے اس کو یوں سزا دی کہ ایک سال کے لئے اس کا پانی بند کر دیا۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے برا بدلہ یہ ہے کہ برائی کے ذریعے بدلہ دیا جائے۔

حضرت تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زیادہ برداشت کرنا محبت کا باعث ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک شخص کو جس نے گناہ کیا تھا لوگ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ انہوں نے اسے مارنے کے لئے کوڑا منگوایا۔ اس شخص نے ان سے عرض کیا میں آپ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ اس کے سامنے اس سے زیادہ ذلت کے ساتھ ہوں گے جس قدر میں آپ کے سامنے ہوں، مجھے معاف کر دیں۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ تخت سے نیچے اترے اور اس کے رخسار کو زمین کے ساتھ لگاتے ہوئے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے اس ذات کے ادب کے طور پر اسے چھوڑا ہو جس کی اس نے قسم کھائی (واسطہ دیا) اور یہ عذر شرعی تھا۔ گویا انہوں نے اس کو سزا دینے میں اس تادیب کی نسبت زیادہ فساد خیال کیا ہو۔ واللہ اعلم

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کس شخص کی قدر و منزلت زیادہ ہے؟

فرمایا جو زیادہ معاف کرے۔

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید اور لحاف چوری کیا۔ انہوں نے اس سے تقاضا کرتے ہوئے فرمایا میں اس کا مالک ہوں تو لحاف رکھ لے اور قرآن مجید مجھے دے دے اور تجھے ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں۔

حضرت ابو سعید مقبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پوری طرح معاف کرنا یہ ہے کہ ظالم سے بدلہ نہ لے اور اس پر رحم کرے اور اللہ ﷻ سے اس کی معافی کے لئے بکثرت سوال کرے۔

جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو زدوکوب کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مارنے والے کو پہلی ضرب سے ہی معاف کر دیا۔

اسی طرح ہمیں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم ہوا جب ان کو مارا گیا وہ فرماتے تھے اس شخص کا کیا نقصان ہے اگر اللہ ﷻ اس کے سبب کسی کو عذاب نہ دے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنی بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرے اللہ ﷻ اسے اتنا اجر عطا کرے گا جس قدر حضرت ایوب علیہ السلام کو عطا کیا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرے اللہ ﷻ اسے حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا جیسا اجر عطا کرے گا۔

ان شاء اللہ ﷻ اس خلق کے بارے میں کتاب کے آخر میں تفصیلی گفتگو ہو گی۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مسلمانوں کا احترام اور ان کے لئے بھلائی کی طلب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے اور وہ مسلمانوں کی عزت کا زیادہ احترام کرتے ہیں اور ان کے لئے بھلائی کو محبوب رکھتے ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ ﷻ کی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا فرد بھی اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے سب سے افضل نیکی اپنے ہم مجلس کی عزت کرنا ہے اور وہ کعبہ شریف کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَکِ وَشَرَّفَکِ وَکَرَّمَکِ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً عِنْدَاللّٰہِ مِنْکِ

(ترجمہ) بیشک اللہ نے تجھے عزت، شرف اور کرامت عطا کی لیکن اللہ کے ہاں مومن کی عزت تیری عزت سے زیادہ ہے۔

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مومن اللہ عزوجل کے ہاں بعض مقرب فرشتوں سے زیادہ عزت و کرامت والا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا مسلمان چور کا ہاتھ پانچ درہم (احناف کے ہاں دس درہم) کی چوری پر کاٹا جاتا ہے حالانکہ اس کی دیت (خون بہا) پانچ سو دینار ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ وہ (مسلمان کی) پردہ دری کرتا ہے اس پر ظلم کرتا ہے اور اس کی حرمت کا خیال نہیں رکھتا۔

تو اے بھائی! تو اپنے بارے میں سوچ کیا تو نے عام مسلمان کی عزت بھی کی؟ چہ جائیکہ علماء اور صالحین کی عزت کرنا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا یا تو ان کو حقیر سمجھتا اور ان کی عزت کے پیچھے پڑا رہا اور اس وجہ سے فاسقین میں سے ہو گیا (اگر یہ دوسری صورت ہے) تو اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کر۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اذیت پر صبر کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ان میں سے کسی کی بیوی کی طرف سے جو مخالفت ہوئی ہے اس کی ایک صورت ان کا اپنے رب عزوجل سے معاملہ ہے۔ جب اس نے اپنے رب عزوجل کی مخالفت کی تو اسی طرح اس کی بیوی نے اس کی مخالفت کی۔ یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں (یعنی عام طور پر ایسا ہوتا ہے ہمیشہ نہیں)۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام اپنی معصومیت کی وجہ سے اس ضابطہ سے خارج ہیں۔

اور عام اسلاف نے جب اس بات کا مشاہدہ نہ کیا جو ہم نے ذکر کیا ہے تو انہوں نے بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کیا کیونکہ ان کا مشاہدہ یہ تھا کہ عورت کے ضرر کی نسبت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ اور یہ لوگ اللہ عزوجل ان سے راضی ہو، اپنی بیوی کا حق کامل طور پر ادا کرتے تھے اور عورت کی مخالفت انہیں اس (ادائیگی حق) سے روکتی نہیں تھی کیونکہ وہ اس حدیث پر عمل کرتے تھے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

اَدِّ الْاَمَانَۃَ لِمَنْ اِئْتَمَنَکَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَکَ

(ترجمہ) جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے

خیانت نہ کرو۔

(سنن دارمی 164/2، سنن ابی داؤد 3030، جامع ترجمہ 1264، مستدرک حاکم 46/2)

اگرچہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے جیسا کہ کتب حدیث وفقہ میں ثابت ہے۔ اس سے پہلے اس خُلق کے بیان میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرے گا اسے ایوب علیہ السلام کے اجر جیسا اجر عطا کیا جائے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں عورت کے جہاد میں سے یہ بات ہے کہ اس کا اپنے خاوند کی طرف اچھی طرح جھکاؤ ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چار چیزیں بدبختی کا باعث ہیں۔ (1) زیادہ اولاد، (2) قلت مال، (3) برا پڑوسی اور (4) وہ بیوی جو خاوند سے خیانت کرے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے شادی کی اس نے دنیا کو گھر میں داخل کر لیا اور جس نے دنیا کو گھر میں داخل کیا اس نے شیطان کی بیٹی سے شادی کی اور جس نے شیطان کی بیٹی سے شادی کی تو اپنی بیٹی کی وجہ سے شیطان کا اس کے گھر آنا جانا زیادہ ہو گیا۔ پس شادی کرنے سے بچو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس شخص کے حق میں ہے جو نیک نیتی سے شادی نہ کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ تَزَوَّجَ لِلّٰہِ کُفِیَ وَوُقِیَ

(ترجمہ) جس نے اللہ عزوجل کی رضا جوئی کی خاطر شادی کی اسے کفایت وحفاظت حاصل ہو گئی۔

(ان کے قول کو) اس بات پر محمول کرنا ضروری ہے تاکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شیطان سے محفوظ لوگ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اس قول سے نکل جائیں۔ واللہ اعلم

اور حدیث شریف میں ہے: لَوْلَا اَنَّ اللّٰہَ سَتَرَ الْمَرْاَۃَ بِالْحَیَاءِ لَکَانَتْ لَا تُسَاوِی کُفًّا مِنْ تُرَابٍ

(ترجمہ) اگر اللہ عورت کو حیا کے پردے میں نہ رکھتا تو وہ مٹی کی مٹھی کے برابر بھی نہ ہوتی۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے۔

(1) بیوی موافق ہو، (2) اولاد نیک ہو، (3) اس کے بھائی متقی ہوں، (4) پڑوسی نیک ہوں اور (5) اس کا رزق اس کے اپنے شہر میں ہو۔

اور نبی اکرم ﷺ ان الفاظ کے ساتھ پناہ مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ صَاحِبِ غَفْلَۃٍ وَمِنْ جَارِ سُوْءٍ وَمِنْ زَوْجٍ یُؤْذِیْ

Scanned with CamScanner

(ترجمہ) یا اللہ! میں غافل ساتھی، برے پڑوسی اور ضرر رساں زوجہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

جب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا انتقال ہوا تو انہوں نے اس کے بعد شادی نہ کی وہ فرماتے تھے اگر میں اپنے آپ کو طلاق دینے پر قادر ہوتا تو اپنے آپ کو طلاق دے دیتا۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی عورت میں چھ عادات جمع ہو جائیں تو اس کی اصلاح کامل ہوتی ہے:

(1) نفس کی حفاظت (2) اپنے خاوند کی فرمانبرداری (3) اپنے رب ﷻ کی رضا جوئی (4) غیبت اور چغلی سے زبان کی حفاظت (5) دنیوی سامان سے بے رغبتی (6) مصیبت پر صبر کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے جس فتنے سے بچنے کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے رشتہ داری کے تعلقات ختم کراتی ہیں اور خواہشات کی خاطر خاوند سے گھٹیا کام کرواتی ہیں (مثلاً رشوت خوری وغیرہ)۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عورت دین کا ستون ہے، گھر کی آبادی ہے اور عبادت پر مددگار ہے۔ جب کہ بری عورت اپنے خاوند کے دل کو پگھلاتی ہے اور خود خوش ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کسی عورت کے جہنمی ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب خاوند سامنے آئے تو اسے دیکھ کر مسکرائے اور جب وہ پیٹھ پھیرے (کہیں جائے) تو اس سے خیانت کرے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی سے فرماتے تھے اگر تمام اہل بلخ میرے ساتھ ہوں اور تو میرے اوپر ہو (مجھ پر غالب ہو) تو میں اپنا دین بچانے پر قادر نہیں ہوں گا۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام نے اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی بداخلاقی کی شکایت کی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے اس کو آپ کے عقاب[1] کا حصہ بنایا ہے۔

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب عورت عمر رسیدہ ہو جاتی ہے تو وہ بانجھ ہو جاتی ہے۔ اس کی زبان میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بداخلاق ہو جاتی ہے۔

اور جب مرد عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو اس کی رائے پختہ ہو جاتی ہے، اس کی سختی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا اخلاق اچھا ہو جاتا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عورت کی علامت یہ ہے کہ اس کا نسب اللہ ﷻ سے ڈرنا ہو، اس کی مالداری اللہ ﷻ کی تقسیم پر راضی ہونا ہو، اس کا زیور اس چیز کی سخاوت کرنا ہو جس کی وہ مالک

1۔ عقاب سزا کو کہتے ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کا عقاب ان کی شان کے مطابق ہوتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

ہے، اس کی عبادت اپنے خاوند کی اچھی طرح خدمت کرنا ہو اور اس کی ہمت موت کی تیاری کرنا ہو۔

وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ اپنی بیٹی کے خاوند یا اپنی بہن کے خاوند کے ساتھ ہو اس طرح وہ اس کے دین کو قائم رکھے گا اور اپنی بیٹی یا بہن کی حمایت ان کے خاوندوں کے خلاف نہ کر اس سے ان (بہن، بیٹی) کا دین خراب ہو جائے گا۔

ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت کی تو ایوب نے ان سے کہا جو شخص اپنی بیوی کی ایذا رسانی پر صبر نہیں کرتا، وہ کیسے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے بیوی پر بلند مرتبہ حاصل ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں بندھے ہوئے جانور کی طرح ہوتے تھے کہ اگر گھر والوں نے ان کو کچھ دے دیا تو کھا لیا ورنہ خاموشی اختیار کر لی۔

حدیث شریف میں ہے: اَلْمَرْاَۃُ الْفَاجِرَۃُ کَاَلْفِ فَاجِرٍ (حلیۃ الاولیا 5/236 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) بدکار عورت ایک ہزار بدکار مردوں کی طرح ہے۔ (اس خلق کی تفصیل اس کتاب میں مختلف مقامات پر آئے گی ان شاء اللہ ﷻ)

تمام اسلاف نے بیوی کے معاملے میں صبر کرنے اور اس کا مقابلہ نہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ہاں کسی مصلحت کے تحت ایسا کر سکتا ہے۔

اقتدار کا مطالبہ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خُلق یہ ہے کہ وہ حکومت کے حصول کے لئے کوشش نہ کرے حتیٰ کہ لوگ اسے خود مجبور کریں اور صورت حال اس طرح ہو جائے کہ وہ کہے میں امامت (حکمرانی) کا اہل نہیں اور لوگ کہیں نہیں، تو اس کا اہل ہے بلکہ زیادہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حکومت طلب کرتا ہے وہ اس کے پاس آنے سے پہلے بھاگ جاتی ہے اور اس کا بہت سا علم ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ فرماتے تھے کوئی شخص حکمرانی کا مطالبہ نہ کرے مگر ستر سال اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالنے کے بعد۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جب لوگ تمہیں اپنا سردار بنائیں تو تم خادم بنو (ان کی خدمت کرو)

حضرت حجاج بن ارطاط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے حکومت کی طلب اور محبت نے قتل کر دیا۔

حضرت انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمرانی، ریاکاری کی بنیاد، نفس کی معشوق اور شیطان کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ماتحت بنو، سردار نہ بنو کیونکہ دم نجات پاتی ہے اور سر

Scanned with CamScanner

ہلاک ہوتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حکمرانی کو پسند کرتا ہے وہ لوگوں کا ذکر نقائص اور عیبوں کے ساتھ کرنا پسند کرتا ہے تاکہ وہ کمال کے ساتھ ممتاز ہو اور وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے پاس کسی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کریں۔ اور جو شخص حکمرانی سے عشق کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کو رخصت کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمرانی کو ترک کرنا اور عورت سے محبت کو چھوڑنا صبر سے زیادہ کڑوا ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم قضائے حاجت کے لئے سوار ہو تو کسی کو اپنے ساتھ پیدل چلنے یا اپنے ساتھ سوار ہونے کی دعوت نہ دو کیونکہ یہ کام متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت شمار ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں سب سے پہلا شخص جس کے ساتھ لوگ مسجد سے گھر تک جاتے تھے، اشعث بن قیس تھے وہ سوار ہوتے اور بچے ان کے آگے آگے ہوتے تو لوگ کہتے اللہ عزوجل تکبر کی وجہ سے اسے ہلاک کرے۔

اے بھائی! امور دنیا میں سے کسی چیز کی سرداری یا جو اس طرف لے کر جائے، اس سے بچو۔ کتاب کے مختلف مقامات میں اس کے بارے میں بحث آئے گی انشاء اللہ عزوجل اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ایک دوسرے کی خیر خواہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بڑا، چھوٹے کی نصیحت پر دل میلا نہیں کرتا۔ اسی طرح چھوٹا، بڑے کی نصیحت پر ناراض نہیں ہوتا۔ اور یہ عمل اس کے خلاف ہے جو آج کل کے متکبرین نے اختیار کر رکھا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ اپنے دور کے ایک بزرگ کو نصیحت کی تو وہ مرتے دم تک مجھ سے نہیں ملے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: مجھے اس نوجوان سے زیادہ کوئی پسند نہیں جو کسی بوڑھے کو نصیحت کرے اور وہ بوڑھا جو کسی نوجوان کو نصیحت کرے۔ اسی وجہ سے توبہ کرنے والا نوجوان اللہ عزوجل کا محبوب بن جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اُوْصِیْکُمْ بِالشَّبَابِ خَیْرًا فَاِنَّھُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَۃً اَلَا وَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَرْسَلَنِیْ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا فَجَالَسَنِی الشَّبَابُ وَخَالَفَنِی الشُّیُوْخُ

(ترجمہ) میں تمہیں نوجوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ سنو! اللہ عزوجل نے مجھے شاہد، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تو نوجوان میرے پاس ہم مجلس ہو گئے جب کہ بوڑھوں نے میری مخالفت کی۔

اسی سلسلے میں شعراء نے کہا ہے:

ان الغصون اذا لا ینتھا اعتدلت — ولن یلین اذا لاینتہ الخشب

(ترجمہ) جب شاخوں کو نرم کرو تو وہ درست ہو جاتی ہیں اور لکڑی کو نرم کرو گے تو ہرگز نرم نہیں ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں نوجوان عبادت کم کرتے تھے جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو وہ زیادہ عبادت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم عذاب کے اترنے سے محفوظ تھے جب رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو یہ امان چلی گئی۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کو چاہئے کہ جب وہ چالیس سال کا ہو جائے تو وہ کھیل کود اور گناہوں کو چھوڑ دے اور جب اس کے سر میں سفیدی آ جائے اور جب بیت اللہ شریف کا حج کر لے اور جب نکاح کر لے تو نکاح کے بعد سب سے بری بات زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس کی قباحت اس شخص کے لئے زیادہ سخت ہے۔ جو ان صفات کو عادت بنا لے یہ مطلب نہیں کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اس کے لئے یہ گناہ (پہلے) جائز تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزہ دار کے لئے غیبت چھوڑنا مستحب ہے (حالانکہ یہ حکم سب کے لئے ہے لیکن روزہ دار کے لئے زیادہ ضروری ہے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جنتی زندگی کے مقابلے میں اس دنیا کا معاملہ ایک سانس کی طرح ہے اگرچہ کتنی ہی لمبی زندگی ہو۔ اور جو شخص اس گھڑی کو بھی ضائع کر دے جس کے ذریعے دائمی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ تو تم بخدا! وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے ہاں بوڑھے عبادت گزار کی نسبت عبادت گزار نوجوان زیادہ پسندیدہ ہے۔

ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور ان کے گرد کچھ نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا آپ کے پاس یہ نوعمر لوگ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا بھلائی تو نوجوانوں میں ہی ہے۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نہیں سنا:

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ؕ (پ۱۷ الانبیاء 65)

(ترجمہ) انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا وہ ان (بتوں) کا ذکر کر رہا تھا۔ اس نوجوان کو ابراہیم کہتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔

اورارشاد خداوندی ہے:

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ (پ۱۵ الکہف 13)

(ترجمہ) کچھ نوجوان جو اپنے رب پر ایمان لائے۔

اورارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا (پ۱۵ الکہف 62)

(ترجمہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان (غلام) سے فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ۔

اوراللہ ﷻ نے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا وہ نوجوان تھے۔

زبور میں ہے: ما بلغ احد سبعين سنه الا اشتكى من غير علة

(ترجمہ) جو شخص ستر سال کی عمر کو پہنچتا ہے وہ کسی بیماری کے بغیر ہی بیمار رہتا ہے۔

حضرت محمد بن حسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اپنے نفس سے اس سال گذشتہ سال جیسے عمل کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ انسان روز بروز کمی کی طرف جا رہا ہے۔

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا جو لوگ میرے ساتھی تھے وہ مجھ سے آگے چلے گئے اور جو میرے پیچھے ہیں وہ مجھ تک پہنچ رہے ہیں۔ اور میں نے بھلائی کی جو بات سنی تھی بھلا رہا ہوں اور میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو زمین میرے قریب ہو جاتی ہے اور جب میں بیٹھتا ہوں تو دور ہو جاتی ہے۔ اور میں اس حالت کو پہنچ چکا ہوں کہ مجھے ایک کے دو نظر آتے ہیں اور میں جس کو سفید دیکھنا چاہتا تھا وہ چیز سیاہ ہوگئی اور جس کو سیاہ دیکھنا پسند کرتا تھا وہ سفید ہوگئی۔ اور جس کا سخت ہونا پسند تھا وہ نرم ہوگئی۔

تو اے بھائی! جو کچھ میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے اس میں غور کر اور اپنی جوانی کو غنیمت سمجھ اور اپنے بڑھاپے کو کثرت استغفار کا پیوند لگا شاید تیرے دین سے جو کچھ پھٹ گیا اس کو جوڑا جا سکے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔

بچوں کے ساتھ بھی حسن ادب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ تو ایک طرف، وہ

بچوں کے ساتھ بھی حسن ادب کا سلوک کرتے ہیں۔ دور کے تعلق والوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے ہیں۔ قرابت داروں سے تو یہ سلوک کرتے ہی ہیں۔ عالم تو در کنار جاہل سے حُسن ادب کا سلوک کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پ۱۶ طٰہٰ ۴۴)

(ترجمہ) فرعون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا۔

حالانکہ فرعون تو تمام کافروں سے بڑھ کر نافرمان تھا۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ درجات کی بلندی زیادہ ادب کے ساتھ ہوتی ہے اور ادب کی اصل یہ ہے کہ اپنے اندر نقصان اور دوسروں میں کمال کی خواہش ہو جب کہ کم ادب والوں کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو تیز نظر سے دیکھے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو جب ولیمہ کی طرف بلایا جاتا تو وہ بچوں اور مسکین لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، مالداروں کو چھوڑ دیتے۔

حضرت سعید بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جو شخص کسی شخص کا ایسا وصف بیان کرے جو اس میں نہیں تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ایک دن ایک شخص نے جو ان کو پہچانتا نہیں تھا ان سے کہا یا اصلع! (جس کے سر کے اگلے حصے کے بال گر گئے ہوں اس کو اصلع کہتے ہیں) تو انہوں نے اس سے فرمایا اے میرے بھائی! اس بات سے بے نیاز ہو کہ فرشتے تم پر لعنت بھیجیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے: وہ شخص اللہ ﷻ کی معرفت سب سے زیادہ رکھتا ہے جو لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) پڑھنے والوں کی زیادہ تعظیم کرتا ہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے سے بڑے آدمی کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو۔ اور کہو کہ یہ شخص اسلام اور نیک اعمال میں مجھ سے سابق ہے۔ اور جب اپنے سے چھوٹے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو اور یہ خیال کرو کہ میں گناہوں میں اس سے سبقت کر گیا ہوں۔

اور جب لوگ تمہاری عزت کریں تو کہو یہ مجھ پر اللہ ﷻ کا فضل ہے میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اور جب لوگ تمہاری توہین کریں تو کہو یہ اس گناہ کے سبب سے ہے جس کا میں مرتکب ہوا ہوں۔ اور جب تم نے اپنے پڑوسی کے کتے کو کنکری ماری تو گویا تم نے پڑوسی کو اذیت پہنچائی۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

Scanned with CamScanner

زیادہ سوالات شروع کیے اوران کو پریشان کر دیا تو اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احترام کے طور پر ایک دن میں ایک ہزار نبیوں کی طرف وحی فرمائی تا کہ وہ آپ علیہ السلام کے مددگار ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس میں غیرت پائی تو اللہ ﷻ نے ایک دن میں ان سب کو موت دے دی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انبیاء کرام علیہم السلام کی غیرت قابل تعریف ہے کیونکہ وہ معصوم ہونے کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے نکل چکے ہوتے ہیں اوران انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو قبض کرنا بطور سزا نہ تھا بلکہ یہ بات اللہ ﷻ کے علم میں تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معاونت کے بعد ان کی زندگی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: بندہ اس وقت تک مقام احسان تک نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنے ساتھیوں سے اچھا سلوک نہ کرے اگر چہ ایک ساعت ہو اور جب وہ بکری فروخت کرتے تو خریدار کو اس کے بارے میں حسن سلوک کی تلقین کرتے اور فرماتے اس نے ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین باتوں میں مردوں کے اخلاق کم ہوگئے ہیں:

(1) اپنے بھائیوں کے اخلاق کی تعظیم (2) ان کے عیبوں کی پردہ پوشی (3) اوران کی طرف سے ایذا برداشت کرنا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ قوم بری ہے کہ اگر ان کے درمیان مومن مالدار ہو تو اس کی تعریف کرتے ہیں اور اگر وہ محتاج ہو تو اس کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔ اور جب چھوٹا، بڑے کے آگے چلے تو اسے نیکیوں سے محرومی کی سزا دی جاتی ہے۔

لوگوں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص کی تعریف کی اور کہا کہ وہ ہریسہ (عمدہ کھانا شمار ہوتا ہے) نہیں کھاتا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس نے ہریسہ کھانا کیوں چھوڑا ہے؟ دیکھو وہ صلہ رحمی کیسے کرتا ہے؟ دیکھو وہ غصہ کس طرح پیتا ہے؟ دیکھو پڑوسیوں، بیواؤں اور یتیموں پر اس کے رحم کی کیا صورت ہے اور دیکھو اپنے (مسلمان) بھائیوں سے اس کا حسن سلوک کیسا ہے؟

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا اور بھلائی کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کچھ لوگوں کو اجرت پر حاصل کرتا ہے اور وہ دن رات اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے اپنے بدنوں اور مالوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو مال کی تمنا کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے پوچھا مال کے ساتھ کیا کرو گے؟ اس نے کہا کم مال والوں پر سخاوت کروں گا۔ انہوں نے فرمایا تم کم مال والوں کو چھوڑو، ان کی ضروریات اللہ ﷻ کے ذمہ کرم پر ہیں اس طرح تم ان سے محبت کرو گے کیونکہ جب ان کی ضروریات تمہارے ذمہ ہوں گی تو تم ان سے نفرت کرو گے اور لوگ تمہارے دل پر بوجھ بنیں گے۔

وہ فرماتے تھے مسلمان بھائی کی تعظیم یہ ہے کہ جب کسی دوسرے شہر میں اس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو تم اس کی تعزیت کے لئے سفر کرو۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ، شام سے مکہ مکرمہ کی طرف گئے تا کہ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے علی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کریں اور وہاں حج یا عمرہ کے لیے نہیں نکلے (یہ خلوص کی علامت ہے)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ اس کو جہنم کی آگ سے بچائے تو وہ مومن پر رحم کرنے والا نرم دل ہو۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ رات کو عبادت کے لیے قیام کرتے تھے اور جب ان کی والدہ کی طلب ہوتی کہ وہ صبح تک ان کے پاؤں دبائیں تو وہ اس عمل کو نماز سے افضل سمجھتے تھے (نفل نماز مراد ہے)۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انسان کے مرشد اور استاد کے بارے میں بھی اس قسم کی بات کہی گئی ہے۔

حضرت کھمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا اوران کے نیچے سے گندگی اٹھاتا تھا تو سلیمان بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف پیسوں کی ایک تھیلی بھیجی اور کہا کہ اس سے ایک خادم خرید و جو تمہاری ماں کی خدمت کرے لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میری والدہ نے میرے بچپن میں میری خدمت کے لیے اپنے سوا کسی اور کو پسند نہیں کیا تو میں اس بڑی عمر میں اس کی خدمت کے لیے کسی دوسرے کو کیسے پسند کر سکتا ہوں۔

حضرت مورق العجلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے سر میں جوئیں تلاش کرتے اور اپنے علاوہ کسی کو اس کی جوئیں نکالنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے ارشاد گرامی۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ (پ۱۵ بنی اسرائیل ۲۳)

(ترجمہ) اور انہیں (ماں باپ کو) اف تک نہ کہو۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب وہ بڑی عمر کو پہنچ جائیں اوران کی گندگی اٹھانے والا وہ شخص موجود ہو جس کی گندگی اس کے بچپن میں وہ اٹھاتے تھے تو اس وقت وہ ان کو اف تک نہ کہے اور نہ ان کو

Scanned with CamScanner

جھڑکے اور اپنی ناک میں ان کے پاخانے کی بو کو محسوس نہ کرے جس طرح وہ اس کے پاخانے کی گندگی کو محسوس نہیں کرتے تھے۔ان اخلاق میں والدین کے ساتھ ادب و احترام کے سلوک کے بارے میں متعدد مقامات پر گفتگو ہوگی۔

جو شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کا نام لیتا ہے وہ ان کی نافرمانی کرتا ہے البتہ یہ کہ وہ کہے اے میرے ابا جان! اے میری ماں اور اگر وہ والدین کے آگے آگے چلے تو اس نے ان کی نافرمانی کی مگر یہ کہ ان کے سامنے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹائے جس طرح ابن محیریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو خصوصاً فقراء اور مساکین کے ساتھ۔اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

برے خاتمہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ سے زیادہ ڈرنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ ﷻ سے بہت زیادہ ڈریں کہ کہیں وہ ان کو برے انجام میں مبتلا کر کے جہنم میں اپنے آپ سے پردے میں نہ کر دے اور ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) میں سے کوئی تفکر اور حزن (غم) میں اس قدر ڈوب جاتا کہ حاضرین سے غائب ہو جاتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ حدیث سنتے "آخِرُ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ بَعْدَ أَلْفِ سَنَةٍ"

(ترجمہ) جہنم سے آخر میں نکلنے والا شخص وہ ہوگا جو ایک ہزار سال کے بعد نکلے گا۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کاش وہ شخص میں ہوتا۔ایک دن ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا وہ جہنم سے نہیں نکلے گا؟

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (عام طور پر) جو شخص اپنے دین کے بارے میں بے خوف ہوتا ہے اس سے وہ (دین) سلب کر لیا جاتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اکثر لوگوں سے ایمان موت کے وقت لے لیا جاتا ہے

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب فرشتے مومن کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں درآنحالیکہ وہ حالت اسلام پر فوت ہوا تو فرشتوں کو اس پر تعجب ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ شخص دنیا سے کیسے نجات پا گیا حالانکہ اس میں ہمارے پسندیدہ بندے (بھی) ہلاک ہو گئے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی روح اس بات پر نکلتی ہے جو موت سے (اس کے دین) پر غالب ہوتی ہے۔وہ فرماتے ہیں میں ایسے شخص کے پاس گیا جو قریب المرگ تھا۔فرماتے ہیں میں

جب بھی "لا الٰہ الا اللہ" پڑھتا تو وہ درھموں کی گنتی کرتا۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی شخص ہلاک ہوتا ہے تو مجھے اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ہلاک ہوا؟ بلکہ مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ نجات پانے والے نے نجات کیسے پائی؟ اور اللہ ﷻ کسی بندے پر اس سے افضل نعمت کا احسان نہیں کرتا جس قدر اسلام کے ذریعے ان پر احسان کرتا ہے۔(یعنی سب سے افضل نعمت اسلام ہے)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر موت میرے قبضے میں ہوتی تو میں اپنے نفس کو اس کا ذائقہ حالت اسلام میں ہی چکھاتا۔لیکن وہ میرے بس کی بات نہیں۔[1]

ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روئے حتیٰ کہ ان پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ان سے پوچھا گیا کہ کس بات پر رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہم ایک زمانے تک گناہوں پر روتے رہے اور اب اسلام پر رو رہے ہیں یعنی یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں (اسلام) ہم سے چلا ہی نہ جائے۔

آپ فرماتے تھے بعض اوقات ایک شخص بتوں کی پوجا کرتا ہے اور وہ اللہ ﷻ کے ہاں نیک ہوتا ہے اور بعض اوقات اطاعت کرتا ہے حالانکہ اللہ ﷻ کے ہاں وہ بدبخت لکھا ہوتا ہے۔کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا (صحیح مسلم کتاب القدر جلد 2 صفحہ 332 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مسند احمد بن حنبل، مرویات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلد 1 صفحہ 414 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بے شک تم سے ایک شخص جنتیوں والے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پس وہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے اور اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ وہ بات ہے جو عقلوں کو حیران کر دیتی ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

أَصْدَقُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَكْثَرُهُمْ تَفَكُّرًا فِي الدُّنْيَا وَأَشَدُّ النَّاسِ فَرَحًا فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُهُمْ بُكَاءً فِي الدُّنْيَا

(ترجمہ) سب سے سچا مومن وہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ (آخرت کی) فکر کرتا ہے اور جنت میں سب سے زیادہ خوش وہ شخص ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ روتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تفکر اور عبرت حاصل کرنا مومن کے دل سے حکمت نکالتے ہیں پس تم اس سے وہ باتیں سنو گے جو دانا لوگوں کو پسند ہوتی ہیں ان باتوں کے سامنے علماء کی گردنیں

ا۔غالباً آپ کا مطلب یہ ہے کہ حالت اسلام میں ہی موت آنی چاہئے انسان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس حالت میں موت آئے گی لہٰذا موت اختیار میں ہوتی تو حالت اسلام میں ہی اس کو اپنا لیا جاتا۔۱۲ ہزاروی

جھک جاتی ہیں اور فقہاء کو ان باتوں پر تعجب ہوتا ہے اور اہل ادب ان کو یاد کرنے کی جلدی کرتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کا خوف اور غم اس کے نور بصیرت کی مقدار کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اس عورت کے چہرے کی طرح تھا جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور جو شخص ان کی زیارت کرتا اس کے دل سے سختی نکل جاتی تھی اور وہ فرماتے تھے اس شخص کی مجلس اختیار کرو جس کے ساتھ گفتگو سے پہلے اس کی زیارت تمہیں صاحب فضیلت بنادے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنے دل کو دھو ڈالیں انہوں نے عرض کیا اے میرے رب ﷻ وہاں تک پانی نہیں پہنچتا میں اسے کس طرح دھوؤں؟ فرمایا اس پر بہت زیادہ غم اور فکر کرو جو میری طرف سے اس کو نہ مل سکا اور اس پر جو نہیں ملے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دلوں کو جو بیماریاں پہنچتی ہیں ان کی بنیاد گناہ میں پڑنا ہے جس طرح بدن میں بیماریوں کی بنیاد امراض ہیں اور اللہ ﷻ نے ہر بیماری کے لیے دوا پیدا کی ہے جب کسی شخص کا غم زیادہ ہو جائے تو اس کی آنکھوں کے آنسو اس کے دل کی طرف لوٹتے ہیں اور اس کے بدن کو کمزور کر دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کیا آپ اپنی داڑھی کو خضاب لگا کر اس کی سفیدی کو نہیں بدلتے؟ انہوں نے فرمایا خضاب زینت میں شمار ہوتا ہے اور ہم رات اور دن ماتم اور غم میں ہیں۔

لوگوں نے حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا وجہ ہے ہم آپ کو ہمیشہ مغموم دیکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حاکم (اللہ ﷻ) کی طرف سے میں حقوق کی عدم ادائیگی کے جرم میں مطلوب ہوں۔ اور وہ فرماتے تھے گناہوں کے غم کے علاوہ ہر گناہ عنقریب ختم ہو جائے گا وہ (گناہ کا غم) ہر سانس کے ساتھ جدت اختیار کرتا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے قول اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (پ ۲۴ حم السجدہ ۳۰)

(ترجمہ) "تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"۔

کی تفسیر میں فرماتے تھے یہ بات اس سے کہی جائے گی جو دنیا میں بہت زیادہ خوف اور غم میں رہتا ہے اور جو شخص گناہ کرتا اور اس پر اکڑتا ہے اور نادم نہیں ہوتا اسے ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کہی جائے گی۔ (یعنی وہ خوف اور غم سے آزاد نہ ہوگا)

حضرت معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے خوشی کا اظہار جائز نہیں جب تک جہنم کے پل یعنی پل صراط کو عبور نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روتے اور فرماتے تھے جانور، پرندے اور مچھلیاں آرام کر رہی ہیں اور میں اپنے عمل کی فکر میں بندھا ہوا ہوں۔ (خوف خدا اور کسر نفسی کی وجہ سے ایسا فرماتے تھے)۔

حضرت صالح بن عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن اپنے اہل وعیال کو اکٹھا کرتے اور وہ سب بیٹھ کر روتے تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بے شک میں بندہ ہوں اللہ ﷻ نے مجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے روکا اب مجھے معلوم نہیں کہ میں نے ان دونوں باتوں پر عمل کیا یا نہیں؟ عید کے دن خوشی اور سرور کے لائق وہی شخص ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو

اور رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے "جب بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں وہ خوف زدہ ہوتے ہیں کیونکہ اللہ ﷻ کے خوف سے وہ کانپ رہے ہوتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے خلیل بنایا کہ وہ اللہ ﷻ سے بہت ڈرتے تھے اور لوگ ان کے دل کی دھڑکن ایک میل کے فاصلے سے سنتے تھے (مجازی معنیٰ مراد ہے یعنی بہت زیادہ خوف رکھتے تھے)

حضرت موسیٰ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے تو گویا ایک آگ ہے جس نے ہمیں گھیر رکھا ہے کیونکہ ہم ان میں سخت خوف اور پریشانی دیکھتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جب وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل ان کے پٹھوں کے اندر کٹ جاتے ہیں پھر جڑ جاتے ہیں پھر کٹتے ہیں اور پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں پھر کٹتے ہیں اور پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور جب تک زندہ رہتے ہیں وہ اسی طرح ٹھیک رہتے ہیں اور وہ فرماتے تھے بندہ اللہ ﷻ سے اسی قدر ڈرتا ہے جس قدر اسے اللہ ﷻ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن حارث رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے خوف اور اس سے حیاء کی وجہ سے اپنے سر کو کبھی اوپر نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے۔

لوگ کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر خوف طاری رہتا تھا اور وہ اپنے منہ نکل پڑتے تھے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں (کہاں جا رہے ہیں)

حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں راکھ بن جاؤں اور تیز ہوا کے دن ہوا مجھے اڑا کر بکھیر دے۔

حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص جو روتا اور آنسو بہاتا ہے وہ ڈرنے والا نہیں

Scanned with CamScanner

ڈرنے والا وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن کی وجہ سے اللہ ﷻ کے عذاب کا ڈر ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے تھے میں نے اللہ ﷻ کا قول

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (پ۴، آل عمران ۱۸۵)

(ترجمہ) ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔

پڑھا اور میں اسے بار بار پڑھنے لگا تو اچانک غیب سے آواز دینے والے (ہاتف) نے آواز دی اور کہا تم کب تک اس آیت کا تکرار کرتے رہو گے اس آیت کو سن کر چار ہزار جن ہلاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے (اسے سن کر) آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن زوال سے غروب آفتاب تک اپنی داڑھی کو پکڑ کر کھڑے رہے اور کہنے لگے ہائے رسوائی اگر میری مغفرت ہو بھی گئی۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ غیر مطمئن بیٹھتے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا مطمئن ہو کر وہ شخص بیٹھتا ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو اور میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ دن اور رات میں (کسی وقت) مجھ پر عذاب نازل ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر غفلت نہ ہوتی تو تمام مخلوق اللہ ﷻ کے خوف سے مر جاتی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ گھر والوں کو وصیت کروں کہ وہ مجھے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر اس حالت میں قبر میں داخل کر دیں جس طرح اپنے آقا سے بھاگنے والے مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مزید فرماتے تم میں سے کوئی ایک کس طرح جنت میں داخل ہونے اور حور و قصور کی تمنا کرتا ہے حالانکہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ اور ہلاکت کے لائق ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم میں کسی نبی مرسل علیہ السلام اور کسی مقرب فرشتے پر رشک نہیں کرتا کیونکہ یہ سب لوگ یوم قیامت کے ہولناک منظر کا مشاہدہ کرتے ہیں میں اس پر رشک کرتا ہوں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔

حضرت سفیان بن عُیَینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ بندے کے لیے مناسب ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے نزدیک اس کے بہت بڑے غلام کی طرح ہو اور اپنے نزدیک بدترین غلام کی طرح ہو اور مخلوق کے نزدیک ان کے متوسط طبقہ سے ہو۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بیت المقدس میں پانچ سو کنواریاں داخل ہوئیں تو بعض عیسائی پادریوں نے ان پر کچھ امور آخرت کو مکدر کر دیا تو وہ سب اسی وقت مر گئیں اور ان پر ٹاٹ کا لباس تھا

(مکدر کرنے سے مراد پریشان کرنا ہے)

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا کرتے تھے اے اللہ ﷻ! میں تجھ سے عفو و درگزر کی دعا کرتا ہوں اور یہ بات کہنے کی کبھی جرأت نہیں کرتے تھے کہ یا اللہ ﷻ مجھے جنت میں داخل کر دے۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو ان کو یوں پایا کہ انہوں نے اپنا رخسار دھوپ میں زمین پر رکھا ہوا تھا ہم نے ان کی طرف دیکھا تو رونے کی وجہ سے ان کے چہرے پر آنسوؤں کے مقام سے کھال اتر گئی تھی اور ہم نے دیکھا کہ ان کے رخسار کے نیچے زمین کیچڑ بن چکی تھی اور وہ اکثر اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے اردگرد پھینک دیتے تھے تاکہ آنے والا یہ خیال کرے کہ یہ وضو کا پانی ہے۔ (حقیقت مراد نہیں بلکہ آنسوؤں کی کثرت مراد ہے)

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے چالیس سال تک اپنا چہرہ آسمان کی طرف نہیں اٹھایا ایک دن انہوں نے بے خبری میں چہرہ اٹھایا تو پیٹ کے بل گر پڑے اور ان کے پیٹ میں سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مسلسل بیمار رہے حتیٰ کہ انتقال فرما گئے۔

اور جب ان کے شہر والوں کو کوئی مصیبت پہنچتی تو وہ (حضرت عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے یہ عطاء کے گناہ کی وجہ سے ہے اگر وہ ان لوگوں کے شہر سے نکل جاتا تو ان لوگوں پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی اور وہ اکثر رات کے وقت اس خوف سے اپنی جلد کو ہاتھ لگاتے رہتے کہ کہیں مسخ نہ ہو جائے۔

وہ فرماتے تھے ایک مرتبہ ہم عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نکلے تو میں ایک جگہ سے گزرا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے اللہ ﷻ کی نافرمانی کی اور میں بالغ نہیں تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی حتیٰ کہ ان کے بدن کمزور ہو گئے اور ان کے رنگ بدل کر ہندوستانی خربوزے کے چھلکے کی طرح ہو گئے۔

اس کتاب میں مزید بحث آئے گی اور ان لوگوں میں ایک پر رونے کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو جاتی اور بعض پر مرتے دم تک اس طرح رویا جاتا جس طرح مرنے والے پر رویا جاتا ہے۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قیام لیل کی پابندی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ گرمیوں سردیوں کے موسم میں ہمیشہ رات کے وقت عبادت کے لیے کھڑے رہتے اور وہ اس عمل کو اپنے اوپر تاکیدی سمجھتے گویا فرض ہے حتیٰ کہ وہ

کہتے تھے جو سالک (نیند کے) غلبہ کے بغیر رات کو سو جائے تو وہ طریقت میں کچھ نہیں کر سکتا۔

اور اکثر سالکین اس خلق سے غافل ہیں اور وہ رات کے وقت بچھونوں پر اس طرح سو جاتے ہیں جیسے عام لوگ اور دنیا دار سوتے ہیں اور ان میں سے بعض روزانہ حمام میں داخل ہوتے ہیں اور سورج کے طلوع ہونے تک باہر نہیں نکلتے اور وہ کسی ضرورت کے تحت اس طرح نہیں کرتے بلکہ عیاشی کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

اور سب سے برا شیخ وہ ہے جو ہر روز صبح سویرے حمام کی طرف جاتا ہے اور عام لوگ نیز اس کے مرید اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور میں نے رات کے شہسواروں میں سے آخر میں جس شخص کو دیکھا وہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کا رات کا وظیفہ پانچ سو رکعات تھیں اور حضرت مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ورد ہے اور احوال وکرامات والے شیخ، شیخ فرج رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مصر کے ضلع شرقیہ میں شاہ شلمون کے پاس رہتے تھے وہ سیدی محمد کے پاس آتے اور کہتے صہیب کے چرواہے کو خوش آمدید کہوں کہ وہ قیام لیل کی پابندی کرتے تھے اور وہ سردیوں کے موسم میں چھت کے اوپر تہجد پڑھتے تھے اور حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَمَقْرُبَةٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَتَکْفِیْرٌ لِخَطَایَاکُمْ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 3560 جلد 5 صفحہ 322۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت،
کنز العمال حدیث 21409 جلد 7 صفحہ 786 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) تم پر رات کا قیام لازم ہے کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے، تمہارے رب ﷻ کے قرب کا ذریعہ ہے تمہاری خطاؤں کا کفارہ ہے تمہارے لیے گناہوں سے رکاوٹ ہے اور جسم سے بیماریوں کو دور کرنے کا باعث ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ نے کہا اے میرے بیٹے! رات کو نہ سونا کیونکہ جو شخص رات کے وقت سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے مفلس آئے گا اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد (علیک السلام) وہ شخص جھوٹ کہتا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور جب رات چھا جاتی ہے تو وہ مجھے (میرے ذکر کو) چھوڑ کر سو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُبَاهِیْ مَلَائِکَتَهٗ بِالْعَبْدِ اِذَا قَامَ یَتَهَجَّدُ مِنَ الَّیْلِ فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ وَیَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ لِحَافِهٖ وَتَرَکَ الدُّنْیَا وَاِمْرَأَتَهُ الْحَسْنَاءَ یُنَاجِیْنِیْ بِکَلَامِیْ اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ

(ترجمہ) بے شک اللہ ﷻ فرشتوں کے سامنے اپنے بندے پر فخر کرتا ہے جب وہ سرد رات میں تہجد کے

لیے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ فرماتا ہے میرے بندے کی طرف دیکھو یہ اپنے لحاف کے نیچے سے نکلا اور دنیا کو نیز اپنی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر میرے کلام کے ذریعے مجھ سے گفتگو کر رہا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کے وقت کھڑے ہوتے اور پوچھتے اے نافع! ہم نے سحری کر لی (یعنی سحری کا وقت ہو گیا) وہ عرض کرتے نہیں پس وہ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے پھر پوچھتے اے نافع! سحری کا وقت ہو گیا ہے؟ وہ جواب دیتے جی ہاں تو وہ بیٹھ جاتے اور طلوع فجر تک استغفار میں مشغول رہتے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ایک رات اپنا وظیفہ چھوڑ کر سو گئے اور انہوں نے جو کی روٹی سیر ہو کر کھائی تھی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی فرمائی

”اے یحییٰ علیک السلام! اگر تم اچھی طرح جنت الفردوس میں جھانک لیتے تو تمہارا جسم پگھل جاتا اور تم آنسوؤں کے بعد پیپ کے ساتھ روتے اور ٹاٹ کے بعد لوہا پہن لیتے۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بعض اوقات رات بھر ایک آیت کا ورد کرتے رہتے اور بیہوش ہو کر گر جاتے حتیٰ کہ کئی دنوں میں ان کی عیادت کی جاتی جس طرح مریض کی عیادت کی جاتی ہے۔ اور آپ اپنی خلافت کے دنوں میں رات اور دن میں سوتے نہیں تھے صرف بیٹھے بیٹھے سر جھک جاتا تھا۔

اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب میں رات کو سو جاؤں تو اپنے نفس کو ضائع کروں گا اور اگر دن کے وقت سوؤں گا تو اپنی رعایا کو ضائع کروں گا اور ان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تہجد کے لیے کھڑے ہوتے جب لوگ سو جاتے تو ان سے شہد کی مکھی کی آواز سنائی دیتی حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے نفس سے غافل ہوتے اور زیادہ کھانا کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے تھے جب گدھے کے چارے میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس کی مشقت بھرے بوجھوں کے سلسلے میں اس کی تھکاوٹ بھی بڑھ جاتی ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ عشاء کے وقت اپنا بچھونا بچھاتے اور اس پر پہلو بدلتے رہتے اور صبح تک روتے رہتے تھے اور اکثر اوقات عشاء سے فجر تک بے قرار کھڑے رہتے اور اکثر اوقات فجر تک سر جھکائے بیٹھے رہتے کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جہنم کے خوف نے عبادت گزار لوگوں کی آنکھوں سے نیند اڑا دی ہے۔

پہلے بزرگ اس شخص کے چہرے کو پہچان لیتے تھے جو رات کو قیام کرنے کی بجائے سو جاتا تھا اور وہ

فرماتے ہم نے تمہیں بارگاہ خداوندی میں نہیں دیکھا بلکہ فلاں فلاں موجود تھا اوران لوگوں میں تحائف تقسیم ہوئے تھے۔اور وہ لوگ ایک دوسرے کے اس عیب کو ظاہر کرتے کہ وہ بستر پر سویا ہے جو اس کے لیے بچھایا گیا تھا۔

اوران میں سے کوئی سفر سے واپسی پر اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور رات کا وظیفہ ادا نہ کرسکا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ مرتے دم تک بچھونے پر نہیں سوئے گا۔

حضرت عبدالعزیز بن روّاد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بچھونا بچھایا جاتا تو وہ اس پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے تم کس قدر نرم ہو لیکن جنت کا بچھونا تم سے زیادہ نرم ہے پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور فجر تک نماز پڑھتے رہتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں رات بھر فجر تک قیام کرتا ہوں تو میرا دل دہل جاتا ہے اور میں کہتا ہوں دن، اپنی تمام آفات کے ساتھ آ گیا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ مرتے دم تک ہمیشہ رات بھر قیام کرتے رہے ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ رات کے وقت ایک گھڑی آرام نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے (نماز کے لیے) قیام کیا حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک پھول گئے اور ان سے خون نکلنے لگا حالانکہ اللہ ﷻ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے تھے[1] تو میں کس طرح سو جاؤں جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ ﷻ نے میرا ایک گناہ بھی بخشا ہے یا نہیں؟

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قیام لیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے ترک کرتا ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ ہر رات غروب آفتاب کے وقت اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اپنے رب ﷻ کے ہاں توبہ کرو تا کہ رات کے وقت قیام کرسکو۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے رات کا قیام اس شخص پر بھاری ہوتا ہے، جس پر خطاؤں کا بوجھ ہو۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے علماء اور عبادت گزار لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ رات کے وقت سوتے نہیں تھے اور میں جب رات کے وقت کسی مکان یا کسی مسجد کا چکر لگاتا تو وہاں سے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنتا تو ہمارے زمانے کے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس بات (عذاب) سے بے خوف ہیں جس سے وہ لوگ (اسلاف) ڈرتے تھے۔

حضرت صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ عشاء سے فجر تک نماز کے لیے کھڑے رہتے پھر نماز سے فراغت کے بعد کہتے اے میرے رب! مجھے جہنم سے بچالے میرے جیسے آدمی کے لیے جنت کا سوال کرنا مناسب نہیں

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں قیام لیل کی طاقت نہیں رکھتا میرے

۱۔ ترجمہ کنزالایمان

لیے کوئی علاج تجویز کریں انہوں نے فرمایا دن کے وقت اللہ ﷻ کی نافرمانی نہ کرو وہ تمہیں رات کے وقت اپنے سامنے کھڑا کردے گا بے شک رات کے وقت تمہارا اس کے سامنے کھڑا ہونا سب سے بڑا شرف ہے اور گناہ گار آدمی اس شرف کا مستحق نہیں ہے۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نصف رات سے پہلے جب نماز کے لیے وضو کرتے تو یوں کہتے۔

یا اللہ ﷻ! میں نے اپنے نفس کو ان گناہوں اور بری باتوں کی رغبت دی جن کی مجھے طاقت نہ تھی حتیٰ کہ میں زمین میں دھنسنے، چہرے کے مسخ ہو جانے اور جہنم کا مستحق ہو گیا اور اب میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کے پیچھے تیرے سامنے کھڑا ہو جاؤں جس نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا ہے اس امید پر کہ تو ان میں سے کسی ایک کی مغفرت فرمائے تو مجھے بھی مغفرت میں سے کچھ حصہ ملے۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی لونڈی رات کے وقت عبادت کے لیے قیام کرتے انہوں نے اسے کسی قوم پر بیچ دیا جب اس نے عشاء کی نماز پڑھی تو پھر نماز شروع کردی پس وہ فجر تک نماز پڑھتی رہی اور گھر والوں سے ہر گھڑی کہتی رات جارہی ہے اے گھر والو! نماز پڑھو انہوں نے اس سے کہا ہم فجر تک نہیں اٹھیں گے

چنانچہ وہ حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا آپ نے مجھے ایسے لوگوں پر بیچا ہے جو تمام رات سوتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ ان کی نیند کی وجہ سے میں بھی سستی کا شکار نہ ہو جاؤں تو حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر رحم کرتے ہوئے اور اس کے حق کو ادا کرتے ہوئے اسے واپس لے لیا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا ہر رات وضو کرتیں، خوشبو لگاتیں اور اپنے خاوند سے پوچھتیں کیا تمہیں حاجت ہے؟ اگر وہ کہتے نہیں تو صبح تک (نماز میں) کھڑی رہتیں اور رات کے ابتدائی حصے میں کہتیں یا اللہ ﷻ! آنکھیں سو گئیں، ستارے ڈوب گئے، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کردیے اور تیرا دروازہ بند نہیں ہوگا پس تو مجھے بخش دے پھر نماز کے لیے صبح تک تیرے سامنے اسی طرح کھڑی رہوں گی۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تمام رات نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں سے کہتے کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ رات کا قیام یوم قیامت کی ہولناکیوں کی مشقت سے زیادہ آسان ہے۔

حضرت ابوالجویریہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میں چھ ماہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہی اور ان سے جدا نہیں ہوئی پس میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی رات بھی اپنا پہلو زمین پر رکھا ہو، لوگ بتاتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے رات کے وقت بچھونا نہیں ہوتا تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کوئی شخص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عبادت گزار، زاہد اور متقی نہیں دیکھا

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ ﷻ رات کے وقت تجلی فرماتا ہے تو فرماتا ہے دن کے وقت میری محبت کا دعوٰی کرنے والے کہاں ہیں؟ کیا ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت کو پسند نہیں کرتا؟

تو اب میں اپنے محبین پر جلوہ گر ہوں وہ مجھ سے میرے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور وہ مشاہدہ کے ساتھ مجھے خطاب کرتے ہیں اور کل میں جنت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

حضرت مغیرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رات کے وقت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو چوری کی نگاہ سے دیکھا اور وہ عشاء کے وقت سے اللہ ﷻ کے سامنے کھڑے تھے انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیا ہوا تھا اور مسلسل روتے ہوئے کہہ رہے تھے اے میرے رب! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی۔

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ میں عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مہینے تک کن اکھیوں سے دیکھتا رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ رات کو بالکل نہیں سوتے تھے اور گھر والوں سے فرماتے تھے رات کا تمام وقت ختم ہوگیا اے گھر والو! بیدار ہو جاؤ یہ آرام کرنے کا گھر نہیں عنقریب تمہیں کیڑے کھائیں گے۔

حضرت صہیب عابد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں ایک عورت کے غلام تھے اور وہ پوری رات قیام کرتے تھے ایک دن ان کی مالکہ نے کہا تمہارے رات بھر قیام کرنے کی وجہ سے دن کے وقت خدمت کرنے سے تمہیں ضرر ہوگا۔ انہوں نے اس سے پوچھا میں کیا کروں! جب میں جہنم کا ذکر کرتا ہوں تو میری نیند اڑ جاتی ہے۔

حضرت ازھر بن مغیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک رات میں نے ایک حور کو دیکھا جو خوبصورت ترین عورت تھی میں نے اس سے پوچھا کہ کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا اس کے لیے جو سردیوں کی راتوں میں رات کو قیام کرتا ہے۔

حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ پوری رات قیام کرتے تھے ان کی بیوی نے ان سے کہا کیا آپ اپنے لیے ایک گھڑی آرام نہیں کرتے؟

تو انہوں نے اس کی بات مان لی پس ایک آنے والا ان کے خواب میں آیا اور اس نے ان کو سر کے بالوں کے اگلے حصے سے پکڑ کر کہا اٹھو اور نماز پڑھو اور اپنے رب ﷻ کی عبادت میں سے اپنے حصے کو ضائع نہ کرو پس وہ کھڑے ہوئے تو ان بالوں کو کھڑا پایا اور وہ بال ان کے وصال تک اسی طرح رہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس میں سو گئے تو چٹان کی طرف سے آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا رات کا قیام آگ کے شعلوں کو بجھا دیتا ہے اور پل صراط پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ پس رات کے قیام میں سستی سے کام نہ لو چنانچہ انہوں نے اس کے بعد قیام لیل کو کبھی ترک نہیں کیا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اے بھائی! جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Scanned with CamScanner

دوسرا باب

کچھ دیگر اخلاق

کسرِ نفسی اور تواضع

ان (صوفیاء کرام) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہایت مطیع اور عاجز رکھتے کہ ان میں سے ایک اپنے شاگرد سے برکت حاصل کرتا اور اس کا بوجھ اٹھاتا، وہ اپنے آپ کو اپنے مرید سے زیادہ علم والا خیال نہ کرتا نہ اس سے زیادہ شرعی طریقے پر باعمل سمجھتا جب کہ اس سے کسی فتنہ کا خوف نہ ہو۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنا قاصد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ عنقریب وہ سخت مشقت میں پڑیں گے اور اس سے صحیح سالم نکل آئیں گے۔[1]

تو اے بھائی! حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تواضع دیکھو حالانکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد تھے۔

جب قاصد نے ان کو خبر دی تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد آنے کی خوشی میں اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔ جب قاصد قمیص لے کر واپس آیا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی تو انہوں نے اس سے فرمایا کیا یہ قمیص ان کے جسم پر کسی دوسرے کپڑے کے حائل ہونے کے بغیر تھی؟ اس نے کہا جی ہاں، تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چوما اور اپنی آنکھوں پر رکھا پھر ایک برتن میں اس پر پانی ڈالا اور اس کو ملا پھر اس کو نچوڑا اور اس کا پانی شیشی میں ڈال دیا۔

چنانچہ جب ان کے شاگردوں (اور احباب) میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اس پانی سے جس میں قمیص دھوئی تھی کچھ اس کے پاس بھیجتے جب وہ اسے اپنے جسم پر ملتا تو اسی وقت بیماری سے عافیت حاصل کر لیتا۔[2]

یہ واقعہ اس بات پر تمہاری رہنمائی کرتا ہے کہ یہ لوگ اعمال صالحہ کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو کسی مسلمان سے بڑا نہیں سمجھتے تھے جبکہ اس زمانے کے نام نہاد مشائخ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اور آخری شخص جس کو میں نے یوں پایا کہ وہ اپنے شاگرد کے بارے میں اعتقاد رکھتا اور اس سے برکت حاصل کرتا تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں میں تکلیف ہوتی یا کوئی دوسری بیماری ہوتی وہ ان کو اس کے

۱۔ اس سے خلق قرآن کا مسئلہ مراد ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ ۱۲ ہزاروی

۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ بارگاہ الٰہی کے مقرب افراد سے نسبت حاصل کرنے والی چیزیں بھی اپنے اندر برکات کو جمع کر لیتی ہیں۔ یہ نسبت حاصل کرنے والی چیزوں کی یہ حالت ہے تو جن سے نسبت پائی ان نفوس قدسیہ کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا۔ (محمد اجمل)

پاس بھیجتا کہ اسے دم کریں وہ حضرت شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ جس مریض کے لیے دعا کا ارادہ کرتے اسے شیخ یوسف حریثی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے اور شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ اسے شیخ علی الحدیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے حالانکہ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ جن دونوں کا ذکر ہوا ان دونوں بزرگوں کے شاگرد تھے پس اللہ عزوجل ان سچے لوگوں سے راضی ہو اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ عزوجل کے ذکر پر کثرت غیرت

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے ذکر پر بہت زیادہ غیرت کرتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کا ذکر کرے اور وہ غافل ہوں۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی ماں ذکر کے ذریعے اپنے بیٹے کو سلانے کا ارادہ کرتی ہے جب وہ رات کے وقت بیدار ہوتا ہے پس اللہ عزوجل کا ذکر تو اس سے برتر ہے۔

کسی صالح (ولی) نے ایک دن ایک مریض سے کہا "یا لطیف" کہو اور وہ اللہ عزوجل کے سامنے ہونے سے غافل تھا تو اللہ عزوجل نے اسے خواب میں جھڑکا اور فرمایا تم نے میرے نام کے ذکر کو کھیل کو د بنا رکھا ہے۔

پس اے بھائی! جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

تواضع اور دوسروں کیلئے جھکاؤ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ نہایت نرم ہوتے ہیں حتیٰ کہ بچے کے لیے بھی جھک جاتے ہیں جس طرح اونٹ اپنی گردن جھکا دیتا ہے جس حدیث میں صفیں درست کرنے کا حکم ہے اس میں فرمایا۔

"وَلِیْنُوْا فِیْ یَدِ اِخْوَانِکُمْ" (ترجمہ) اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔

(سنن ابی داؤد حدیث نمبر 666۔ سنن نسائی حدیث نمبر 820 مطبوعہ بیروت)

اور قرآن مجید میں ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص (پ۴ آل عمران ۱۵۹)

(ترجمہ) اور اگر آپ سخت مزاج تنگ دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے الگ ہو جاتے۔

جب تمہیں یہ بات معلوم ہو گئی تو جان لو کہ فقراء کے نرم ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ جب ان سے کوئی ایک ایسی جماعت کے پاس جاتا ہے جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں جیسے احجام، مغاربہ،

شناویہ، مطاوعہ یا رفاعیہ وغیرہ ذکر کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ ایسی صورت میں شرعی طریقہ پر ذکر کرے اور اسی طرح اس ذکر میں ان کی موافقت کرے جس کی ان کو تلقین کی گئی ہے جب وہ طریقت میں داخل ہوئے تھے۔ وہ ذکر نفی میں ہو یا اثبات میں، وہ یہ نہ کہے کہ یہ طریقہ ہمارے شیخ کا نہیں ہے جس طرح بہت سے لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے ساتھ جفا اور طبیعت کی سختی اختیار کرنے کی وجہ سے اجر و ثواب فوت ہو جائے گا۔ اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

شرعی طریقہ پر سخت بھوک برداشت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ شرعی طریقے پر سخت بھوک برداشت کرتے ہیں اور اگر کوئی حلال چیز نہ پائیں جسے وہ کھائیں تو کئی کئی دن اور راتیں اسی طرح گزار لیتے ہیں۔ ان بزرگوں کا تجربہ کیا گیا تو باطن میں نور ہی نور اور بھلائی ہی بھلائی پائی حتیٰ کہ انہوں نے طبل کی مثال دی کہ اس کی آواز مضبوط اور بلند ہوتی ہے لیکن اس کا اندر خالی ہوتا ہے۔

ان حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی عالم کو سیر ہو کر کبھی نہیں کھانا چاہئے خاص طور پر تالیف کے دنوں میں، تاکہ قرآن مجید، حدیث اور فقہ وغیرہ کی سمجھ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو کیونکہ جس کا پیٹ بھرا ہوا اس کی سمجھ کمزور ہوتی ہے جسے شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے اور ہم نے فقراء کی ایک کثیر جماعت کو بھوک کے معاملے میں سچائی پر پایا حتیٰ کہ ان میں سے ایک پورے ہفتے میں ایک دن بیت الخلاء میں جاتا تھا وہ اللہ عزوجل سے حیاء کرتا تھا کہ بار بار بیت الخلاء میں جائے اس حال میں کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہو۔

اور حضرت سیدی، شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ تو انتہاء کو پہنچا ہوا تھا کہ وہ بارہ دنوں میں صرف ایک دن وضو کرتے تھے اور سیدی شہاوی رحمۃ اللہ علیہ جو "الذویب" مشہور تھے جس سے ملاقات کرتے اسے بھوکا رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ یہ مومن کا ہتھیار ہے اور بھوکا شخص اگر اللہ عزوجل کی اطاعت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی نافرمانی نہیں کرے گا کیونکہ اس میں گناہ کی طرف بلانے والا داعی موجود نہیں۔

اور جن لوگوں نے عمر بھر کے روزے رکھے ان میں میرے بھائی (مصنف کے بھائی) شیخ عمر النبتیتی رحمۃ اللہ علیہ جو ننگے سر رہتے تھے اور ان کے چچازاد بھائی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو ننگے سر رہتے تھے شامل ہیں اور یہ دونوں انتہائی درجہ کی نورانیت اور بلند ہمتی کے حامل تھے۔

تو اے بھائی! اس سلسلے میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلو اور سخت بھوک کے بغیر نہ کھاؤ اور شدید بھوک کی صورت میں یہ ہے کہ تمہاری آنتیں حرکت کریں اور تمہیں مضطرب کرنے لگے کیونکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے جس کو ہضم کرنے کا کام کرے۔ تو اے بھائی اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام

Scanned with CamScanner

تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

غیر مخلص طالب علم کو بھی تعلیم دینا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب وہ قرائن کے ذریعے معلوم کرلیں کہ جو طالب علم ان سے علم حاصل کر رہا ہے وہ مخلص نہیں ہے تو وہ اس کو بھی مسلسل تعلیم دیتے ہیں لیکن (اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس کی اصلاح نیت کے لیے اللہ ﷻ سے دعا کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں پس ان کو بھی اجر ملتا ہے اور اسے بھی، اور وہ اس کو سکھانا نہیں چھوڑتے کیونکہ شارع کی یہی مراد ہے وہ اس طرح کہ علم دو باتوں کے لیے حاصل کیا جاتا ہے اس پر عمل کرنا اور اس کے ذریعے شریعت کو زندہ رکھنا پس اس شخص کو ہر حال میں اجر ملتا ہے اجر کامل ہوتا ہے یا ناقص۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر علم والا اپنے علم پر عمل کرتا ہے اگرچہ اپنے نفس کے حق میں ہو جب وہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ جب وہ گناہ میں پڑتا ہے تو توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کے پاس علم نہ ہو تو اسے اس عمل کے گناہ ہونے کا علم نہیں ہوگا اور وہ اس سے توبہ نہیں کرے گا تو وہ اس اعتبار سے علم پر عمل کرتا ہے اگرچہ گناہ کا مرتکب لوگوں کی اصطلاح کے مطابق اپنے علم پر عمل نہیں کر رہا۔

پس علم ہر حال میں عالم کے لیے نفع بخش ہے اور ہر زمانے میں انسان کا علم اس کے عمل سے زیادہ رہا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

عمل کے بعد ایصال ثواب

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اس عالم کے علم پر عمل کرتے ہیں جو اپنے سیکھے ہوئے پر عمل کا اہتمام نہیں کرتا پس یہ اس کا علم سیکھتے ہیں پھر اس کا ثواب اس عالم کے نامہ ہائے اعمال میں شامل کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے فضل و احسان کی بنیاد پر اس سے اجر و ثواب طلب کرتے ہیں جس طرح وہ علوم میں سے کوئی علم پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب (اس کتاب کے) مؤلف کو ایصال کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی ٹکراؤ خیال نہیں کرتے کیونکہ ہر قول کا ثواب اس کے قائل کو ملتا ہے۔ لیکن یہ کام وہی کرتا ہے جو مومنوں پر اپنے نفس سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے کیونکہ حضور ﷺ سے یہی بات چلی آرہی ہے۔ جس طرح ہم نے (مصنف نے) اس بات کو "السنن الکبریٰ" میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ظاہر میں محبت کے دعویٰ دار سے بھی تعلق رکھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ دل میں ان سے دشمنی

رکھتے ہیں اور ظاہر میں ان سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ یہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ ان کے دعویٰ محبت میں ان کی تصدیق کرتے ہیں تو یہ ان سے میل جول رکھتے ہیں اور وہ ان کے جھوٹا ہونے کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہیں اسی طرح اگر وہ ان کا قرب چاہتا ہے تو یہ اس کو منع نہیں کرتے کیونکہ اس طریقے سے عداوت بڑھتی ہے اور فتنہ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن اس شخص کے ساتھ میل جول میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اپنے اعضاء کو ہر قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات دشمن اس میل جول کے ذریعے اپنے بھائی کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کا ارادہ کرتا ہے تاکہ دشمنی ظاہر ہونے کے دنوں میں مجالس میں اس کی برائی بیان کرے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔

پس دشمن سے میل جول میں احتیاط کی ضرورت ہے اور اسی کے ساتھ میل جول ہونا چاہئے جو اس کے بارے میں صداقت اور محبت کا عقیدہ رکھتا ہو کیونکہ جو شخص حسن تدبیر میں کامل نہ ہو اور اسے کثرت دین حاصل نہ ہو اس کے لیے دشمن سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔ اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھنا اور برائیوں کو نظر انداز کر دینا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی برائیوں کو نظر انداز کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے (مسلمان) بھائی کا عیب دیکھ کر اس کی مذمت کرنے کے قریب بھی نہیں ہوتا۔ اور اس کے نزدیک تمام لوگ صالح ہوتے ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ صالحین کسی شخص سے اپنی ذات کے لیے دشمنی نہیں کرتے بلکہ لوگ ہی ان سے حسد اور دشمنی کی بنیاد پر عداوت رکھتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ اس قسم کے لوگوں کا نفع بہت کم ہوتا ہے کیونکہ وہ نصیحت نہیں کرتے اور برائی سے ڈراتے نہیں پس کوئی شخص ہمیشہ گناہ کرتا رہتا ہے اور اس سے بچتے ہوئے ہدایت کا راستہ نہیں پاتا اور اس طرح تو انہیں کوئی معصیت، معصیت نظر نہیں آئے گی کیونکہ انہوں نے اسے اچھے معنوں پر محمول کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ صحیح الہام کے ساتھ تنبیہ کرنے کی طرف رہنمائی حاصل کرتا ہے کیونکہ اس کا اپنے شیخ کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے یا وہ اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے اور کہتا ہے جس طرح مجھ سے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے اسی طرح میرے بھائی کا معاملہ ہے وہ بھی اس سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ جو کام میرے حق میں جائز ہے وہ میرے غیر کے حق میں بھی جائز ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب وہ اپنے (مسلمان) بھائیوں کے نقائص کا ذکر کرتے ہیں تو ان کو ڈرانے کی خاطر ایسا کرتے ہیں اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے نہیں کہ وہ خود ان گناہوں سے دور رہیں کیونکہ کامل انسان کو لوگ "ابو العیون" (آنکھوں والا) کہتے ہیں پس اسے ہر

Scanned with CamScanner

چیز کے لیے ایک نگاہ حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ اسے دیکھتا ہے لہٰذا وہ اپنے بھائی کے نقائص سے سلامتی کی گواہی دیتا ہے مثلاً ریاکاری اور نفاق وغیرہ سے اور اس طرح احتیاط کرتا ہے جس طرح کوئی شخص ایک نگاہ سے اس کو نقائص کے ساتھ تہمت زدہ قرار دیتا ہے اور دوسری نگاہ سے اس کو ڈراتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

شکر اور استغفار کی کثرت

ان حضرات کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب ان کے حاسدین اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں تو وہ بکثرت اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں اس کے بعد کثرت کے ساتھ طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ اس نعمت پر جس پر لوگ ان سے حسد کرتے ہیں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے اور اللہ ﷻ سے بخشش مانگتے ہیں اس لیے کہ اگر ان کا اپنا وجود اور اس نعمت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی شخص ان سے حسد نہ کرتا جو حرام ہے اور طلب مغفرت جس کا ذکر کیا گیا وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے جو اس نعمت کو لازم ہے ورنہ نعمت کا وجود ان کے اختیار میں نہیں ہے اس کو "استغفار اکابر" کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جو لوگ ان سے حسد کرتے ہیں ان کے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں وہ ان پر رحمت و شفقت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں کیونکہ حسد کرنے والے نے حسد کی کثرت کے سبب اپنے دین کو ہلاک کر دیا پس ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ ﷻ! ہمارے حاسد کی بخشش فرما کیونکہ وہ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے اس نعمت کو نہیں دیکھ سکتے جو ہمارے پاس ہے ان کے پاس نہیں اگر ان کے دل کشادہ ہوتے تو وہ ہمارے حسد میں نہ پڑتے اس خلق کا اعزاز بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے بلکہ عام طور پر آدمی اپنے حاسد کے لیے ہر برائی کی تمنا کرتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

انصاف کرنا

ان بزرگان دین کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ ان کے اکابر اور امراء کے ہاں حصول رزق اور تحائف وغیرہ کے سلسلے میں کوشش کرتے ہیں وہ ان سے انصاف برتتے ہیں اور ان کے ساتھ نصف یا چوتھائی کے ساتھ جس طرح وہ راضی ہوں تقسیم کرتے ہیں خصوصاً جب نیکی، زہد اور تقویٰ کے ساتھ ان کا وصف بیان کیا جائے حتیٰ کہ اسے وہ کچھ دیں جو دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک قسم کا حیلہ ہے اور شیخ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جس چیز کا مطالبہ کرے اس میں یہ بخل سے کام لے کیونکہ حقیقتاً یہ اسی حیلہ گر کے کسب

سے ہے بلکہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ اس سے مطلقاً کچھ نہ لے البتہ شرعی طریقے سے لے سکتا ہے۔

اور آج کے زمانے میں حیلہ گر بہت ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک نقیب (نمائندہ) مقرر کرتا ہے جو امراء یا مشائخ عرب کے ہاں اس کے لیے حیلہ کرتا ہے پھر جب وہ کچھ لے کر آتا ہے تو یہ اسے اپنے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اس نقیب کو کچھ نہیں دیتا جس نے اس کے لیے مشقت اٹھائی ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے بعض کو دیکھا جو شیخ کو حاکم کے پاس لے گیا اور اس کی برائیاں بیان کیں حتیٰ کہ قاضی اور اس کی جماعت نے شیخ سے کہا بے شک تم بہت بڑے لالچی ہو۔

تو اے بھائی! تم گزشتہ زمانے کے بزرگوں کے بارے میں ایسا تصور کرنے سے بچو اس طرح ان کے بارے میں بدگمانی ہوگی بلکہ وہ بزرگان دین زہد و تقویٰ کے بڑے مقام پر فائز تھے۔

اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

منگنی کے وقت سنت طریقہ اختیار کرنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیتے ہیں تو سنت طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھتے ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ عمل شہوت کے بغیر ہوتا ہے کیونکہ ابھی اس عورت سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ جمہور اس کے خلاف ہیں کیونکہ شارع ﷺ نے دیکھنے کی اجازت دی اور ان میں سے کوئی اسے حیاء کے خلاف نہیں سمجھتا کیونکہ نہ دیکھنے میں کئی مفاسد اور خرابیاں ہیں جب وہ اسے پسند نہ کرے۔

پھر جب ان میں سے کوئی اس عورت کو دیکھتا ہے جسے نکاح کا پیغام دیا تو ضرورت کے مطابق دیکھتا ہے اور اگر اپنے نفس کی طرف سے سرکشی معلوم ہو تو اجازت کی مقدار سے بھی کم دیکھے اور اپنا معاملہ اللہ ﷻ کے سپرد کر دے یا کسی عورت کو اجازت دے جس پر اسے اعتماد ہو کہ وہ اسے دیکھے اور وہ اس کی نیابت کرتے ہوئے دیکھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نہیں دیکھتا ہے اور اس کو حیاء کے خلاف سمجھتا ہے وہ سنت سے جاہل ہے اور سخت طبیعت ہے اور جس حیاء کو وہ دلیل بناتا ہے وہ طبعی ہے شرعی نہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

معلم قرآن کا ادب کرنا

ان حضرات (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جو شخص ان کو قرآن پاک کی سورت یا آیت سکھائے اس کا بہت ادب کرتے ہیں اسی طرح جو شخص ان کو علم کا کوئی ایک باب

Scanned with CamScanner

سکھائے اس کا بھی ادب کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس (استاذ) کے پاس سے سوار ہو کر گزر نہیں سکتے اور نہ اس کی مطلقہ عورت سے نکاح کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ (شاگرد) اسلام یا طریقت کے مشائخ میں سے ہو جائے اساتذہ کے ادب میں سے یہ بات بھی ہے وہ ان کے اکرام واحترام پر ان کے لیے، ان کے اہل واعیال اور جو بھی ان سے متعلق ہیں سب کے لیے تحائف اور لباس پیش کرتا ہے۔

اسی طرح ان کے اخلاق میں یہ بھی ہے کہ وہ اس فقیہ کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیتے جو ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں اسے جو دنیوی مال دیتے ہیں اس کو زیادہ خیال نہیں کرتے۔

''ارسالہ'' کے مصنف ابن ابی زید القیر وانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب ان کے بیٹے کے استاذ نے اس بچے کو قرآن کا ایک حزب (حصہ) پڑھایا تو انہوں نے اسے ایک سو دینار دیئے فقیہ (استاذ) نے ان سے کہا اے میرے سردار! میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اس سب کا مستحق قرار پاؤں۔

راوی کہتے ہیں شیخ نے اپنے بیٹے کو دوسرے استاذ کے پاس بٹھا دیا اور کہا کہ یہ شخص قرآن مجید کی توہین کرنے والا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اپنے استاذ شیخ حسن حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ عمل کیا میں ان کی وفات تک ان کو اور ان کی اولاد کو لباس دیتا رہا اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ میں نے ان کا حق جو مجھ پر واجب ہے ادا کر دیا ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) ۹۱۸ھ میں ایک دن شیخ شمس الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزر رہا تھا تو شیخ نے ایک نابینا شخص کو دیکھا جس کو اس کی بیٹی لے جا رہی تھی۔ شیخ اپنی سواری سے اترے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کافی دور تک اسے لے کر چلے جب واپس آئے تو میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے بچپن میں اس شخص کے سامنے قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھا پس میرے لیے ممکن نہیں کہ میں سواری کی حالت میں ہوں اور یہ پیدل جا رہے ہوں۔

حالانکہ شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہوں کے ہاں جو جاہ و مرتبہ، عقیدت و ارادت، حالات کی درستگی اور علم حاصل تھا وہ کسی اور کے لیے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو دو محلات کے درمیان دیکھا کہ لوگ ان کے ہاتھ چومنے کے لیے بھیڑ کیے ہوئے ہیں اور جو شخص ان تک پہنچ نہیں سکتا وہ اپنی چادر کو پھیلاتا ہے اور ان پر ڈالتا ہے حتیٰ کہ وہ شیخ کے کپڑوں سے چھو جاتی ہے پھر وہ اس چادر کو چومنے لگتا ہے۔ جس طرح لوگ کعبہ شریف کے غلاف کے ساتھ کرتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے

جب وہ قاہرہ سے گزرے[1] پس اللہ عزوجل اہل ادب سے راضی ہوا اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نوافل، فرائض کی تکمیل کے لیے پڑھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ نوافل کو اپنے لیے (مستقل) عبادت خیال نہیں کرتے اگرچہ وہ اس قدر کھڑے ہوں کہ ان کے قدم پھول جائیں وہ نوافل کو فرائض میں پیدا ہونے والے نقص کو پورا کرنے کا سبب سمجھتے ہیں کیونکہ حقیقتاً نوافل اس شخص کے لیے ہوتے ہیں جس کے فرائض کامل ہوں (ناقص نہ ہوں) جس طرح اس ارشاد خداوندی میں اشارہ ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ (پ۱۵ اسراء آیت ۷۹)

(ترجمہ) اور آپ رات کو تہجد پڑھیں یہ آپ کے لیے نفلی نماز ہے۔

اللہ عزوجل نے بتایا کہ تہجد رسول اللہ ﷺ کے لیے نفلی نماز ہے کیونکہ آپ ﷺ کے فرائض کامل تھے اس لیے کہ آپ ﷺ عبادات میں نقص سے معصوم تھے۔ جس طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں اور دیگر کتب میں بھی ذکر کیا اور اگر فرض کیا جائے کہ کوئی ولی کامل طور پر عبادت کرتا ہے تو یہ رسول اکرم ﷺ کی وراثت میں ایسا کر رہا ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے بعض علماء کے کلام میں دیکھا ہے کہ فرشتے اللہ عزوجل کے سامنے اسی شخص کی نماز کو پیش کرتے ہیں جو نوافل کے ذریعے اسے مکمل کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کے ہاں ادب کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

بادشاہوں کی جماعت کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا مثلاً وہ شخص جس کے بدن میں کوئی عیب (بیماری) ہو اسے کبھی بھی بادشاہوں کے سامنے پیش نہیں کرتے تاکہ اس کی نگاہ کسی ناقص پر نہ پڑے اور اگر کسی وزیر یا گھریلو ملازم وغیرہ میں ایسی بیماری پیدا ہو جائے۔ تو اس کو معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کر دیتے ہیں جو کچھ لوگ ادب کے طور پر بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل کے ساتھ بھی ادب ہے کیونکہ اکثر مسائل میں شریعت عرف کے تابع ہوتی ہے (یعنی مطابق ہوتی ہے) جیسا کہ یہ بات معلوم ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

۱۔ الحمد للہ عزوجل! جس وقت جب یہ ترجمہ کیا جا رہا ہے یہ ناچیز (محمد صدیق ہزاروی) قاہرہ میں عالم اسلام کی سب سے بڑی درس گاہ الجامعۃ الازہر شریف کے ہوسٹل مدینۃ البعوث الاسلامیہ کی عمارت، ''عمارۃ الائمۃ'' کے کمرہ نمبر ۲۰ میں بیٹھا ہے اور لکھ رہا ہے جب کہ مذکورہ بالا واقعہ بھی قاہرہ کا ہے ۱۲ اہزاروی ۲۲ نومبر ۲۰۰۴ بروز سوموار۔

Scanned with CamScanner

تحائف کی خواہش نہ رکھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ تحائف کے منتظر نہیں رہتے کہ کوئی شخص مثلاً حجاز یا شام سے آئے تو ان کے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ کھجوریں شال یا جوتے یا پھل وغیرہ کا ہدیہ دے گا بلکہ وہ ہمیشہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں۔

اسی طرح اگر وہ کسی کو ہدیہ دیں جو سفر مذکورہ سے آیا ہو تو ان کے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ بھی ان کو ہدیہ کا بدلہ دے گا بلکہ وہ اس بات سے مکمل طور پر غافل ہوتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے اس بھائی کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ وہ طمع نہیں کرتے اگرچہ اپنے بھائی کے بارے میں جو گمان وہ کرتے ہیں وہ بدگمانی ہو بھی جائے کیونکہ وہ بدگمانی کا قصد نہیں کرتے اور آدمی کا مواخذہ اسی بات پر ہوتا ہے جس کا وہ قصد کرتا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص سے سنتے کہ وہ "اشعث الطماع" لوگوں کے گھروں کے دھویں کو تلاش کرتا پھرتا ہے (تاکہ جاکر شریک طعام ہو) تو وہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے پڑوسی کے لیے حسن ظن رکھتا ہے پس اللہ ﷻ اسے اچھی جزا دے یعنی وہ اپنے پڑوسی کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کی وجہ سے قابل تعریف ہے اگرچہ اس سے طمع لازم آئے۔ پس اس بات کو سمجھو۔

اور یہ بات جان لو کہ جب تم کسی کی طرف ہدیہ بھیجو اور تم جانتے ہو کہ تمہارا وہ (مسلمان) بھائی اس کا بدلہ ضرور دیتا ہے اور یہ بات مشہور ہے تو اپنے نمائندے کے ذریعے اسے پیغام بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ یہ ہدیہ بدلہ کا استحقاق رکھتا ہے لیکن تمہارا بھائی (ہدیہ بھیجنے والا) تمہیں قسم دیتا ہے کہ تم اس کا بدلہ نہ دینا اس کا دل رکھنے کے لیے یہ بات کہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدلہ دینے کی مشقت سے راحت پائے گا اگرچہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دفعہ اپنے بھائی شیخ شمس الدین برھموشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معمولی سا تحفہ بھیجا تو انہوں نے اس سے کئی گنا زیادہ بھیجا۔ میں اس سے ان کی عظیم مروت کو جان گیا لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ ہدیہ دینے میں پہل کرنا مطلوب شرعی ہے خصوصاً جن دو آدمیوں کے درمیان دل ہی دل میں عداوت ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔

تَهَادُوْا وَتَحَابُوْا (مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی المهاجرة صفحہ 707 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان)

(ترجمہ) ایک دوسرے کو تحائف دو اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

اَلْهَدِيَّةُ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ

(جامع ترمذی، باب فی حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الھبہ حدیث 2137 جلد 4 صفحہ 49 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) ہدیہ سینے کی کھوٹ کو دور کرتا ہے۔

تو اے بھائی! شرعی طریقے پر ہدیہ دینے میں پہل کرو، اور اس شخص کے ہدیہ کے منتظر نہ رہو جو سفر سے آیا جس کو تم نے ہدیہ دیا اس سے بدلے کی تمنا بھی نہ کرو، جب تم اس طریقے کی مخالفت کرو گے تو اپنے اسلاف کے طریقے سے نکل جاؤ گے۔ اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

مہمان نوازی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ مہمان سے سختی کے ساتھ وعدہ لیتے ہیں کہ وہ اس کے بعد وہی رزق کھائے گا جو اللہ ﷻ نے اس کے لیے مقسوم فرمایا۔ شیخ عبد الحلیم بن مصلح رحمۃ اللہ علیہ مہمان کو قسم دیتے تھے کہ وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے گھر میں نہیں کھائے گا جب تک وہ اس شہر میں ہے اس کے بعد مہمان ان کے پاس کبھی کبھی آتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا ہم نے اس سے سختی سے یہ وعدہ لیا کہ وہ وہی چیز کھائے گا جو اللہ ﷻ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہے مہمان نوازی کی پابندی کا شدت سے اہتمام کرنے کی وجہ سے روٹی کا فائدہ ہوا۔ اور اگر میں اس وعدہ میں سختی نہ کرتا تو بعض اوقات وہ میری مرضی کے خلاف میرے ہاں کھاتا اور میں اس کے نزدیک اللہ ﷻ کے نزدیک اور مخلوق کے نزدیک قابل مذمت ہوتا۔

میں نے یہ طریقہ سیدی شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اور شیخ عبد الرزاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کیساتھ اختیار کیا جب وہ ایک مرتبہ تین ماہ میرے ہاں ٹھہرے جب وہ کسی اور کے پاس کھاتے تو میں ان پر ناراض ہوتا اور اس طرح ان کے دل کشادہ ہو جاتے اور یہ وہم دور ہو جاتا کہ مجھ پر بوجھ ہیں یا ان کی وجہ سے بوجھ پڑ رہا ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کھانے پینے میں سخت پرہیز

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کھانے اور پینے کے معاملے میں سخت پرہیز کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک یہ بات نہ دیکھ لے کہ اس کا حلال ہونا سات یا تین ہاتھوں سے گزرا ہے اگر وہ اس قسم کا کھانا نہ پاتے تو بھوکے رہتے حتیٰ کہ کوئی حلال رزق پاتے جو ان کے مناسب ہوتا۔

Scanned with CamScanner

اور میرے (مصنف رحمتہ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمتہ اللہ علیہ ان پرہیز کرنے والوں میں سے آخری ہیں جن کو میں نے دیکھا وہ کوئی کھانا اس وقت تک نہ کھاتے جب تک اس کی حلت کے سلسلے میں سات ہاتھوں کا تعلق نہ رہا ہو اور اس طرح کا کھانا نہ پاتے تو کئی کئی دن کھانا چھوڑ دیتے حتیٰ کہ آنتیں ایک دوسرے کو کھاتیں اور ان کی عقل اور دین کے بارے میں خوف پیدا ہو جاتا اس وقت حالت اضطرار والے شخص کی طرح کھالیتے۔ اور ان کو اس کھانے کا ان ہاتھوں سے گزرنا کشف کے ذریعے معلوم ہو جاتا تھا۔

اللہ ﷻ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں ان کے نقش قدم پر چل رہا ہوں لیکن میں صرف تین ہاتھوں سے گزرنے تک پہنچا ہوں۔ پھر اگر مجھے اس میں شک ہو جاتا ہے تو میں قے کر لیتا ہوں۔ اور بعض اوقات وہ خود اس بات پر مطلع ہو جاتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نفس کا محاسبہ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کا ہر وقت خیال رکھتے تھے تا کہ ان سے منافقین کی صفات نکال دیں اور اس میں مومنین کی صفات داخل کر دیں کیونکہ یہ صفات ان پہلی صفات کے برعکس ہیں۔ مومنین کی صفات میں سے کچھ صفات وہ ہیں جن کو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب عزیز میں ذکر کیا ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنُوْنَ. (پ۱۱ التوبہ۱۱۲)

(ترجمہ) توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، رونے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے، برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے، اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

اور بعض اس ارشاد خداوندی میں:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ (پ۱۸ المومنون ۱،۲)

(ترجمہ) بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے مسلمان (بھائی) کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

(مشکوٰۃ المصابیح باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے بوائق سے محفوظ نہ ہو صحابہ کرام ؓ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے بوائق کیا ہیں؟ فرمایا اس کا دھوکہ اور ظلم

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب ؓ فرماتے تھے جب تم مجھے دیکھو کہ میں (سیدھے) راستے سے بھٹک گیا ہوں تو مجھے سیدھا کرو اور مجھے نصیحت کرو کیونکہ مومن اپنے (مومن) بھائی کے لیے صرف ناصح (خیر خواہ) ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بعض رسائل میں مومنین کی صفات کو جمع کیا ہے وہ فرماتے ہیں اسے یوں ہونا چاہئے۔

حیاء زیادہ۔ اذیت کم، خیر کثیر، فساد قلیل، زبان صادق، کلام کم، عمل زیادہ، لغزش کم، فضول (غیر ضروری) رشتہ داروں سے نیکی زیادہ، بہت صلہ رحمی کرنے والے بہت باوقار، بہت زیادہ شکر گزار، جب رزق تنگ ہو جائے تو اللہ ﷻ سے بہت زیادہ راضی، بردبار، اپنے بھائیوں سے نرم خو، پاکدامن، بہت شفیق، نہ لعنت کرنے والا، نہ گالی دینے والا، نہ عیب نکالنے والا، نہ غیبت کرنے والا، نہ چغل خور، نہ جلد باز، نہ حاسد، نہ کینہ پرور، نہ متکبر، نہ خود پسند، نہ دنیا کی طرف راغب، نہ بخیل، ہشاش بشاش، نہ حقیر جاننے والا، نہ جاسوسی کرنے والا، اللہ ﷻ کے لیے محبت کرے، اللہ ﷻ کے لیے راضی ہو، اللہ ﷻ کے لیے ناراض ہو اس کا زاد راہ تقویٰ ہو، اس کی ہمت وارادہ آخرت ہو، اس کا ہم نشین اس کو یاد کرنے والا ہو، اس کا محبوب اس کا مولیٰ ہو، اس کی کوشش دوسرے کے لیے ہو، اس طرح کے تین سو اوصاف ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر منافقین کی دُمیں ہوتیں تو ان کی کثرت کے سبب مومنوں کو چلنے کے لیے زمین نہ ملتی۔

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں کوئی شخص کسی ایک کلمہ کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا اور میں تم میں سے کسی ایک سے وہ کلمے ایک مجلس میں دس بار سنتا ہوں لیکن وہ اس سے باخبر نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

اَلْمُنَافِقُ هِمَّتُهٗ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْمُؤْمِنُ هِمَّتُهٗ فِي الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ.

(ترجمہ) منافق کا مقصود کھانا پینا ہے اور مومن کا مقصود روزہ اور نماز ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کی قوت اس کے دل میں ہوتی ہے اور کافر اور منافق کی ہمت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کی علامت میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اطاعت

Scanned with CamScanner

کرنے کے باوجود روتا ہے اور منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ عمل کو بھول جاتا ہے پھر ہنستا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کھجور کا درخت لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹوں کی صورت میں نہ آئے اور منافق کانٹے بیچ کر کھجوروں کا پھل طلب کرتا ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور موت سے پہلے اپنے نفس کو ٹٹولو اگر اس میں منافقین کے اخلاق پاؤ تو روؤ اور بہت زیادہ استغفار کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مال کے ساتھ معاملہ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک اخلاق یہ ہے کہ وہ شروع شروع میں دینار اور درہم جمع نہیں کرتے پھر آخر میں ان کو خرچ کرنے کے لیے جمع کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی طریقت کے آغاز میں دودھ پیتے بچے کے حکم میں ہوتا ہے جب دودھ چھڑایا جاتا ہے تو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ پستان پر ایلوا (کڑوی چیز) وغیرہ رکھا جائے تاکہ وہ دودھ پینا پسند نہ کرے جو اس کے لیے نقصان دہ ہے جب ہمیں یقین ہے کہ پستان سے منہ لگانا اس کے لیے ناپسند ہے تو وہ خود بخود دودھ کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو اس سے بچاتا ہے اسی طرح فقیر آخری حالت میں دنیا سے بچتا ہے اور اس وقت دولت روکنے میں کمال ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچائے اور اس میں سے اللہ ﷻ کے راستے میں حکم خداوندی کے مطابق خرچ کرے۔

اسلاف میں سے بعض نے دنیا سے روکا اور بعض نے (مال) روک رکھنے کا حکم دیا تو اس کا یہی مطلب ہے (دونوں قول درست ہیں)۔

حضرت مسلم النحات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب درہم و دینار بنائے گئے تو ابلیس نے ان کو اپنی پیشانی پر رکھا اور ان کو بوسہ دیا پھر کہا جو شخص تم دونوں کو پسند کرے گا وہ میرا سچا غلام ہوگا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ (جس محبت دنیا کا اوپر ذکر ہوا) مطلق نہیں بلکہ خرچ کرنے کے لیے مال کا حصول اس سے مستثنیٰ ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے کیونکہ یہ اطلاق مجمل تفصیل میں ہے

اور حضرت کھمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہا اپنے ہاتھ سے درہم و دینار جمع نہیں کرتے تھے وہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم مینگنی کی ٹھیلی مجھے سونے کی ٹھیلی کے مقابلے میں زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کا مقام دنیا کو چھوڑنے اور اس سلسلے میں اپنے آپ کو اپنے بھائیوں سے مقدم نہ کرنے سے مکمل ہوتا ہے البتہ یہ کہ ان کے مقابلے میں زیادہ محتاج ہو۔

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے ساتھ رہنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا ایک شرط پر ہے کہ تم اپنے مال کے مجھ سے بڑھ کر مالک نہ ہوگے اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں پھر

وہ چلا گیا۔

تورات میں ہے جو دل دنیا سے محبت کرتا ہے اس کے لیے حق کہنا حرام ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جان لو! درہم بچھو ہے جس کو اس کا دم اچھی طرح نہیں آتا اس کا زہر اسے ہلاک کر دیتا ہے پوچھا گیا اس کا دم کیا ہے؟ فرمایا حلال طریقے سے حاصل کیا جائے اور اپنے مقام پر خرچ کیا جائے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے درہم منافقین کی لگام ہے اس کے ذریعے ان کو ہلاکت کے مقامات کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کوئی شخص اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک سونا اور مٹی برابر نہ ہو جائیں۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو اس لیے کشادگی اختیار کرتا ہے کہ اس کے پاس دنیا آ جائے وہ منافق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں لوگوں کے سامنے زہد کا مظاہرہ کرتا ہے اور جو یہ مظاہرہ نہیں کرتا وہ منافق نہیں اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی ہتھیلی میں درہم رکھ کر فرماتے تھے اے درہم! تجھ پر افسوس ہے تو اس وقت مجھے نفع دیتا ہے جب مجھ سے چلا جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی دروازے سے حرام درہم داخل ہو جاتا ہے تو روشن دان سے حق نکل جاتا ہے ان سے پوچھا گیا اگر روشن دان بند کیا جائے۔ فرمایا وہاں سے نکلتا ہے جہاں سے موت کا فرشتہ آتا ہے۔

حضرت عطاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی عالم اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا جب تک دنیا اور عورتوں سے دور نہ رہے (مطلب یہ کہ زیادہ متوجہ نہ رہے مطلق ممانعت نہیں)

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر اکثر پڑھتے تھے۔

اِنِّیْ وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّوْا غَیْرَہٗ — اِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ ھٰذَا الدِّرْھَمِ

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَیْہِ ثُمَّ تَرَکْتَہٗ — فَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاکَ تَقْوَی الْمُسْلِمِ

(ترجمہ) میں نے حقیقت کو پایا پس تم کسی غیر کا گمان نہ کرو تقویٰ اس درہم کے پاس ہے پس جب تم اس پر قادر ہو اس کو چھوڑ دو تو جان لو کہ تمہارا تقویٰ، مسلمان کا تقویٰ ہے۔

تو اے بھائی! ضرورت سے زائد دنیا سے اپنے آپ کو بچاؤ اور زہد میں اپنے پاکیزہ اسلاف کی پیروی کرو اس کی آفات سے بچ جاؤ گے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

Scanned with CamScanner

مرشد، مرید کی عبادت کو اپنی خدمت سے مقدم سمجھے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کا مریدان کی خدمت پر اللہ ﷻ کی عبادت کو مقدم کرے جب وہ ان میں کسی کو حاجت کے لیے بلاتے ہیں اور وہ مثلاً تلاوت قرآن یا ذکر الٰہی میں مشغولیت کی وجہ سے نہیں آتا تو یہ بات ان کے لیے ان کی اپنی حاجات کے مقابلے میں زیادہ ترجیح رکھتی ہیں اگرچہ ان کی اپنی حاجت ضروری ہو مثلاً گندم پیسنا اور کھانا پکانا وغیرہ۔

اس خلق پر وہی شخص عمل کرتا ہے جو نفس کی عونت (تکبر) سے خالی ہو اور اس کے لیے اللہ ﷻ کی رضا کی محبت صحیح ہو حتیٰ کہ وہ اس (خلق کو اپنی تمام نفسانی خواہشات پر مقدم کرے)۔

میں نے درود شریف کا ایک وظیفہ مقرر کر رکھا تھا ایک دن مجھے ذکر اچھا لگا تو میں اس میں مسلسل مصروف رہا حتیٰ کہ مجھ سے میرا درود شریف کا ورد چھوٹ گیا اس کے بعد میں حضور ﷺ سے حیاء کی وجہ سے شرمندہ ہوا جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ اپنے شیخ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس وجہ سے حضور ﷺ سے شرمندگی مناسب نہیں کیونکہ آپ ﷺ یقیناً اپنی ذات کے مقابلے میں اپنے رب ﷻ سے زیادہ محبت کرتے ہیں لہٰذا یہ وہم مناسب نہیں کہ اس وجہ سے حضور ﷺ تم سے کبیدہ خاطر ہوں گے بلکہ آپ ﷺ درود شریف کے مقابلے میں اللہ ﷻ کے ذکر پر زیادہ خوش ہوتے ہیں علاوہ ازیں درود شریف میں اللہ ﷻ کا ذکر لازمی طور پر ہوتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اسی طرح شیخ کو چاہئے کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر درود شریف میں مرید کی مشغولیت پر زیادہ کشادہ دلی کا مظاہرہ کرے بنسبت اس کے کہ مرید یہ دعا کرے یا اللہ ﷻ میرے شیخ پر رحم کر اور اس کی مغفرت فرما وغیرہ وغیرہ کیونکہ حضور ﷺ پر درود شیخ کے نزدیک اس کی جان اور اس کی اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔

اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اعمال آخرت کو دنیوی اعمال پر مقدم کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمیشہ آخرت کے اعمال کو دنیوی اعمال پر مقدم کیا جائے پس صبح کی نماز کے بعد وظائف کو دیگر کاموں سے مقدم کرنا چاہئے جس طرح ٹھنڈی رات میں لحاف کے اندر سونے کے مقابلے میں تہجد کو مقدم کیا جاتا ہے تمام سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔

جو شخص صبح اٹھ کر دنیا کا قصد کرے وہ ان کے طریقے سے خارج ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ ایک شیخ کو دیکھا جو باغ میں سیر کا ارادہ کر رہا تھا اس نے اس دن وظیفہ ترک کر دیا اور صبح کی نماز بھی باجماعت نہ پڑھی اس کا عمامہ اونی تھا اور اس کا شملہ بھی تھا میں

نے اس سے کہا اے بھائی!

اگر تم دھاری دار عمامہ اور دھاری دار لباس پہنتے جس طرح لباس پر تکبر کرنے والے پہنتے ہیں اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے اور وظیفہ بھی پڑھتے تو اللہ ﷻ کے ہاں یہ بات افضل ہوتی پس اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ایک بار بھی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ نہیں پڑھتا جو دنیا اور جو کچھ اس میں سے ہے بہتر ہے تو اس نے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دی۔

اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو نکاح کا پیغام دیتا ہے تو وہ دنیا اس سے بطور مہر اس کا پورا دین طلب کرتی ہے اور اس کے بغیر اس سے راضی نہیں ہوتی۔

اور میرے سردار شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دنیا ابلیس کی بیٹی ہے جو اس سے نکاح کا ارادہ کرے گا تو اس کا باپ بار بار اس کے پاس آئے گا اور اگر وہ اس سے نکاح کرے گا تو وہ مکمل طور پر وہاں ٹھہر جائے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس دنیا کے ساتھ نکاح کرنے سے مراد اس کی تمنا کرنا ہے اور اس کے پاس داخل ہونے سے مراد اس کو روک رکھنا ہے یعنی جو مال حاجت سے زائد ہو غرض شرعی کے بغیر اسے روک لینا۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ شیطان کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کے باوجود شیطان اس کے ساتھ نہ ٹھہرے تو اس نے محال بات کا ارادہ کیا یہی وجہ ہے کہ شیطان اکثر ان لوگوں کو نماز، وضو اور نیت کے دوران وسوسہ ڈالتا ہے جو دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اپنے بعد اولاد کے ضیاع کا خوف نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد اپنی اولاد کے ضائع ہونے کا خوف نہیں رکھتے یہی وجہ ہے کہ جو دنیوی مال ان کے پاس آتا ہے وہ اسے خرچ کرتے ہیں جمع نہیں کرتے اور اگر ان کو اپنے بعد اولاد کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو ان پر حرص، بخل اور لالچ کا حکم لگایا جائے گا اور وہ قوم (صوفیاء) کی صفات سے نکل جائیں گی۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْوَلَدُ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ

(ترجمہ) اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، حدیث 3666 جلد 2 صفحہ 1209 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی اپنے باپ کو بخیل اور جہاد وغیرہ سے سستی کرنے والا بنا دیتی ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے۔

مَالُکَ مَا قَدَّمْتَ وَمَالُ وَارِثِکَ مَا اَخَّرْتَ .

(ترجمہ) تمہارا مال وہ ہے جو تم نے آگے بھیج دیا اور تمہارے وارث کا مال وہ ہے جو تم نے روک رکھا ہے۔

(مستدرک امام حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 164 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! خرچ کر، اور تیرے اردگرد جو پھاڑنے والے درندے ہیں وہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں اور وہ تیرا بیٹا (اولاد) تیری بیویاں، تیرے قبیلے والے ہیں بے شک تیرا بیٹا شیر کی طرح ہے وہ اس مال میں تجھ سے جھگڑا کرے گا جو تیرے پاس ہے تاکہ وہ (مال) صرف اسی کا ہو کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو، نہ تو وہ تیری طرف سے صدقہ کرے گا نہ تیرے ہاتھ میں چھوڑے گا کہ تو وہاں خرچ کرے جہاں اللہ ﷻ راضی ہوتا ہے۔

اور تیری بیویاں دم ہلانے (چاپلوسی) اور بھونکنے میں کتے کی طرح ہیں اور قبیلے والوں کی حالت یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی قسم! تیرے مرنے کے بعد ان تک ایک درہم کا پہنچنا انہیں تیری زندگی سے زیادہ محبوب ہے اور تمہارا خادم حیلے بہانوں اور چوری میں لومڑی کی طرح ہے پس تو ان سے محبت نہ کر اور نہ ان کے لیے مال جمع کر اور نہ ہی گھر کا سامان زیادہ کر یہ لوگ تجھ سے کینہ رکھتے ہیں، جب تجھے قبر میں رکھیں گے تو اپنے گھروں کو واپس آنے کے بعد کپڑوں کو خوشبو لگائیں گے، عورتوں سے معانقہ کریں گے، کھائیں گے، پئیں گے اور تیرے مال پر اکڑیں گے جب کہ اس کا حساب تجھے دینا ہوگا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خرچ کرو اور اولاد ضائع ہونے کی فکر نہ کرو اگر وہ ایمان دار ہوں گے تو اللہ ﷻ ان کو حساب کے بغیر عطا کرے گا اور اگر فاسق ہوں گے تو اپنے مال کے ذریعے فسق پر ان کی مدد نہ کرو۔

اور حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو مال آتا وہ شروع شروع میں اسے خرچ کر ڈالتے ان کی بیوی نے اس بات پر ان کو ملامت کی تو انہوں نے جواب دیا اگر میں نیکی لے جاؤں اور تمہیں شر میں چھوڑ کر جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں شر لے جاؤں اور تمہیں بھلائی میں چھوڑ دوں۔

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے صالح بھائی پر خرچ کرو یہ تمہارے وارثوں سے زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ یہ تمہارے لیے دعا کرے گا جب تم مٹی کی تہوں میں ہو گے حتیٰ کہ جب تم قبر سے نکلو

گے تو اس کی دعا کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔[1]

لیکن تمہارے وارث تمہارا مال تقسیم کر لیں گے اور تمہیں بھول جائیں گے اور تمہیں اپنے آپ سے افضل نہیں سمجھیں گے اور کہیں گے کہ اللہ ﷻ نے یہ مال ہمارے لیے بنایا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں چٹائی، قرآن مجید اور لوٹے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے ان کو نیا چھوٹا ڈونگہ دیا صبح ہوئی تو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ایک شخص کو دے دیا اور فرمایا اے بھائی! اسے لے لو اس نے میرے دل کو مشغول رکھا کیونکہ مجھے یہ ڈر رہا کہ کوئی شخص اسے میرے گھر سے چوری نہ کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں تھیں میں نے اس کے لیے دو درھم نکالے اور اس سے کہا ان سے کوئی خوراک خرید و جو عبادت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تقویت پہنچائے اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اللہ ﷻ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس رات مجھے کھانے پینے کے بغیر عبادت کی طاقت عطا فرمائے مجھے ڈر ہے کہ میں تم سے یہ لے لوں اور یہ رات کو میرے پاس رہیں اور میں مرجاؤں اور میں ان کے ساتھ کچھ خرید نہ سکوں۔

رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام ؓ نے آپ کے گھر میں کوئی درہم اور دینار نہ پایا۔

راوی فرماتے ہیں جب حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنا تمام مال خرچ کر دیا لوگوں نے کہا آپ نے اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز کیوں نہیں چھوڑی؟ تو انہوں نے جواب دیا اپنے نفس کے لیے ذخیرہ زیادہ بہتر ہے جہاں تک اولاد کا تعلق ہے تو میں نے ان کے لیے اپنے رب ﷻ کے فضل کو ذخیرہ بنایا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم میں سے ایک شخص دنیا کی شرمندگی اور اس کے فقر سے ڈرتا ہے اور آخرت کی شرمندگی اور فقر سے نہیں ڈرتا حالانکہ آدمی کا آخرت میں اعمال کے اعتبار سے فقیر ہونا لوگوں کے سامنے سخت شرمندگی کا باعث ہے پس ہم نے بہت برا عمل کیا۔

وہ فرماتے تھے کھانے پینے کے ارادے نے غافل لوگوں کے دلوں کو خیر سے روک دیا ہے اور بندے کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے بعد ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اولاد کو ادب کا وارث بنانا ان کو مال کا وارث بنانے سے بہتر ہے کیونکہ ادب کے ذریعے وہ مال، مرتبہ اور (مسلمان) بھائیوں کی محبت حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا و آخرت کی

ا۔ اس قول کے مطابق آدمی کو اپنا پیسہ دینی مدارس اور نیک لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے ایک تو نیکی پر پیسہ خرچ ہوگا تو ثواب ہوگا اور دوسرا یہ لوگ بھی دعا کریں گے ۱۲ ہزاروی

بھلائی حاصل ہوسکتی ہے لیکن مال جلد ختم ہو جائے گا اور ان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ دنیا حاصل ہوگی اور نہ آخرت اور ہم نے وراثت میں ملنے والے مال کا اکثر تجربہ کیا تو اس میں نہ خیر پائی نہ ہی برکت کیونکہ وہ وارث کی اپنی کمائی نہیں ہے اور بعض اوقات مورث (جس کی وراثت تقسیم ہوتی ہے) اپنے وارثوں وغیرہ پر بخیل ہوتا ہے۔ پس اے بھائی! یہ بات جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قبرستان کی زیارت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ کبھی کبھی مسلمانوں کے قبرستان میں جاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ

(ترجمہ) قبرستان کی زیارت کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور حدیث 1056 جلد 2 صفحہ 330 مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب فی زیارۃ القبور حدیث 3234 جلد 3 صفحہ 218 مطبوعہ دار احیاء السنۃ النبویہ بیروت)

آج کے زمانے میں بہت کم لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور اگر کبھی وہ کسی قبر میں داخل ہوں تو اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے عادت کے طور پر ایسا کیا جاتا ہے۔ جس طرح وہ جمعہ (ہفتہ) کے شروع میں یا مہینہ کے آخر میں زیارت کرتے ہیں۔[1]

یا وہ میت کے گھر والوں کے دل میں تبدیلی آنے کے ڈر سے ایسا کرتے ہیں خاص طور پر جب ان کا اس پر حق ہو کہ اس کی اولاد یا والد کی زیارت کریں جب وہ مر جائے اور یہ ایک الگ غرض ہے ہماری گفتگو سے اجنبی ہے (یعنی اس کا مقصد آخرت کو یاد کرنا نہیں ہے)

میں نے جس شخص کو آخر میں اس پر عمل پیرا دیکھا وہ سیدی شیخ محمد عنان رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ہر جمعہ کو قرابتداروں کی زیارت کرتے تھے اور وہ زیارت کے لیے جاتے تھے چاہے فوت شدہ کو پہچانتے ہوں یا نہ، اور جب وہ قبروں کو دیکھتے تو رو پڑتے تھے اور اس سلسلے میں جو کلمات آئے ہیں پڑھتے تھے پھر فرماتے ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے یا لا الہ الا اللہ پڑھے چاہے ایک مرتبہ ہو پس تم اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو (مرنے کے بعد وقت نہیں ملے گا)

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کو دیکھتے تو روتے اور فرماتے افسوس! تم اپنے کس عمل پر خوش ہو پھر چیخ مارتے جس طرح بیل آواز نکالتا ہے۔

ا۔ قبرستان میں جانا سنت نبوی ہے اور اس کا مقصد آخرت کو یاد کرنا اور ایصال ثواب ہے۔ یہی مقصد پیش نظر ہونا چاہئے وہاں جا کر غیر شرعی حرکات کرنا، کھانا پینا اور عورتوں کا بے حجاب پھرنا غلط اور گناہ کا کام ہے ۱۲ ہزاروی۔

حضرت ہشام دُستُوائی رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کی زیارت کرتے اور پھر گھر کی طرف واپس آتے تو کئی دن تک چراغ روشن نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے قبر کا اندھیرا یاد آ جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بنو امیہ میں سے اپنے آباؤ اجداد کی قبروں پر جاتے اور فرماتے اے میرے آباؤ اجداد گویا تم نے لذت و نعمت میں دنیا والوں کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا اور فرماتے تھے ان قبور کا ظاہر کتنا اچھا ہے لیکن اندرونی طور پر ان کا معاملہ بہت مصیبت زدہ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو قبرستان میں ہنستے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں تھی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میت کو قبر میں سات دن آزمائش میں گزارنے ہوتے ہیں اس لئے مسلمان اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب سمجھتے ہیں تاکہ اس کی مدد کی جائے حتیٰ کہ اسے اس کی دلیل بتا دی جائے۔[1]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر ہے اور سر سے پاؤں تک آگ کی لپیٹ میں ہے اس نے کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلائیں۔ مجھے معلوم نہیں وہ میرا نام کیسے جانتا تھا اس نے اس طرح پکارا جس طرح کسی کا نام معلوم ہو تو اسے اے بندہ خدا کہہ کر پکارتے ہیں میں اسے پانی پلانے لگا تو اس پر مقرر فرشتے نے مجھے کہا اسے پانی نہ پلائیں وہ اسے مسلسل کوڑے سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ قبر میں لوٹ گیا اور اس پر قبر بند کر دی گئی۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ اکثر عشاء کے بعد قبرستان میں جاتے اور صبح تک ان سے گفتگو کرتے پھر واپس آتے اور وہ فرماتے تھے اے قبرستان والو! تم مر گئے تو اے اہل قبور! تم نے موت سے ملاقات کی اور جو اعمال تم نے کیے ان کو دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک دن ایک قبرستان سے گزرے تو اپنی چادر بچھا کر وہاں دو رکعتیں پڑھیں اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے قبرستان والوں کو یاد کیا اور ان کے اور عبادت کے درمیان رکاوٹ پڑ چکی تھی پس میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کے درمیان دو رکعتوں کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کروں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہارے اعمال مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں پس کبھی وہ خوش

ا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح دیگر بزرگان دین کا قرآن و سنت کی روشنی میں یہی عقیدہ تھا کہ صدقہ و خیرات سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے الحمد للہ! اہل سنت اسی عقیدے پر قائم ہیں جس طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ان کی والدہ کے ثواب کے لیے کنواں کھود کر وقف کرنے کا حکم دیا تھا ۱۲ ہزاروی

ہوتے ہیں اور کبھی غمگین ہوتے ہیں۔

اور آپ ﷺ اکثر فرماتے تھے اے اللہ عزوجل! میں ایسے عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے ذریعے میرے فوت شدہ (رشتہ دار) سے مواخذہ کیا جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مردوں کے پاس موجود ہوتے تو وہ بے ہوش ہونے کے قریب ہو جاتے اور فرماتے اللہ عزوجل کی قسم! اس معاملے کا آخر یہ ہے اس کے شروع میں زہد اختیار کرنا اور اس کے آخر سے ڈرنا مناسب ہے۔

اے بھائی! جان لو اس قوم کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ ان کی زندگی میں ان کی قبریں کھودی نہ جائیں یہ اللہ عزوجل کے ساتھ ادب کا تقاضا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط　(پ۲۱۔ لقمان۳۴)

(ترجمہ)　اور کسی نفس کو (اپنے آپ) معلوم نہیں کہ وہ زمین کے کس حصے میں مرے گا۔[1] یعنی کہاں دفن ہو گا

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں نے سمعان کے عبادت خانے میں اپنی قبر کھودی آپ رحمۃ اللہ علیہ کھودتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلام مٹی اٹھا کر پھینکتے تھے حتیٰ کہ اس کے کھودنے سے فارغ ہوئے تو ساتویں دن اسی جگہ دفن ہوئے۔

اسی طرح ہمیں بنو خولان کے دو آدمیوں کے بارے میں خبر ملی ہے کہ انہوں نے مصر کے باب القرافہ میں اپنی قبریں کھودیں اور سنگ مرمر کی تختی پر اپنے نام کندہ کئے اور وہ اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

میں نے اپنی سیاحت کے دوران اس تختی کو پڑھا ان لوگوں میں سے کوئی اپنی قبر پر قبہ نہیں بناتا تھا نہ اس کے لیے کوئی کمرہ بنایا جاتا تھا نہ دیوار کو چونہ وغیرہ کیا جاتا تھا نہ اس کے قبہ (گنبد) میں کھڑکی رکھی جاتی تھی بخلاف اس کے جو آج کے زمانے میں بعض نام نہاد صوفیاء نے طریقہ اختیار کیا ہے اور بعض پر ظالم لوگوں کے پیسے سے ہوتا۔[2]

تو اے صالح بھائی! اس قسم کے کاموں سے بچو۔ بزرگوں نے کہا کتنی ہی قبروں کی زیارت کی جاتی ہے اور قبر والا آگ (کے عذاب) میں ہوتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے عجم کے مشائخ میں سے ایک شیخ کو دیکھا کہ اس نے اپنی کتب، لباس

۱۔ تدری کا معنی اپنے طور پر جاننا، یعنی اللہ عزوجل کے بتانے کے بغیر کوئی نہیں جانتا اللہ عزوجل کے بتانے سے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ان کے متبعین کو بھی علم ہو جاتا ہے میدان بدر میں لڑائی سے ایک دن پہلے حضور ﷺ نے نشانات لگا کر بتایا کہ یہاں ابوجہل مرے گا اور یہاں فلاں مرے گا ۱۲ ہزاروی

۲۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بات واضح فرما دی کہ ظالم لوگوں کے پیسے سے درباروں کے گنبد وغیرہ بنانا درست نہیں نیز ہر شخص کی قبر پر گنبد بنانا بھی صحیح نہیں لیکن معروف بزرگان دین کی قبروں پر جہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے گنبد بنانا اور روشنی کا انتظام کرنا ناجائز نہیں ۱۲ ہزاروی۔

اور گھر کا سامان فروخت کیا اور اس کے لیے قبہ، تابوت، پردہ وغیرہ بنائے گئے اور یہ سارا مال اس پر خرچ کیا گیا پھر اس کے دروازے پر لکھا گیا۔

قِفْ عَلَی الْبَابِ خَاضِعًا　وَاَحْسَنَ الظَّنَّ وَارْتَجْ

فَهُوَ بَابٌ مُجَرَّبٌ　لِقَضَاءِ الْحَوَائِجِ

(ترجمہ)　اس دروازے پر عاجزی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اچھا گمان کرو اور اسے کھٹکھٹاؤ یہ ایسا دروازہ ہے جس کا حاجات کے پورا کرنے کے لیے تجربہ کیا گیا ہے۔

جو شخص اس قبہ (گنبد) اور کتابت کو دیکھتا تو اس فقیر پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ اس شخص کو اس بات کا خوف ہے کہ اس کی موت کے بعد کوئی دوسرا اس بات کا اہتمام نہیں کرے گا لہٰذا اس نے خود یہ کام کیا کہ اسے شیخ کہا جائے یہ سب کچھ تکبر ہے اور صالحین کے ساتھ مذاق کا دروازہ کھولنا ہے نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کی طاقت تو اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ذکر الٰہی اور درود شریف سے غافل نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے ذکر اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے سے غافل نہیں ہوتے جس مجلس میں بیٹھتے ہیں وہ لوگ حضور ﷺ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا یَجْلِسُ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً

(کنز العمال، حدیث 1811 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ)　کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ عزوجل کا ذکر نہ کرے اور نہ ہی وہ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجیں تو یہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن نقصان کا باعث ہوگی۔

نیز آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر بھی عمل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰی سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهَا

(کنز العمال، حدیث 1806 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ)　اہل جنت کو صرف اس گھڑی پر افسوس ہوگا جو یوں گزر جائے کہ وہ اس میں اللہ عزوجل کا ذکر نہ کریں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے اس آیت کریمہ کے ذریعے ہم پر آسانی فرمائی

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ　(پ۲۔ البقرہ آیت ۱۵۲)

(ترجمہ)　تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

Scanned with CamScanner

اس میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں ہے اور اگر اللہ عزوجل ہمارے لیے کسی مکان کا تعین کر دیتا کہ ہم اس میں ہی ذکر کریں تو اس کے لیے دوڑ دھوپ کرنا ہم پر واجب ہو جاتا اگرچہ ایک سو سال کی مسافت پر ہو جس طرح کعبہ شریف کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا معاملہ ہے پس اللہ عزوجل کی تعریف ہے اور اس کا احسان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنی مجالس میں مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ عزوجل کا ذکر بھی کرو کیونکہ اس کا ذکر مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے

جو شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنا چاہتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے شرط رکھتے کہ وہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل نہیں ہوگا۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے (گناہ کرتا ہے) اس کے لیے اللہ عزوجل کا ذکر مناسب نہیں جب تک توبہ و استغفار نہ کرے کیونکہ ظالم جب تک اپنے ظلم پر برقرار رہتا ہے اللہ عزوجل اس پر لعنت کرتا رہتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ان کی مراد یہ ہے کہ جب وہ اپنے رب عزوجل کے ذکر کا ارادہ کریں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے توبہ کرلیں کیونکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگرچہ مکروہ کے ارتکاب کے ذریعے یا غفلت اور مذموم خیالات وغیرہ کے ذریعے اور اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر نفس دنیا سے پیاسا جاتا ہے سوائے ذاکرین کی جان کے (وہ سیراب ہو کر جاتے ہیں)۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو مجلس کا افتتاح ذکر سے کرتا ہے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے معلوم ہو جاتا ہے جب اللہ عزوجل مجھے یاد کرتا ہے ان سے پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا جب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے یاد کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (پ۲ البقرہ آیت ۱۵۲)

(ترجمہ) تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

حضرت ابوالملیح رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ عزوجل کا ذکر کرتے تو (خوشی سے) جھوم جاتے اور فرماتے میرا یہ جھومنا اللہ عزوجل کے ذکر کی وجہ سے ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی راستے پر چلتے اور اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہوتے تو واپس آکر پھر چلتے اور اس میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اگرچہ ایک دن کا سفر ہو اور فرماتے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جس زمین سے میں گزروں قیامت کے دن وہ تمام حصۂ زمین میرا گواہ بن جائے۔

حضرت داؤد علیہ السلام دعا مانگتے تھے:

یا اللہ عزوجل! مجھے اپنے ذکر کرنے والوں میں سے کر دے اور جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذاکرین کی مجلس سے غافلین کی مجلس کی طرف چلا گیا ہوں تو میرے پاؤں کو توڑ دے کیونکہ تیری طرف سے مجھ پر انعام ونعمت ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے ذکر کے ساتھ اپنے دلوں سے گفتگو کرو کیونکہ دل جلد جلد غافل ہو جاتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے وہ اس پر روتے ہیں جس کا جسم مر جائے اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مر جائے حالانکہ یہ زیادہ سخت ہے۔

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ساتھ مجلس کم اختیار کرتے تھے اور فرماتے تھے لوگوں کے ساتھ اجتماع غفلتوں کا مقام ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! میرے پاس جو بھی بیٹھا میں نے اس کی مجلس ترک کرنا افضل خیال کیا کیونکہ یہی بات میرے اور اس کے لیے بہتر ہے۔

پس اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

بیٹھنے سے قاصر ہونے پر لیٹ جانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اس وقت تک زمین پر اپنا پہلو نہیں لگاتے جب تک بیٹھنے سے عاجز نہ ہو جائیں اور قرائن کے ذریعے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ عزوجل ان کی ایسی باتوں کو نظر انداز فرماتا ہے۔

میں نے اس طریقے پر سب سے آخر میں سیدی شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ کو پایا انہوں نے اپنی وفات کی رات اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ انہوں نے ستائیس سال سے زمین پر اپنا پہلو نہیں لگایا۔

اسی طرح سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ تھا اور اسلاف کے اس طریقہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز، بشر الحافی، محمد بن اسماعیل بخاری، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ، رابعہ عدویہ، امام اوزاعی رحمہم اللہ اور ایک جماعت تھی جن کا ذکر ہم نے "الطبقات" میں کیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو وہ گھر میں چکر لگاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

وکیف تنام العین وھی قریرۃ ولم تدر فی ای المحلین تنزل

(ترجمہ) آنکھ کس طرح سوئے جب کہ یہ ٹھنڈی ہے اور اس کو معلوم نہیں کہ دو جگہوں (جنت اور دوزخ) میں کس جگہ اترے گی۔

اسی طرح حضرت رابعہ عدویہ، شعوانہ، فاطمہ رملیہ رحمۃ اللہ علیھن کہتی تھیں ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اچانک

ہماری پکڑ نہ ہو جائے۔

معلوم ہوا کہ جو شخص نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور سحری کے وقت بلا عذر سو جاتا ہے وہ جھوٹا ہے اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

دلوں کا نرم ہونا اور کوتاہی پر رونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں اور وہ حقوق اللہ ﷻ میں کوتاہی کی وجہ سے بہت روتے ہیں کہ شاید اللہ ﷻ ان پر رحم فرمائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اسی مقام پر تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور پر آنسوؤں کے جاری ہونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معاملہ تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت یزید الرقاشی، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت بشر حافی اور حضرت معروف کرخی رحمہم اللہ بھی اسی مقام پر تھے۔

حضرت یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو روتے تھے اور جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو روتے تھے اور جب اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس بیٹھتے تو خود بھی روتے اور ان کو بھی رلاتے تھے اور فرماتے جہنم کی آگ تو میرے جیسے آدمی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات بھر روتے رہتے گھر میں چکر کاٹتے اور صبح تک چیختے چلاتے تھے اور اکثر اوقات بیہوش ہو جاتے تھے اکثر اوقات اپنے کمرے کی چھت پر نماز پڑھتے تو سجدے میں روتے حتیٰ کہ ان کے آنسو جاری ہوتے اور جو لوگ نیچے سوئے ہوتے پرنالے سے ان پر قطرے گرتے حتیٰ کہ وہ سمجھتے کہ یہ بادل گزر رہا ہے جو ان پر برس گیا۔[1]

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا روتیں اور ان کے آنسوؤں کے چھینٹے پڑتے حتیٰ کہ ان کے پاس آنے والا سمجھتا کہ یہ وضو کے پانی سے ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس جب گرم ہو جاتی اور لوگ رونا شروع کر دیتے تو آپ ان کے سامنے حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے رونے، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے لوگوں کے رونے کا ذکر کرتے تو اس وقت لوگ اپنے رونے کو حقیر سمجھتے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر میں اللہ ﷻ کے خوف سے روؤں حتیٰ کہ میری آنکھوں سے ایک قطرہ نکلے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں سونے کا ایک پہاڑ صدقہ کروں اور

ا۔ یہ بات بطور مبالغہ ہے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا البتہ بطور کرامت ایسی صورت کا ظہور ممکن ہے ۱۲ ہزاروی۔

میرا دل سخت ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے صالحین کی علامت یہ ہے کہ ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں اور ہونٹ مرجھا جاتے ہیں یعنی کثرت سے جاگنے، رونے اور بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہوتی ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اصل رونا آنکھوں کا رونا نہیں اصل رونا دل کا رونا ہے بعض اوقات ایک شخص رو رہا ہوتا ہے اور اس کا دل سخت ہوتا ہے کیونکہ منافق کا رونا سر (کی آنکھوں) سے ہوتا ہے اس کے دل سے نہیں ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رونے کے دس اجزاء ہیں ان میں سے ایک اللہ ﷻ کے لیے ہے اور باقی نو تمام کے تمام ریاکاری ہے۔

جب یہ جزء جو اللہ ﷻ کے لیے ہے سال میں ایک بار بھی آ جائے تو ایسا شخص جہنم سے نجات پا لے گا انشاء اللہ ﷻ۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں رونے میں آدمی کا مقام اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس کی آنکھیں اور دل نہ روئے، ان میں سے ایک کے ساتھ رونے والا ناقص ہے خاص طور پر جب اس کی اتباع کرنے والا ہو کیونکہ دل کے رونے کا ذائقہ اس کے تابعین کو حاصل نہیں ہوتا لہٰذا آنکھوں کے ساتھ رونے کی ضرورت ہوتی ہے اگرچہ اس کا مقام اس سے اوپر جا چکا ہو۔

ایک شخص حضرت صلہ بن ریشم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ریاکاری کے طور پر رویا تو لوگوں نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی پس اس کو خواب میں کہا گیا اپنے رونے کا اجر اس سے حاصل کرو جس کو تم نے پسند کیا کہ وہ تمہیں روتا ہوئے دیکھے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسوؤں کو اپنی آنکھوں میں واپس لوٹاتے وہ فرماتے تھے یہ غم کو زیادہ باقی رکھنے والے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آپ کی زوجہ، اولاد اور خدام بھی روتے حالانکہ ان کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے۔

حضرت صالح المری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ دلوں کو بے نور کر دیتے ہیں اور اس (بے نوری) کو صرف رونا زائل کرتا ہے۔

حضرت شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں روئے حتیٰ کہ انہوں نے لوگوں کو رلا دیا اور یہ خیال کیا کہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا

Scanned with CamScanner

اے بھائی! جان لو اگر تمہارے ساتھ آسمان اور زمین والے بھی ایک گناہ کی وجہ سے روتے جس کا تم نے ارتکاب کیا تو یہ بھی کم ہوتا تو تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا گناہ صرف تمہارے رونے سے مٹ جائے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی قاری کو نہ لائیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سنائے۔ انہوں نے فرمایا جس عورت کا بچہ گم ہو جائے اسے کسی نوحہ کرنے والی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ہر شام روتے حتیٰ کہ ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی اور وہ فرماتے میں نہیں جانتا کہ آج میرا جو قبیح عمل اوپر گیا ہے وہ بخش دیا گیا یا میرے نامہ اعمال میں باقی ہے حتیٰ کہ کل مجھے اس کی وجہ سے رکنا پڑے گا۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی کو روتا ہوا دیکھو تو تم بھی روؤ اور اسے ریاکاری نہ سمجھو میں نے ایک دفعہ ایک شخص کے بارے میں یہ خیال کیا تو میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص نیکی اور بھلائی کا دعویٰ کرتا ہے اور قرآن مجید سن کر دل سے نہیں روتا وہ جھوٹا ہے کیونکہ دل کی سختی نیک لوگوں کے اخلاق کے خلاف ہے۔

پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

عبادات میں کوتاہی کو ہلاکت کا باعث سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں تو اسے اپنی ہلاکت کا باعث خیال کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں وہ کہتے ہیں اللہ عزوجل سے امید رکھنا کہ وہ ہمیں معاف فرما دے گا۔ یہ حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا ہے ان میں سے ایک کے گمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اللہ عزوجل گٹھلی، سوراخ اور اس کے چھلکے کے دھاگے جتنی چیز پر بھی مواخذہ کرے گا تاکہ اسے قیامت کے دن حساب کے لیے کھڑا ہونے کا خوف ہو کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا وہاں حساب کے لیے اس کا کھڑا ہونا طویل ہوگا ہم اللہ عزوجل سے اس کی مہربانی کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفس کی خرابیوں کو ڈھونڈا کرو کیونکہ ہر شخص کو کل (قیامت کے دن) اس کی جنس کے ساتھ اٹھایا جائے گا پس جو شخص مکمل طور پر گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو اس کا ہر قوم کے ساتھ حشر ہوگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے نفس کو جھڑکتے اور فرماتے قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کرے گا اے فلاں گناہ کے مرتکب لوگو! اٹھو

تو اے اعرج تم بھی ان کے ساتھ اٹھو گے پھر ندا دے گا اے فلاں گناہ کے مرتکبین! اٹھو! تو اے

اعرج تم ان کے ساتھ اٹھو گے پھر منادی ندا دے گا اے فلاں گناہ کرنے والو! اٹھو! تو اے اعرج! تم ان کے ساتھ اٹھو گے تو میرا خیال ہے اے اعرج! تم سب کے ساتھ اٹھو گے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب قیامت کے ہولناک مناظر دن رات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں تاکہ وہ یہاں سے ہی اس کے لیے تیار ہو سکے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے جو شخص قبر کی پوشیدگی میں پرسکون رہنا چاہتا ہے وہ اپنے باطن کو اس طرح نہ بنائے کہ قیامت کے دن اسے اس پر شرمندگی ہو اور جب تک باطن برا ہوگا خوف اس کو لازم ہوگا یہاں تک کہ قبر سے ڈرتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

اسی طرح حضرت لقمان اپنے بیٹے سے کہتے تھے۔ ''اے بیٹے! جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح تمہیں موت آئے گی اور جس طرح تم بیدار ہوتے ہو اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے پس تم نیک کام کرو تاکہ تمہارا سونا اور جاگنا دلہن کی طرح ہو اور برے کام نہ کرو ورنہ خوف زدہ سوؤ گے اور اسی طرح بیدار ہو گے جس طرح وہ مجرم جسے بادشاہ قتل کرنے کے لیے بلاتا ہے (تو وہ ڈرا ہوا ہوتا ہے)۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس گھر (دنیا) میں خوف پیدا کرو یہ تمہیں عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفس کے لیے عمل کرو اور اپنے غیر پر اعتماد نہ کرو کوئی دوست ہو یا شیخ کیونکہ اس دن ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی جس کی وجہ سے وہ دوسرے سے بے نیاز ہوگا[1] اور اپنے اعمال کو تکبر سے بچاؤ اور جان لو! کہ منافق، مومن کے نور سے روشن نہیں ہوگا جس طرح اندھے کو بینا آدمی کی روشنی سے فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنا دروازہ بند کر دیتا ہے اور مخلوق سے حیا کرتا ہے اللہ عزوجل سے حیا نہیں کرتا اللہ عزوجل اس سے سخت حساب لے گا اور خوب جھڑکے گا پھر اس کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھے گا اور اپنے فرشتوں سے فرمائے گا اس کو پکڑو تو ایک ہزار فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے یا اس سے زیادہ ہوں گے اور اس کو اوندھے منہ لے جائیں گے اور وہ ان کے ہاتھوں میں کمزور ہو جائے گا۔ (پارہ پارہ ہو جائے گا)

تو اے انسان! دیکھو کیا تم اس میں پڑو گے اور اللہ عزوجل کے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کی شفاعت حاصل کرو گے تو یقیناً وہ ان کی شفاعت سے تمہیں بخش دے جن کی شفاعت تم نے حاصل کی۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ سے کہتے تھے: اے ربیع! تمہارا کیا حال ہوگا جب زمین

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام یا دیگر مقربین بارگاہ خداوندی میں مدد نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں پر بھروسہ کر کے عمل سے بے نیاز ہونا صحیح نہیں تو آپ نے عمل کی ترغیب دی ہے ۱۲ ہزاروی

اور پہاڑوں کو اٹھا کر برابر کر دیا جائے گا (یعنی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے)۔

حضرت ابو عمران الجونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن جب جانور دیکھیں گے کہ ابن آدم کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو وہ کہیں گے اللہ ﷻ کی تعریف (اور اس کا شکر) ہے جس نے ہمیں انسانوں میں سے نہیں بنایا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جن کو قیامت کے دن میزان اور حساب سے شرمندگی ہو گی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ خاص دنوں اور جمعہ کے دن عبادت کرنے والے بھی اللہ ﷻ کے سامنے شرمندگی اور حیاء کی وجہ افسوس کا اظہار کریں گے۔ ہر شخص اس قدر غمگین ہو گا جس قدر اس نے اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی کی ہو گی۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اللہ ﷻ بندے پر اس کی روح کا طلوع (روح کا نکلنا) اسی مقدار میں آسان کر دے گا جس قدر وہ اللہ ﷻ کی رضا حاصل کرنے کے لیے غم اور تکلیف برداشت کرے گا۔ میں نے پوچھا اے میرے سردار! انبیاء کرام علیہم السلام نے تو سب سے زیادہ آزمائشیں برداشت کی ہیں اس کے باوجود احادیث میں آیا کہ ان پر مرض وغیرہ سخت ہوئی۔

انہوں نے فرمایا اکابر پر مرض کا سخت ہونا بعض اوقات ان کے اجروں کو بڑھانے کے لیے ہوتا ہے کسی دنیوی وجہ سے نہیں جوان کو اپنی طرف کھینچے بلکہ یہ مراد لینا جائز ہی نہیں۔

اور بعض لوگوں پر روح کا طلوع (روح کا نکلنا) ان کے شاگردوں کی وجہ سے ہوتا ہے پس وہ دنیا سے نکلنا نہیں چاہتا جب تک ان شاگردوں کو کامل نہ کر دے اور ان کو مقام معرفت کے کمال کی رہنمائی نہ کر دے حالانکہ وہ اللہ ﷻ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

پس جب یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں تو روح کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اگر وہ اپنے شاگردوں پر شفقت کرنے والا نہ ہوتا تو اللہ ﷻ کی ملاقات کی طلب میں اس کی روح سب لوگوں کے مقابلے میں آسانی سے نکلتی۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ علیہ السلام ان کے لیے سام بن نوح کو زندہ کر دیں انہوں نے فرمایا مجھے ان کی قبر دکھاؤ چنانچہ آپ علیہ السلام کو لے گئے آپ علیہ السلام ان کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے سام! اللہ ﷻ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے دیکھا تو ان کے سر اور داڑھی میں سفید بال تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے بال سیاہ تھے؟

سام نے کہا جی ہاں لیکن جب میں نے آواز سنی تو خیال کیا کہ یہ قیامت ہے اسی وجہ سے میرا سر اور داڑھی اب سفید ہو گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام سے فرمایا آپ کو فوت ہوئے کتنے سال ہوئے انہوں نے کہا پانچ ہزار سال، اور ابھی تک روح کے نکلنے کی حرارت مجھ سے دور نہیں ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کے دن کا ذکر کیا جاتا تو اس طرح چیختے جس طرح وہ عورت چیختی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو، اور فرماتے مریم علیہا السلام کے بیٹے کے لیے جائز نہیں کہ وہ قیامت کے ذکر کے وقت خاموش رہے۔

حضرت وہیب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے یہ بات کیسے مناسب ہے کہ وہ دنیا میں ہنسے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے سامنے قیامت کے دن کی فریادیں، گردشیں اور خوفناک مناظر ہیں قریب ہے کہ سخت رعب اور خوف سے اس کے جسم کے جوڑ کٹ جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ ﷻ کے اس ارشاد گرامی

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ (پ۲۹ المعارج ۴)

(ترجمہ) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو گی

کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ یہ ہفتے کے دن سورج کے طلوع سے دن کے نصف تک ہو گا اور دن اس وقت تک نصف نہیں ہو گا جب تک مخلوق کے حساب سے فراغت نہ ہو جائے اور اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں ٹھکانہ اختیار نہ کر لیں۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے دل میں ایسا داعیہ (جذبہ) پاتا ہے جس کی وجہ سے باغوں میں خوش رہے اور نرم و گداز بستروں میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ سوئے اور خوشبودار لباس پہنے وہ قیامت کے ہولناک مناظر سے بے خوف ہے البتہ یہ کہ وہ کامل اولیاء کرام رحمہم اللہ سے ہو جن کو دنیا کی کوئی مشغولیت اللہ ﷻ سے غافل نہیں کرتی۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

مکانات کی تعمیر کی طرف عدم توجہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مکانات وغیرہ تعمیر کرنے کا زیادہ خیال نہیں رکھتے پھر اگر ان میں کسی کا خیال ہو کہ وہ مکان تعمیر کرے تو وہ ضرورت پر اکتفا کرتا ہے زیب و زینت اختیار نہیں کرتا کیونکہ اسے اتنا حلال مال حاصل نہیں ہوتا جو کافی ہو اور زندگی کی زیادہ امید بھی نہیں ہوتی لہٰذا امید کی کمی ان کو اس عمل کی اجازت نہیں دیتی۔

سیدی احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع مسجد اور مکان گارے اور اینٹوں سے بنایا اور کھجور کی شاخوں سے چھت ڈالی پس معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بھلائی اور نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور مضبوط عمارت بناتا ہے

Scanned with CamScanner

اور یوں دنیا پر خوش ہوتا ہے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ خاص طور پر جو شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ ﷻ سے تعلق جوڑتا ہے یہ کام کسی حال میں اس کے لائق نہیں البتہ یہ کہ اس کا مقصد نیکی اور صدقہ وغیرہ ہو تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وہ مضبوط عمارت بنا کر اس کو اپنی موت کے بعد صدقہ جاریہ بنا دے جس طرح سید ابو مدین، سید ابو العباس الغمری رحمہما اللہ اور ان جیسے دوسرے لوگوں نے کیا اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

سیدی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک گھر بنا رہا تھا اور اسے مضبوط کر رہا تھا تو آپ نے یہ شعر پڑھے۔

ابنی بناء الخالدین وانما مقامک فیها لو عقلت قلیل
لقد کان فی ظل الأراک کفایة لمن کان یوما یقتضبه رحیلٌ

(ترجمہ) کیا تم ہمیشہ رہنے والوں کا مکان بنا رہے ہو اگر تمہیں سمجھ ہو تو تم اس میں تھوڑی مدت رہو گے وہ شخص پیلو کے درخت کے سائے میں کفایت کرتا ہے کہ جس کے لیے ایک دن ہوتا ہے (دوسرے دن) اس سے کوچ کر جاتا ہے۔

میں نے اس خلق پر جن لوگوں کو پایا ان میں سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں جب وہ کسی فقیر کو مکان بناتے ہوئے دیکھتے تو اس کی مذمت کرتے اور اس سے فرماتے تم اس عمارت پر جو کچھ خرچ کرتے ہو تو اس سے تمہیں سکون حاصل نہ ہوگا۔

جب میرے بھائی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع البشیر" میں ایک گھر بنایا تو اس پر سات سو دینار خرچ کئے پس ان کے شیخ نے ان کو جھڑکا اور فرمایا اگر تم کرائے پر رہتے تو اس کا دسواں حصہ تمہیں کافی ہوتا جو تم نے تعمیر پر خرچ کیا ہے اور باقی کو صدقہ کر دیتے پھر میرے بھائی ابو العباس (تقریبا) سات سال بعد انتقال کر گئے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی فقیر اپنے بھائیوں کے مال سے مکان بناتا ہے تو اس کے لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ ان کو اس (مکان) پر مال خرچ نہ کرنے کی وصیت کرے اور ان کی رہنمائی اس چیز کی طرف کرے جو قیامت کے دن ان کے میزان میں زیادہ وزن کا باعث ہے اگر وہ اس سلسلے میں اس سے سوال کریں اور اگر وہ اس سے سوال کرنے کے بعد اشارے یا صراحت کے ساتھ اس کی اجازت سے کریں تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

تمام اسلاف نے حرص نہ کرنے اور لمبی امیدیں نہ رکھنے کا طریقہ اختیار کیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک مہینے کی مہلت پر لونڈی خریدی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ایک مہینے تک لونڈی خریدنے پر تعجب نہیں ہوا اللہ ﷻ کی قسم! حضرت اسامہ

رضی اللہ عنہ بہت لمبی امید رکھتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا رَفَعْتُ قَدَمِیْ وَظَنَنْتُ اَنِّیْ اَضَعُهَا حَتّٰی اُقْبَضَ وَلَا فَتَحْتُ عَیْنِیْ وَظَنَنْتُ اَنِّیْ اُغْمِضُهَا حَتّٰی اُقْبَضَ وَلَا لَقَمْتُ لُقْمَةً وَظَنَنْتُ اَنِّیْ اُسِیْغُهَا حَتّٰی اُقْبَضَ وَفِیْ رِوَایَتٍ حَتّٰی اَغُصَّ بِالْمَوْتِ

(الترغیب والترہیب 121/4 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ کی قسم میں قدم اٹھاتا ہوں تو مجھے یہ گمان نہیں ہوتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے اس کو رکھ دوں گا اور آنکھ کھولتا ہوں تو یہ خیال نہیں ہوتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے اس کو بند کر لوں گا اور لقمہ اٹھاتا ہوں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے یہ میرے حلق سے اتر جائے گا اور ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص بھوکا ہو اور اس کی امید کم ہو شیطان اس کے دل میں جگہ نہیں بنا سکتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! تم چند دنوں کے مہمان ہو اور ہر دن گزر رہا ہے اور تمہارا بعض وقت گزر چکا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لوگوں نے اقامت کہی اور انہوں نے ایک فقیر کو آگے کر دیا تاکہ وہ ان کو نماز پڑھائے اس فقیر نے انکار کر دیا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ میں نماز میں فوت ہو جاؤں اور لوگوں کی نماز خراب ہو جائے لیکن لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے کہا اس شرط پر (نماز پڑھاتا ہوں) کہ دوبارہ نماز نہیں پڑھاؤں گا اس وقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اے بھائی! پیچھے ہٹ جاؤ بے شک تم تذبذب کا شکار ہو پہلے تمہیں خوف ہے کہ تم نماز میں مر جاؤ گے پھر تم اپنے نفس سے بات کرتے ہو کہ دوسری نماز تک زندہ رہو گے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور شخص کو آگے کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لمبی امید رکھتا ہے وہ لازماً عام طور پر بھول جاتا ہے اور کہتا ہے عنقریب توبہ کروں گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کم امید کی شان میں سے یہ بات ہے کہ جب وہ کوئی چیز کھاتا ہے تو اس کے بارے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ اس کے پیٹ سے نہیں نکلے گی مگر موت کے بعد غسل دینے والے کے ہاتھ سے، اور اس نے جو کچھ جمع کیا اس سے اس کے علاوہ کوئی اور فائدہ اٹھائے گا اور جب اس کے خلاف گمان ہو تو یہ لمبی امید ہے۔

حضرت ابو عثمان النہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اب میری عمر ایک سو تیس سال ہے اور میری ہر چیز

بدل گئی سوائے امید کے، میں اسے پہلے کی طرح پاتا ہوں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا زاہد لوگوں کی طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی عدت کبھی ختم نہ ہوگی اور دنیا جس کو طلاق دیتی ہے آخرت فی الفور اس سے نکاح کر لیتی ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہم میں سے کوئی انسان لمبی امید سے بچ نہیں سکتا لیکن ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ ان میں سے سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کی امید ایک گھڑی ہو اور لمبی امید ہر ایک کے لیے رحمت ہے اگر یہ نہ ہوتی تو ان میں سے کسی کے لیے زندگی خوشگوار نہ ہوتی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے سمندر میں مچھلی کی پیٹھ پر اور کھجور کی گٹھلی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے اس کا غیر اسے کھا نہیں سکتا پس حریص آدمی کوشش کرتا ہے اور اسے ڈر ہوتا ہے کہ اس کا رزق اس کا غیر لے جائے گا۔

پس اے بھائی! یہ بات جان لے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

مخلوقات پر شفقت و رحمت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مسلمانوں پر بہت زیادہ شفقت فرماتے ہیں وہ عبادت گزار ہوں یا نافرمان، نیز تمام حیوانات پر شفقت فرماتے ہیں اور ایسا عمل کرتے ہیں جس کے باعث کسی دوسرے کے دین کو نقصان نہ پہنچے اور یہ ان کا سب سے زیادہ شرف والا خلق ہے اور اس پر عمل کرنے کی طاقت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی بصیرت کو اللہ ﷻ روشن کر دیتا ہے اور وہ لوگوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی وراثت یہی ہے اس بنیاد پر لوگ اس کے قرب میں رغبت رکھتے ہیں حتیٰ کہ کبھی کبھی ہوتا یہ ہے کہ مشفق انسان کے پڑوس گھر کی قیمت میں لوگ اضافہ کرتے ہیں جبکہ اپنے رشتے دار پڑوسی کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے گھر کی قیمت بڑھ جاتی ہے جب اس کا پڑوسی ہنس مکھ چہرے اور میٹھی زبان والا ہو۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ خلق رحمت میں بڑھ جانے والوں میں سے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات وہ کسی قوم کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام نہ کرتے وہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ مجھے حقیر سمجھ کر میرے سلام کا جواب نہیں دیں گے اور یوں میری وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔

حضرت ابو عبداللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تمہیں معلوم ہو کہ لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری عزت کے درپے ہوں گے تو ان کے ساتھ اوقات نماز کے علاوہ جمع نہ ہو یہ ان پر رحم کا تقاضا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ المغاربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو گناہ گاروں کو مہربانی کی نگاہ سے نہ دیکھے وہ راہ طریقت سے باہر ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی گناہ گار کو دیکھتے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے اور اس کے لیے رحمت کی امید رکھتے۔ وہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ نے حضرت محمد ﷺ کو لوگوں کی نجات اور ان کے لیے رحمت کی خاطر بھیجا ہے اور شیطان (اس پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو) لوگوں کی ہلاکت اور شماتت (دشمن کی تکلیف پر خوش ہونے) کے لیے بھیجا گیا ہے۔

کہا گیا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ایک قوم دجلہ پر کشتی میں گزری اور ان کے سامنے شراب وغیرہ تھی آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نافرمان قوم کے خلاف دعا نہیں کرتے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! جس طرح تو نے ان کو دنیا میں خوش رکھا ہے ان کو آخرت میں بھی خوش رکھنا۔

حاضرین نے کہا ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تھا کہ ان کے خلاف دعا کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے حق میں دعا کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ کہ میں کسی مسلمان کے خلاف دعا مانگوں اور اللہ ﷻ ان کو آخرت میں اسی صورت میں خوش رکھے گا جب یہ دنیا میں توبہ کریں گے اور اللہ ﷻ ان کو بخش دے گا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سیاست تھا۔

حضرت ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کسی ایسے شخص کے خلاف کبھی بھی دعا نہیں کرتے تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظلم کرے اور فرماتے تھے اس کے لیے ظلم کا بوجھ ہی کافی جو اس نے اٹھایا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں جب کچھ دوست آتے اور سو جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جاگ کر صبح تک ان کے سامان کی حفاظت کرتے اور ان کو اس بات کا علم بھی نہ ہوتا۔

ایک روایت میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر شخص کی طرف میری رہنمائی فرما تو اللہ ﷻ نے فرمایا اے موسیٰ علیک السلام! مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند وہ شخص ہے جو اپنے مومن بھائی کے بارے میں سنتا ہے کہ اسے کانٹا چبھا ہے تو اس پر غمگین ہو جاتا ہے گویا یہ اسے چبھا ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ سائے میں تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دھوپ میں تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ سائے میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دھوپ میں ہیں یعنی امت کی تعلیم کے لئے آپ ﷺ کو خبردار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس امت سے سب سے پہلے رحمت اور شفقت اٹھالی جائے گی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ غمگین ہو جاتے حتیٰ کہ بعض اوقات سخت غم کی وجہ سے پیشاب میں خون آتا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ابدال (اولیاء کرام رحمہم اللہ کا ایک درجہ ہے) کی علامت میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں پر بہت زیادہ شفقت ورحمت کرتے ہیں۔

اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص روزانہ یہ دعا مانگے اللہ عزوجل اسے ابدال میں لکھ دیتا ہے (دعا یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ) یا اللہ عزوجل! حضرت محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما یا اللہ عزوجل! حضرت محمد ﷺ کی امت کی اصلاح فرما، یا اللہ عزوجل! حضرت محمد ﷺ کی امت کو کشادگی عطا فرما۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور رحمت کے سلسلے میں اپنے اسلاف کی اقتداء کرو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

علماء سے اتفاق کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی فقیہ (عالم) اہل طریقت کے احوال میں سے کسی حالت کا انکار کرتا ہے یا ان کو کسی بات کا حکم دیتا ہے اور ان میں سے کوئی اس کے خلاف دلیل قائم نہیں کرسکتا اور اسے معلوم ہے کہ اس کے قول کی طرف لوٹنا ہوگا کیونکہ فقیہ اپنے دائرہ معرفت سے بات کرتا ہے اس کے علاوہ کسی کو خبر نہیں ہوتی تو فقیہ کی موافقت کرنی چاہیے مثلاً

جب وہ کہے کہ قطب یا ابدال یا وتد (بڑے بڑے اولیاء) کا کوئی وجود نہیں تو تم اس سے کہو ہاں اور اس کے ساتھ یہ ارادہ کرو کہ اس کے نزدیک ان کی کوئی حقیقت نہیں اور جب وہ کہے کہ اولیاء کرام کا وجود ختم ہو گیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا تو تم اس سے کہو تم نے سچ کہا یعنی تمہارے اعتقاد کے مطابق ٹھیک ہے اسی طرح اگر وہ کہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں تو تم اس سے کہو ہاں خاص طور پر جب وہ کسی ایسے شخص کا کلام لائے جو منکر ہے جیسے ابن تیمیہ۔

ایک جماعت نے اس خلق کے خلاف راہ اختیار کرتے ہوئے علماء کی مخالفت کی پس ان کے درمیان شر اور گالی گلوچ کا سلسلہ پیدا ہو گیا اور پہلے مشائخ اس طرح نہیں کرتے تھے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی فقیہ بیٹھتا تھا

اور وہ ان کے ساتھ کسی مسئلے میں بحث کرنا چاہتا تو وہ اس سے فرماتے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح اس طرح فرمایا ہے میں ان سے پوچھتا تو فرماتے ہم ان فقہاء کے لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کیونکہ تصوف میں آنے سے پہلے وہ ان کے دائرے میں شامل تھے اور اگر میں ان کے لیے کسی ایسے شخص کا قول نقل کروں جو ان کے دائرے میں شامل نہیں تو وہ اس بات کو مجھ سے قبول نہیں کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ ابدال کے وجود پر حضور ﷺ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ بُدَلَاءَ اُمَّتِیْ لَمْ یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِکَثْرَةِ صَوْمٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّاِنَّمَا دَخَلُوْهَا بِسَخَاوَةِ النُّفُوْسِ وَالنُّصْحِ لِلْاُمَّةِ

(ترجمہ) بے شک میری امت کے ابدال جنت میں روزوں اور نمازوں کی کثرت کے باعث داخل نہیں ہوں گے بلکہ سخاوت نفس اور امت کی خیر خواہی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔

(کنز العمال، حدیث 34605 جلد 12 صفحہ 188 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے ابدال شام میں نقباء عراق میں اور نجباء مصر میں ہیں۔

حضرت امام ابو عبداللہ ماجد الجرمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا عورتوں میں بھی ابدال ہیں؟ فرمایا ہاں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ابدال نہ ہوتے تو زمین ان سب کے ساتھ جو اس پر ہیں دھنس جاتی اور اگر سچے لوگ نہ ہوتے تو زمین میں فساد برپا ہو جاتا اور اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے اگر بادشاہ نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو ہلاک کر دیتے اگر بیوقوف نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی اور اگر ہوا نہ ہوتی تو آسمان اور زمین کے درمیان بدبو پھیل جاتی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر نبی علیہ السلام کی امت میں اس نبی کا کوئی مظہر ہوتا ہے۔

اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

مجاہدہ نفس

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ مجاہدہ کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اس کے خیال میں اس پر فرائض ہی ہیں اس کے حقوق نہیں ہیں اور جب وہ اللہ عزوجل کا اس قسم کا کلام سنتا ہے۔

هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ ۲۳ الزمر ۹)

Scanned with CamScanner

(ترجمہ) کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں (یعنی برابر نہیں ہو سکتے)

تو (یہ سن کر) وہ اپنے آپ کو بے علم خیال کرتا ہے اور ظاہری نگاہ سے اپنے تمام ہم عصر لوگوں کو علماء سمجھتا ہے اور یہ کہ وہ ان میں سے کسی کے برابر نہیں اور نہ ہی مقام وحال (طریقت کی اصطلاحات) میں ان کے قریب ہے یہ بات ذہنی خیال کے برعکس ہے خاص طور پر اس شخص کا ذہن جو اپنے نفس کو مجاہدہ میں نہیں ڈالتا (مطلب یہ کہ انسان تصور میں اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن یہ لوگ اس طرح نہیں کرتے) پس تم اس بات کو جانو اور اس پر عمل کرو اس میں بہت آرام پاؤ گے۔

وہ عمل کرتے ہیں اور پردہ اٹھ جاتا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کثرت سے عمل کرتے ہیں حتیٰ کے حجاب اٹھ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ ہر چیز کو وجود میں زندہ خیال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ زندوں والا معاملہ کرتے ہیں اسی لیے ان میں سے کوئی ایک ایسی خلوت نہیں پاتا جس میں وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرے کیونکہ اس کے خیال میں ہر چیز اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوتی ہے اور وہ اسے ادب کا حق دیتا ہے۔

اور یہ اس لیے ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ جس جگہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے قیامت کے دن وہ لازمی طور پر اللہ ﷻ کے سامنے اس کے خلاف گواہی دے گی۔ پس جب وہ کسی جگہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کو اپنے خلاف گواہی کے لیے پیش کرتا ہے۔

اور اگر ان میں سے کوئی ایک برا کلام کرتا ہے تو وہ شدت حیاء کی وجہ سے پگھل جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ زمین اسے نگل لے لیکن زبان سے یہ بات نہیں کہتا۔ یہ عجیب قسم کا خلق ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قلبی استقامت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے حق میں اور کسی دوسرے کے حق میں بھی اللہ ﷻ سے دعا کی قبولیت کا سوال نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ ﷻ کے ساتھ اپنے دل کو مستقیم رکھتے ہیں جس قدر ممکن ہو کہ ان کے باطن میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ کسی ایک جہان میں یا دونوں جہانوں میں شرمندہ ہوں۔ وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں تا کہ قبولیت کا دروازہ کھل جائے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا رد نہ ہو تو وہ گناہ نہ کرنے کے حوالے سے فرشتوں کے نقش قدم پر چلے۔

حضرت ابو نجیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مومن اپنے رب ﷻ کی نافرمانی نہ کرے تو اگر وہ قسم

کھائے کہ اس کے لیے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہل جائے تو اللہ ﷻ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

حضرت خالد ربعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کعبہ شریف کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے ابو اسحاق! استقامت والے کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ ابو قبیس پہاڑ کی طرف اشارہ کرے کہ اپنی جگہ سے ہٹ جا تو اللہ ﷻ اس کے لیے اسے ہٹا دے۔ اس وقت ابو قبیس پہاڑ نے حرکت کی تا کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ٹھہر جا کیونکہ میں نے اس بات سے تجھے مراد نہیں لیا پس وہ ٹھہر گیا۔

ہمیں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے ولید کے خلاف جھوٹی گواہی دی ولید نے کہا اے اللہ ﷻ! اگر اس شخص نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے۔ فرماتے ہیں وہ شخص اسی وقت منہ کے بل گرا اور پھڑکتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارا رب کس قدر اچھا ہے اگر ہم اس کے تمام اوامر میں اطاعت کریں تو ہم جو بھی سوال کریں اس کو پورا فرماتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ''مرو الروذ'' نامی شہر میں ایک پل کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص پل کے اوپر سے گرا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! اس کو ہوا میں روک دے حتیٰ کہ وہ لوگ آجائیں جو اس کو ہلاکت سے بچائیں گے فرماتے ہیں وہ ہوا میں رک گیا حتیٰ کہ لوگوں نے آکر اسے صحیح سالم اتار لیا۔

حکمرانوں کے کارندوں میں سے ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے سے مارا تو انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ ﷻ! اس کا ہاتھ کاٹ دے پس صبح اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ اس حال میں گزرا کہ اس کا ہاتھ لٹکا ہوا تھا۔

ایک شخص نے حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا تو حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے، وہ شخص اسی وقت مر گیا اور لوگ دیکھ رہے تھے لوگوں نے حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا اور بصرہ کے والی کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ سنا دیا۔ والی نے جب یہ بات سنی تو کہا یہ تو ایک نیک شخص کی دعا ہے جو اس شخص کی موت کے موافق ہو گئی۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ایک دوسرے سے سچی محبت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک شخص کسی دوسرے

سے محبت کا دعویٰ نہیں کرتا مگر یہ کہ اپنے مال میں اس کو شریک کرنے کے لیے اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے اور اگر اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو تو یہ اس طرح تکلیف محسوس کرتا ہے جس طرح وہ مصیبت زدہ محسوس کرتا ہے۔

اگر اس کا نفس ان مذکورہ باتوں کو پسند کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں ورنہ جھوٹ بولنے سے رک جاتا ہے کیونکہ یہ منافقت ہے۔

اس دور میں بہت کم لوگ اس خلق سے آراستہ ہیں اور میں بعض دوستوں کے حوالے سے اس خلق سے متصف ہوں بعض کے حوالے سے نہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

گناہ گاروں پر شفقت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ نافرمان لوگوں پر رحم کرتے ہیں ان کو حقیر نہیں سمجھتے اور ان کا بدلہ بننے کے لیے تیار ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ اس کا چمڑا قینچیوں سے کاٹا جائے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان گناہ گاروں میں سے کوئی اپنے رب کی نافرمانی میں مبتلا ہو اور وہ نافرمان لوگوں کے خلاف دعا (بددعا) کے مقابلے میں ان پر زیادہ شفقت کو اچھا سمجھتے ہیں۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہ گار لوگوں پر شفقت کا جذبہ نہیں رکھتا وہ ان کے لیے توبہ اور مغفرت کی دعا کرے کیونکہ فرشتوں کے اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ وہ زمین والوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔

حضرت زہیر بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میری جلد قینچیوں سے کاٹی جائے اور کوئی شخص اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی آیت پڑھتے جس میں کسی قوم پر اللہ ﷻ کے غضب کا ذکر ہوتا تو قرأت کرتے ہوئے روتے جاتے اور کہتے اے میرے رب! تو نے میرے دل میں ان لوگوں کے لیے رحمت رکھی ہے اگر تو چاہے تو ان کو بخش دے اور اگر چاہے تو ان کی جگہ مجھے عذاب دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید ان کی مراد اس رحمت سے جو ان کے دل میں داخل ہوتی یہ تھی کہ اپنے رب کے سامنے سوال کا دروازہ کھول دیں کہ وہ اس سے راضی ہو۔ اللہ ﷻ پر پابندی لگانا نہیں کہ وہ ان پر غضب نہ فرمائے کیونکہ کامل انسان کی شان سے یہ بات ہے کہ اللہ ﷻ کے غضب پر اسے بھی غضب آتا ہے اور اللہ ﷻ کے راضی ہونے سے وہ بھی راضی ہوتا ہے۔

اور یہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے نزدیک ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن پر فقراء کے احوال کا غلبہ ہوتا ہے اور اہل طریقت کے نزدیک احوال والے لوگوں کے افعال کی اقتداء نہیں کی جاتی

بے شک اللہ ﷻ اپنے بندوں پر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں زیادہ رحم فرمانے والا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت منصور بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کسی شخص پر یوں رحم کرتے کہ اسے کسی کام کا حکم نہ دیتے اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ تم میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے گناہ کے مرتکب ہو گے اور سزا کے مستحق ہو جاؤ گے اور میں اس کا سبب بنوں گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگ میرے بارے میں گناہ کے مرتکب نہ ہوتے تو میں کہتا جو شخص میری غیبت اور مذمت کرتا ہے وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری تعریف کرتا ہے کیونکہ میری تعریف کرنے والا کبھی جھوٹ بولتا ہے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی برے آدمی پر رحم نہیں کرتا وہ اس سے بھی برے حال میں ہے اور جس کے پاس کسی نیک آدمی کا ذکر کیا جائے اور وہ اس کے ذکر سے چاشنی محسوس نہ کرے تو وہ برا آدمی ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ جب سنتے کہ زمین کے کسی کنارے پر کسی قوم نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے تو وہ ان لوگوں کی وجہ سے بیمار ہو جاتے حتیٰ کہ ان کی اس طرح عیادت کی جاتی جس طرح بیماروں کی عیادت کی جاتی ہے پس جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ ﷻ نے ان لوگوں کو کشادگی عطا فرمائی ہے تو اس وقت ان سے بیماری دور ہو جاتی۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی شخص کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہ جب بھی نماز پڑھتے سجدے میں اس کے لیے دعا کرتے حتیٰ کہ اس کی حاجت پوری ہو جاتی۔

حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دسترخوان پر ایک فارسی چیونٹی کو دیکھا تو چار فرسخ (بارہ میل) کے فاصلے پر اس کو واپس کر کے آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چیونٹی کے لیے روٹیوں کے ٹکڑے کرتے اور ان کے بلوں میں بکھیرتے تھے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں خریدتے جن کو بچے روک لیتے اور پھر ان کو ان کے گھونسلوں کی طرف چھوڑتے اسی طرح جب ان کی مائیں شکار کر لی جاتیں تو ان کو بھی ان کے بچوں کی طرف چھوڑ دیتے۔

یہ مسئلہ تسییب السوائب کے باب میں سے نہیں ہے کیونکہ یہاں مقصد ماں اور بچوں پر رحم کرنا ہے۔[1]

۱۔ دور جاہلیت میں اہل عرب بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑتے تھے جن کو سائبہ کہا جاتا تھا اور اس عمل کو تسییب کہا جاتا تھا ۱۲ ہزاروی۔

جب کوئی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی حاجت کا سوال کرتا اور آپ اس کا کچھ حصہ پورا کرتے تو اسی حساب سے تکلیف میں کمی محسوس کرتے کیونکہ آپ کو اپنے (مسلمان) بھائیوں سے گہرا تعلق تھا۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو کیا تمہارے دل میں بھی اپنے بھائیوں کے لیے یہ جذبہ ہے اور جب تمہیں صالحین کا مقام حاصل نہیں تو اپنے نفس پر روؤ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قناعت اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ موجود پر قناعت کرتے ہیں اور دنیوی اسباب کھانے، پینے، لباس، سواری، نکاح، رہائش وغیرہ میں اضافہ کی طلب نہیں کرتے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالداری اور عزت دونوں نے باہر نکل کر ایسے شخص کی طلب میں چکر کاٹنا شروع کر دیا جس کے پاس وہ ٹھہر جائیں تو انہوں نے ایک صبر کرنے (قناعت کرنے والے ہی کو پایا اور اس کے پاس ٹھکانہ اختیار کر لیا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نمک یا سرکہ کے ساتھ روٹی کھاتے اور فرماتے جو شخص دنیا سے اس کی مثل پر راضی ہو گیا وہ لوگوں کے سامنے اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس زمانے میں جو کی روٹی پر قناعت نہیں کرتا وہ ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوتا ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے ان سے مال جمع کرنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس سے فرمایا جو شخص مال جمع کرتا ہے وہ پانچ باتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

(1) لمبی امید (2) سخت حرص (3) بہت زیادہ لالچ اور کنجوسی

(4) آخرت کو بھول جانا (5) تقویٰ کی کمی

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قناعت کے ذریعے مالداری طلب کرتا ہے وہ (صحیح) راستے تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص مال کے ذریعے (مالداری) طلب کرتا ہے وہ (صحیح) راستے سے بھٹک جاتا ہے۔

الحمد للہ عزوجل میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس خلق پر بہت سے لوگوں کو پایا ان میں شیخ الاسلام زکریا، ہمارے شیخ شیخ امین الدین، امام جامع غمری، شیخ عبد الحلیم بن مصلح، شیخ علی البلبیتی، شیخ علی البحیری، شیخ محمد بن عنان، شیخ محمد منیر، شیخ محمد العدل وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ خشک روٹی کو پانی میں بھگوتے اور اسی پر اکتفا کرتے۔

حضرت شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قناعت یہ نہیں کہ کوئی شخص جو چیز بغیر کسی

محنت کے پائے اسے کھائے بلکہ قناعت یہ ہے کہ اس کے پاس بہت زیادہ مال اور کھانا ہو اور اس کے باوجود پانچ دنوں میں یا تین دنوں میں تھوڑا سا کھائے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کھانا کھاتے تو وہ نو لقموں سے زیادہ نہیں ہوتا تھا وہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

حَسْبُ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ (فیض القدیر حدیث نمبر 7 جلد 5 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) انسان کو چند چھوٹے چھوٹے لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔

لقمات سے مراد تین سے نو تک ہیں اور رسول اکرم ﷺ کا قول حق اور سچ ہے جو شخص اس پر کامل ایمان رکھتا ہے اسے نو لقمے کافی ہیں اور وہ اس سے زیادہ کا محتاج نہیں ہوتا۔

میں نے ایک مرتبہ ان سے (حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ سے) سنا وہ فرماتے تھے جو شخص دن اور رات میں نو لقموں پر اکتفا نہ کرے اس کا ایمان کامل نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ بات ان لوگوں کے لیے ہے جو محنت اور مشقت والے کام نہیں کرتے لیکن مشقت برداشت کرنے والے مثلاً ہل چلانے والوں، فصل کاٹنے والوں، دہال بنانے والوں اور ملاح اسی طرح دوسرے کام کرنے والوں کے لیے یہ مقدار کافی نہیں البتہ یہ کہ ان کو مَلَکی قوت (فرشتوں والی قوت) حاصل ہو جائے اور ان کی روحانیت ان کی جسمانیت پر غالب آ جائے جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے شہروں کو آسمان کی طرف اٹھایا حتیٰ کہ آسمان والوں نے مرغوں کی آواز اور کتوں کا بھونکنا بھی سنا جس طرح یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کھانا کھاتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں۔

پس اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

دنیا سے بے رغبتی (زہد)

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے خلق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور اس کے باوجود وہ سخت عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک آخرت اور اس کی نعمتوں کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور یہ اس لیے تا کہ دنیا میں اس کا زہد صحیح ہو اور وہ آخرت کے لیے فارغ ہو ورنہ جس کے لیے آخرت پردے میں ہو اس سے دنیا میں زہد ایک بعید بات ہے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں زہد کا ارادہ کرے اور وہ آخرت کو اپنے سامنے نہ دیکھے اس نے محال کام کا ارادہ کیا۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابو واقد لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے اعمال کے لیے مشقت برداشت کی تو ہم نے اعمال آخرت میں کسی عمل کو دنیوی زہد سے زیادہ مشکل نہ پایا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا اگر اللہ ﷻ مجھے آخرت میں چھوٹا سا گھر دے دے تو میں اس پر راضی ہو جاؤں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے بھائی! کاش تم دنیا میں زہد اختیار کرتے جس طرح جنت میں زہد اختیار کرو گے (تو کیا اچھا ہوتا)

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ایسی بادشاہی طلب کی جو ان کے بعد کسی شخص کے لیے مناسب نہیں ان کی یہ خواہش صرف اس لیے تھی کہ زہد متحقق ہو جائے کیونکہ دنیا کی موجودگی میں زہد اس سے زیادہ عظیم ہے جب وہ دنیا نہ ہونے کی صورت میں ہو۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ دنیا میں زاہد باقی لوگوں سے بہتر ہے تو میں اس سے کہوں گا تم نے سچ کہا ہے تم اپنی قسم کا کفارہ نہ دو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کسی شخص نے سب سے عقلمند آدمی کے لیے مال کی وصیت کی تو تم اسے دنیا سے بے رغبت (زاہد) آدمی پر خرچ کرو (یعنی زاہد سب سے زیادہ عقلمند ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں زہد اختیار کرنے والے کے علاوہ تمام لوگ برہنہ اٹھائے جائیں گے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سچے زاہد کا زہد اس کے عمل سے قائم ہوتا ہے اور خود ساختہ زاہد کا زہد زبانی کلامی ہوتا ہے عمل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میری خواہش ہے کہ میں کسی زاہد عالم کو دیکھوں انہوں نے فرمایا یہ لوگ گم ہو گئے آج کل نہیں پائے جاتے کیونکہ زہد تو محض حلال مال میں ہوتا ہے اور یہ کہاں پایا جائے کہ کوئی انسان اس میں زہد اختیار کرے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بے شک حلال موجود ہے اور مقامات بھی موجود ہیں لیکن ہر انسان کا حلال اور مقام اس کی حالت کی مقدار پر ہوتا ہے اسی لیے شارع علیہ السلام نے ہم سے مطالبہ کیا کہ ہم حلال کھائیں اور اخلاق و مقامات میں آپ کی اقتداء کریں اور اگر حلال اور ترقی کا امکان نہ ہوتا تو کئی صدیوں سے احکام شرعی باطل ہو چکے ہوتے۔ تو حلال کھانے والے موجود ہیں اور وہ جو اللہ ﷻ سے ڈرتے ہیں اور زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں لیکن ہر ایک کو اس کی قدر اور نصیب کے مطابق حصہ ملتا ہے تو شاید حضرت

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ حلال نہیں پایا جاتا، مبالغہ کے طور پر ہو اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں سب سے زیادہ زاہد ہوگا اس کے اعمال صالحہ سب سے زیادہ ہوں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں زہد کا دعویٰ کرے پھر کسی دنیا دار کے پاس اس کی برائی اور تنقیص کرنے والے پر ناراض ہو، تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں زہد کا ذکر کتابوں میں پایا جاتا ہے ہم کسی عمل کرنے والے کو نہیں پاتے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا میں زہد کی انتہا کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کا مطلب دنیا میں کلی طور پر آرام نہ پانا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اس مقام پر جن لوگوں کو پایا ان میں ہمارے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبداللہ الفیومی رحمۃ اللہ علیہ جو مصر سے باہر "امیر یشبک" کے مقبرے میں مدفون ہیں، شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ جو مصر میں صالحہ کے مفتی تھے، شیخ شمس الدین سمنودی، شیخ محمد منیر، شیخ ابوالحسن الغمری، شیخ عبدالحلیم بن مصلح، شیخ محمد بن داؤد، ہمارے شیخ شیخ امین الدین، امام جامع مسجد غمری رحمہم اللہ شامل ہیں۔

دنیا ان تمام بزرگوں کے ہاتھوں میں تھی دلوں میں نہیں اور یہ لوگ کسی سائل (کے سوال) کو رد نہیں کرتے تھے اور اگر وہ ان میں سے کسی ایک سے عمامہ مانگتا تو اسے وہ بھی دے دیتے۔

حضرت شیخ محمد منیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے ملاقات کی جس کا اونٹ حج کے راستے میں گم ہو گیا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پانچ سو دینار عطا فرمائے جب وہ شخص مکہ مکرمہ پہنچا تو اس نے اس احسان کا بدلہ دینا چاہا تو شیخ نے لینے سے انکار کر دیا اور اس سے فرمایا میں نے تجھے بدلہ لینے کے لیے نہیں دیئے تھے۔

حالانکہ ان دونوں کے درمیان پہلے سے کوئی پہچان نہ تھی۔

تو اے بھائی! اپنے زمانے کے فقراء کو دیکھ کیا ان میں سے کوئی ایک اپنے گہرے و مضبوط دوست سے حج کے راستے میں واپس لینے کے ارادے کے بغیر ایسا سلوک کرتا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی ایک بعض اوقات کہتا ہے یا گمان کرتا ہے کہ حضرت شیخ محمد المنیر رحمۃ اللہ علیہ اس سے کم مرتبہ ہیں۔ تو صالحین کے مقامات سے پیچھے رہ جانے پر اپنے نفس پر رو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ میں جلدی کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہنے میں جلدی کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد اللہ ﷻ کے حکم کی تعظیم تھا کہ ان میں سے کوئی اس میں سستی نہیں کرتا ثواب

Scanned with CamScanner

حاصل کرنے یا نماز میں حق ﷻ کے ساتھ ہم مجلس ہونے کی لذت حاصل کرنے کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے کیونکہ جو شخص اس مقصد کے لیے ایسا کرتا ہے وہ اپنے نفس کے حصے کے لیے کوشش کرتا ہے بخلاف اس کے جو اس جلدی میں اللہ ﷻ کے حکم کی تعظیم کرنے اور اس کو معمولی نہ سمجھنے کا قصد کرے۔

اسی لیے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کا حکم دیا گیا اور آپ علیہ السلام نے استرا نہ پایا تو کلہاڑی کے ساتھ ختنہ کر دیا ان سے کہا گیا کہ آپ نے استرا ملنے تک صبر کیوں نہ کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کے حکم (کی بجا آوری) میں تاخیر بہت بڑی بات ہے (بڑا گناہ ہے)

تو اے بھائی! اس پر عمل کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دنیا کو حقیر خیال کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک دنیا حقیر ہوتی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں اس کو چھوڑنے میں سخت طریقہ اختیار کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ لِلدُّنْيَا بَنِيْنَ وَلِلْاٰخِرَةِ بَنِيْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا اَبْنَاءِ الدُّنْيَا۔

(ترجمہ) بے شک دنیا کے کچھ بیٹے ہیں اور آخرت کی بھی کچھ اولاد ہے پس تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں ایک دن میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یوں پایا کہ آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے کسی چیز کو دور کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کو دور کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَلدُّنْيَا تَطَوَّلَتْ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا اِلَيْكَ عَنِّيْ

(کنز العمال، حدیث 18597 جلد 7 صفحہ 186 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا میری طرف بڑھی تو میں نے اس سے کہا مجھ سے دور ہو جا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک مردار بکری دیکھی آپ ﷺ نے اس کے کان کو پکڑ کر فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے یہ اپنے گھر والوں کے نزدیک حقیر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کی حقارت کی وجہ سے انہوں نے اس کو پھینک دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا۔

(کنز العمال، حدیث 6206 جلد 3 صفحہ 214 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ کے ہاں دنیا اس سے زیادہ حقیر ہے جس قدر یہ اپنے گھر والوں کے لیے حقیر ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

لَوْ اَنَّ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ۔

(کنز العمال، حدیث 6208 جلد 3 صفحہ 215 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) اگر اللہ ﷻ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ ﷻ اس سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن دنیا اس طرح آئے گی کہ اپنی زینت میں اکڑ رہی ہوگی اور کہے گی اے میرے رب ﷻ! مجھے اپنے سب سے اچھے بندے کا گھر بنا دے تو اللہ ﷻ فرمائے گا میں تجھے اس کے لیے پسند نہیں کرتا اے ناچیز! چلی جا اور بکھری ہوئی غبار ہو جا۔

ایک روایت میں ہے اس سے فرمائے گا جہنم کی طرف چلی جا وہ کہے گی اے میرے رب! جو مجھے پسند کرتا ہے اسے بھی میرے ساتھ کر دے اللہ ﷻ اس سے فرمائے گا جو پسند کرتا ہے وہ بھی تیرے ساتھ ہے پس وہ ان سب کو لے کر جہنم میں جائے گی۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو عظیم سمجھتا ہے وہ اللہ ﷻ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا یہ وہ شخص ہے جس نے اس چیز کو عظیم سمجھا جس کو اللہ ﷻ نے حقیر قرار دیا تو شرمندگی کی وجہ سے اس کے چہرے کا گوشت گر جائے گا اور جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے اور دنیا کو بھی پسند کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ محبت کی شرط سے یہ بات ہے کہ اس چیز کو ناپسند کرے جسے اس کا محبوب ناپسند کرتا ہے اور بے شک اللہ ﷻ دنیا کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ کوئی عالم جب اپنی خواہش کو میری اطاعت پر ترجیح دیتا ہے تو میں اسے کم از کم سزا یہ دیتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے آؤ ہمارے ساتھ کہ ہم اس گناہ سے توبہ کریں جس سے لوگوں نے توبہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا دنیا کی محبت، اور عنقریب لوگ دنیا سے محبت کریں گے حتیٰ کہ اس کی پوجا کریں اور دنیا داروں کی پوجا بھی کریں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص محبت دنیا کو کبیرہ گناہوں میں سے نہ سمجھے وہ (سیدھے) راستے سے بھٹک گیا اس لیے کہ کفر کی بنیاد دنیا میں رغبت پر ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے انکار کا سبب حسد اور تکبر کے طور

Scanned with CamScanner

پر اس چیز میں نافرمانی کرتا ہے جسے رسل عظام علیہم السلام لاتے ہیں۔ اور یہ دونوں (حسد اور تکبر) دنیا کی محبت سے ہیں اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے میں تم سے سچ کہتا ہوں۔

اِنَّ حُبَّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ مَعْصِیَۃٍ

(کنز العمال، حدیث 6114 جلد 3 صفحہ 194 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت بڑی جادوگرنی سے بچو جو علماء کے دلوں پر جادو کرتی ہے اور ان کو اللہ ﷻ سے غافل کرتی ہے وہ دنیا ہے اور اس کا جادو ہاروت اور ماروت کے جادو سے زیادہ بڑا اور قبیح ہے کیونکہ وہ جادو آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈالتا تھا اور یہ جادو بندے اور رب کو جدا کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ دنیا کو امانت سمجھتے تھے جسے وہ اس کے مالک کی طرف لوٹائیں گے وہ اس کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتے تھے اسی لیے وہ نہایت ہلکے بوجھ سے آخرت کی طرف چلے گئے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سالن کے بغیر روٹی کھاؤ اور دنیا سے خوف رکھنے والے ہو جاؤ اس کے بعد بھی اپنے آپ کو زاہدین میں شمار کرنے سے بچو کیونکہ دنیا کی چھوٹی سی چیز اس کی بڑی چیز کی طرف اس طرح کھینچتی ہے کہ بندے کو اس کا پتہ نہیں چلتا۔

حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے اللہ ﷻ کے ذکر کی کثرت اس لیے اختیار کرلی کہ دنیا ان سے دور ہو جائے کیونکہ جب وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں تو دنیا ان سے دور ہو جاتی ہے اور جب ذکر سے الگ ہو جاتے ہیں تو وہ ان کی گردنیں پکڑ لیتی ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

بیت الخلا میں زیادہ جانے سے حیا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بیت الخلاء میں زیادہ جانے سے حیا کرتے ہیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ شرعی طریقے پر بھوکا رہے (اس طرح کہ فرائض واجبات اور دیگر ذمہ داریوں کی ادائیگی میں خلل نہ آئے) باوجودیکہ اس کے پاس وافر مال موجود ہو۔ حضور ﷺ کی اقتدا میں یہ طریقہ اختیار کرے رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر حضور ﷺ چاہتے تو کھاتے لیکن آپ ﷺ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے (یعنی آپ ﷺ کا بھوکا رہنا اختیاری تھا اضطراری نہ تھا)

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں رسول اکرم ﷺ کو اس سے بھی اکمل مقام حاصل تھا کہ آپ ﷺ ابتداً اپنے آپ سے کرتے اور اضطراری طور پر بھوک کو اختیار کرتے تھے کیونکہ جس کی شان کامل ہو وہ اپنی طبیعت کو اس کا حق دیتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا[1] پس آپ ﷺ اختیاری طور پر بھوکے نہیں رہتے تھے اور اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح نہیں دیتے مگر اس لیے کہ آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے اس بات کو سمجھو۔

حضرت عبدالرحمن ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ پندرہ دن میں ایک لقمہ کھاتے تھے۔ حجاج بن یوسف تک یہ بات پہنچی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا پھر حکم دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا اور پندرہ دن کے لیے کمرے کو تالا لگا دیا گیا پھر دروازہ کھولا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک ہفتہ بھوکے رہتے اور صرف ہفتہ کے دن کھاتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم کھانا کھاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کھاتے جس طرح پرندہ تھوڑا سا کھاتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے لیے عبادت میں چاشنی اس صورت میں ہوتی ہے جب میں اپنے پیٹ کو اپنی پیٹھ سے ملاتا ہوں کیونکہ حکمت دلہن کی طرح ہے اس کو ایسے کمرے میں سلایا جاتا ہے جس میں کوئی دوسرا نہ ہوتا ہو کہ اس کا خاوند اس کے پاس جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دو سالن جمع نہ کرو یہ منافقین کا کھانا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پیٹ کا چمڑا لٹکا ہوا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر درہ بلند کیا اور فرمایا یہ کافر کے چمڑے کے مشابہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ بہت زیادہ گوشت خور ہے تو اسے درے سے مارتے اور فرماتے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس گوشت کی قوت وتاثیر شراب کی قوت وتاثیر جیسی ہے۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ مہینے میں ایک مرتبہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے اس کے بعد مہینے میں دو مرتبہ داخل ہونے لگے تو ان کی ماں نے ان کے ساتھیوں سے کہا عبدالرحمان کے لیے دعا کرو وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں تین دن میں ایک مرتبہ بیت الخلاء جانے میں حیا محسوس کرتا ہوں اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تو اس حق کو حاصل کرنے کی بجائے دوسروں کو بھوک سے بچانا اور ان کو ترجیح دینا آپ ﷺ کی عظمت ہے اور دوسروں کے لیے رہنمائی ہے ۱۲ ہزاروی۔

Scanned with CamScanner

شِرَارُ اُمَّتِیَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَةِ

(ترجمہ) میری امت کے برے لوگ وہ ہیں جو گندم کا مغز کھاتے ہیں۔

اللہ ﷻ کی قسم میں نے اپنے آٹے کو راکھ میں ملا کر ایک مدت تک کھایا حتیٰ کہ میرا جسم کمزور ہوگیا اگر مجھے طاقت ہوتی تو میں اس (عمل) کو کبھی نہ چھوڑتا۔[1]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب حلال کھانا نہ پاتے تو پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ریت سے کام چلاتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حجاج بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا دو راتیں گزاریں تو میں نے ان کو کھانا اور پانی چکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھا اور وہ نماز کے علاوہ کسی کام کے لیے کھڑے نہیں ہوئے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ تم نے تین دن سے زیادہ بھوک کا جوذکر کیا ہے حضور ﷺ نے یہ عمل نہیں کیا حالانکہ تم نے شروع میں شرعی بھوک کا ذکر کیا تھا تو اس میں تین دن سے زیادہ کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ حضور ﷺ امت کے لیے رحمت تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے۔ اُقْدُرُوا الْقَوْمَ بِأَضْعَفِهِمْ (ابن ماجہ حدیث نمبر 987 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) قوم کا اندازہ ان کے کمزور لوگوں سے لگاؤ (یا کمزور لوگوں کے حساب سے مقرر کرو)

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ صوم وصال رکھتے تھے تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ لوگ جو طویل مدت تک بھوکے رہتے تھے تو انہوں نے حضور ﷺ کی وراثت کے طور پر ایسا کیا اور صوم وصال سے نہی کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے نفس کو عذاب دے تا کہ اس کا نفس عبادت کو ناپسند نہ کرے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عقال مغربی رحمۃ اللہ علیہ ہر چھ مہینے میں ایک بار کھانا کھاتے تھے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے سردار حضرت علی الرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے سردار حضرت عیسیٰ بن نجم رحمۃ اللہ علیہ جو بحر برلس کے کنارے پر مدفون ہیں کو ستر سال یوں رہنا پڑا کہ وہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ ہی سوتے تھے اور وہ ایک وضو پر رہے۔

بعض محققین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ لوگ جو اتنا لمبا عرصہ کھانا نہیں کھاتے تھے ان میں سے ایک انگور کا دانا اور پانی کا ایک قطرہ پی لیتا تھا تا کہ صوم وصال سے نکل جائیں جو ممنوع ہے ان لوگوں کے بارے میں یہی گمان ہونا چاہئے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

1۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھا کھانا منع ہے اور برے لوگوں کا کام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھوکے رہتے ہوں اور آدمی اچھے سے اچھا کھانا کھائے یہ بات ممنوع ہے ۱۲ ہزاروی۔

قوم (صوفیاء) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بھوک طریقت کے ارکان میں سے اہم رکن ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ جب مرید پانچ دن کے بعد کھانا طلب کرے تو اس کو مال کمانے کا حکم دو اس سے طریقت درست نہیں۔

حضرت ابو عثمان جیزی رحمۃ اللہ علیہ (جیزہ مصر کا ایک ضلع ہے) فرماتے تھے میں (طریقت کے) ابتدائی مراحل اور سیاحت میں ایک سال تک رکا رہا میرے دل میں کھانے کا خیال نہیں آتا تھا مگر یہ کہ کھانا سامنے ہو۔

تو اے بھائی! تم دیکھو ان لوگوں کی بھوک کے سامنے تمہاری بھوک کی کوئی حیثیت نہیں اس کے باوجود کہ ان کی بھوک سنت طریقے سے خارج نہیں ہوتی تھی کیونکہ ان کو قوت حاصل تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور وہ جو وصال کے طریقے پر بھوک سے منع کیا گیا تو وہ نفس پر ضرر کے خوف کی وجہ سے ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقل، اپنی قوت اور اپنی معرفت کو سات سات اجزاء میں تقسیم کرتے تھے اور اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک ان میں سے ہر ایک میں سے چھ اجزاء چلے نہ جائیں اور وہ فرماتے تھے اگر مجھے ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس وقت تک نہ کھاتا جب تک ساتوں اجزاء چلے نہ جائے۔

تو اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دنیا جمع کرنے سے اجتناب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ سلامتی کو غنیمت پر اس طرح مقدم کرتے ہیں کہ دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے اپنے ہاتھوں کو خالی کر دیتے ہیں اور وہ دنیا کو جمع کرنے اور اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دنیا سے خالی کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اس کا حق ادا نہ کرسکیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہتا ہے اے طالب دنیا! اس کے ذریعے کسی دوسرے کے ساتھ نیکی کر تیرا اسے چھوڑ دینا بہت بڑی نیکی ہے، بہت بڑی نیکی۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا دنیا سے خالی ہونا اس کو جمع کر کے خرچ کرنے سے افضل ہے۔

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں سے کسی سے جب کہا جاتا کہ یہ درہم لو اور مساکین پر خرچ کرو تو وہ اس سے انکار کر دیتا اور کہتا جس نے اسے جمع کیا ہے وہی تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے اور بعض اوقات اس میں حرام اور شبہ ہوتا ہے تو یہ فقراء کے لیے مفت کا مال ہوتا ہے اور تقسیم کرنے کی گرفت کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے رب کی عبادت کے لیے فارغ ہو جائے وہ اس سے افضل ہے جو اس (عبادت) کو چھوڑ دے اور اپنے بچوں کے لیے محنت کرے۔ (شاید اس سے مراد یہ ہے کہ

Scanned with CamScanner

جب حسب ضرورت رزق حاصل کرلے ورنہ نفلی عبادت کی بجائے رزق کمانا ضروری ہے)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں بہت دوری ہے دنیا ان کے سامنے آئی تو وہ اس سے بھاگ گئے اور تم سے دنیا بھاگ گئی تو تم اس کے پیچھے چلے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کی کڑوی گھونٹ ایلوا (درخت) کی کڑوی گھونٹ سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص سچے لوگوں کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے گویا وہ بیوی کے بغیر ہے اور اپنی اولاد کو چھوڑ دے گویا وہ یتیم ہیں۔[1]

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا اٹھو نماز پڑھو اس نے کہا میں نے اللہ ﷻ کی افضل عبادت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں نے اللہ ﷻ کی افضل عبادت کی ہے کہ میں نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سو جا تو عابدین سے فوقیت لے گیا۔

اس خلق کے بارے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ اہل صفہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا تم میں سے کون وادی بطحان کی طرف جاتا ہے کہ وہاں سے دو موٹی تازی اونٹنیاں لائے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم سب چاہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک اس کو چھوڑ کر مسجد کی طرف جائے اور اللہ ﷻ کی کتاب سے دو آیتیں سیکھے تو یہ اس کے لیے دو (اونٹنیوں) سے بہتر ہے اور تین (آیات) تین (اونٹنیوں) سے اور چار (آیات) چار (اونٹنیوں) سے بہتر ہیں یعنی جتنی آیات اتنی ہی اونٹنیاں۔

ہر مقام کے مناسب لوگ ہوتے ہیں اور شارع کی شان یہ ہے کہ ہر ایک کو اس بات کی ترغیب دے جس میں اللہ ﷻ نے اسے قائم کیا تاکہ مراتب معطل نہ ہوں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

بدگمانی سے اجتناب

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ مثلاً وہ کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری توجہ بیوی بچوں کی طرف نہ ہو ورنہ بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنا شرعاً ممنوع ہے اور ایسا شخص گناہ گار ہے۔ ۱۲ ہزاروی

وہ لوگوں سے الگ ہو کر پہاڑ میں جا بیٹھا ہے پھر وہ اسے دیکھتے ہیں کہ وہ اتر کر لوگوں کے پاس اور ان کے آئمہ کے پاس آتا ہے اور ان سے ملاقات کرتا ہے۔ تو اس کو کسی فاسد وجہ پر محمول نہ کرتے مثلاً یوں نہ کہتے کہ اس میں تنہائی کی طاقت نہیں جس کے ساتھ مشہور ہوا یا یوں کہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ اختیار کرتا ہے کہ وہ اس کے قیام ولادت پر حاضر ہوں (اور عرس وغیرہ منائیں) بلکہ اس کے آنے کا مطلب یہ کہ صرف اللہ ﷻ کی رضا کو سمجھیں اور اس کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھے خلق کا برتاؤ قرار دیں۔

تو اے بھائی! تم اللہ ﷻ کے ان بندوں کے بارے میں جو کسی جگہ یا کسی پہاڑ میں ہیں برے خیال سے بچو جب ان کو لوگوں سے ملتے جلتے دیکھو اور یوں نہ کہو کہ یہ شخص لوگوں سے الگ ہو گیا تھا اب ان کے ساتھ میل جول کی کیا وجہ ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں اچھا گمان رکھو۔

پس اب بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

رزق کے معاملہ کو زیادہ اہمیت نہ دینا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ رزق کے معاملے کا اہتمام نہیں کرتے اور جب ان میں سے کسی کے پاس رات کو دینار یا درہم نہیں ہوتا تو بھی ان کا سینہ کشادہ رہتا ہے اور کل آنے والے دن کے لیے رزق کو جمع کرنا پسند نہیں کرتے اور اگر ان میں سے کوئی کل کے لیے یا ہفتہ بھر یا مہینہ بھر کے لیے رزق جمع کرتا ہے تو وہ بچوں کے نام پر جمع کرتا ہے اپنی ذات کے لیے نہیں تاکہ بچوں کے دل میں رزق نہ ہونے کی وجہ سے جو پریشانی ہوتی ہے اس کو ختم کیا جائے کیونکہ بعض اوقات ان میں سے کسی ایک کے دل میں اللہ ﷻ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔

ان میں سے بعض صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے کہا کہ بعض اوقات اس رزق کو جمع کیا جاتا ہے جس کے بارے میں کشف کے طریقے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا رزق ہے اس کے غیر کے لیے صحیح نہیں کہ اس میں سے کچھ کھائے۔

لیکن میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے عارف کے کمال میں سے یہ بات ہے کہ جب اسے اس بات پر اطلاع ہو کہ فلاں چیز اس کے رزق سے ہے تو وہ اس کو خزانہ نہ بنائے بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ اس کے لیے وہ وقت آجائے جس میں اللہ ﷻ نے اس کے لیے اسے رزق بنایا ہے اس طرح وہ مال روکنے پر خالی ہاتھ کو ترجیح دے کیونکہ جمع کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی النجیتی البصیر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو ولی حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کل کے لیے رزق جمع

Scanned with CamScanner

نہ کرے جو کل کے لیے رزق جمع کر کے رکھے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اگرچہ تمام جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کرے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ عارفین کے پاس بیداری کی حالت میں اور مریدین کے پاس نیند کی حالت میں آتے ہیں کیونکہ وہ بیداری کی حالت میں ان کی صحبت پر قادر نہیں ہوتا اس لیے وہ اس کے پاس نیند کی حالت میں آکر اسے وہ آداب سکھاتے ہیں جن کا اسے علم نہیں۔

حضرت ابوعبداللہ الیسری رحمۃ اللہ علیہ جوان لوگوں میں سے ہیں جن کا رسالہ (القشیریہ)[1] میں ذکر ہے بیداری کے عالم میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوتے اور دیر تک ان سے گفتگو کرتے پھر بیداری ہی میں ان سے الگ ہو جاتے اور وہ ان کے پاس نیند کی صورت میں آتے تھے۔ فرماتے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ نیند کی حالت میں ان کے جدا ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہم اس شخص کی صحبت اختیار نہیں کرتے جو کل کے لیے رزق جمع کرے اور تم نے فلاں وقت اپنی بیوی سے کہا تھا یہ درہم لو اور اسے لکڑی کی الگنی پر (سامان کے لیے جو لکڑی دیوار کے ساتھ لگائی جاتی ہے اسے شلف بھی کہتے ہیں) کل کے لیے رکھ دو۔

حضرت ابوعبداللہ الیسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات صحیح ہے لیکن میں نے ذخیرہ کرنے سے اللہ عزوجل کے ہاں توبہ کر لی ہے۔ فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس بیداری کی حالت میں نہیں آئے حتیٰ کہ ان کا (حضرت ابوعبداللہ کا) انتقال ہو گیا جس طرح ان کی مرض الموت میں ان کے نفس کے بارے میں خبر دی گئی اللہ عزوجل ان پر رحمت فرمائے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل بندے کی عبادت قبول نہیں کرتا جب وہ رزق کے معاملے میں لگا رہتا ہے کیونکہ جو شخص رزق کا اہتمام کرتا ہے وہ اللہ عزوجل پر تہمت لگاتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل پر تہمت لگائے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔[2]

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات بندہ اپنے رزق کی طرف توجہ کرتا اور اس کی طلب میں بھرپور کوشش کرتا ہے اس کے باوجود وہ رزق کے معاملے میں اللہ عزوجل پر تہمت نہیں باندھتا اور شک نہیں کرتا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو اس کے خلاف پر محمول کیا جائے گا (یعنی جب شک ہو) کہ اللہ عزوجل دے گا یا نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے کھاتے اور پیتے

۱۔ یہ تصوف پر ایک بہترین کتاب ہے اس کا اردو ترجمہ عنقریب ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ (محمد اجمل)

۲۔ مطلب یہ ہے کہ گویا اسے اللہ عزوجل کی ذات پر اعتماد نہیں کہ وہ اسے رزق دے گا۔ یہ عارفین کے لیے ورنہ عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ رزق حلال کی طلب ضروری ہے ۱۲ ہزاروی۔

ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جہاں سے اللہ عزوجل مکھی اور مچھر کو رزق عطا کرتا ہے تمہارا کیا خیال ہے وہ ان چیزوں کو کھلائے گا اور ابویزید کو بھول جائے گا۔

(راوی) فرماتے ہیں حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت تک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام نے ایک دن پوچھا میں دیکھتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے کھاتے ہیں؟ حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا مجھے چھوڑو میں وہ نمازیں دوبارہ پڑھ لوں جو میں نے تمہارے پیچھے پڑھی ہیں پھر میں تمہیں جواب دوں گا کیونکہ تمہیں تو اللہ عزوجل کی معرفت بھی حاصل نہیں اور جس شخص کو معرفت خداوندی حاصل نہ ہو اس کی نماز درست نہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا۔

صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ

(کنز العمال، حدیث 14815 جلد 6 صفحہ 54 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت۔
کشف الخفاء حدیث 1609 جلد 2 صفحہ 26 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) ہر نیک اور دوسرے کے پیچھے نماز پڑھو۔

کیونکہ یہ حدیث (حکمرانوں) سے خروج کا راستہ بند کرنے کے سلسلے میں آتی ہے[1] اور یہ بات (جو انہوں نے فرمائی) امام کے لیے کمال مقام کے سلسلے میں ہے جان لو! کہ مال جمع نہ کرنے کے سلسلے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین پرندے بطور تحفہ بھیجے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک اپنے خادم کو کھانے کے لیے دے دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ اسے لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کل کے لیے کچھ بھی اٹھا نہ رکھنا کیونکہ اللہ عزوجل ہر آنے والے دن رزق عطا کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

تو اے بھائی! اپنے نفس کا امتحان لو کہ اس نے کل کے لیے کچھ جمع تو نہیں کیا اگر تم اسے پریشان دیکھو تو اس سے کہو تمہارے لیے صالحین کے مقام سے کچھ حصہ نہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نعمت اور فراخی پر شدت اور آزمائش کو ترجیح دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ سختی اور آزمائش کو نعمت اور فراخی پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس طرح اللہ عزوجل کی طرف ان کی توجہ دائمی ہوتی ہے اور جو شخص اللہ عزوجل سے محبت کرتا

۱۔ چونکہ حکمران نماز پڑھاتا تھا اور ان میں نیک اور برے بھی ہوتے تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ سے بچنے اور حاکم کی مخالفت سے اجتناب کرنے کے لیے یہ حکم دیا ۱۲ ہزاروی۔

ہے وہ اس چیز کو بھی پسند کرتا ہے جو اسے اللہ ﷻ کے قریب کر دے اور اس کی یاد دلائے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص آزمائش کو نعمت اور فراخی کو مصیبت شمار نہ کرے وہ فقیہ (عالم) نہیں۔

ایک جماعت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی اور وہ اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں روٹی تھی انہوں نے پوچھا اے مالک! چراغ نہیں ہے؟ کیا روٹی رکھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے؟ فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ اللہ ﷻ کی قسم! میں گزشتہ اعمال پر نادم ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ جس شخص کو دنیا میں وسعت عطا کرتا ہے اور اس کو اس بات کا خوف نہیں ہوتا کہ یہ چیز اس کو دھوکہ دے گی تو وہ اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہے۔[1]

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص ہر رات کھانے کے لیے (روٹی) کا خشک ٹکڑا پائے وہ فقیر نہیں ہے فقیر وہ ہے جو کچھ نہ پائے۔

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مچھر جب تک بھوکا ہوتا ہے زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جاتا ہے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہوتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان جب دنیا سے بھر جاتا ہے تو اس کا دل مر جاتا ہے۔

حضرت حفص بن حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء، فقہاء، حکماء اور شعراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخرت کی نعمتیں کامل طور پر تب حاصل ہوں گی جب دنیا میں نعمتیں کم حاصل ہوں۔

اور جان لو! اس خلق پر صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

میں کس طرح نعمتوں سے متمتع ہوسکتا ہوں جب کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے صور پکڑا ہوا ہے اور کان لگاتے ہوئے پیشانی جھکائی ہوئی ہے اور وہ منتظر ہیں کہ کب حکم دیا جائے اور وہ صور پھونکیں۔

پس معلوم ہوا کہ کاملین اس دنیا میں رہ کر آخرت کے ہولناک مناظر دیکھ رہے ہیں اس چیز نے ان کو کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے روک رکھا ہے پس اس کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

۱۔ اور اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے جو لوگ بے خوف ہوتے ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (پ۹ الاعراف ۹۹)

دنیا سے دل کا پھر جانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ نے ان کو دنیا (کی محبت) سے پھیر دیا کیونکہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو ان کے دل کشادہ ہو جاتے ہیں۔

جو شخص اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے وہ لازماً دنیا کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ دنیا، عبادت سے دل کو پھیر دیتی ہے اسی لیے ان کا سب سے اچھا خلق یہ ہے کہ دنیا ان کی طرف متوجہ ہو تو ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔

اور اے بھائی! غور کرو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے تھے تو ان میں سے اکثر کس طرح رات گزارتے اور صبح کرتے اور ان کے پاس کوئی دینار ہوتا نہ درھم اور حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت سے اور وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے لیے یوں دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

(مسند احمد بن حنبل مرویات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلد 2 صفحہ 446 مطبوعہ المکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! حضرت محمد ﷺ کی آل کا رزق گزارہ کے مطابق کر دے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ رہے اور اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہو خاص طور پر جب وہ بھوک پر صبر نہ کر سکے تو وہ دن رات اللہ ﷻ کی طرف متوجہ رہے گا اور اپنے گزران زندگی کا سوال کرے گا اس میں کوتاہی نہیں کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور قید خانہ میں اس کا سب سے بڑا عمل صبر اور غصے کو پی جانا ہے اور مومن کے لیے دنیا میں دولت نہیں اس کی دولت کل آخرت میں ہوگی۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اس میں مومن، لونڈی سے زیادہ ذلیل ہوگا وہ اس طرح زندگی گزارے گا جس طرح سر کے کا کیڑا سر کے میں ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے اللہ ﷻ جس شخص سے دنیا کو تین دن روک دے درآں حالیکہ وہ اس سے راضی ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ اپنے مومن بندے کو دنیا کی کڑواہٹ کا مزہ چکھاتا ہے اور ایسا از راہ محبت ہوتا ہے جس طرح عورت اپنے بچے کو اس کی صحت کے لیے ایلوا (کڑوا پھل) کا گھونٹ پلاتی ہے۔

صوفیاء رحمہم اللہ کے ہاں اس خلق (دنیا سے دل کا بھر جانا) کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا۔

اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تَجْفَافًا فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ

(جامع ترمذی، بحوالہ تنبیہ المغترین مطبوعہ دار البشائر)

(ترجمہ) اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو فقر کے لیے مکمل طور پر تیار ہو جاؤ کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر، سیلاب کے اپنی انتہا کی طرف سے جانے سے بھی زیادہ تیز آتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جب تک رسول اکرم ﷺ (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ رہے دنیا ہم پر تنگ اور گھری رہی اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ہم پر دنیا کو انڈیل دیا گیا یعنی ہم حضور ﷺ کی برکت سے دنیا سے محفوظ تھے لیکن جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو یہ حمایت چلی گئی اور ہم پر خرابی داخل ہو گئی۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب انسان معرفت کے مقامات میں ترقی کرتا ہے تو دنیا سے نفرت بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ اس کو طلب کرے تو وہ اس کو جواب نہیں دیتی کیونکہ اس (دنیا) کو اس کے دل میں جگہ نظر نہیں آتی جس میں وہ ٹھہرے۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص فقر کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ جوں جوں اس کی عمر بڑھتی ہے اس کا دنیوی سامان اور زینت بڑھتی جاتی ہے پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

خواہش تک پہنچنے میں رکاوٹ کا ہونا ان کے لیے باعث مسرت ہوتا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب دنیا میں ان کے اور خواہش تک پہنچنے کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوتی ہے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اگر اللہ ﷻ ہم سے محبت نہ کرتا

تو ہمارے اور اللہ ﷻ سے حجاب پیدا کرنے والی چیز کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے معلم حضرت عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا اگر تم اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے اور خواہشات کے درمیان لوہے کی دیوار بنا لو۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ جس دل میں خواہشات کی محبت ہو اس پر حرام ہے کہ میں اس کو متقی لوگوں کا امام بناؤں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفسوں میں (پائی جانے والی) خواہشات کو کچل دو خواہشات میں اپنے نفسوں کو ہلاک نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنی خواہش کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہے شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے جس طرح وہ شخص جو خواہشات کو دل میں رکھتا ہے تو شیطان اس پر سوار ہو جاتا ہے تو اللہ ﷻ کے مسلط کر دینے سے وہ جس طرح چاہے اسے پھیر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جنت اپنی تمام نعمتوں کے ساتھ دو چیزوں کی طرف لوٹتی ہے راحتیں اور خواہشات، اور کوئی شخص جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دنیا میں آرام اور خواہشات کو چھوڑ نہ دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ انسان کی ہمت (وارادے) کا محور پیٹ ہو گا اس کا دین اس کی خواہش اور اس کی تلوار اس کی زبان ہو گی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سرکش جانور تمہارے نفس سے زیادہ لگام کا محتاج نہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا اپنے نفس سے زیادہ کسی چیز کے ساتھ ٹکراؤ نہیں ہوا کبھی وہ میرے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی میرا مخالف ہوتا ہے اور وہ فرماتے تھے اپنے نفسوں کو خواہشات سے روکو اس سے پہلے کہ تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہو جائیں۔ اس خلق میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

(صحیح مسلم ۲۸۲۲، مسند احمد ۳/۱۵۳، جامع ترمذی مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) جنت کو تکلیف دہ کاموں سے ڈھانپا گیا اور جہنم کو خواہشات کے ساتھ ڈھانپا گیا۔

یعنی جو تکلیف برداشت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو خواہشات پر عمل پیرا ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے بادام رکھا گیا تو آپ ﷺ نے واپس کر دیا اور فرمایا یہ دنیا میں عیاش (اور آسودہ حال) لوگوں کا کھانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے تھے ایک سے زائد اقسام کا کھانا فاسقوں کا کھانا ہے انشاء اللہ ﷻ اس

Scanned with CamScanner

موضوع سے متعلق مزید گفتگو اپنے مقام پر ہوگی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قیمتی وعمدہ لباس سے اجتناب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ قیمتی کپڑے نہیں پہنتے بلکہ جو حلال لباس مل جائے پہن لیتے ہیں اگرچہ وہ سوتی کھردرا کپڑا ہو اور جب ان میں سے ایک صوفی جبہ یا عمامہ پہنتا ہے تو وہ بیش قیمت نہیں ہوتا جب کہ اس زمانے کے فقراء کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بعض اوقات ان میں سے ایک کا اونی جبہ یا عمامہ تاجروں کے کپڑوں سے بھی مہنگا ہوتا ہے البتہ یہ کہ کسی کی اللہ ﷻ کے ساتھ اتنی قربت ہو اس کی تدبیر کا ذمہ اللہ ﷻ نے لیا ہو یا اس کی ذاتی تدبیر اللہ ﷻ کی تدبیر کے ساتھ نہ رہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی دنیا کا وہی لباس پہنتے تھے جو پرانا ہو گیا اور اس میں کئی پیوند لگ گئے ہوں۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کوڑے کے ڈھیروں سے کپڑے کے ٹکڑے اٹھا کر دھوتے اور پھر سی کر پہن لیتے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سیاہ جبہ پہنتے تھے حتیٰ کہ وہ ان کے جسم پر پھٹ جاتا ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا یہ جبہ کب سے آپ کے جسم پر ہے؟ فرمایا نو سال سے ہے میں نے اس کو کبھی نہیں اتارا (دھونے اور غسل کرنے کے علاوہ اوقات مراد ہیں)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کپڑے پہنتے حتیٰ کہ وہ بہت میلے ہو جاتے جب ان سے کہا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑوں کو دھوتے نہیں؟ فرمایا معاملہ (موت) اس سے بھی جلدی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عمر ابن خطاب ؓ سے کہا جب آپ اپنے دونوں ساتھیوں (رسول کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر ؓ) سے ملنا چاہتے ہیں تو اپنی قمیص کو پیوند لگائیں اپنے نعل مبارک کی خود سلائی کریں اپنی امید کو کم کریں اور سیر ہونے سے کم کھائیں۔

حضرت ابوذر غفاری ؓ کا گھر سامان سے خالی تھا اور اس میں ایک برتن تھا جس کو طہارت کے لیے استعمال کرتے تھے ایک دن آپ ؓ سے کہا گیا کہ آپ ؓ اپنے گھر میں سامان نہیں رکھتے؟

فرمایا اس گھر کا مالک (اللہ ﷻ) ہمیں اس میں رہنے نہیں دے گا اور ہمارے لیے ایک اور گھر ہے ہم اس کی طرف نیک اعمال بھیجیں گے ان شاء اللہ ﷻ۔

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے اپنے کپڑے دھونے کا زیادہ اہتمام نہ کرو کیونکہ میلے کپڑوں میں صاف دل اللہ ﷻ کو اس دل سے زیادہ پسند ہے جو دل گندا اور کپڑے

صاف ہوں۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ کے کپڑے تمہارے کپڑوں کے مقابلے میں کھردرے اور دل زیادہ نرم تھا اور عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانے کے لوگوں کے کپڑے زیادہ باریک اور دل زیادہ سخت ہوں گے۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ فرماتے تھے بہت سے لوگ اپنے کپڑوں کو صاف اور دلوں کو میلا رکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ اپنی داڑھی کو کنگھی نہیں کرتے؟ فرمایا اس وقت دل سے فارغ ہو جاؤں گا (یعنی دل کی طرف توجہ نہیں رہے گی) اور ہر وقت کنگھی کرنا ضروری بھی نہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ اپنی داڑھی کو خضاب نہیں لگاتے؟ فرمایا خضاب زینت ہے اور ہم ابھی اس کے اہل نہیں ہیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات میں اپنے کپڑے دھونے کا ارادہ کرتا ہوں تو دل میں تفکرات کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں اور آپ اپنے کپڑوں کو اشنان (ایک بوٹی) سے دھوتے تھے صابن سے نہیں دھوتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ موسم گرما اور موسم سرما کے رات اور دن میں عبادت میں کمی اور زیادتی نہیں کرتے تھے (یعنی موسم گرما سرما کے بدلنے کا ان کی عبادت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا)

اور حضرت ابواسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کی سبز چادریں گھروں کے اندر ہوتی تھیں حضرت شھر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی بھی اپنے عمامہ پر سبز چادر نہیں رکھتا تھا۔ لوگ سر پر چادر اوڑھ کر نکلنے کے بجائے گھر کے اندر رہنا پسند کرتے تھے (کیونکہ اس چادر کا مقصد اپنے آپ کو فضول نظر سے بچانا تھا اور گھر کے اندر رہنے سے اس کا حصول بدرجہ اتم ہوتا ہے)۔

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے تھے آج کل مساجد میں لوگوں پر سبز چادریں ہوں تو ان کو خیبر کے یہودیوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں سر پر چادر لینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نظر کو روکا جائے تاکہ وہ دیواروں وغیرہ پر نہ پڑے اور یہ کوئی کام نہیں اہم بات یہ ہے کہ دل کے اوپر چادر ہو جو اس کو دنیا کی خواہشات کی طرف نگاہ اٹھانے سے روکے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

۱۔ کپڑوں کی طہارت سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان لوگوں کا رد ہے جو لباس صاف رکھتے ہیں اور ان کے دل گندے ہوتے ہیں ورنہ اسلام میں ظاہری طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا لہٰذا مقصد یہ ہے کہ ظاہر کی طرح باطن کو بھی پاک رکھو۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (پ۱۴ الحجر۸۸)

(ترجمہ) اور اپنی آنکھوں کو ہرگز اس چیز کی طرف نہ بڑھاؤ جو نفع ہم نے ان میں سے کچھ جوڑوں کو دیا اور ہر مقام کے لیے کچھ لوگ ہوتے ہیں اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس چادر کو دیکھا جس کے ساتھ آپ ﷺ (باہر سے آنے والے) وفدوں کی طرف تشریف لاتے تھے اس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی (کہنی سے درمیانی انگلی کے کنارے تک ذراع یعنی ہاتھ کہلاتا ہے) آپ ﷺ کے بعد یہ مبارک چادر خلفاء کے پاس تھی حتیٰ کہ پرانی ہوگئی وہ اسے عیدین کے موقع پر پہنتے تھے (اوپر لیتے تھے)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے قاری! تیرا سبز چادر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تجھے اونی کوٹ اور چرواہے کی لاٹھی چاہئے جو اللہ ﷻ سے اللہ ﷻ کی طرف پھرے اور اپنے بھائیوں کو اللہ ﷻ کا شوق دلائے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے راستے میں دیکھا میں نے ان کے کپڑوں حتیٰ کہ جوتے کی بھی قیمت لگائی تو وہ ایک درہم یا چار دانق کے برابر تھی۔ (ایک دانق درہم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتا ہے) تو اے بھائی اس بات کو جان لے کہ اس خلق میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْبَذَاذَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ (المستدرک للحاکم للصحیحین۔ کتاب ایمان جلد 1 صفحہ 9 مطبوعہ المطبوعات الاسلامیہ بیروت)

(ترجمہ) بذاذہ ایمان سے ہے۔

بذاذہ کا معنیٰ پرانے کپڑے پہننا ہے۔ پس آدمی کو اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ اس نے کون سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

حلال مال میں بھی حد سے زیادہ خرچ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان کو حلال مال ملتا ہے تو اس میں اسراف نہیں کرتے (ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتے) کیونکہ ہر زمانے میں مقام کے اعتبار سے لوگوں میں تفاوت کی وجہ سے حلال اجنبی رہتا ہے بعض اوقات کچھ لوگوں کے پاس حلال ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس غیر حلال (حرام) ہوتا ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ کسب حلال کو ہر کام سے مقدم کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ یقیناً آخرت والے لوگ تھے اور اُخروی خالص اعمال اس شخص کے ہاتھوں انجام نہیں پاتے جو حرام یا شبہات والی چیزیں کھاتا ہے جو شخص حرام کھاتا ہے اس سے حرام کام عمل میں آتا ہے اور جو شخص شبہ والی چیزیں کھاتا ہے اس سے شبہ والے کام ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ حرام کھا کر اللہ ﷻ کی اطاعت کرے تو اس پر قادر نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کل ایک پاکیزہ درہم بھی نہیں ملتا اور اگر ہم اسے پائیں تو اس کے ساتھ اپنے بیماروں کا علاج کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا دین یہ ہے کہ اس کے دستر خوان پر حلال مال سے ایک روٹی ہو اور اب ایک گھر والوں کے دستر خوان پر حلال سے ایک روٹی ہوتی ہے کیونکہ آج کل حلال اجنبی ہوگیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مومن پر کسب حلال ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف منتقل ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر بندہ اپنے زمانے میں حلال کو اس طرح نہ دیکھے جس طرح مجبور آدمی کے لیے مردار ہے تو وہ ہلاک ہو جائے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا "یا اللہ ﷻ مجھے حلال اور صاف رزق عطا فرما" تو انہوں نے اس سے فرمایا اے فلاں! اللہ ﷻ سے رزق کا سوال کر وہ اس پر تجھے عذاب نہیں دے گا کیونکہ حلال انبیاء کرام علیہم السلام کا رزق ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر دن کے آخر تک کام کرتے جب وہ لوگ آپ کو اجرت دیتے تو آپ اس کو دیکھتے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے مجھے ڈر ہے کہ میں نے اپنی پوری طاقت خرچ نہ کی ہو جس کا کھیتی والے نے مجھ سے مطالبہ کیا پھر اسے چھوڑ دیتے اور اس رات بھوکے رہتے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی کام کرتے تو وہ اس (کی مزدوری) کو اس وقت حلال جانتے جب کام کے دوران اللہ ﷻ کے ہاں حاضری برقرار رہے اور جس عمل میں یہ حاضری نہ ہوتی تو اس کی اجرت نہیں لیتے تھے۔

حضرت معمر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں حلال میں سے کسی چیز کا باقی رہنا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ کوئی شخص دریائے دجلہ یا نیل سے چلو بھر کر پیئے۔

وہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حلال طلب کیا تو اسے صرف حشیش (خشک گھاس) ملی جو نہروں کے کنارے پر تھی تو اس نے اس میں سے کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی جلد تیس سال سبز رہی اس وقت غیبی آواز آئی اب تیرے لیے حلال کھانا ٹھیک ہوگیا اور حرام سے تیری جان چھوٹ گئی۔[1]

فرماتے ہیں ان میں سے بعض حضرات نے اس چیز کو کھانا چھوڑ دیا جس میں انسانوں کے ہاتھ کا دخل تھا پھر وہ جنگل کی طرف چلا گیا تاکہ حشیش کھائے تو اس کے دل میں آواز آئی یہ بات بہت بعید ہے تم

۱۔ یعنی حالت اضطرار میں جب کھانے کو کچھ نہ ملے تو مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے اور اگر ایسا شخص مردار نہ کھائے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار رہتا ہے اسی طرح حلال رزق کی تلاش نہ کرنا گناہ ہے ۱۲ ہزاروی

آج تقویٰ اختیار کرتے ہو تو تم اس قوت کا کیا کرو گے جو تم نے حاصل کی حتیٰ کہ (اس کے ذریعے) یہاں چل کر آئے تو غور کرو تم نے اسے کہاں سے حاصل کیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے گھڑے کے نبیذ (پھلوں کے رس) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھنے والے سے فرمایا تم پر رحم کیا جائے پانی میں نبیذ بنانے سے پہلے پھل کو دیکھو کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک عابد کو دیکھا جو نماز کے لیے کھڑا ہونا بوجھ محسوس کرتا تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا کھانا صاف نہیں تھا اگر وہ حلال رزق کھاتا تو اس کو بوجھ محسوس نہ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی ولیمہ میں جاتے تو اپنے ساتھ ایک روٹی لے جاتے جسے کھاتے جب ولیمہ والا پوچھتا اے میرے سردار! کیا آپ میری روٹی سے نہیں کھاتے؟ تو اس سے فرماتے تم جانتے ہو کہ تمہاری روٹی کہاں سے آئی ہے؟ اور میں جانتا ہوں کہ میری روٹی کہاں سے آئی ہے پس ہر ایک اس سے کھاتا ہے جس کے بارے میں جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں میں نے اس مقام پر جن لوگوں کو پایا ان میں سیدی شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ولیمہ کی دعوت دی جاتی تو آپ روٹی ساتھ لے جاتے اور جب دسترخوان بچھایا جاتا تو اس میں (اپنی روٹی میں) سے کھاتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی صف کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھو تمہاری روٹی کہاں سے آئی پھر اسے کھاؤ اس کے بعد جس صف میں چاہو نماز پڑھو تم پر کوئی حرج نہ ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں کوئی حرام چیز ہو۔

حضرت امام سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نجات تین باتوں میں ہے:

(1) ہدایت کا راستہ (2) کمال تقویٰ اور (3) حلال غذا

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم روزہ رکھو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ تم اس ستون کی طرح ہو جاؤ تو یہ تمہیں تب نفع دے گی جب تم یہ دیکھو کہ تمہارے پیٹ میں کیا داخل ہو رہا ہے (حلال ہے یا حرام؟)

اور جان لو کہ اس خلق پر صوفیاء کرام کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ قول ہے۔

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (پ۱۸ المؤمنون ۵۱)

(ترجمہ) پاک (حلال) چیزوں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔

یہ رسولوں علیہم السلام کو خطاب ہے اور حدیث شریف میں واضح الفاظ میں فرمایا:

بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ

(صحیح مسلم حدیث نمبر 1015۔ جامع ترمذی حدیث نمبر 2992 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اور بے شک اللہ ﷻ نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا۔ اور ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے۔[1] رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَكْتَسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيُبَارَكَ لَهُ فِيْهِ وَلَا يَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُؤْجَرُ عَلَيْهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ اِلَّا كَانَ دَافِعًا لَهُ اِلَى النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُوْ السَّيِّئَ وَلٰكِنْ يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 387 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بندہ جو حرام (مال) کماتا ہے اس میں برکت نہیں اور اس میں سے جو صدقہ کرے اس کا ثواب نہیں ملتا اور اگر اسے اپنے بعد چھوڑ کر جائے تو یہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے بے شک اللہ ﷻ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ خبیث کو پاک کے ذریعے مٹاتا ہے۔

تو اے بھائی! اس زمانے میں اپنے کھانے کی طرف دیکھو اور تم پر بہت زیادہ بھوک لازم ہے اور تم کسی امیر یا اس کے شریک کار یا قاضی کے کھانے سے بچو چہ جائیکہ تم ظالموں اور ٹیکس لینے والے (ظالم) کا کھانا کھاؤ اور اس کی چھان بین نہ کرو یہ تمہارے لیے دین کے اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہے اگرچہ تمہارے سر پر اونی عمامہ اور (تمہارے جسم پر) جبہ ہو اور عمامہ کا شملہ ہو۔

ایک دوسرے کو وصیت کرنا اور اسے قبول کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بہت زیادہ وصیت کرتے ہیں اور ان کے وعظ کو قبول کر کے اس پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ اپنے دل میں یہ خیال نہیں کرتے کہ جس کو نصیحت کرنا ان پر واجب تھا انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ زمانہ بھر اس سے نیکی کرے کیونکہ اُخروی امور کا دنیوی ساز و سامان کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاتا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا تم جہاں بھی ہو اللہ ﷻ کے حکم کی عزت و احترام کرو تم جہاں بھی ہو گے اللہ ﷻ تمہیں عزت عطا کرے گا (یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم اللہ ﷻ کے حکم کو غالب رکھو اللہ ﷻ تمہیں غالب رکھے گا)۔

۱۔ اس حدیث کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے: بیشک اللہ ﷻ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس بات سے پرہیز کر کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے جو نیک لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے ہیں اور ان سے نفع حاصل نہیں کرتے یا گناہ گاروں کو ملامت کرتے ہیں اور خود گناہوں سے نہیں بچتے یا جو ظاہر میں شیطان پر لعنت بھیجتے ہیں اور خلوتوں میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کیا تمہارا باپ فوت ہو گیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ کیونکہ جو شخص والد کی وفات کے بعد کسی نصیحت کرنے والے کا محتاج ہو اس کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔

ایک شخص نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا دنیا اور آخرت میں بادشاہ بن جاؤ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا دنیا میں زہد اختیار کرو، اس شخص نے عرض کیا کچھ اور بتائیے آپ نے فرمایا اپنے نفس کو دم قرار دو اور لوگوں کے پاس بیٹھو، اپنے نفس کو سر قرار دے کر لوگوں سے مطالبہ نہ کرو کہ وہ تمہارے پاس بیٹھیں (یعنی تواضع اختیار کرو)

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک عابد کے پاس تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ مجھے کوئی نصیحت کرو عابد نے ان سے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے ہیں تو میں آپ کو نصیحت کرتا یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تو میں نے عرض کیا مجھے کوئی نصیحت کریں۔ انہوں نے فرمایا اے عمر! اس بات سے بچو کہ تم ظاہر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوست اور پوشیدگی میں اس کے دشمن ہو۔

ایک شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا اے روح اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے اس سے فرمایا کب تک تم لوگوں کو نصیحت کی جائے اور تم اسے قبول نہ کرو تم لوگوں نے واعظین کو بہت زیادہ تکلیف دی اور تھکا دیا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا گناہ نہ کرو اس طرح اپنے آپ کو جہنم میں ڈالو گے حالانکہ جب تم کسی شخص کو دیکھتے ہو کہ وہ مجھ کو آگ میں ڈالتا ہے تو تم اس پر اعتراض کرتے ہو اور خود دن میں کئی بار اپنے آپ کو آگ میں ڈالتے ہو اور اپنے آپ پر اعتراض نہیں کرتے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے وعظ و نصیحت فرمائیں آپ

نے فرمایا فضول نظر کو چھوڑ دو تمہیں خشوع کی توفیق ملے گی فضول کلام کو چھوڑ دو حکمت کی توفیق عطا ہو گی فضول (زائد) کھانے کو چھوڑ دو عبادت کی توفیق پاؤ گے، لوگوں کے عیب تلاش کرنا ترک کرو اپنے نفس کے عیبوں پر مطلع ہو گے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں غور کرنا چھوڑ دو شک اور نفاق سے بچ جاؤ گے۔

ایک شخص نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا: کسی سے حسد نہ کرو اگر وہ جہنم والوں میں سے ہے تو تم کس طرح فانی دنیا پر اس سے حسد کرتے ہو وہ اس کے بعد جہنم کی طرف جائے گا اور اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کے اعمال کی اتباع کرو اور اس پر رشک کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم دنیا کے معاملے میں اس سے حسد کرو۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے فرمایا تعجب ہے ایسی زبانوں پر جو بیان کرتی ہیں اور دل پہچانتے ہیں جبکہ اعمال مخالفت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے نصیحت فرمائیں انہوں نے فرمایا اس دن کو یاد کر جس دن ہر پوشیدہ بات ظاہر ہو جائے گی۔

ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے کوئی نصیحت کریں انہوں نے فرمایا تم تکبر کرنے یا لوگوں کا مال ناحق طور پر کھانے سے بچو کیونکہ جو شخص لوگوں پر تکبر کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لوگوں کا مال غنیمت سمیٹتا ہے وہ محتاج ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے یہ حدیث سنی۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ　(کشف الخفاء حدیث 2282 جلد 2 صفحہ 181 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) آدمی (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔

تو انہوں نے فرمایا اے بھائی! یہ قول تمہیں دھوکہ نہ دے تم نیک لوگوں کے ساتھ اسی وقت ملو گے جب ان کے اعمال جیسے اعمال کرو گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائیں گے کیونکہ اعمال میں وہ ان سے پیچھے رہ گئے اور ان کی مخالفت کرتے ہیں (جو لوگ محبت کا دعویٰ کریں ان کو محبوب کی طرح عمل بھی کرنا ہوتا ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں)

پھر فرمایا ان لوگوں پر تعجب ہے جن کو حکم دیا گیا کہ زاد راہ لے کر سفر پر نکلیں اور وہ بیٹھے ہنس رہے ہیں کیونکہ جس شخص کی سواری رات اور دن ہوں تو وہ سواری اسے لے کر جا رہی ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے بعض اوقات ہم میں سے ایک شخص موت کے لیے پچاس سال تیاری کرتا ہے اور اس کی تیاری صحیح

نہیں ہوتی موت کے لیے تیاری دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے جس طرح حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے موت کے لیے صبح اور شام ہے اے ملک الموت! جس وقت چاہو میری جان لے لو۔

اس سلسلے میں صوفیاء کرام کے دلائل میں سے ایک دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ، شَبَابَکَ قَبْلَ ھَرَمِکَ وَصِحَّتِکَ قَبْلَ سَقَمِکَ وَغِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ وَفَرَاغِکَ قَبْلَ شُغْلِکَ وَحَیَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ

(المستدرک للحاکم للصحیحین کتاب الرقاق جلد 4 صفحہ 306 مطبوعہ المطبوعات الاسلامیہ بیروت)

(ترجمہ) پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو اپنے فقر سے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کے لیے بیدار رہو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کس کو نصیحت کریں

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ صرف اس شخص کو نصیحت اور وصیت کرتے ہیں جس کے بارے قرآن کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ وہ نصیحتوں اور وصیتوں کو قبول کرے گا اور جس کے بارے میں ان کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کو نصیحت کریں گے تو وہ حرکت کرے گا یا کوئی اور راستہ اختیار کرے گا تو اس سے اعراض کرنا زیادہ بہتر ہے نیز تاخیر کرنا مناسب ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک شرعی طریقہ پائے اور اس کے ذریعے اس کو نصیحت پہنچائے۔

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی کو نصیحت نہ کرو مگر یہ کہ تمہیں اس سے قبولیت کا علم ہو جائے ورنہ بعض اوقات اس نصیحت کے بعد ایسا ضرر ہوگا جس سے بچنے کی تمہیں طاقت نہیں ہوگی۔

اور اس زمانے میں تمہیں کسی پر حکومت کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ ہر شخص اپنے آپ کو فلاں کا باپ کہلواتا ہے (اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے) اور ہر ایک کی اقتدا کرنے سے بھی بچو کیونکہ خواہشات بہت پھیل گئی ہیں اور اپنے راز دوسروں کو دینے سے بچو کیونکہ امانتداری اٹھ چکی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے مجھے خود ایک واقعہ پیش آیا میں نے اس دور کے مشائخ میں سے کسی ایک شیخ کو نصیحت کی کہ ظالم لوگوں کے گھروں سے نہ کھائے اور یہ بات صرف میرے اور اس کے درمیان تھی تو اس شخص نے سترہ سال تک مجھ سے بات نہ کی اور پھر بڑی مشکل سے صلح کی اور اگر میں اسے لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا تو کیا حال ہوتا شاید وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہوتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے زمانے کی پہچان حاصل کرو اور سیاست (حکمت و دانائی) کے ساتھ اپنے بھائیوں کو نصیحت کرو۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اپنے اعمال کو کم سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ ان کے اعمال ان کی اپنی نظر میں قلیل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے اپنے اعمال ہوتے ہیں اگرچہ جنوں اور انسانوں کے عمل کے برابر ہوں وہ یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ انہوں نے اللہ عزوجل کے حقوق میں سے ایک ذرے کے برابر بھی ادائیگی کی ہے۔ رسول کریم ﷺ (عبادت کے لیے) کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھول گئے اور ان سے خون جاری ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیک وسلم اس طرح کرتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے سبب آپ ﷺ کے تمام اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ معاف فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا　(صحیح بخاری ۱۱۳۰/صحیح مسلم ۲۸۱۹ مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھتے حتیٰ کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے ان کی پنڈلیاں پھول جاتیں یہاں تک کہ مجھے ان پر رحم آتا اور میں ان کے پیچھے روتی رہتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ ان میں سے ایک کو اپنے دین اور اپنی عمر کی اس قدر لالچ تھی جتنی تم میں کسی کو اپنے درھم اور دینار کی نہیں ہوتی۔

حضرت عمر بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ہر رات قبرستان کی طرف جاتے اور اس کے مقابل عشاء سے فجر تک نماز پڑھتے رہتے پھر واپس آکر صبح کی نماز مسجد میں پڑھتے اور جب قبرستان سے آتے تو قبرستان والوں سے کہتے اے میرے بھائیو! تمہارے نامہ ہائے اعمال لپیٹ دیئے گئے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پوری پوری رات ایک ہی سورہ میں گزار دیتے اور وہ اپنا سر نہ اٹھاتے حتیٰ کہ محسوس کرتے کہ اپنے رب کے سامنے۔ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی ہڈی پگھل چکی ہے

فرماتے ہیں جب حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تو وہ اچھی طرح کھا سکتے تھے نہ پی سکتے تھے اور نہ سو سکتے تھے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

فرماتے ہیں جب حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا تو وہ اپنا پہلو زمین پر کبھی نہیں رکھتے تھے اور بعض اوقات ان کو بیٹھے بیٹھے ہلکی سی نیند آجاتی۔

حضرت محامد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عبادت گزار لوگوں سے کہتے تھے تم عبادت گزار نہیں ہو

Scanned with CamScanner

لیکن تمہیں عبادت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ جب ان میں سے ایک چالیس سال کی عمر کو پہنچتا تو مرتے دم تک نیند کا بچھونا لپیٹ دیتا۔

حضرت کھمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعات پڑھتے تو ان سے فارغ نہ ہوتے حتیٰ کہ کمزوری کی وجہ سے سرین کے بل اپنے آپ کو گھسیٹتے، اس کے بعد اپنے آپ سے کہتے اے ہر شر کے مرکز اور ٹھکانے! اس دوسری عبادت کے لیے اٹھو جب وہ آخری عمر میں کمزور ہو گئے تو روزانہ پانچ سو رکعات پڑھتے تھے پھر روتے اور فرماتے ہائے! میرے رب کے سامنے میری خرابی، میری نصف عبادت کم ہو گئی۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو ڈرے ہوئے اور سہمے ہوئے جاگ جاتے پھر دعا مانگتے۔ اے اللہ ﷻ! میں بہت سونے والی آنکھ سے، نفس لوامہ سے اور ایسے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو سیر نہ ہو۔[1]

حضرت ابن جویریہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں کچھ لوگوں کے ساتھ رہا جو رات بھر (عبادت میں) مشقت برداشت کرتے تھے تو میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو مشقت برداشت کرنے والا نہیں دیکھا میں ان کے پاس چھ ماہ رہا تو میں نے ان کو کسی رات بھی زمین پر پہلو رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت ابن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ ایک روایت میں چالیس سال اور ایک روایت میں سینتالیس سال کا ذکر آتا ہے جب کہ ایک روایت میں پچاس سالوں کا ذکر ہے شاید ہر ایک نے اپنے دور کی خبر دی ہے۔

حضرت یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف نصف رات عبادت میں گزارتے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو ان کو سنا وہ کہہ رہے تھے یہ (حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) پوری رات عبادت میں گزارتے ہیں اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے آپ سے) کہا میرا خیال ہے مجھے اس عمل کے ساتھ موصوف قرار دیا جا رہا ہے جو میں نہیں کرتا اس وقت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری رات کا قیام شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رات کا بچھونا نہیں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا اونگھ لیتے تھے۔

حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ

۱۔ نفس کی تین حالتیں ہیں (۱) نفس امارہ، (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ نفس امارہ گناہوں پر آمادہ کرتا ہے۔ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے اور نفس مطمئنہ مطمئن ہوتا ہے تو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نفس مطمئنہ چاہتے تھے۔

پرہیزگار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عبادت گزار نہیں دیکھا۔

حضرت ابو مسہر رحمۃ اللہ علیہ رات اور دن میں کسی بھی وقت اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے آرام کرتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں جب بھی سویا مجھے یہ ڈر رہا کہ کہیں مجھ پر عذاب نازل نہ ہو اور میں سویا ہوا ہوں اور اگر میں نہ سونے پر قادر ہوتا تو کبھی نہ سوتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اصحاب بدر میں سے ستر حضرات کو پایا اگر وہ تم لوگوں کو دیکھتے تو فرماتے یہ لوگ مجنون ہیں اور اگر وہ دیکھتے کہ آج کل لوگ کیا عمل کر رہے ہیں تو کہتے یہ لوگ یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتے یا ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور ان میں سے ایک اپنے گھر سے صرف وضو یا مسجد میں باجماعت نماز کے لیے نکلتا تھا۔

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اس طرح دیکھا کہ وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کے بعد وضو کیا پھر نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر روتے رہے اور فجر تک گڑگڑاتے رہے اور رکوع کرنے پر ذرہ برابر بھی قادر نہ ہو سکے۔

اور ان حضرات میں سے ایک رات کے آنے پر خوش ہوتا تا کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں خلوت حاصل کرے اور دن کے آنے پر لوگوں کے خوف سے پریشان ہوتا کہ وہ اس کو اپنے رب کی عبادت سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کر دیں گے اور یہ لوگ عبادت کے انتہائی درجہ پر پہنچ چکے تھے کہ اگر ان میں سے کسی ایک سے کہا جاتا کہ کل قیامت ہو گی تو وہ جس عبادت میں ہوتے اس میں کوئی اضافہ نہ کرتے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اکثر عشاء کی نماز پڑھ کر صبح تک لیٹ جاتے اور فرماتے جہنم کے خوف کی وجہ سے نہ میں اس رات سو سکتا ہوں نہ نماز پڑھ سکتا ہوں اور نہ بات کر سکتا ہوں پھر صبح کی نماز کے لیے عشاء کے وضو کے ساتھ کھڑے ہوتے۔

اور حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کی حالت یہ تھی کہ گویا وہ کڑاہی میں گندم کا دانہ ہیں (جسے بھونا جا رہا ہے) صبح تک یہی حالت ہوتی اور وہ فرماتے تھے بے شک اس رات جہنم کا خوف مجھے سونے اور نماز حتیٰ کہ کلام کرنے سے بھی روکتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اکابر جہنم سے اس لیے ڈرتے تھے کہ جہنم اللہ ﷻ سے حجاب ہے جہنم کی ذات کی وجہ سے نہیں ڈرتے تھے کیونکہ وہ لوگ صرف اللہ ﷻ سے ڈرتے تھے جس طرح جنت

Scanned with CamScanner

سے محبت کرنے والے اکابر اس کی نعمتیں کھانے کی غرض سے اس سے محبت نہیں کرتے تھے وہ اس سے صرف اس لیے محبت کرتے تھے کہ یہ مشاہدہ کا گھر ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ ان میں سے ایک نماز پڑھتا حتیٰ کہ وہ اپنے بستر پر گھسیٹ کر آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عبادت پرندہ ہوتی تو نماز روزہ اس کے پر ہوتے۔ اور وہ سردیوں میں بھی چھت کے اوپر سوتے تھے اور وہ پتلے کپڑے پہنتے یہاں تک کہ کوئی ایک اس طرح سونے کا ارادہ نہ کرتا۔

حضرت فاطمہ بنت ملک رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میرے علم کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب سے خلیفہ بنے ہیں انہوں نے جنابت کی وجہ سے غسل نہیں کیا۔

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سخت گرمی میں روزہ رکھتے حتیٰ کہ بعض اوقات ان کا جسم زرد اور بعض اوقات سبز رنگ کا ہو جاتا ان سے پوچھا گیا آپ کب تک اپنے جسم کو عذاب دیتے رہیں گے؟ فرمایا میں اس کی راحت اور آسائش تلاش کر رہا ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں قبر کھود رکھی تھی اور آپ ہر رات اس میں اتر کر صبح تک نماز پڑھتے تھے۔

راوی فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ دن میں سوتے نہ رات کو اور فرماتے اگر میں رات کے وقت سو گیا تو اپنے نفس کو ضائع کر دوں گا اور اگر دن کے وقت سو گیا تو اپنی رعایا کو ضائع کر دوں گا اور مجھ سے ان دونوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

تو اے بھائی! اپنی حالت کو دیکھ اور اس جماعت کے قول پر غور کر جو اس زمانے میں ظاہر ہوئے اور وہ حرام اور شبہ والی چیزیں کھاتے ہیں اور متکبرانہ انداز کا لباس پہنتے ہیں اور ان میں سے ایک (یعنی سب) کی زبان پر یہ بات جاری ہوتی ہے کہ اللہ ﷻ کا بہت وسیع فضل ہے یعنی ہم نے حرام کھایا لیکن ہمارے مقام میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو اگر تم نصیحتیں قبول کرتے ہو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

علم و عمل میں آفات آجانے کا خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے علم اور عمل میں آفات کے داخل ہو جانے سے بہت ڈرتے ہیں اسی طرح امت کی دنیوی اور دینی اصلاح کے لیے ان کی رہنمائی میں آفات

آجانے کا خوف بھی رکھتے ہیں۔

تو اے بھائی! تو یہ خیال نہ کر کہ ان میں سے کوئی ایک امور دنیا میں سے کسی امر (معاملہ) میں آگے بڑھنے کو پسند کرتا ہے بلکہ وہ لوگ فتویٰ دینے کو بھی ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُفْتِیَ یَدْخَلُ فِیْمَا بَیْنَ اللّٰهِ وَبَیْنَ عِبَادِہٖ

(ترجمہ) بے شک مفتی اللہ ﷻ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے (یعنی احکام شرع میں)۔

اور حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا تو ان میں سے کوئی بھی محدث نہ تھا وہ اس بات کو پسند کرتے کہ ان کا بھائی (دوسرے صحابی) حدیث میں ان کی طرف سے کفایت کرے اور فتویٰ بھی نہیں دیتے تھے بلکہ اس بات کو پسند کرتے کہ ان کا دوسرا بھائی فتویٰ میں ان کی طرف سے کفایت کرے۔

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دین میں عالم کے فتنہ (آزمائش) میں سے یہ بات بھی ہے کہ اسے خاموشی اور سننے کے مقابلے میں کلام کرنا زیادہ پسند ہو۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص بہت زیادہ عبادت کرتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے لیکن وہ ایک ہفتہ میں پورے مہینہ کا کلام کرتا ہے دوسری روایت میں ایک دن کا ذکر ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوری کوشش کی کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو حدیث سنائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کسی ستون یا دیوار کے ساتھ تکیہ نہ لگاتے۔

اور حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ علم کے باوجود فتویٰ نہیں دیتے تھے آپ فرماتے تھے جو شخص زیادہ علم کے بغیر فتویٰ دے تو امام کو حق پہنچتا ہے کہ اسے سزا دے کیونکہ مفتی جہنم کے کنارے پر ہوتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں عام علماء کرام فتویٰ دینے سے احتیاط کے طور پر بچتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر دینار خرچ کرنا میرے نزدیک ان کو حدیث سنانے سے زیادہ پسند اور آسان ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مردوں کے گرد جوتے کی آواز کے ساتھ ہمارے جیسے بیوقوف لوگوں کے دل بہت کم قائم و ثابت رہتے ہیں فرماتے ہیں ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لوگ آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپ نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ جب میں دروازہ بند کر دیتا ہوں تو کیا کرتا ہوں یعنی اللہ ﷻ سے غافل ہو جاتا ہوں اور بچوں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو تم میں سے ایک آدمی بھی میرے پیچھے نہ آتا۔

Scanned with CamScanner

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور لوگ ان کے گرد تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درہ بلند کیا اور فرمایا یہ (طریقہ) متبوع (جو آگے چلتا ہے) کے لیے فتنہ اور پیچھے چلنے والے کے لیے ذلت کا باعث ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو اپنے پیچھے چلتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور میرے لیے بری ہے اگر تم چاہو تو مجھے چھوڑ کر واپس چلے جاؤ

جب کوئی شخص حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلتا تو فرماتے اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے تمہاری باتوں کا خوف نہ ہوتا تو میں تم سے حدیث بیان نہ کرتا۔

آپ سے کہا گیا اے محمد! رحمۃ اللہ علیہ شاید اللہ عزوجل آپ سے اور آپ کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچائے۔ انہوں نے فرمایا یہ بہت دور کی بات ہے جب میں خود اپنے علم سے نفع حاصل نہیں کر سکتا تو اس سے کوئی دوسرا کیسے نفع حاصل کرے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ تم اس کے پاس بیٹھو تو تم اس کے پاس نہ بیٹھو جس طرح کسی شخص کو یہ بات پسند ہو کہ تم اس کے لیے کھڑے ہو تو تم اس کے لیے کھڑے نہ ہو۔

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی ایک حدیث بیان کرنے کو اچھا سمجھے تو بیان نہ کرے (مطلب یہ کہ اس طرح ریاکاری ہوتی ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک قوم کو پایا کہ جب ان میں سے کسی کے لیے کلمہ حکمت ظاہر ہوتا تو وہ اس کو خواہش کے ڈر سے چھپاتا اور اگر وہ اسے بیان کرتا تو اس سے خود بھی نفع اٹھاتا اور اس کے ساتھی بھی نفع اٹھاتے اور جب لوگ جمع ہوتے تو یہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے کہ ان کے پاس جو عمدہ کلام ہے اسے ظاہر کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ عزوجل کے خوف نے خاموش کر رکھا ہے حالانکہ وہ وضاحت کے زیور سے آراستہ ہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مسجد میں وہی شخص بیٹھتا ہے جو دنیا کو جمع کرنے والا ہے (مطلب یہ کہ اس طرح لوگ متوجہ ہو جاتے ہیں)

ایک دن حضرت اسماعیل بن خلف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں دیکھتا ہوں جب آپ لوگوں سے پیچھے بیان کرتے ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی ہے اور جب بیان نہیں کرتے تو میں آپ کو میت کی طرح دیکھتا ہوں۔

انہوں نے ان سے فرمایا اے بھائی! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کلام فتنہ ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! میرے

پاس تین آدمیوں سے زیادہ بیٹھ جائیں تو میں اپنے آپ کو ناپسند کرنے لگتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بیوقوف لوگوں کا مقصود روایت کرنا اور علماء کا مقصود سمجھنا ہے۔

حضرت ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ قصہ گوئی یعنی وعظ کرنا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد کوفہ میں داخل ہوئے تو کسی واعظ کو وعظ کرتے ہوئے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک شخص بیان کر رہا ہے انہوں نے فرمایا یہ شخص کہہ رہا ہے کہ مجھے پہچانو میں فلاں ہوں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ پر گزرے اور بہت بڑا ہجوم دیکھا تو فرمایا اگر یہ ہجوم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تو وہ عاجز ہو جاتے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اسی دن بیٹھنا چھوڑ دیا۔

اور جب حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف کی طرف آئے تو مسجد حرام میں لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور ان پر ہجوم کر دیا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو ان کے قریب ہو کر فرمایا اے بھائی! اپنے دل کو دیکھو شاید وہ تمہارے پاس ہجوم کی وجہ سے بدل گیا ہو۔ حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس کی طرف تھوڑی دیر دیکھا تو فوراً کھڑے ہو گئے اور اسی دن سے مجلس چھوڑ دی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم ایسے عالم بن سکو کہ لوگ تمہیں نہ پہچانیں تو ایسا کرو، کیونکہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے دل میں کیا ہے تو تمہارا گوشت کھا جائیں۔

لوگوں نے حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مجلس قائم کر کے ان سے (احادیث) بیان کریں تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا میں بیان کرنے کا اہل نہیں اور تم سننے کے اہل نہیں میری اور تمہاری مثال اس طرح ہے جس طرح کسی کہنے والے نے کہا **''آپس میں ایک دوسرے کی برائی کھل گئی تو آپس میں صلح کر لی''۔**

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ مجلس قائم کر کے لوگوں سے بیان نہیں کرتے اس پر آپ کو اجر ملے گا انہوں نے فرمایا کیا بیان کرنے والا اس بات پر راضی نہیں کہ وہ پوری پوری نجات حاصل کرے نہ اس کے لیے کچھ ہو اور نہ اس کے ذمہ کچھ ہو۔

فرماتے ہیں جب حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرنے کے لیے بیٹھنا چھوڑ دیا تو لوگوں نے ان سے کہا جب قیامت کے دن اللہ عزوجل آپ سے فرمائے گا کہ آپ نے میرے نبی محمد ﷺ کی احادیث لوگوں کے سامنے بیان کرنا کیوں ترک کر دیں تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے فرمایا میں کہوں گا

اے میرے رب ﷻ! تونے اس سلسلے میں اخلاص کا حکم دیا تھا اور میں نے اسے اپنے اندر نہیں پایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (احادیث) بیان کرتے تھے جب وہ اپنے کلام کے حسن اور لوگوں کا حلقہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے دل میں لذت پاتے تو گھبرا کر خوفزدہ حالت میں کھڑے ہو جاتے اور حدیث بیان کرنا چھوڑ دیتے اور فرماتے العیاذ باللہ! ہم پکڑے گئے اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قصہ گو اور واعظ، تین باتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتا (1) یا تو وہ دین کو کمزور کرکے اپنے کلام کو موٹا تازہ کرے گا، (2) یا اپنی بات پر خود پسندی کا شکار ہوگا اور (3) ایسی بات کہے گا جس پر عمل نہیں کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ بات غالب حالات پر محمول ہے ورنہ عارف سے تو یہ بات مطلوب ہے کہ وہ اپنے کلام کو قوی کرے اور اس پر اس لیے خوش ہو کہ دوسرے کے لیے ایک راستہ بن رہا ہے اور اپنے نفس کو تہمت لگائے کیونکہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل نہیں کر رہا کیونکہ کوئی بھی شخص ملامت سے نہیں نکلتا اگرچہ وہ اپنے عمل میں بہت زیادہ مخلص ہو اور اتنی بات مخلوق سے معاف ہے۔

حضرت ابو سلیمان خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے علم کی وجہ سے زندہ ہیں جب کہ خود وہ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں یعنی خود پسندی اور تکبر کی وجہ سے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو علماء کے علم کو جمع کرتے ہیں اور خود بیوقوفوں والے کام کرتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں، حضرت ثابت بنانی اور یزید رقاشی رحمہما اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ ان سے حدیث سنیں تو وہ ہم سے فرماتے تم لوگ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کس قدر مشابہ ہو پھر فرماتے تمہارے بال بھی اور داڑھیاں بھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جو عالم ہے اور اس (علم) پر عمل نہیں کرتا وہ اس اندھے کی طرح ہے جس نے چراغ اٹھا رکھا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے روشنی حاصل کریں۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر علماء اپنے علم پر عمل نہ کریں تو لوگوں سے کہیں ہم سے ہمارا علم حاصل کرو لیکن نیک اعمال کو چھوڑنے کے سلسلے میں ہماری پیروی نہ کرنا تاکہ تم نجات حاصل کرو تو یہ بات بہتر ہے لیکن انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا عمل کو چھوڑ دیا اور لوگوں کو اپنے خبیث اعمال کی دعوت دی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے اگر تم اہل علم و اہل حکمت ہو تو اپنے کانوں کو چھلنی نہ بناؤ کہ تم پھوگ (بھوسی) روک لو اور آٹا جانے دو۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم کسی عالم سے مناظرہ کرو اور اسے غصہ آجائے تو

اس سے نہ ڈرو کیونکہ اس کے پاس دین میں سے اصل مال نہیں رہا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم نے علم کو حقیر جانا اور اس کی قدر کو کھو دیا اللہ ﷻ کی قسم اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے جیسے آدمی کو تم سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے تو مجھے اور تمہیں سب کو مارتے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بیس سال سے اپنے علم میں مخلص عالم نہیں دیکھا علم تو مفلس لوگوں کا پیشہ بن چکا ہے۔

حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت ہاشم دستوائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ خلوص کے ساتھ حدیث حاصل کر رہا ہو۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے اس زمانے کے علماء گفتگو پر راضی ہو گئے اور انہوں نے عمل چھوڑ دیا۔ اور پہلے دور کے بزرگ (علماء و مشائخ) عمل کرتے تھے باتیں نہیں کرتے تھے پھر ان کے بعد والے لوگوں کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ باتیں بھی کرتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے پھر ایسا دور آیا کہ باتیں کرتے تھے عمل نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ قرآن مجید دس دس آیات کرکے سیکھتے تھے اور دس آیات سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان پر عمل نہ کرلیں۔

ایک مرتبہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا اے عالم! ہمیں فتویٰ دیجئے۔ انہوں نے فرمایا میرے جیسے آدمی کو عالم نہ کہو عالم وہ ہوتا ہے جس کے جسم کے جوڑ اللہ ﷻ کے خوف سے کٹ جائیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عالم دین کا طبیب ہوتا ہے جب تک اپنے علم کے ذریعے دنیا حاصل نہ کرے جب وہ اپنے علم کے ذریعے دنیا حاصل کرے تو اس نے اپنے نفس کی طرف بیماری کو کھینچا اور جب وہ اپنے آپ کی طرف بیماری کو کھینچے گا تو دوسروں کا علاج کیسے کرے گا؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امت، علماء سوء کی وجہ سے ہلاک ہوتی ہے وہ رحمٰن کے راستے میں بیٹھ کر اپنے برے اعمال کے ذریعے اللہ ﷻ کے بندوں کو لوٹتے ہیں۔

حضرت مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کون سے لوگ برے ہیں فرمایا علماء جب وہ برے ہو جائیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ زہد، تقویٰ، خوف خدا اور لوگوں سے اذیت برداشت کرنے جیسے اخلاق کا حامل ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء چلے گئے اور ان کے علم میں سے کچھ غبار بچے ہیں

Scanned with CamScanner

وہ بھی برے برتنوں میں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانے والوں کے لیے عذاب اور فتنہ ہوتا ہے۔

وہ یہ بھی فرماتے تھے اے علم والو! تمہارے مکان کسریٰ بادشاہوں کے مکانات بن گئے اور تمہارے اخلاق شیطان ہو گئے، محمدیت کہاں ہے؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ مجھے کہا جائے اے عویمر تو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ علم میں راسخ لوگ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا وہ جو اس پر عمل کرتے ہیں اور گزشتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

لوگوں نے کہا آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نہیں جانتا حیا نہیں آتی حالانکہ آپ (پورے) عراق کے عالم ہیں؟ انہوں نے فرمایا فرشتے مجھ سے زیادہ باادب اور علم والے ہیں اور انہوں نے یہ بات کہنے سے حیا نہیں کیا۔ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (پ۱ البقرہ۳۲)

(ترجمہ) (اے اللہ!) تو پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر وہی جو تو نے ہمیں سکھایا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخری زمانے میں علماء ہوں گے جو امراء کے قرب کے سلسلے میں ایک دوسرے پر غیرت کھائیں گے جس طرح مرد، عورتوں پر غیرت کھاتے ہیں۔[1] یہ لوگ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے بہت برے ہوں گے۔

حضرت معمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات کہنے سے بچو کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام شطرنج کھیلتے تھے یا معصفر (زرد رنگ کا) لباس پہنتے تھے یا ایسا نبیذ (پھلوں کا رس) پیتے تھے جس کو پکانے سے دو تہائی چلا جائے یہ بات کہنے سے تم فاسق ہو جاؤ گے ان میں سے کسی نے یہ عمل کیا تو نہی (منع ہونے) سے پہلے کیا تمہارا ان سے کیا مقابلہ ہے؟ اور تم وہ عمل کرتے ہو جو تمہارے رب عزوجل کی کتاب اور تمہارے رسول کریم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص صرف علم کلام پر اکتفا کرے زہد اور فقہ (سمجھ) کو اختیار نہ کرے وہ زندیق (بے دین) ہے اور جو زہد پر اکتفا کرے فقہ اور علم کلام کو چھوڑ دے وہ بدعتی ہے اور جو فقہ پر اکتفا کرے زہد اور علم کلام کو چھوڑ دے وہ فاسق ہے اور جو ان سب کو جمع کرے اس نے چھٹکارا پایا۔

۱۔ یعنی جیسے مرد اپنی عورت کو کسی دوسرے کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح ایک عالم حاکم کے پاس کسی دوسرے عالم کو نہیں دیکھ سکے گا بلکہ کہے گا اس کے ساتھ مجھے بھی ہونا چاہیے۔ (۱۲ ہزاروی)

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ایسا کلام بیان کرتے تھے جس میں فصاحت نہیں ہوتی تھی فرماتے تھے جب فصاحت آجاتی ہے تو خشوع چلا جاتا ہے پس ہم نے کلام میں فصاحت کو اختیار کیا اور عمل میں غلطی کی۔

حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم کب تک کاپیاں اور رجسٹر لکھتے رہو گے علم تو ایک آلہ ہے جب دشمن آجائے اور تم آلہ (اسلحہ) جمع کر رہے ہو تو اس سے لڑائی کب کرو گے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی عالم اس بات کو پسند کرے کہ اس کی علم کے ساتھ شہرت ہو تو وہ ابلیس سے بھی برا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے غیر شرعی شہرت مراد لی ہو۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کی یاد دلاتے ہیں اور خود اس کو بھولے ہوئے ہیں اور تم میں سے کتنے ہیں جو اللہ عزوجل سے ڈراتے ہیں اور خود اس کی نافرمانی پر جرأت کرتے ہیں اور کتنے ہیں جو اللہ عزوجل کے قریب کرنے والے ہیں اور خود اس سے دور ہیں اور کتنے ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس سے بھاگنے والے ہیں۔

ایک دن ایک عورت حضرت ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کھڑی ہوئی اور ان کو دیکھنے لگی انہوں نے پوچھا تجھے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا نہیں، البتہ یہ کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور میں اسی لیے دیکھ رہی ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ رونے لگے حتیٰ کہ ان کو پھندا لگ گیا پھر فرمایا اس عورت کو میرے بارے میں مغالطہ ہوا جن لوگوں کے چہروں کو دیکھنا عبادت ہے وہ چالیس سال ہو گئے قبروں میں مٹی کی تہوں میں چلے گئے جیسے امام احمد بن حنبل، خلف بن ایوب، شفیق بلخی رحمہم اللہ اور ان جیسے دوسرے لوگ پس تم ان کے قبرستان میں جاؤ اور اس بارے میں غور کرو۔

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے زمانے میں دیکھا جس کو بھی علم دیا گیا اس نے دین کو کھانے کا ذریعہ بنایا سوائے چار افراد کے اور وہ حضرت ابراہیم بن ادھم، وہیب بن ورد، سلیمان الخواص اور یوسف بن اسباط رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس کو اس کا علم رلا دے وہ عالم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ

(پ۱۵ اسراء ۱۰۹)

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا جب ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل

سجدہ کرتے ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ [1] (پ١٦ مریم ٥٨)

(ترجمہ) جب ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کو دیکھو کیا تم نے اپنے علم و عمل کا حق ادا کیا جس طرح ان لوگوں نے کیا یا تو اس سے کنارے پر ہے۔ پس دن رات کثرت سے استغفار کیا کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

گرفت کرنا اور خیر خواہی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کی زیادہ گرفت کرتے ہیں جب وہ امراء سے میل جول رکھتے ہیں اور جو لوگ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں ان کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب ان کا علم زیادہ ہو تو اپنے بارے میں نافرمانی کا عقیدہ زیادہ رکھتے ہیں اس لیے کہ عام طور پر انسان ہر جانی ہوئی بات پر عمل کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور جب انسان اپنے تمام علم پر عمل نہیں کرسکتا تو جس علم پر اس نے عمل نہیں کیا اس کے حوالے سے اس پر فاسق کا نام جاری ہوگا۔

بے شک علم پر عمل کی ایک صورت امراء سے دور رہنا اور علم کو جال نہ بنانا ہے جس کے ذریعے دنیا اور عہدوں کا شکار کیا جائے اور اپنے حلقہ درس کے بڑا ہونے پر خوش نہ ہونا اور لوگوں کے اس قول سے لذت حاصل نہ کرنا بھی ہے کہ فلاں عالم عامل ہے یا فلاں اس شہر کا سب سے بڑا عالم ہے اور اس طرح کی دیگر باتیں جس طرح علم پر عمل نہ کرنے سے یہ بات ہے کہ ان صفات کے برعکس صفات کے حصول پر غمگین ہوتا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم پر عمل نہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ نیکی کے ساتھ شہرت کو پسند کرتا ہے اور لوگوں کی اس بات سے خوفزدہ ہوتا ہے کہ فلاں دنیا سے محبت کرتا ہے یا اپنے علم و عمل میں ریاکاری کرتا ہے اور اس طرح کی دیگر باتیں جو ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "**البحر المورود فی المواثیق والعہود**" میں لکھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ان باتوں پر خوش ہوتا ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں یا اس کے خلاف باتوں پر اس کا دل تنگ ہوتا ہے وہ اپنے علم پر عمل نہیں کر رہا اسے اپنے نفس پر رونا چاہیے اور حضور ﷺ سے مروی ہے۔ **اَكْثَرُ مُنَافِقِىْ اُمَّتِىْ قُرَّاؤُهَا**

(مسند احمد بن حنبل مرویات عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ جلد 2 صفحہ 175 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

[1] یہ آیت سجدہ ہے۔ دوران مطالعہ جب اس کو پڑھیں تو سجدہ کریں (محمد اجمل)

(ترجمہ) میری امت کے اکثر منافق قراء (علماء) ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں فاسق علماء ہوتے تھے اور عنقریب اس امت میں بھی ان کی مثل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ظاہر گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوتا ہے وہ اس کے مقابلے زیادہ خفیف (ہلکا) ہے جو ریاکاری اور شہرت چاہنے کی وجہ سے داخل ہوتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان امور سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگو جو دو سال بعد قرأت میں پیدا ہوئے اور جان لو کہ جو شخص فسق کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اس کا معاملہ اس سے آسان ہے جو بدعت کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور اس سے ہلکا ہوگا جو اپنے علم و عمل میں ریاکاری کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ (مطلب یہ کہ دین میں ایسا کام جاری کرنا جس کی دین میں اصل نہ ہو وہ بدعت ہے اور یہ مذموم ہے جو کام نیا ہو لیکن دین کے مطابق ہو وہ بدعت حسنہ ہے ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے بعض لوگوں نے نفس پرستی کی بنیاد پر مسلمانوں کو بدعتی قرار دے رکھا ہے العیاذ باللہ ۱۲ ہزاروی۔)

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ اس زمانے تک زندہ رہیں گے جب شیطان علماء کے ساتھ اس طرح کھیلے گا جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رَوّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زمانہ جاہلیت کے فساق ہمارے زمانے کے علماء سے زیادہ حیادار تھے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ جب قیامت کے دن کہا جائے کہ فاسق علماء کہاں ہیں تو کہا جائے یہ بھی ان میں سے ہے اس کو پکڑو۔

ایک شخص نے حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں انہوں نے فرمایا قراء (اور علماء) کے ناموں کے ساتھ اپنا نام ایک کتاب میں لانے سے بچو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (ریاکار بے عمل) علماء سے بچو اور ان کے ساتھ ساتھ مجھ سے بھی بچو کیونکہ اگر میں ان میں سے اکثر کی مخالفت کروں جب وہ انار کے ذریعے مجھ سے دوستی کرتا ہے میں کہتا ہوں یہ کڑوا ہے اور وہ کہتا ہے بلکہ میٹھا ہے تو میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ وہ ظالم بادشاہ کے ہاں میرے قتل کے لیے کوشش کرے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا گھر (بے عمل) علماء سے دور ہو مجھے ان سے کیا تعلق جب وہ مجھے نعمت کے ساتھ دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں اور اگر مجھے خراب حالت میں دیکھتے ہیں تو میری توہین کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (بے عمل) علماء کے قرب سے بچو کیونکہ کبھی وہ تم سے حسد کرتے ہوئے تم پر جھوٹ اور بہتان باندھیں گے اور ان کی طرف سے یہ بات قبول کرلی جائے گی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عالم کی پرہیزگاری کا کم ہونا کتنا برا ہے اور لوگوں کا یہ قول کتنا برا ہے کہ فلاں عالم فلاں حکمران کے مال پر یا فلاں عورت کے مال پر حج کرکے آیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

سَيَأْتِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ زَمَانٌ يَكُوْنُ سَمَاعُكُمْ بِاسْمِ الرَّجُلِ خَيْرًا مِنْ اَنْ تَلْقُوْهُ، وَلَوْ لَقِيْتُمُوْهُ خَيْرًا لَكُمْ مِنْ اَنْ تَجْرِبُوْهُ فَاِنَّكُمْ اِنْ جَرَّبْتُمُوْهُ اَبْغَضْتُمُوْهُ وَاَبْغَضْتُمْ عَمَلَهٗ

(ترجمہ) عنقریب میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمہارے لیے کسی شخص کا نام سننا اس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہوگا اور اگر تم اس سے ملاقات کرو تو یہ بات اس کا تجربہ کرنے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم اس کا تجربہ کروگے تو اس سے نفرت کروگے اور اس کے عمل سے بھی نفرت کروگے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم (بے عمل) علماء کی تعریف کیسے کرتے ہو جب کہ ان کی گردنیں موٹی اور کپڑے باریک ہیں اور وہ گندم کا مغز (میدہ) کھاتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم! جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اس کے لیے راکھ پھانکنا بھی کافی ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے علماء سے کہا اب دین کے بدلے دنیا کھاؤ۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ انتقال کرچکے ہیں کیونکہ وہ علماء کی بہت زیادہ گرفت کرتے تھے اور ان پر بہت زیادہ اعتراض کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء ہمیشہ اللہ عزوجل کے سایہ رحمت میں رہتے ہیں جب تک ان کے قراء، امراء کی طرف محبت کے ساتھ جھکاؤ نہ رکھیں جب وہ ان کی طرف مائل ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے اپنی مدد اٹھالیتا ہے اور ان پر جابر لوگوں کو مسلط کردیتا ہے پس وہ ان کو میرا عذاب چکھاتے ہیں اور ان کے دلوں میں ان کا رعب پڑ جاتا ہے۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ چادر پہنتے تھے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اس چادر کے ذریعے لوگوں پر تمہیں فضیلت حاصل ہو؟ حالانکہ حدیث کے مطابق اکثر اہل جہنم (ریاکاری کی) چادر والے ہوں گے۔

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ ہم آپ کو نوجوان عابد عالم سے منہ پھیرتے ہوئے دیکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا میں اس سے اعراض اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے علماء کا تجربہ کیا ہوا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں عالم کے لیے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ امراء کے دروازے پر جائے کیونکہ دنیا میں یہ فتنے کے مقامات ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پچھلے لوگ بادشاہ کے دروازوں سے اجتناب کرنا سیکھتے تھے جس طرح ہم قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت سیکھتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کے دروازوں پر جاتا ہے تو وہ چور ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بادشاہ کی صحبت بہت بڑا خطرہ ہے اگر تم اس کی بات مانوگے تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالوگے اور اگر اس کی بات نہیں مانوگے تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالوگے سو سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تم اس کو پہچانو اور نہ وہ تمہیں پہچانے۔

فرماتے ہیں جب حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے میل جول ہوا تو زاہد لوگ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وحشت گناہ کو زائل کردیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص صرف فرائض ادا کرے اور بادشاہ کے پاس نہ جائے تو وہ شخص اس شخص سے بہتر ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا ہے، جہاد کرتا اور حج کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ قاضی کے پاس کسی حاجت کے بغیر جاتا ہے تو اس کے لیے بھلائی کی گواہی نہ دو اور نہ اسے سلام کرو (بلکہ) اسے دین میں تہمت زدہ قرار دو۔

حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں رات بھر ایک ایسا کلمہ تلاش کرتا رہا جس سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ عزوجل بھی ناراض نہ ہو لیکن میں نے (وہ کلمہ) نہیں پایا۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بدترین امراء وہ ہیں جو علماء سے زیادہ دور رہتے ہیں اور بدترین علماء وہ ہیں جو امراء کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ احادیث جن میں امراء کے قریب جانے سے ڈرایا گیا ہے۔ اپنی کتاب "العھود المحمدیہ" میں ذکر کی ہیں وہاں دیکھو اور اپنے بارے میں غور کرو کہ کیا تم اچھے اخلاق کے حامل ہو جس طرح پہلے بزرگ (اچھے اخلاق کے مالک) تھے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

عطیات دینے والوں کو پریشان نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ان کے پاس مال نہیں ہوتا

Scanned with CamScanner

اوران کے (مسلمان) بھائی ان کولباس دیتے ہیں اوران پرخرچ کرتے ہیں تو وہ لوگوں کوان کے عطیات سے زیادہ لباس اور کھانا نہیں دیتے بلکہ ممکن حد تک خود تکلیف برداشت کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کسی کو ننگا اور بھوکا نہیں چھوڑتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) اس راستے پر چلا تو مجھے میرے شیخ سیدی محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ سید نورالدین سنونی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے توبہ کروائی میں نے ان سے کہا میرے سردار! اگر مانگنے والا مجھے اللہ ﷻ یا اس کے رسول کریم ﷺ کی قسم دے تو؟ فرمایا تم اسے نہ دو بلکہ اس کی جگہ یوں کہو جل اللہ العظیم (عظمت والا اللہ بہت بڑا ہے) یا رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجو کیونکہ بندے پر قسم کو پورا کرنا اس وقت مستحب ہے جب اس کے پاس مال ہو لیکن جس پر دوسرے لوگ خرچ کرتے ہوں اسے قسم پورا کرنے کا حکم صرف شرعی طریقے پر دیا جاتا ہے گویا اس کے عطا کرنے کے راستے میں قسم کو پورا کرنے سے بڑی رکاوٹ کوئی نہیں ہے۔ (قسم کو پورا کرنا اس وقت ضروری ہے جب خود قسم کھائے دوسرے کی قسم کی ذمہ داری نہیں ہوتی)

اور جب میرے (مسلمان) بھائیوں کو علم ہوا کہ میں چوغہ یا کوٹ یا عمامہ دیتا ہوں اور اس میں توقف نہیں کرتا تو مجھے کپڑے دینے والوں میں سے کوئی ایک صرف مجھ پر وقف کی نیت سے دیتا ان میں سے بعض مجھے ادھار کے طور پر دیتے اور بعض تو یہ شرط رکھتے ہیں اگر میں ان کی اجازت کے بغیر کسی کو دوں گا تو ان کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اس عذر کی وجہ سے تم مجھے بعض اوقات مانگنے والے پر بخیل پاؤ گے اور اگر وہ مجھ سے وہ چیز مانگتا جو میری اپنی ہے تو میں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے سے کبھی بخل نہ کرتا اگرچہ میرا چوغہ نیا ہوتا یا میرا اونی لباس نیا ہوتا جسے میں نے اسی دن پہنا ہوتا۔

تو اے بھائی! طریقت کے مشائخ میں سے کسی کے بارے میں بدگمانی کرنے میں جلدی کرنے سے بچو کہ جب کوئی ان کے پاس ننگا آئے اور ان کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مانگے اور وہ نہ دے تو یہ نہ کہے کہ یہ فقرا کے راستے سے نکلنا ہے بلکہ معاملے کی گہرائی تک پہنچے بعض اوقات اس شیخ کو عذر ہوتا ہے جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا شیخ نے بخل کی وجہ سے سائل کو دینے سے انکار نہیں کیا اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کرامات کو چھپانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں سے ان کرامات کو چھپاتے ہیں جن کو وہ مانتے کیونکہ ان کو ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں البتہ اگر ان پر کوئی شرعی مصلحت مرتب ہو تو ولی پر اس کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جب اپنی کتاب لکھتے ہوئے اس مقام پر پہنچا تو ایک شخص نے رسول اکرم

ﷺ کو خواب میں دیکھا اور صحیح علامات کے ساتھ آپ ﷺ نے اس شخص کے ذریعے مجھے سلام بھیجا زیارت کرنے والے نے حضور ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا لیکن وہ شخص جواب سمجھ نہ سکا جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ شخص اس کو سمجھنے میں توقف کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا مصر میں جاؤ اور (امام) شعرانی (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھو وہ تمہارے لیے اس کی تشریح کریں گے وہ شخص ایک کنارے پر (حرجہ مقام میں) رہتا تھا۔ تو جس طرح خواب میں نشانی دیکھی تھی اسی کے مطابق مصر میں آیا اور مجھ سے سوال کیا اس نے مجھ سے کہا مجھے مصر میں صرف یہی کام تھا کہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں آپ سے ملوں، پھر اس نے مجھ سے مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو الحمدللہ ﷻ! میں نے اس کی وضاحت کردی۔

اور میں نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ وہ پانچ نمازیں حضور ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کی قبر شریف میں پڑھتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب سنتے ہیں جب وہ اپنے تشہد میں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' پڑھتے ہیں۔

میری اس بات پر میرے بعض طالب علم شاگردوں نے توقف کیا اور کہا کہ ہر کرامت گزشتہ لوگوں سے بطور وراثت ہوتی ہے اور ہم تک یہ بات پہنچی نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے وصال کے بعد قبر شریف سے کسی صحابی یا تابعی کے سلام کا جواب دیا ہو۔

جب یہ توقف ہوا اور میں نے دیکھا کہ اس مقام تک جو شخص بھی پہنچتا ہے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد پہنچتا ہے تو میں نے اس کو کتاب سے نکال دیا کیونکہ ہر عام میں سے کسی بات کو خاص کیا جا سکتا ہے اصول فقہ میں یہ بات ثابت ہے البتہ جس بات کو شریعت مستثنیٰ قرار دے (یعنی اسے خاص نہیں کیا جا سکتا)۔

علامہ ابن زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا کہ کرامت بطور وراثت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کرامت والے سے پہلے کسی ایک کے لیے واقع ہوتی ہے۔ آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ ملکہ بلقیس کا تخت لے کر آیا لیکن یہ کرامت اس سے پہلے کسی نبی یا کسی دوسرے شخص کے لیے ظاہر نہیں ہوئی۔

میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے ولایت محمدیہ کا قدم ثابت نہیں ہوتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ اجتماع اختیار نہ کرے تمام سچے لوگوں نے اس درجہ کو پایا لہٰذا جو لوگ اس سے محروم ہیں ان کے انکار سے اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

سیدی شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ[1] اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضور ﷺ پر سلام بھیجے اور آپ کی طرف سے جواب اپنے کانوں سے سنے وہ کہتے تھے نہیں تاہم ہم میں

---

[1] ان کا مزار اسکندریہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب واقع ہے اور آپ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی ہیں (۱۲ ہزاروی)

سے کسی کے لیے یہ بات واقع نہیں ہوئی تو وہ فرماتے اپنے دلوں پر رو دو۔

وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے پردے میں ہیں پھر فرماتے اللہ ﷻ کی قسم! اگر میں رات یا دن کے تھوڑے سے حصہ میں رسول اکرم ﷺ سے پردے میں ہو جاؤں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں فقیر اور اس شخص کے درمیان جو حضور ﷺ سے حاصل کرتا ہے اور آپ پر سلام پیش کرنے والے کا جواب سنتا ہے ایک لاکھ مقامات ہیں سینتالیس ہزار مقامات اور ننانوے مقامات ہیں پس جو شخص اس کا دعویٰ کرے ہم اس سے ان مقامات کا مطالبہ کرتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی پہچان نہیں رکھتا تو ہم اسے اس کے دعویٰ میں جھٹلاتے ہیں۔

اس دور میں جن لوگوں نے اس مقام کا دعویٰ کیا وہ سیدی علی الرصفی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک جماعت تھی انہوں نے ان کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا جب ان کو دیکھا تو ان سے فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے جن مقامات کا دعویٰ کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے تمہیں وہ مقامات خصوصی طور پر عطا فرمائے ہیں میں تم سے ان میں سے بعض مقامات کے بارے میں سننا چاہتا ہوں تو ان میں سے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا کہے۔ انہوں نے اس وقت ان کو ڈانٹا اور اپنے پاس سے نکالنے کا حکم دیا پس وہ نہایت برے حال میں مر گئے۔ **والعیاذ باللہ**

تو اے بھائی! تم ان مقامات کا دعویٰ کرنے سے بچنا جن تک تم نہیں پہنچے ورنہ تمہیں ان مقامات سے محرومی کی صورت میں سزا ملے گی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ہمارے زمانے میں ایک جماعت نے ان مقامات سے مکمل طور پر کنارہ کشی کو اختیار کیا اور انہوں نے پاشا، دفتر دار اور قاضی عسکر وغیرہ کے پاس بیٹھنے کو اپنے مقامات کی بلندی قرار دیا ان میں ایک جب کسی مجلس میں ہوتا ہے تو تم دیکھو وہ کہتا ہے میں نے پاشا سے کہا، پاشا نے مجھ سے کہا، دفتر دار نے مجھ سے کہا وغیرہ وغیرہ لیکن بہر حال ان لوگوں کی ضرر رسانی اس شخص سے کم ہے جو کہتا ہے مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے یوں فرمایا حالانکہ وہ سچا نہیں ہے۔ پس اے بھائی جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سرکاری مناصب اختیار نہ کرنے کا مشورہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ جو شخص ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے وہ تنہا یا کسی اور عہدے کے حصول کا مشورہ نہیں دیتے جو امانتوں سے متعلق ہو اور عام طور پر ان عہدوں سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہوتی البتہ کسی شرعی طریقے پر ہو تو الگ بات ہے کیونکہ اس قسم کے عہدے لینے سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں امام، موذن، اور سردار نہ بنو اور فقراء پر تقسیم کرنے کے لیے بھی کسی سے مال نہ لو۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن جس کو سب سے پہلے حساب کے لیے بلایا جائے گا وہ قاضی ہوں گے پس ان میں سے تھوڑے لوگ نجات پائیں گے اور جو شخص ان کی مدد کرے گا وہ بھی اس سختی میں ان کا شریک ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی بننے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گرد آگ جلا دی پس لوگوں کو اس دن سے ان کے پاس آنے سے منع کر دیا گیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا۔

فرماتے ہیں جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بننے پر مجبور کیا گیا اور ان کو قید کر دیا گیا تو وہ ان کو قید خانے سے نکال کر مارتے تھے کئی دن اسی طرح ہوا تا کہ آپ قضا کے سلسلے میں ان لوگوں کی بات مان لیں لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا حتیٰ کہ بعض دنوں میں وہ بچوں کی طرح روتے تھے پھر فرمانے لگے، قاضی کتنے ہی حقوق کو باطل کرتا ہے اور کتنے ہی باطل کو حق ثابت کرتا ہے ان کو قید کرنے والا ابن ھبیرہ وزیر تھا۔

حضرت سفیان ثوری بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک ندا دینے والے کو سنا وہ ابوقبیس پہاڑ پر آواز دے رہا تھا ہر سیاہ اور سفید کے لیے اللہ ﷻ کی امان ہے سوائے دو آدمیوں کے ایک سفیان اور دوسرا زندیق (آپ نے اپنا نام کسر نفسی کے طور پر لیا اور زندیق بے دین (کافر) کو کہتے ہیں ۱۲ ہزاروی)

حضرت مسروق اللہ ﷻ کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں فرماتے تھے۔

اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ (پ ۶ المائدہ ۴۲)

(ترجمہ) وہ بہت زیادہ حرام کھانے والے ہیں۔

(فرماتے تھے) اس سے مراد وہ ہدیہ ہے جو قاضی کو دیا جاتا ہے اور جو شخص حکمرانوں کی غلامی سے بچنا چاہتا ہے وہ سرکے اور نمک پر گزارہ کرے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اس زمانے میں سرکاری عہدے عام طور پر ظلم و ستم کا ذریعہ بن چکے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص انصاف کرنے کا ارادہ کرے تو ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ لوگ اس کے مستحق نہیں رہے۔

حضرت شیخ (علی الخواص) رحمۃ اللہ علیہ کے جاننے والوں میں سے ایک شخص قاضی بن گیا تو آپ نے اسے اس پر ملامت کیا اس نے کہا اے میرے آقا! میں نے یہ عہدہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے حاصل کیا ہے، شیخ نے اس سے فرمایا یہ تو شیطان نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تم سے پہلے دور کے قاضیوں سے یہ

Scanned with CamScanner

نہ ہو سکا حالانکہ ان کا زمانہ خیر خواہی کا زمانہ تھا لیکن اس زمانے میں حکمرانوں میں سے ایک ولایت اور نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے ہم اولیاء ہیں کیونکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں اور ہم ان میں سے کسی کے محتاج نہیں ہیں۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سنا کہ کسی حکمران کے پاس اس کے زمانہ کے مشائخ میں سے ایک شیخ حاضر ہوا اور کسی کی سفارش کی لیکن اس نے سفارش رد کر دی اور قبول نہ کی پھر وہ حکمران کہنے لگا یہ لوگ جو پارسائی کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے ہاں اپنی شہرت کی خاطر سفارش کرتے ہیں کسی مصلحت یا جس کے لیے سفارش کرتے ہیں اس کی محبت کی خاطر نہیں تو اس کے نفس نے اس کو گمراہ کیا کہ جب وہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی تو لوگ کہیں گے آج کل مصر میں فلاں کے علاوہ کوئی نہیں ہے یہی شخص مسلمانوں کے غم بانٹتا اور ان پر شفقت کرتا ہے جب اس بات کے ساتھ مشہور ہو جائے گا تو بادشاہ اور وزراء اس کی بات سنیں گے اور اس کے لیے تنخواہیں اور رزق مقرر کریں گے یہ اس کی شفاعت کا گھٹیا سبب ہے اور اس میں اس کی مصلحت کے ساتھ ساتھ اس بات کا خوف ہے کہ وہ خود پسندی کا شکار ہو جائے جو اس کی دینی ہلاکت کا باعث ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک قاضی کو دیکھا کہ جن دنوں اس کے پاس زیادہ مال نہیں آتا تھا وہ اپنے گھر کا سامان بیچ رہا تھا اور کہتا تھا مجھے ڈر ہے کہ میں جس کے ماتحت ہوں وہ مجھے معزول کر دے حتیٰ کہ وہ دنیا کے سامان سے بھی فقیر ہو گیا۔

میں نے بعض گاؤں کے ایک قاضی سے سنا کہ جب بعض دنوں میں اس کے پاس مال نہیں آتا تو وہ جس کو مالدار دیکھتا ہے اس پر جھوٹے مقدمے بناتا ہے تا کہ اس سے مال حاصل ہو اس قسم کا آدمی کس طرح حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے گا۔

پس اس زمانے میں سلامتی اسی میں ہے کہ آدمی عہدے حاصل نہ کرے البتہ یہ کہ شرعی طریقے پر اس کو عہدہ دیا جائے یا اس سلسلے میں اس پر زبردستی کی جائے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اپنے احباب کے حالات معلوم کرتے رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے بارے میں اکثر پوچھتے رہتے ہیں تا کہ وہ ان باتوں میں ان کی خیر خواہی کریں جن کی ان کو ضرورت ہے مثلاً کھانا، لباس، نقدی، قرضوں کی ادائیگی اور ان کے دکھوں میں شرکت (بلا مقصد معلومات حاصل کرنا مراد نہیں)

اس زمانے میں یہ خلق اجنبی ہو گیا کیونکہ آج کل لوگ اس کے خلاف چلتے ہیں بعض اوقات ان میں سے ایک اپنے دوست سے پوچھتا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے؟

وہ کہتا ہے اچھا ہے وہ اپنا مال چھپاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ پوچھنے والے کا دل فارغ ہے اور اس کا حال پوچھنا عادت کے طور پر ہے اس کا نتیجہ کچھ نہیں جس طرح مشاہدہ ہوتا ہے بلکہ اکثر اپنے (مسلمان) بھائی کے پاس سے گزرنے والا پوچھتا ہے کیا حال ہے؟ جواب کا انتظار نہیں کرتا سوال کرنے والا بھی جواب کا انتظار نہیں کرتا اور جس سے پوچھا گیا وہ بھی جواب دینے کی تکلیف نہیں کرتا۔

اسی وجہ سے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی خیر خواہی یا اس کے غموں اور اس کے لیے دعا کا پختہ ارادہ نہیں رکھتا تو اسے اس کا حال نہیں پوچھنا چاہیے کیونکہ یہ تو منافقت ہے

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے ساتھی سے پوچھتے ہو تم نے صبح کیسے کی؟ اور وہ کہتا ہے میں فلاں چیز کا محتاج ہوں تو تم اس کے پاس سے کھسک جاتے ہو اور اس کی حاجت کو پورا نہیں کرتے تو تمہارا اس سے پوچھنا کہ تم نے صبح کیسے کی، اس کے ساتھ مذاق کرنا ہے اور اس زمانے کے لوگوں پر یہی بات غالب ہے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے لوگ ایک دوسرے سے حالات پوچھتے ہیں تا کہ غافل آدمی اللہ ﷻ کے شکر کے لیے خبردار ہو جائے اور اس کا شکر ادا کرے پس اس سے اسے اور ان لوگوں (سب کو) بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے کیسے صبح کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان لوگوں سے اچھی صبح کی جنہوں نے کسی مریض کی عیادت نہیں کی اور کسی جنازے کے ساتھ نہیں چلے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے کیسے صبح کی؟ فرمایا میں نے اپنے بزرگ و برتر رب ﷻ کے سامنے حقیر بندے کی طرح صبح کی میں نے اس کے حکم کی تعمیل میں صبح کی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے فرمایا میں نے خالص مسلمان ہونے کی صورت میں صبح کی کہ میں اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا اس طرح صبح کی کہ مجھے معلوم نہیں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ نے فرمایا میں نے یوں صبح کی کہ میں اپنے رب ﷻ کا رزق کھاتا ہوں لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے اس طرح صبح کی کہ میں

جس کی امید رکھتا ہوں اس کے نفع کا مالک نہیں اور جس سے بچتا ہوں اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور میں اپنے عمل کی بندش میں ہوں میرا تمام معاملہ میرے غیر کے قبضہ میں ہے اور مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے کمزور گناہ گار کی صورت میں صبح کی اپنے رب کا رزق کھاتا ہوں اور اس کی حکم عدولی بھی کرتا ہوں۔

حضرت ابودرداء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا بھلائی کے ساتھ صبح کی اگر جہنم سے نجات پا گیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے اس طرح صبح کی کہ میری عمر کم ہو رہی ہے اور گناہ بڑھ رہے ہیں۔

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا سلامتی اور عافیت کے ساتھ، حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا اے حامد! سلامتی اور عافیت پل صراط سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ہوگی تو حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ابلیس سے لڑائی میں ہوشیار رہنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ شیطان سے جنگ اور اس کے مکر وفریب اور چالوں کو معلوم کرنے سے غافل نہیں رہتے آج کے دور میں عام طور پر لوگ اس خلق سے غافل ہیں تو جس طرح ابلیس ہم سے غافل نہیں، ہمیں بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے وہ گھات میں ہے اور اس بات کا حریص ہے کہ بندہ اللہ ﷻ کی ناراضگی کا شکار ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ فِی الْبَحْرِ وَیُرْسِلُ سَرَایَاہُ وَجُنُوْدَہٗ فَاَعْظَمُھُمْ عِنْدَہٗ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً لِلنَّاسِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل مرویات جابر رضی اللہ عنہ جلد 3 صفحہ 314 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بے شک ابلیس اپنا تخت سمندر پر رکھتا ہے اور اپنے چھوٹے بڑے لشکر بھیجتا ہے تو ان میں سے وہ اس کے نزدیک بہت عظیم ہوتا ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فتنے میں مبتلا کرے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کہتا ہے اے رب ﷻ! کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیرے بندے تجھ سے محبت کرتے ہیں اور اس کے باوجود تیری نافرمانی کرتے ہیں جب کہ مجھ سے بہت زیادہ نفرت کرنے کے باوجود میری اطاعت زیادہ کرتے ہیں۔

اس پر اللہ ﷻ نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے ان بندوں کو ان کی نافرمانی کی کثرت

کے باوجود صرف اس لیے بخش دیا کہ یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور چونکہ یہ شیطان سے بہت زیادہ نفرت کرتے ہیں لہٰذا میں نے ان کی شیطانی اطاعت سے درگزر کیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب شیطان بندے سے تین باتوں میں سے ایک میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے میں اس سے ان باتوں کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا، (1) خود پسندی (تکبر) کا شکار ہو جانا، (2) اپنے عمل کو زیادہ سمجھنا، (3) اپنے گناہوں کو بھول جانا۔

اور ایک روایت میں ہے چار باتوں میں سے ایک میں کامیابی حاصل کرتا ہے اور چوتھی بات زیادہ سیر ہو کر کھانا ہے اور یہ سب سے بڑی بات ہے کیونکہ باقی تینوں باتیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس بات سے بچو کہ ظاہر میں شیطان سے دشمنی کرو اور باطن میں اس کی اطاعت کرو کیونکہ جو شخص اللہ ﷻ کی نافرمانی میں رات گزارتا ہے شیطان اس کے لیے دلہن کی طرح رات گزارتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے تھے تو ایک مرتبہ شیطان انسانی صورت میں چراغ لیے ان کے آگے جانے لگا اور یہ رات ٹھنڈی اور تاریک تھی تو ایک عورت نے کھڑکی میں سے جھانک کر کہا اس نوجوان کا دل کتنا سخت ہے جو اس بزرگ کو اس رات میں چراغ اٹھانے کی تکلیف دے رہا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو اس عورت سے فرمایا اس بدبخت کو چھوڑ دے اللہ ﷻ نے اس کو بدبخت بنایا ہے ابلیس کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے اس کو پہچان لیا تو وہ چراغ بجھا کر بھاگ گیا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس اللہ ﷻ اس پر لعنت کرے، انسانی صورت میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اس پر پیوند لگے کپڑے تھے اور گردن میں تسبیح تھی اور کمر میں مشائخ کے خدام کی طرح پٹکا باندھا ہوا تھا اس نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا

اے میرے آقا! میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی برکت حاصل کر سکوں۔ وہ آپ کے پاس ٹھہر گیا آپ کی خدمت کرتا اور آپ کے وضو کے لیے پانی وغیرہ تیار کرتا بیس سال تک یہ صورت رہی۔ لیکن اس نے کسی وقت بھی آپ تک رسائی کا کوئی طریقہ نہ پایا جب واپس جانے لگا تو پوچھا آپ نے مجھے پہچان لیا؟

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں جب تم میرے پاس آئے تھے تو میں نے اسی وقت تمہیں پہچان لیا تھا تم ابو مرہ ابلیس ہو، ابلیس نے ان سے کہا اے ابو القاسم! میں نے آپ کے نقش قدم پر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے ملعون! میرے پاس سے دور ہو جا تو چاہتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

جاتے جاتے میرے دین کو ضائع کردے اور وہ میرا تکبر کرنا ہے (یعنی مجھے تکبر میں ڈال کر میرا دین ضائع کرنا چاہتا ہے)

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ ہر دن صبح کے بعد دعا مانگتے:

اے اللہ عزوجل! تو نے ہم پر ہمارے دشمن کو مسلط کر دیا وہ ہمارے عیبوں کو دیکھتا ہے، ہماری شرمگاہوں کو وہ اور اس کا قبیلہ دیکھتا ہے اس طرح کہ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے یا اللہ عزوجل! اسے ہم سے مایوس کر دے جس طرح تو نے اسے اپنی رحمت سے مایوس کیا اور اسے ہم سے ناامید کردے جس طرح تو نے اسے معافی سے ناامید کیا ہمارے اور اس کے درمیان دوری کر دے جس طرح تو نے اس کے اور اپنی بخشش اور جنت کے درمیان دوری پیدا کر دی بے شک تو ہر چاہنے پر قادر ہے۔

فرماتے ہیں ایک دن ابلیس (انسانی شکل میں) ان کے سامنے آیا اور ان سے کہا اے محمد! یہ دعا کسی اور کو نہ سکھانا اور میں برائی پہچانے کے لیے آپ کے پاس دوبارہ کبھی نہیں آؤں گا۔ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں یہ دعا کسی سے نہیں روکوں گا تو جو چاہے کرے۔

فرماتے ہیں ایک دن شیطان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا اور آپ سے کہا اے روح اللہ! لا الٰہ الا اللہ کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کلمہ حق ہے میں اسے پڑھتا ہوں لیکن تیرے کہنے پر لا الٰہ الا اللہ نہیں کہتا۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے شیطان کا مقصود کلمہ توحید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا شاگرد بنانا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کام نہ کیا آپ کی عصمت (معصوم ہونے) نے آپ کو روک دیا۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کے پہلو میں اللہ عزوجل کا ذکر اس طرح ہے جس طرح انسان کے پہلو میں خارش۔[1]

حضرت عبدالعزیز بن ابی روّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے سات حج کئے اور قرب خداوندی کے بہت سے اعمال کئے اس کے باوجود جب بھی اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہوں تو اس میں شیطان کا حصہ اپنے رب عزوجل کے حصے سے زیادہ پاتا ہوں کاش میں دنیا سے پورے حساب کے ساتھ جاتا نہ میرے ذمہ کچھ ہوتا اور نہ میرے لیے کچھ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقر کے خوف سے بچو کیونکہ شیطان کے پاس انسان سے لڑنے کے لیے خوف فقر سے بڑا ہتھیار کوئی نہیں کیونکہ جب آدمی کو فقر کا خوف ہوتا ہے تو وہ باطل میں پڑ جاتا ہے اور حق سے روکتا ہے خواہش کے ساتھ گفتگو کرتا اور اپنے رب عزوجل کے بارے میں بُرا گمان رکھتا ہے

۱۔ اس سے جو مفہوم سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کے پہلو میں خارش تکلیف دہ ہوتی ہے اسی طرح شیطان کو ذکر الٰہی سے تکلیف پہنچتی ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ ہزاروی

اور یوں ہر برائی کو پاتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے مجھ پر جو انعامات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں فقر سے کبھی نہیں بھاگتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اچھا عمل اخلاص کے ساتھ کرتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی بھی شیطان کی پیٹھ کو نہیں توڑتا ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پ۲۹ الملک ۲)

(ترجمہ) جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے۔

تو اللہ عزوجل نے زیادہ عمل کا ذکر نہیں کیا (اخلاص کا ذکر فرمایا) اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب بندہ چالیس سال کا ہو جائے اور تمام نافرمانیوں اور گناہوں سے توبہ نہ کرے شیطان اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے میں اس چہرے پر قربان جاؤں جو کامیابی نہیں پائے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کی تائید اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُهٗ شَرَّهٗ فَلْیَتَبَوَّا مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

(ترجمہ) جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اس کی بھلائی اس کی برائی پر غالب نہ آئے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مصیبت اور گناہ کے وقت میرے پاس شیطان کی پیٹھ کو توڑنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کیونکہ جب تم اس پر لعنت بھیجو گے تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتا وہ کہتا ہے تم نے اس پر لعنت کی جو پہلے سے مسلسل ملعون ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کے پاس تین سو سات چیک (کاغذ) ہیں جن میں اس کے ان دھوکوں اور مکاریوں کا ذکر ہے جو وہ انسان کے ساتھ کرتا ہے تو وہ ہر روز ان کے دلوں پر ایک ایک کرکے پیش کرتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کا سب سے بڑا مکر یہ ہے کہ انسان دوسرے بھائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو دیکھے پس جب وہ مرتا ہے تو اسی حالت پر مرتا ہے اور اس کا رب عزوجل اس سے ناراض ہوتا ہے اور اسے اس کا کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے بڑا دشمن وہ دشمن ہے جسے تم نہیں دیکھتے

Scanned with CamScanner

کہ اس کے خلاف تدبیر کرسکو۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اللہ ﷻ مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمائے میرے پاس صرف ایک سجدہ ایسا لاؤ جس میں تمہارے نفس یا شیطان کا کوئی حصہ نہ ہو تو میں تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا تو میں کہوں گا اے میرے رب ایسا سجدہ میرے پاس نہیں ہے۔

تو اے بھائی! خبردار ہو جا، اور اس خیال سے اپنے آپ کو بچا کہ شیطان تجھ سے الگ ہو گیا جب تو اپنے آپ کو مسلسل عبادت کرتے ہوئے دیکھے بلکہ اس میں غور کر اور پوری طرح چھان بین کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

تکبر والے کاموں کو ترک کر دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جن کاموں میں اپنے بھائیوں پر تکبر کی بو بھی پائی جائے ان کو چھوڑ دیتے ہیں جس طرح ان کے بچوں کے جنازوں میں شریک نہ ہونا یا ان کے غلاموں اور خدام کے جنازوں میں شریک نہ ہونا جب وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا کیونکہ فقراء نے لوگوں کی سیادت دونوں جہانوں میں اسی صورت میں اختیار کی کہ وہ ان کے سامنے جھک گئے پھر جب ان میں سے کوئی ایک کسی جنازے میں شریک ہوتا ہے تو وہ غمگین ہوتا ہے اور اس بات پر نادم ہوتا ہے کہ اس نے اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی کی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا

(مجمع الزوائد باب ذکر الموت جلد 10 صفحہ 308 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) موت نصیحت کرنے میں کافی ہے۔

اور ان میں کوئی جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے راستے میں دنیوی گفتگو نہیں کرتا اور وہ جائز گفتگو سے بھی اجتناب کرتا ہے قابل مذمت بات تو ایک طرف رہی۔ اس زمانے میں یہ اخلاق لوگوں میں ناپید ہو گیا ہے پس ان میں اکثر جنازے کی موجودگی کا اعتبار نہیں کرتے عبرت نہیں لیتے اور اگر فرض کیا جائے کہ وہ حاضر ہوتا ہے تو وہ قصہ بیان کرتا ہے بلکہ بعض اوقات میت کی چارپائی کے پاس ایسے قصے بیان کرتا ہے جن سے ہنسی آتی ہے جیسا کہ میں نے خود ایک اونی عمامہ باندھے ہوئے شیخ کو ایسا کرتے دیکھا ہے پس اللہ ﷻ ہمیں بھی اور اسے بھی بخش دے۔

وہ لوگ جنازے کے ساتھ کام کاج کے (پرانے) کپڑوں میں نکلتے تھے کیونکہ یہ (نماز جنازہ) میت کے لیے سفارش ہے اور جس قدر یہ عاجزی کے قریب ہوگا اسی قدر قبولیت کے زیادہ قریب ہوگا جس طرح نماز استسقاء اور مصیبت کو دور کرنے کے سلسلے میں (نماز کے لیے) ایسے کپڑوں میں نکلتے ہیں۔

پس عمدہ کپڑوں سے بچنا چاہیے خاص طور پر جب وہ خوشبو لگے ہوئے ہوں پس معلوم ہوا کہ جو فقیر جنازے کے ساتھ جائے اور اس نے عمدہ کپڑے کسی اچھی نیت کے بغیر پہنے ہوئے ہوں تو وہ قوم کے احوال سے دور اور موت کو یاد کرنے سے غافل ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ الدُّنْيَا

(مسند احمد بن حنبل مرویات عبداللہ بن مسعود ؓ جلد 1 صفحہ 387 مطبوعہ المکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کو ترک کرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

عُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَكِّرْكُمُ الْآخِرَةَ

(مجمع الزوائد 3/29۔ مسند احمد 3/23 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) مریض کی عیادت کرو اور جنازوں کے ساتھ جاؤ اس سے تمہیں آخرت یاد آئے گی یعنی جب تم آخرت کو یاد کرو گے تو دنیا کی لذتوں سے بچ جاؤ گے۔

وہ لوگ (ہمارے اسلاف) جب کسی جنازے میں حاضر ہوتے تو موت کی یاد میں غور و فکر کے سمندر میں ڈوب جاتے اور قبروں میں لوگوں کے حالات پر غور کرتے حتیٰ کہ ان میں سے ایک مسلسل کئی دن تک غمگین رہتا اور لوگوں کو اس کے چہرے سے غم کا پتہ چلتا۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو لوگ ان کو چارپائی پر لاتے وہ چلنے یا سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور کئی دن تک ان کے شدت خوف کی وجہ سے کوئی شخص ان سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

اور پہلے زمانے کے لوگ جنازے کے پاس پست آواز کو پسند کرتے تھے اور جو شخص آواز بلند کرتا اسے جھڑکتے اور فرماتے تم بہت متکبر ہو کیا تم موت کو دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں علماء کرام نے جنازے کے ساتھ اللہ ﷻ کے ذکر اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے مسئلے میں سکوت اختیار کیا، صحابہ کرام ؓ سے مروی نہ ہونے کے باوجود۔ حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ جنازے کے ساتھ بہت شور شرابا کرتے ہیں تو انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ دنیوی باتوں سے جو ظلم وغیرہ کے بارے میں ہوتی ہیں، اللہ ﷻ کا ذکر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ ﷻ کا ذکر بہرحال دنیاوی باتوں سے بہتر ہے کیونکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جب دو ظلم اکٹھے ہو جائیں تو اخف ظلم کو اختیار کیا جائے۔[1]

ا۔ یہاں دو ظلم اس طرح ہے کہ ذکر یا درود شریف وغیرہ جنازہ کے ساتھ پڑھنا صحابہ سے مروی نہیں ہے تو بدعت ہے اور دنیوی بات کرنا بھی درست نہیں ہے لیکن ذکر اور صلوٰۃ کو تو بدعت حسنہ میں شمار کیا جا سکتا ہے بخلاف دنیوی باتوں کے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ فرماتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنازے کے ساتھ ہنس رہا تھا تو آپ نے اس کو جھڑک دیا اور کئی دن تک اس کو چھوڑ دیا (اس کے ساتھ بات نہ کی)

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں (کچھ) کھا رہا ہے تو آپ نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا تو منافق ہے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم جنازوں کے ساتھ حاضر ہوتے تو لوگوں کے زیادہ اور عمومی غم اور رونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہوتا کہ کس کے ساتھ تعزیت کریں۔ (یعنی لوگ دکھ میں شریک ہوتے تھے) یعنی کچھ میت کے غم میں اور کچھ عبرت کے غم میں تو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میت والے کی تعزیت کی جائے یا عبرت والے کی۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو جنازے کے ساتھ روتے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے اے بھائی! اپنے آپ پر روؤ اور اپنے اوپر رحم کرو کیونکہ اس میت نے تین باتوں سے نجات حاصل کر لی، اس نے موت کے فرشتے کو دیکھ لیا، موت کی گرمی کو چکھ لیا اور برے خاتمے سے محفوظ ہو گیا، بخلاف تمہارے عنقریب اس سلسلے میں مزید گفتگو ہو گی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ ہر شخص کو ایمان اور منافقت میں اس کے اپنے مقام پر رکھتے ہیں پس ان کے ہاں منافق کے لیے ایک مقام ہے جو مخلوط مومن کے مقام سے کم ہے۔

اگر کہا جائے کہ وہ منافق کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ انہی ان علامات کے ساتھ پہچانا جاتا ہے جو رسول اکرم ﷺ نے بیان کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ

(مجمع الزوائد، باب فی النفاق جلد ۱ صفحہ 108 مطبوعہ دار الکتاب بیروت)

(ترجمہ) منافق کی تین علامات ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ کرتا ہے اور جس طرح فرمایا۔

اِنَّ لِلْمُنَافِقِيْنَ عَلَامَاتٍ فَادْعُوْهُمْ بِهَا

(مجمع الزوائد، باب فی النفاق وعلاماتہ جلد 1 صفحہ 107 مطبوعہ دار الکتاب بیروت)

(ترجمہ) منافق کی کئی علامات ہیں پس ان کو ان کے ساتھ پکارو۔

(مسند امام احمد میں ہے ان علامات کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں) وہ مسجد میں کبھی کبھی آتے ہیں، نماز میں تاخیر کرتے ہیں، نہ محبت کرتے ہیں اور نہ ان سے محبت کی جاتی ہے، وہ تکبر کرتے ہیں رات کو مردار (کی طرح) اور

دن کو نکمے کی طرح ہوتے ہیں اس قسم کی دیگر احادیث بھی آئی ہیں۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ باتیں زیادہ اور عمل کم کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ اس صفت پر تعریف چاہتا ہے جو اس میں پائی نہیں جاتی اور اس برائی پر مذمت کو ناپسند کرتا ہے جو اس میں پائی جاتی ہے جو شخص اس کے عیب پر تنبیہ کرے تو اس سے نفرت کرتا ہے اور جب اپنے ہم عصر لوگوں میں سے کسی کے عیب کے بارے میں سنے تو خوش ہوتا ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی منافق کو دیکھنا چاہے تو وہ مجھے دیکھے ان سے کہا گیا وہ کس طرح؟ فرمایا میں ایک سو اچھی خصلتوں کو شمار کرتا ہوں تو مجھ میں ان میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی اور بری خصلتوں کا شمار کرتا ہوں تو ان تمام کو اپنے اندر پاتا ہوں تو ہائے قیامت کے دن میری رسوائی! (تواضع اور کسر نفسی کی وجہ سے یہ بات فرمائی)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم کنارے پر ہوتے ہیں اور جب برے لوگوں کا ذکر ہوتا ہے تو ہم منزل کے اندر ہوتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ کل کے لیے رزق چھپا کر رکھتا ہے اور دوسروں سے دنیا پر جھگڑتا ہے اور صرف اپنی شہرت کو پسند کرتا ہے

ایک روایت میں ہے منافق کی علامت سے یہ بات ہے کہ وہ لوگوں سے حسد کرتا ہے اور جو اس کو اذیت پہنچائے یا جو مرتبہ میں زائد ہو اس سے دل میں کینہ اور بغض رکھتا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے دل کو ٹٹولو اور اس کو منافقت سے پاک رکھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سیر ہو کر کھانے سے بچنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر کھانے سے بچتے ہیں جو دل کی سختی کا باعث ہے اور یہ اس لیے کرتے ہیں تا کہ نماز میں خشوع وخضوع اختیار کریں کیونکہ جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے اور پھر نماز میں خشوع طلب کرتا ہے وہ راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کئی کئی دن اور راتیں بھوکے رہتے اور بھوک کی وجہ سے بطن مبارک پر پتھر باندھتے تھے اور جب نماز پڑھتے تو آپ ﷺ کے پیٹ مبارک سے اس ہنڈیا کی طرح آواز آتی ہے جو آگ پر رکھی ہو۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابن عباس ﷠ فرماتے تھے تفکر و تدبر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا پوری رات قیام کرنے

Scanned with CamScanner

سے بہتر ہے جب دل اپنے رب سے غافل ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہاں تفکر سے مراد بندے کا ان آداب میں غور وفکر کرنا ہے جو نماز اور بارگاہ خداوندی میں حاضری سے متعلق ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں احکام کے استنباط کے لیے تفکر مراد نہیں جیسا کہ وہم کیا جاتا ہے کیونکہ نماز اس تفکر کا محل نہیں۔

اس وجہ سے بعض علماء کرام نے اس تفکر کے مکروہ ہونے کی صراحت کی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسے ہوتے گویا ایک نیچے پڑا ہوا کپڑا ہو اور جب گھر والے کہتے باتیں نہ کرو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ یہ بات سن کر فرماتے جو دل چاہے باتیں کرو جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری باتیں نہیں سنتا۔

حضرت حکم بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دائیں بائیں دیکھے اس کی نماز (کامل) نہیں (اور عمل کثیر ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اسی طرح جب سینہ قبلہ سے پھر جائے ۱۲ ہزاروی)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ علیہ السلام کے دل کی دھڑکن دو میلوں سے سنی جاتی۔ (آپ کا معجزہ تھا یا مبالغہ کے طور پر فرمایا)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنی نماز میں حاضر نہ ہو وہ مطففین (تول میں کمی کرنے والوں) میں سے ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔[1] تو بے شک نماز کا ماپ تول ہے جو اسے پورا کرے گا پورا اجر پائے گا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت یعقوب قاری رحمۃ اللہ علیہ نماز میں تھے کہ ان کے کاندھے سے چادر چوری ہو گئی لوگوں نے چور سے چادر لے لی اور اس کو جھڑکا اور اس کو برا بھلا کہا پھر چادر حضرت یعقوب قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھے پر رکھ دی یہ سب کچھ ہوا لیکن انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ہمارے دور میں حضرت سید محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اسی طرح ہوا جب وہ جامع البحر میں نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے کاندھے سے چادر چوری کر لی گئی چور کو پکڑا گیا اس کو جھڑکا گیا اور برا بھلا کہہ کر بھگا دیا گیا اور بہت بڑا شور مچا لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کو کچھ پتہ نہ چلا اور یہ آخری شخص تھے جن کو ہم نے اہل خشوع سے پایا اللہ عزوجل ان سے راضی ہو۔

حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو ان کے آنسو بارش کی طرح جاری ہوتے۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی آنکھ میں لکڑی داخل ہو گئی (تنکا وغیرہ) اور آپ نماز پڑھ رہی تھیں

۱۔ اللہ عزوجل نے فرمایا "ویل للمطففین" ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔ (پ ۳۰ سورۃ مطففین آیت ۱)

آپ کو نماز سے سلام پھیرنے تک کچھ پتہ نہ چلا اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو میری آنکھ میں کوئی سخت چیز ہے تو سخت مشقت کے بعد وہ لکڑی ان کی آنکھ سے نکالنا ممکن ہوئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے علماء کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا تو رحمٰن سے ڈرتا حتیٰ کہ وہ کسی چیز کی طرف نظر نہ اٹھا سکتا اور اپنے نفس سے کوئی دنیوی بات بھی نہ کر سکتا۔

ایک مرتبہ جامع مسجد گر گئی اور حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے جو لوگ مسجد میں تھے سب بازار کی طرف چلے گئے اور بہت شور و غوغا ہوا لیکن مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ نہ چل سکا۔

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے اور مکھی بار بار آپ کی آنکھ پر بیٹھتی تو آپ اس کو اپنے آپ سے دور نہیں کرتے تھے ایک دن آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ فاسق لوگ حاکم کے کوڑے برداشت کرتے ہیں جب وہ ان کو مارتے ہیں تاکہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہت صبر کرنے والا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں اور میں اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں میں مکھی کی وجہ سے حرکت کروں؟

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی ایک کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نماز میں اپنے رب عزوجل کے سامنے حاضر ہے حالانکہ جب اسے کوئی پسو کاٹتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے اللہ عزوجل کی قسم ان لوگوں کو نیزے مارے گئے لیکن ان کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ خون نکلنے کی وجہ سے ان کی جان نکل گئی اور وہ زمین پر گر پڑے۔

جب نماز کا وقت ہوتا تو امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا رنگ بدل جاتا اور آپ کانپ جاتے اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ اس امانت کا وقت ہے جو اللہ عزوجل نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر ڈالی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اسے میں نے اٹھایا تو معلوم نہیں کہ میں نے جو کچھ اٹھایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا نہیں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا سے محبت کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو اسلاف میں سے کسی کو جب یہ بات پہنچتی کہ کوئی شخص نماز میں ادھر ادھر دیکھتا ہے تو وہ اس کے پاس جاتے اگر وہ اپنے گھر میں ہوتا تو اس سے اس کی وجہ پوچھتے، یہ اس لیے کہ وہ لوگ عظمت خداوندی کی معرفت رکھتے تھے اللہ عزوجل ان سے راضی ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کو لحن (قرأت میں غلطی) کرتے ہوئے سنا آپ نے اس سے فرمایا اگر جماعت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھتا تم علماء سے عربی کیوں نہیں سیکھتے؟

Scanned with CamScanner

حضرت فضل ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے میں دیکھتا ہوں جب میرا بچہ فوت ہوتا ہے تو ایک ہزار سے زیادہ لوگ مجھ سے تعزیت کرتے ہیں اور جب مجھ سے نماز باجماعت چھوٹ جاتی ہے تو اس پر کوئی بھی مجھ سے تعزیت نہیں کرتا۔

اور اللہ ﷻ کی قسم! میرے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز کا فوت ہو جانا میرے بالغ، عاقل، عالم اور صالح بیٹے کے فوت ہونے سے بڑا (نقصان) ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے مجھے دنیا میں دو چیزوں کی خواہش ہے اللہ ﷻ کی راہ میں نیک بھائی جو مجھے سیدھا کردے جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں اور دوسری بات یہ کہ جب تک میں زندہ رہوں مجھ سے باجماعت نماز نہ چھوٹے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے جان لو! شیطان ملعون کو انسان پر صرف دو باتوں سے غصہ آتا ہے ایک یہ کہ وہ اس کے وسوسوں کی پرواہ نہ کرے اور دوسرا جب وہ اللہ ﷻ کی ذات کے بارے میں غور نہیں کرتا (اللہ ﷻ کے بارے میں سوچ بچار سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اس لیے شیطان چاہتا ہے کہ انسان یہ کام کرے ۱۲ ہزاروی)

تو اے بھائی! دیکھ اور اپنے بارے میں سوچ و بچار کر کیا تو نماز میں کسی بھی وقت اس طرح عاجزی اختیار کرتا ہے جس طرح وہ لوگ کرتے تھے یا تو اس کے الٹ چلتا ہے دن اور رات میں استغفار کی کثرت کیا کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆☆☆

تیسرا باب

کچھ دیگر اخلاق

بُرے خاتمہ سے بہت ڈرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ برے خاتمے سے بہت ڈرتے ہیں (اللہ ﷻ محفوظ فرمائے) اگرچہ ان میں سے ایک جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کرے کیونکہ اللہ ﷻ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی بھی شخص اپنے خاتمے کے بارے میں قطعی علم نہیں رکھتا زیادہ سے زیادہ آدمی موجودہ حالت میں اپنے رب ﷻ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے اسے علم نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ شہادت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا حتیٰ کہ اسی حالت شہادت میں اس کی روح پرواز کرے گی۔ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا.

(صحیح مسلم۔ کتاب القدر جلد 2 صفحہ 332 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
مسند امام احمد بن حنبل، مرویات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلد 1 صفحہ 412 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ جہنمیوں والے کام کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے (اسی طرح جہنمیوں والے کام کرنے والے شخص کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے)

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کا خاتمہ لاالٰہ الااللہ (کلمہ توحید) پر ہوتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے پھر رونے لگے اور فرمایا کون میرے لیے ضمانت دیتا ہے کہ میرا خاتمہ لاالٰہ الا اللہ پر ہوگا۔

حضرت ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم مقام "اھواز" میں ایک شخص کے پاس گئے اور وہ حالت نزع میں تھا ہم اسے کہنے لگے "لا الٰہ الا اللہ" پڑھو اس نے کہا "دہ یازدہ" (دس گیارہ) یعنی بیع مناسب وقت پر ہوتی ہے خریدی گئی چیز بہت اچھی ہے اور تو یہ اچھا ٹکڑا ہے کیونکہ عام طور پر یہ کام حالت صحت میں ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص ایک ہزار سال بعد جہنم سے نکلے گا پھر فرمایا کاش وہ شخص میں ہوتا کیونکہ اس کا نکلنا یقینی ہے۔

Scanned with CamScanner

تو اے بھائی! اپنے نفس کو دنیوی امور میں صرف ضرورت شرعیہ کے مطابق مشغول رکھ ہوسکتا ہے تجھے غفلت کی حالت میں موت آجائے تو دونوں جہانوں میں نقصان ہوگا والعیاذ باللہ۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور غور کرو تمہاری ہدایت اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے۔

مریض کی شفا کیلئے دعا میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ کسی مریض کے پاس جاتے ہیں تو دعا کرنے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ وہ انتظار کرتے ہیں حتیٰ کہ اس مریض کے مرض کا سبب اور اس کی انتہا معلوم ہوجائے پھر اس کے بعد دعا کرتے ہیں کیونکہ بعض اوقات بیماری، درجات کی بلندی کے لیے ہوتی ہے پس ان درجات کے اٹھنے کی دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح جب وہ سزا کے طور پر ہو تو بہتر یہ ہے کہ عابد صبر کرے حتیٰ کہ سزا اپنی حد کو پہنچ جائے یہ اللہ ﷻ کے ساتھ ادب کا تقاضا ہے اور اگر کسی کو اللہ ﷻ کے ساتھ خاص حال حاصل ہے تو اس کو چاہئے کہ اللہ ﷻ سے اس کے فضل واحسان کی بنیاد پر شفا کا سوال کرے۔

اے بھائی اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مسجد کے قریب رہائش کی چاہت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگ رہائش کے لیے ان جگہوں کو اختیار کرتے ہیں جو مسجد سے ملی ہوئی ہوں تا کہ زیادہ وقت مسجد میں بیٹھنا آسان ہو۔ جب کہ آداب مسجد کا خیال رکھیں کیونکہ مرفوع حدیث میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتِ الْمُتَّقِیْنَ (مصنف ابن شیبہ 114/7 معجم الاوسط 158/7 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) مسجدیں نیکیوں کے گھر ہیں۔

اور جس شخص کا گھر مسجد ہو اللہ ﷻ اسے راحت وآرام اور پل صراط سے گزرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

حضرت ابو صادق ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد میں بیٹھنا اختیار کرو کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔

حضرت حکم بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد کو اپنے گھر بناؤ۔

حضرت ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد ان لوگوں کے گھر ہیں جو اللہ ﷻ کے ہاں سب لوگوں سے زیادہ معزز ہیں اور ان کے بیٹھنے کی جگہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

اَلْمَسْجِدُ بَیْتُ کُلِّ تَقِیٍّ (مجمع الزوائد 1022/2 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو مساجد میں زیادہ بیٹھنے سے منع کرتے تھے جو مساجد کے آداب نہیں جانتے۔ آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ مسجد میں کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا جو لغو باتیں کررہے تھے تو اپنی چادر لپیٹ کر ان کو مارا اور وہاں سے نکال دیا اور فرمایا تم نے اللہ ﷻ کے گھروں کو دنیا کے بازار بنا رکھا ہے حالانکہ یہ تو آخرت کے بازار ہیں۔

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک مسجد کو گھر بنائے رکھا (اس سے مراد آداب کا خیال رکھ کر وہاں ٹھہرنا ہے)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پیشاب کا معاملہ نہ ہوتا تو میں رات اور دن میں کسی وقت بھی مسجد سے باہر نہ جاتا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا میں اپنے بندوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر میں مساجد کو آباد کرنے والوں، قرآن مجید پڑھنے والوں اور اسلام کے بیٹوں (مسلمانوں) کو دیکھتا ہوں تو میرا جلال ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس آپ کا غلام آیا اور دنیوی ضرورتوں میں سے کسی حاجت کا سوال کیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میں مسجد میں دنیوی کلام کروں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مسجد میں بلند آواز سنتے تو اس شخص کو درے سے مارتے اور فرماتے جانتے ہو تم کہاں ہو؟ جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب ﷻ کے پاس بیٹھتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے نماز جنازہ پڑھنا یا مسجد میں بیٹھنا؟ فرمایا مجھے مسجد میں بیٹھنا زیادہ پسند ہے کیونکہ جب تک میں مسجد میں رہوں گا فرشتے میرے لیے بخشش کی دعا مانگتے رہیں گے اور یہ بات ایک قیراط یا دو یا تین قیراط (سونا) اجر حاصل ہونے سے افضل ہے جس اجر کا نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے حدیث میں ذکر ہوا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ جب تک وہ مسجد میں بیٹھے ہوتے ایک دوسرے سے دنیوی گفتگو نہیں کرتے تھے

تو اے بھائی جو کچھ میں نے تمہارے لیے ذکر کیا اس میں غور کرو اور جب تک مسجد میں ہو سوائے اچھی نیت کے گفتگو نہ کرو سلامت رہو گے اور اجر پاؤ گے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ملاقات نہ کرنے پر دوستوں کو اچھی نیت سے تنبیہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ ان کے بھائیوں (احباب) میں سے جو

Scanned with CamScanner

شخص ان کی ملاقات کے لیے نہ آتا تو ان کو اس وجہ سے جھڑکتے ہیں کہ وہ اس ثواب سے محروم رہا جس کا نفع اسے حاصل ہوتا اس وجہ سے نہ جھڑکتے کہ ان کے حقوق میں کوتاہی کی گئی جس طرح وہم کیا جاتا ہے اس سے قطع نظر کہ اس کا فائدہ ان کو پہنچتا ہے اس لیے کہ یہ لوگ تو اپنے (دینی) بھائیوں کے فائدے کی کوشش کرتے ہیں صرف اپنے ذاتی فائدے کے لیے نہیں۔

یہ خلق ہے کہ میں نے اپنے زمانے کے لوگوں میں صرف چند لوگوں کو اس پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

تجارت کرنے سے پہلے احکام شریعت سے آگاہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ یہ لوگ بازار میں خرید وفروخت کے لیے اس وقت تک نہ بیٹھتے جب تک معاملات کے بارے میں احکام شریعت کی پہچان حاصل نہ کر لیتے اور ان کا غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص اس تجارت کی وجہ سے اعمال آخرت سے غافل نہیں کیونکہ جو شخص اللہ ﷻ سے غافل ہو جائے وہ دنیا اور آخرت میں اپنے ساتھی کے لیے نحوست کا باعث ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو یوں دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفُسُوْق

(کنز العمال حدیث نمبر 1804 جلد 2 صفحہ 77 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت۔

اتحاف السادۃ المتقین، الباب الخامس فی الادعیہ الماثورۃ عند کل حادث من الحوادث جلد 2 صفحہ 102 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور کفر وفسوق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بازاری لوگوں کی مجلسوں سے بچو یہ کھیل کود اور لغو کاموں میں مشغول کر دیتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجروں اور حکمرانوں کے کارندوں (یا بازاری لوگوں) کے لباس کو نہ دیکھو کیونکہ اندر سے نقصان پہنچانے والے بھیڑیے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بازار مال کی کثرت اور دین کے فساد کا باعث ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالدار لوگوں، امراء کے قاریوں اور بازاری لوگوں سے بچو۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ جب بازار میں داخل ہوتے تو فرماتے اے بازار والو! تمہارا بازار گھاٹے کا سودا ہے تمہارے بہترین لوگ حاسد ہیں اور تمہاری بیع فاسد ہے پس اپنے فائدے کے لیے بیدار رہو

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجر کبھی محتاج نہیں ہوتا البتہ ان باتوں کی وجہ سے محتاج

Scanned with CamScanner

ہو جاتا ہے، فضول باتیں، جھوٹ، قسم اٹھانا، کینہ، خیانت، حسد، باجماعت نماز کا فوت ہونا، مجالس علم کا فوت ہونا اور دنیوی خواہشات کی اتباع۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امراء کو حکم دیتے تو وہ تاجروں اور بازاری لوگوں کو جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کرتے جب آپ ان میں سے کسی ایک کو یوں پاتے کہ وہ احکام معاملات کو نہیں سمجھتا اور حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا تو اسے بازار سے اٹھا دیتے اور فرماتے خرید وفروخت کے احکام سیکھو پھر بازار میں بیٹھو کیونکہ جو شخص علم نہیں رکھتا وہ سود کھاتا ہے چاہے یا نہ چاہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجر کی سلامتی پر حیرانگی ہے حالانکہ وہ دن کو (جھوٹی) قسمیں کھاتا ہے اور رات کے وقت حساب کرتا رہتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہترین تاجر وہ ہے جس سے دنیا ناراض اور آخرت راضی ہو اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب! میں اپنا گھر کہاں بناؤں؟

فرمایا حمام میں، اس نے پوچھا میرے شکار کرنے کے جال کہاں ہیں؟ فرمایا عورتیں، پوچھا میرے مزامیر (گانے بجانے کے آلات) کیا ہیں؟ فرمایا (برے) اشعار، اس نے کہا پس میری مجلس کہاں ہوگی؟ فرمایا بازاروں میں۔

تو اے بھائی! اس بات کو دیکھ اور تاجر کی تعریف نہ کر حتیٰ کہ اسے ان آفات اور شبہات سے محفوظ دیکھے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

بہت زیادہ بردباری اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص ان کے خلاف جرم کرے اس سے بہت زیادہ بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اس طرح وہ حضور ﷺ کے اخلاق پر عمل کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو اپنی ذات کے لیے غصہ نہیں آتا تھا بلکہ آپ کو اس وقت غصہ آتا جب اللہ ﷻ کے حرمات کی توہین کی جاتی (حرام کاموں کو کیا جاتا) جیسا کہ (آگے) آئے گا۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جو شخص مجرم کے جرم پر بردباری اختیار کرتا ہے اس کو سب سے پہلے جو اجر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔

ابلیس ملعون نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا میرا سب سے بڑا جال غصہ ہے میں اس کے ذریعے لوگوں کو قید کرتا ہوں اور ان کو جنت کے راستے سے دور کرتا ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی عزت کے درپے ہے وہ فرماتے اللہ ﷻ کی قسم میں اس کو غصہ دلاؤں گا جس نے اس کو اس بات کا حکم دیا یعنی شیطان (کو غصہ دلاؤں گا)۔

پھر فرماتے یا اللہ عزوجل! اگر وہ سچا ہے تو مجھے بخش دے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے بخش دے۔

ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ ابو ہریرہ ہیں؟ فرمایا ہاں اس نے کہا آپ بلی چوری کرتے ہیں اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! مجھے اور میرے اس بھائی کو بخش دے پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے ہم اس کے لیے بخشش طلب کریں۔

ایک شخص نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ وہی ہیں جن کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف نکال دیا تھا (ملک بدر کر دیا تھا) اگر آپ میں بھلائی ہوتی تو وہ آپ کو ملک بدر نہ کرتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھائی! میرے سامنے ایک سیاہ گرمائی ہے اگر میں نے اس سے نجات پائی تو جو کچھ تم نے میرے بارے میں کہا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر مجھے نجات حاصل نہ ہوئی تو میں اس سے بھی برا ہوں جو کچھ تم نے کہا۔

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ریاکار! تو آپ نے اس سے فرمایا اے خاتون! تم نے میرے لقب کو پہچان لیا جس سے اہل بصرہ غافل رہے اور پہچان نہ سکے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جو شخص بیوقوفی کا ایک کلمہ برداشت کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جب کوئی بیوقوفی کا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور جواب نہ دو کیونکہ جس نے یہ کلمہ کہا ہے اس کے پاس ایسے بے شمار کلمات ہیں جن کے ذریعے وہ تمہیں جواب دے گا۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے برتنوں کے ٹوٹنے پر غصے میں نہ آؤ ان کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس طرح تمہارے لیے وقت مقرر ہے۔[1]

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گدھے یا بلی پر اپنا غصہ اتارتا ہے وہ بردبار نہیں اور وہ فرماتے تھے بیوقوف آدمی کے لیے جواب نہ دینا اور اثر کو ظاہر نہ کرنا بہت سخت ہوتا ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو جب کوئی شخص گالی دیتا تو آپ اس سے فرماتے اے بھائی! اگر تمہاری بات سچی ہے تو عنقریب اللہ عزوجل تمہیں اس کا بدلہ دے گا اور اگر جھوٹ ہے تو میری نسبت اللہ عزوجل کا بدلہ سخت ہے

ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کے چہرے پر تھپڑ مارا تو آپ کو غصہ نہ آیا بلکہ فرمایا یہ کس کی تقدیر سے ہے؟ کہا اللہ عزوجل کی تقدیر سے، آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے میں قضا کو رد کر سکتا ہوں؟

حضرت ابن مقنع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے معذرت کرنے کی ذلت کے مقابلے میں غصہ پی جانا بہتر

ا۔ اس کی اصل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا برتنوں کے ٹوٹنے پر اپنی لونڈیوں کو نہ مارو کیونکہ ان کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس طرح لوگوں کے لیے (موت کا) وقت مقرر ہے۔

ہے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حزن اور غضب میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص تم سے بڑا ہو اور تمہاری خواہش کے خلاف کرے تو اس صورت میں حزن (دکھ) ہوتا ہے اور اگر تم سے چھوٹا تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو اس پر غصہ آتا ہے۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو جس سے تکلیف پہنچتی تھی اس کے لیے دعا کرتے تھے۔

ایک شخص نے بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو خوب گالی دی لیکن آپ خاموش رہے آپ سے کہا گیا کیا آپ اس کو گالی نہیں دیتے جس طرح وہ آپ کو گالی دیتا ہے؟

آپ نے فرمایا میں اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتا کہ برا کہوں اور یہ بات میرے لیے جائز نہیں کہ میں اس کے بارے میں جھوٹی بات کہوں۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کان نے کہا اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ میں سمٹ کر بند ہو جاؤں تو میں بھی زبان کی طرح لمبا ہو جاتا۔

ایک شخص نے حضرت ثور ابن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے قدری! اے رافضی! تو انہوں نے اس سے فرمایا اگر میں ایسا ہی ہوں جس طرح تم نے مجھے کہا ہے تو میں برا آدمی ہوں اور اگر میں اس کے خلاف ہوں تو میری طرف سے تم بری الذمہ ہو۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کی بردباری اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس پر جاہل لوگ مسلط ہو جائیں۔

ایک شخص نے ایک مرتبہ حضرت سالم بن عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے میرے شیخ! حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے بھائی! میں خیال نہیں کرتا کہ تو نے کوئی (عقل سے) بعید بات کہی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اے میرے بیٹے! اگر تو کسی کو اپنا بھائی بنانا چاہتا ہے تو اس کو غصہ دلا اگر وہ غصے کی حالت میں تجھ سے انصاف کرے تو اس کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرو ورنہ اس سے اپنے آپ کو بچا۔

ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بردباری کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا تم کس بردباری کی بات کرتے ہو؟ کیونکہ بردباری کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔ ایک بردباری طبعی ہے وہ اللہ عزوجل کی طرف سے بندے کے لیے عطیہ ہے جو اس پر ظلم کرتا ہے وہ اس کو معاف کر دیتا ہے جو اس کو محروم کرتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اگرچہ اس سے قطع تعلق کیا جائے۔

2۔ اپنے طور پر بردباری اختیار کرنا یعنی بندہ غصے کو ثواب کی امید پر پی جائے جب کہ دل سے اس

بات کو ناپسند کرتا ہو۔

3۔ مذموم بردباری جو شخص بندے کے خلاف کسی جرم کا مرتکب ہو اس سے بردباری محض دکھاوے کے لیے اختیار کرے یعنی اہل مجلس کو بردباری دکھائے اور دل میں کینہ ہو اور خاموش رہے۔

4۔ تکبر کے طور پر بردباری یعنی اپنے مخالف کو جواب کے قابل نہ سمجھے۔

5۔ تواضع اور عاجزی کے ساتھ بردباری جان لو کہ یہ (پانچویں قسم) نفیس ہے

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

خواب میں دیکھی گئی بات سے نصیحت حاصل کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں یا ان کو دکھایا جاتا ہے اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ یہ پریشان خیالات ہیں جس طرح آج کل کے بعض خود ساختہ صوفی کرتے ہیں کہ ان خوابوں کی طرف توجہ نہیں دیتے

بلکہ بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں یہ خواب دیکھنے والے کے لیے ہیں جو اس کو دکھایا گیا ان کے لیے نہیں اور یہ جہالت کی بات ہے کیونکہ خواب، مومن کی وحی ہے جسے الہام والا فرشتہ اس کے پاس لے کر آتا ہے تاکہ اس کو وہ حالت یاد دلائے جس سے بیداری کی حالت میں بے خبر تھا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کسی دوسری کتاب میں تجربہ کے حوالے سے بیان کیا کہ اللہ ﷻ نے خواب کے ذریعے مجھے ایسی صورت سے خبردار کیا جس میں کچھ نقائص تھے جن کو میں سمجھ نہ سکا تھا اور جن کو میں نے سمجھ لیا اس میں میں خواب کا محتاج نہیں بلکہ اس میں شارع ﷺ کی ممانعت اور جس سزا سے ڈرایا گیا وہی کافی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے کہا اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم میں نے بہت ہولناک مناظر اور سختیاں دیکھیں۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت موسیٰ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا انہوں نے فرمایا میں جب سے فوت ہوا ہوں مجھ سے امراء کا کھانا کھانے کا حساب ہو رہا ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے ایک سال بعد دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟

انہوں نے فرمایا میں ایک سوئی کی وجہ سے قید میں ہوں جو میں نے ادھار لے کر واپس نہیں کی تھی۔

میں نے ان سے پوچھا اے بھائی! کس قبر میں روشنی زیادہ ہوتی ہے؟ فرمایا ان لوگوں کی قبروں میں جو دنیا میں زیادہ مصیبتیں برداشت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگوں کو نیک شخص کے بارے میں برا خواب دکھایا جاتا تاکہ اس کے ذریعے ان میں زیادہ چستی پیدا ہو اور بعض اوقات ان میں سے بعض کو کسی برے آدمی کے بارے میں اچھا خواب دکھایا جاتا تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنے درجات میں ترقی کرے۔

جس طرح بعض حضرات نے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا گویا آپ اہل جہنم میں سے ہیں، فرماتے ہیں میں نے اس کے بعد حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو رات بالکل نہیں سوتے دیکھا۔ اور وہ فرماتے تھے جہنم کے خوف نے میری نیند چھین لی ہے۔

ایک شخص نے حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں نے گزشتہ رات دیکھا کہ آپ جنت میں ہاتھ اوپر نیچے کرتے ہوئے (یعنی ٹہلتے ہوئے خوش خوش) جا رہے ہیں انہوں نے فرمایا کیا ابلیس کو میرے علاوہ کوئی نہ ملا جس سے وہ مذاق کرتا۔ اور اس کی نظر میں تجھ سے زیادہ حقیر کوئی نہ تھا کہ اس نے تجھے اپنا قاصد بنایا۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں صابرین میں سے ہو چکا ہوں تو اسی رات میں نے کسی کو کہتے ہوئے دیکھا کہ تو صبر کرنے والوں میں سے نہیں ہوگا جب تک تیری نگاہ میں تیرے اعمال کم نہ نظر آئیں اور تجھے ان کے رد اور فاسد ہونے کا ڈر نہ ہو۔

حضرت خوشب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں نے دیکھا گویا آسمان کی طرف سے کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے؟ اے زمین والو! کوچ کرو کوچ کرو تو میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو کوچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک منادی کو سنا وہ آسمان کی جانب سے آواز دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے یہودیوں جیسے لوگو! اگر تمہیں عطا کیا جائے تو تم شکر نہیں کرتے اور اگر تمہیں آزمایا جائے تو تم صبر نہیں کرتے اس کے باوجود تمہارا خیال یہ ہے کہ تم نیک لوگوں میں سے ہو تو اپنے رب کے عذاب سے متنبہ رہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور منادی اعلان کر رہا ہے کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ اب لوگوں کا حساب ہو رہا ہے پھر ان کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پھر منادی اعلان کرتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں؟ تو ان کو لا کر ان کا حساب کیا گیا پھر انہوں نے نجات پائی اور ان کو جنت میں لے جانے کا حکم دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

راوی کہتے ہیں جب قصہ بیان کرنے والے نے یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا اور اس بات تک پہنچا کہ عمر کہاں ہیں؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے وہ شخص آپ کے کان میں آواز دینے لگا اللہ عزوجل کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے نجات پائی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (بے ہوشی کی وجہ سے) اس کی بات سن ہی نہ سکے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو دوسروں کے مقابلے میں تم خود اس کو بہتر جانتے ہو اور ان لوگوں کی طرف توجہ نہ دو جو کہتے ہیں ہم نے آپ کو گزشتہ رات جنت میں دیکھا ہے ہاں اپنے افعال، احوال اور عقائد کو کتاب وسنت کے مطابق پاؤ تو ٹھیک ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور دھوکے میں نہ آؤ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کسی کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص ان سے اپنے لیے دعا کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا میں جلدی نہیں کرتے مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ عزوجل ان سے راضی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اگر ان میں مخالفت دیکھتے ہیں تو ادب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ اپنے لیے معافی مانگتے ہیں اس کے بعد جس کے لیے چاہیں دعا مانگتے ہیں۔ یہ وہ خلق ہے جس سے آج کل کے اکثر فقرا غافل ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حقیقت میں دعا، گناہوں کو چھوڑنے کا نام ہے پس جو شخص گناہوں کو ترک کر دیتا ہے اللہ عزوجل کسی سوال کے بغیر اس کے ساتھ وہ سلوک کرتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتب میں دیکھا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے تم کس طرح مجھے پکارتے ہو جبکہ تمہارے دل مجھ سے پھرے ہوتے ہیں۔

اور اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل سے فرمائیں میرے گھروں میں سے کسی گھر میں پاک دلوں، ڈرنے والے نفوس، جھکنے والی آنکھوں اور بے حیائی سے پاک اعضاء کے بغیر داخل نہ ہوں جو شخص میرے گھر میں داخل ہوا اور وہ گناہوں سے لتھڑا ہوا ہو تو میں اس پر لعنت کرتا ہوں اور میں ان لوگوں کو خبر دیتا ہوں کہ میں تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول نہیں کرتا اور جس کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہوں یا اس کے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ ہو اس کی دعا بھی قبول نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا خلوت میں دعا مانگنا لوگوں کی مجلس میں دعا مانگنے سے افضل ہے۔

ایک شخص نے زیاد بن ظبیان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ عزوجل مسلمانوں میں آپ جیسے لوگوں کی کثرت فرمائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا تم نے اللہ عزوجل سے ناحق بات کا سوال کیا اور لوگوں کے لیے سوال کیا کہ وہ برے لوگوں میں سے ہو جائیں۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ عزوجل آپ کی عمر دراز کرے انہوں نے فرمایا اس بات سے فراغت ہو چکی ہے میرے لیے نیکی کا سوال کرو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جو شخص اپنے بھائی کے لیے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے اسے چاہئے کہ دل میں یہ نیت کرے کہ اگر یہ اس کے لیے بہتر ہے یہ اس کی مثال ہے جو اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس کے فتنے میں پڑنے کا خوف ہے ورنہ بعض اوقات عمر کا زیادہ ہونا اس شخص کے لئے برا ہوتا ہے جب وہ گناہوں اور اللہ عزوجل کی حکم عدولی وغیرہ میں پڑتا ہے اور اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ عزوجل سے میرے لیے دعا مانگیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل سے ایسی چیز کا سوال کروں جس سے مجھے خوشی حاصل ہو تو میں کسی دوسرے کے لیے کیسے سوال کروں تم پر افسوس! یہ شفاعت ہے اور شفاعت وہی کر سکتا ہے جو مقربین میں سے ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو اس زمانے میں مقام قرب حاصل ہے اسے چاہئے کہ دوسروں کی شفاعت کے لیے جلدی نہ کرے مگر یہ کہ اس کو علم ہو کہ اللہ عزوجل نے اسے (دعا کرنے والے کو) معاف کر دیا اور اس کے پیٹ میں شبہ (کے مال) سے ایک لقمہ بھی نہیں اگر وہ کسی کے لیے سوال کرے اور خود اس سے محفوظ نہ ہو تو اب سوال کرنے کی صورت میں وہ اللہ عزوجل سے انتہائی حیا اور شرمندگی کے مقام پر ہے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جتنا زیادہ قرب اتنا زیادہ خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ جب وہ نیکی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کو اپنا قرب عطا کرتا ہے تو ان کے خوف میں اضافہ ہو جاتا ہے جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کے لیے بلند مثال ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ جب ان میں سے کسی کو زیادہ نعمت اور قرب حاصل ہوتا ہے اس وقت ان کا خوف بھی بڑھتا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عام لوگوں کے لیے (اللہ عزوجل کا) خوف اسی قدر کافی ہے کہ جن کاموں سے اللہ عزوجل نے روکا ہے وہ اس سے رک جائیں پھر فرماتے کاش میں بھی ان (عام لوگوں) میں

Scanned with CamScanner

سے ہوتا۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے قدموں پر تیار ہو کر بیٹھتے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے مطمئن ہو کر وہ شخص بیٹھتا ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو اور اللہ ﷻ کی قسم میں رات اور دن میں کسی وقت اس بات سے بے خوف نہیں ہوتا کہ آسمان سے آگ اتر کر مجھے جلا دے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ بعض اوقات غافل ہو جانے والوں پر رحم فرماتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہ لوگ اللہ ﷻ کے خوف سے مر جاتے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ جب ہوا چلتی تو وہ کھڑے ہو جاتے، پھر بیٹھ جاتے، باہر نکلتے، اندر آجاتے، اپنے پیٹ کے چمڑے کو پکڑتے، گویا وہ عورت ہیں جس کو دردِ زہ (بچے کی پیدائش کے وقت کی تکلیف) نے پکڑ رکھا ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب امید، خوف پر غالب آجائے تو دل خراب ہو جاتا ہے جس طرح ہمارے جیسے بیوقوف لوگوں کا حال ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ سے ڈرو حتیٰ کہ تمہارے پاس امن آجائے کیونکہ (خوف) تمہارے لیے اس امید سے زیادہ پسندیدہ ہے، جس کے بعد خوف آجائے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں سب سے پہلا آدمی نہ ہو جاؤں جس کو قیامت کے دن چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر خوف اس قدر غالب آگیا کہ ان کے پیشاب میں خون آتا تھا لوگ ان کے پاس ایک یہودی طبیب کو لائے جب اس نے آپ کے پیٹ کو ہاتھ سے ٹٹولا تو کہا میں نے خالص دین میں ایسا شخص نہیں دیکھا اور وہ یہودی روتے ہوئے کہنے لگا اس شخص نے اللہ ﷻ کے خوف سے اپنا جگر کاٹ ڈالا ہے اور میرے پاس اس کا علاج نہیں ہے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر آگ جلا کر کہا جائے کہ جو شخص اپنے آپ کو اس میں ڈالے گا وہ ناچیز ہو جائے گا (ختم ہو جائے گا) اور وہ بڑی آگ (جہنم) میں نہیں جائے گا تو میں اپنے آپ کو اس میں ڈال دیتا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر دیں اور مجھے اختیار دیں کہ راکھ بن جاؤں یا مجھے صبر کرنے کی اجازت دیں حتیٰ کہ مجھے اپنا ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو میں راکھ بننے کو ترجیح دوں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ ﷻ مجھے اپنے سامنے

کھڑا کرے اور فرمائے اے مالک! میں تجھ سے راضی ہو گیا اس کے بعد میں مٹی ہو جاؤں۔

حضرت علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ شدت خوف سے چالیس سال تک اپنے بستر پر شل پڑے رہے آپ کی بیمار پرسی کی جاتی تھی کسی عبادت گزار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا چالیس سال کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ ﷻ کی قسم! اگر وہ اپنے سر کے بالوں کے برابر ہزاروں سال اللہ ﷻ کی عبادت کرے تو اس ایک گناہ کے مقابلے میں یہ کم ہوتی جس کا ارتکاب بندہ کرتا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت عبد الملک رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو اللہ ﷻ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا جب وہ ہمبستری کے لیے بیٹھتے تو کانپ جاتے اور ذبح شدہ پرندے کی طرح گر جاتے۔

جب وہ خلافت پر متمکن ہوئے تو ہمیں اور اپنی لونڈیوں کو بلایا اور فرمایا میں ایک ایسے کام کا ذمہ دار ہو گیا ہوں کہ تمہاری بجائے اس میں قیامت کے حساب تک مشغول ہو گیا ہوں پس تم میں سے جو میرے پاس ٹھہرنا چاہے اور مجھ سے کوئی مطالبہ نہ کرے تو وہ ایسا کرے اور جو فراق چاہے وہ الگ ہو جائے پھر اپنے گھر والوں کے قریب جانا ترک کر دیا حتیٰ کہ انتقال فرمایا۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ رات کا اکثر حصہ اپنے ہاتھ سے جسم کے چمڑے کو پکڑتے اس ڈر سے کہ کہیں بدل نہ گیا ہو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔

حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ڈرنے والا وہ نہیں جو روتا ہے اور اپنی آنکھیں ملتا ہے ڈرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (اللہ ﷻ سے) ڈرنے والا وہ نہیں جس پر (مثلاً) تلاوت قرآن کے وقت رقت طاری ہو جائے بے شک ڈرنے والا وہ ہے جو کھانا پینا ترک کر دے اور نیند کو طلاق دے دے حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا حال کہاں تک پہنچا ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ وصال تک سورہ القارعہ کی قرأت سننے پر قادر نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے غفلت میں یہ سورت سن لی تو تین دن رات ان کو کچھ یاد نہ رہا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار پڑھتے تھے۔

اذا ما الليل اظلم كابدوه   فيسفر عنهم وهم ركوع
أطار الخوف نومهم فقاموا   واهل الامن فى الدنيا هجوع

(ترجمہ) جب رات تاریک ہوتی ہے تو وہ اس کی مشقت برداشت کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو وہ

Scanned with CamScanner

حالت رکوع میں ہوتے ہیں خوف نے ان کی نیند اڑا دی اور وہ کھڑے ہو گئے اور بے خوف لوگ دنیا میں سوتے رہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلو محفوظ رہو گے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کوتاہی پر غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے حق میں کوتاہی ہو تو وہ اس پر بہت غمگین ہوتے ہیں اگرچہ تمام جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کریں وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کا وہ حق ادا کر دیا جو ان کے ذمہ ہے اور اس میں عارف کامل اور مبتدی میں کوئی فرق نہیں۔ بخلاف اس زمانے کے بعض "خود ساختہ صوفیاء" کے وہ کہتے ہیں مبتدی کو یہ خوف لاحق ہوتا ہے عارف کو کوئی غم فکر نہیں ہوتا ایسی سوچ جہالت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

جہاں تک اکابر کا تعلق ہے تو وہ مسلسل غم میں رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو جاتا ہے لیکن اکابر میں سے جس نے یہ کہا کہ عارف کو کوئی غم نہیں ہوتا تو اسے امور دنیا کے فوت ہونے کے خوف پر محمول کیا جائے گا جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ان کا خوف کو ترک کرنا قابل مذمت ہوتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ کُلَّ قَلْبٍ حَزِیْنٍ

(المستدرک للحاکم للصحیحین کتاب الرقاق جلد 4 صفحہ 315 مطبوعہ محمد امین بیروت)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔

یعنی وہ جو آخرت میں سے اپنے حصے کے فوت ہونے پر غمگین ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عمل کو بار آور کرنے کا وسیلہ غم ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل میں غم نہ ہو تو وہ ویران ہوتا ہے جس طرح گھر میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو تو وہ خراب اور ویران ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی قسم! مومن کے لیے دنیا میں غم کے بغیر کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص دنیا میں کس طرح غمگین نہیں ہوگا جو ہر گھڑی مصائب یعنی گناہوں میں جلا ہوتا ہے۔

جب حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج زمین

سے انتہائی درجہ کا غم اٹھ گیا (یعنی غم میں جلا رہنے والا)

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو تم کہتے اللہ عزوجل نے تمام دنیا کے غم ان پر ڈالے ہیں کیونکہ ان کے آنسو ہر وقت بہتے اور اپنے آپ پر روتے رہتے

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی غمگین نہیں کیونکہ وہ زندگی کے مسائل میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور آخرت کے معاملات کا مزید اہتمام کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو بھی دیکھتا یہ خیال کرتا کہ ان کی مصیبت کا زمانہ قریب ہے کیونکہ آپ اور آپ کے ساتھی بہت غمگین رہتے تھے۔

حضرت حرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ مہینہ بھر بلکہ زندگی بھر پریشان رہے جب ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے اس غم کا مجھ سے زیادہ کون حق دار ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانہ کیا ہوگا؟

تو اے بھائی! تجھ پر غم لازم ہے حتیٰ کہ تجھے دنیوی خواہشات کے سلسلے میں فراغت نہ ملے ورنہ تم دھوکے میں ہو گے۔ اے بھائی! بیدار رہو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ عزوجل کی رحمت سے دھوکہ نہ کھانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات سے دھوکے میں نہیں ہوتے یعنی ان میں سے کوئی اللہ عزوجل کے معاف کرنے پر اعتماد کر کے اعمال صالحہ کو ترک نہیں کرتا بلکہ وہ عبادت میں خوب کوشش کرتے تھے اس کے بعد اللہ عزوجل کے فضل پر اعتماد کرتے اپنے اعمال پر نہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الْاَمَانِیَّ (مسند احمد بن حنبل، مرویات شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، جلد 4 صفحہ 124 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگاتا ہے اور اللہ عزوجل سے آرزوئیں کرتا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ عزوجل کے بارے میں دھوکے میں ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا بندہ گناہوں میں پڑا رہے اور پھر اللہ عزوجل سے مغفرت کی تمنا کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک ایک قوم اس دنیا سے اس طرح نکلی کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں تھیں کیونکہ مغفرت کی خواہشات نے ان کو بہت زیادہ غافل رکھا اور ان میں سے ایک کہتا اپنے رب کے بارے میں مجھے اچھا گمان ہے پس میں پرواہ نہیں کرتا کہ میرے اعمال زیادہ ہوں یا کم، اور وہ اس سلسلے میں جھوٹا ہے کیونکہ اپنے رب عزوجل کے بارے میں حقیقتاً حسن ظن ہوتا تو وہ اچھے کام کرتا۔

Scanned with CamScanner

ارشاد خداوندی ہے:

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (پ۲۴ حم السجدہ ۲۳)

(ترجمہ) اور یہ ہے تمہارا گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا اور رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

حضرت میسرہ عابد رحمۃ اللہ علیہ کی پسلیاں زیادہ عبادت کی وجہ سے باہر نکل آئی تھیں اور جب اس سلسلے میں ان سے بات کی جاتی کہ اللہ ﷻ کی رحمت بہت وسیع ہے تو وہ بات کرنے والے کو جھڑک دیتے اور فرماتے یہ بات صحیح ہے اگر اس کی رحمت وسیع نہ ہو تو وہ عبادت کے اندر ہی ہمارے گناہوں (یعنی ریاکاری وغیرہ) پر ہمیں ہلاک کر دیتا نافرمانی کا معاملہ تو الگ ہے۔

حضرت حذیفہ بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ سے کہے اللہ ﷻ کی قسم! تمہارے اعمال اس شخص کے اعمال کی طرح ہیں جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تو میں اس سے کہوں گا تم نے سچ کہا تجھے اپنی قسم کا کفارہ دینے کی ضرورت نہیں۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہاتھ پانچ درہم (احناف کے نزدیک دس درہم) کی چوری پر کاٹا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ تمہارا سب سے چھوٹا گناہ پانچ درہم کی چوری سے زیادہ قبیح ہے پس تیرے ہر گناہ کے بدلے آخرت میں تیرا ایک عضو کاٹا جائے گا۔

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ خوف نہ ہو کہ اللہ ﷻ تجھے تیری بہترین عبادت پر اس لیے عذاب دے گا کہ اس میں نقص ہو گا تو تُو ہلاک ہو گیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ ﷻ اس کا ایک گناہ بخش دے گا پس ہم۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس پر زیادہ خوف رکھتا ہے اسے نجات کی سب سے زیادہ امید ہوتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب یونس علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ اللہ ﷻ ان کی قوم کے خلاف ان کی دعا پر گرفت نہیں کرے گا تو فوری طور پر مچھلی کے پیٹ میں بند کرنے کے ذریعے ان کا مواخذہ ہوا۔

تو اے بھائی! تجھ پر شرعی طریقے سے خوف لازم ہے اور تیرے لیے یہ زیادہ بہتر ہے تو ہرگز (محض) نیک اعمال کی وجہ سے بخشش حاصل نہیں کرے گا استغفار کی کثرت اختیار کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

مصائب اور آزمائشوں پر بہت صبر کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ آزمائشوں اور مصیبتوں پر بہت زیادہ

صبر کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ ﷻ نے ان کے مقدر میں لکھا ہے اس پر ناراض نہیں ہوتے اور وہ کہتے ہیں جسے صبر نہ آتا ہو وہ صبر کرنے کی کوشش کرے حدیث شریف میں ہے۔

وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

(مسند امام احمد بن حنبل، مرویات سعید الخدری رضی اللہ عنہ، جلد 3 صفحہ 12 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے اللہ ﷻ اسے صبر عطا کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا کے فضول کاموں (ضرورت سے زیادہ) کھانے، سونے اور جماع وغیرہ سے صبر نہ کرے قیامت کے دن فرشتے اسے یہ نہیں کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (پ۱۳ الرعد ۲۴)

(ترجمہ) صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔

بلکہ وہ اس دن غم، پریشانی اور خوف میں ہو گا بخلاف اس کے جس کو فرشتے سلام کریں گے وہ امن میں ہو گا اور اس سے پریشانی اور غم زائل ہو جائے گا اور وہ فرحت، سرور اور امن میں ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط (پ۲ البقرہ ۱۷۷)

(ترجمہ) اور سختی و تکلیف میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے سے فقر اور بیماری مراد ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے صبر کے ساتھ وہی شخص موصوف ہوتا ہے جو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرتا ہے اور پوشیدہ طور پر یا ظاہری طور پر ان کو بدلہ نہیں دیتا حتیٰ کہ ان کے خلاف دعا (بددعا) بھی نہیں کرتا اور اس سلسلے میں اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہوتا ہے نیز سب سے بڑا صبر ان چیزوں سے صبر کرنا ہے جن سے اللہ ﷻ نے روکا اور جن کو کرنے کا حکم دیا (یعنی منہیات سے رکنا اور مامورات پر عمل کرنا)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ اپنے مومن بندے کو مسلسل آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس پر مصائب کا مسلسل نزول ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حضرت فتح الموصلی کی زوجہ (رحمۃ اللہ علیہا) ایک مرتبہ پھسل گئیں تو ان کا ناخن ٹوٹ گیا وہ ہنس پڑیں ان سے پوچھا گیا کیا آپ کو ناخن کی تکلیف نہیں ہوئی انہوں نے فرمایا ہاں (تکلیف ہوئی ہے) لیکن اس کے ثواب نے مجھے تکلیف میں مشغولیت سے غافل کر دیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر فقر، بیماری اور موت نہ ہوتی تو انسان تکبر کی وجہ سے اپنا سر نہ جھکاتا اس کے باوجود وہ اللہ ﷻ کی نافرمانیوں میں کود پڑتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا سے اپنی داڑھ میں تکلیف کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا اے احنف! میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک رات میں داڑھ کی تکلیف کی شکایت کرتا ہے اللہ ﷻ کی قسم! مجھے تیس سال سے یہ تکلیف ہے لیکن میرے خیال میں تیرے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں ہوا۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے پیٹ کو درندے نے پھاڑ دیا تھا اور اس کا گوشت نوچ لیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور کہا اے میرے رب! یہ تو تیرا اطاعت گزار تھا، میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ اے موسیٰ علیہ السلام اس شخص نے مجھ سے ایسے درجہ کا سوال کیا جس تک یہ اپنے اعمال سے نہ پہنچ سکا تو میں نے اس کو اس میں مبتلا کیا تا کہ اس درجہ تک پہنچ جائے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کی اللہ ﷻ کے غیر سے شکایت کرتا ہے اسے اس شکایت کے بعد جب تک توبہ نہ کرے عبادت میں چاشنی حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جب آپ علیہ السلام پر کوئی مصیبت نازل ہو تو میری مخلوق کے سامنے میری شکایت کرنے سے بچیں اور مجھ سے وہ معاملہ کریں جو میں آپ سے کرتا ہوں جس طرح میں فرشتوں کے سامنے آپ علیہ السلام کے نامناسب کاموں کی شکایت نہیں کرتا اسی طرح آپ علیہ السلام کے لیے بھی مناسب نہیں کہ آپ علیہ السلام میری مخلوق سے شکایت کریں جب آپ علیہ السلام پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ (لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے) نبی علیہ السلام سے ایسا کوئی عمل سرزد نہیں ہوتا جو نامناسب ہو۔

اور مجھے (حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کو) یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ ﷻ نے حضرت ایوب علیہ السلام کا تمام مال ہلاک کر دیا تو آپ علیہ السلام اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنے کپڑے اتار دیئے اور فرمایا اس طرح میں دنیا کی طرف آیا تھا اور اب اسی طرح اس سے نکل رہا ہوں (لباس کے بغیر پیدا ہوا تھا)۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام مشقت پر صبر کریں اللہ ﷻ کی طرف سے آپ کے پاس مدد آئے گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر دنیا کسی تکلیف کے بغیر نعمت ہوتی تو یہی جنت ہوتی اور ہم اس سے منتقل ہونے کے محتاج نہ ہوتے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شکوہ کرنے سے بچو وہ تمہارے دشمن کو خوش کرتا اور تمہارے دوست کو غمگین کرتا ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور صبر کرنے والے بنو فائدہ حاصل کرو گے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حکم خداوندی کی تعمیل اور قضا پر راضی ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے بہت زیادہ سر تسلیم خم کرتے ہیں اور جب ان کی اولاد یا بھائی یا گھر والوں اور رشتہ داروں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو اللہ ﷻ کے فیصلے پر راضی ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کا بیٹا فوت ہو گیا تو آپ علیہ السلام کو اس پر سخت دکھ ہوا آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ علیہ السلام کے نزدیک اس بچے کی کیا حیثیت تھی؟

فرمایا سونے سے بھری ہوئی زمین جسے میں اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کروں تو اللہ ﷻ نے وحی فرمائی کہ آپ علیہ السلام کے لیے اس کی مثل اجر ہے۔

حضرت بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے والد کی موت نئی ملکیت کا سبب ہے (وراثت ملتی ہے) بھائی کی موت سے بازو ٹوٹ جاتا ہے اور اولاد کی موت دل کا زخم ہے جو کبھی بھرتا نہیں۔

حضرت مورق العجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کی موت پر مجھے اجر ملے گا تو میں اس کی موت کو پسند کروں گا۔

حضرت ابن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے موت کے بعد رونے پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس سے فوت شدہ واپس نہیں آتا۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم مصیبت زدہ کو دیکھو کہ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور رونا پیٹنا ظاہر کیا اس سے تعزیت نہ کرو وہ گناہ گار ہے پس جو اس سے تعزیت کرے گا وہ گناہ میں اس کا شریک ہو گا۔ بلکہ اس کو اس (عمل) سے روکنا واجب ہے۔

حضرت ابو سعید بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے چہرے پر مارے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے نیزہ لیا اور وہ اپنے رب ﷻ سے لڑ رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے پہلے دن وہی کام کرنا چاہیے جو پانچویں دن کرتا ہے یعنی مسکرانا اور کھانا وغیرہ (مطلب یہ کہ صبر کرے)

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مِنْ سَعَادَةِ الْعَبْدِ رِضَاهُ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(مسند احمد بن حنبل، مرویات سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جلد 1 صفحہ 168 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

Scanned with CamScanner

(ترجمہ) بندے کی خوش قسمتی میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ ﷻ کے فیصلے پر راضی رہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ نے لوح محفوظ میں سب سے پہلے جو بات لکھی ہے وہ یہ ہے۔

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد میرے رسول ہیں جو شخص میرے فیصلے کو تسلیم نہ کرے، میری آزمائش پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے وہ اپنے لیے میرے سوا کسی اور کو رب تلاش کرے اور جو میرے فیصلے کو تسلیم کرے میری آزمائش پر صبر کرے اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرے میں اس کو صدیق لکھوں گا اور اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایمان کی کوہان (بلندی) رب ﷻ کے سامنے جھکنا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی دوسرے کے پاس موجود چیز کو دیکھ کر غمگین ہو یعنی اپنے بھائی کے رزق پر اس سے حسد کرے وہ اپنے رب ﷻ کے فیصلے پر ناراض ہوا۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد علیک السلام اگر تو میرے ارادے کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو میں اس کام میں تجھے کفایت کروں گا جس کا تو ارادہ کرتا ہے اور اگر تو میرے ارادے کے سامنے نہ جھکے تو میں تجھے تیرے ارادے میں تھکا دوں گا پھر وہی کچھ ہوگا جو میں چاہتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ کیا چاہتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا میں وہی کچھ چاہتا ہوں جو حق ﷻ چاہتا ہے اگرچہ میرا نفس نافرمانی کو ناپسند کرتا ہے

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص (اللہ ﷻ کے) فیصلے پر راضی نہیں رہتا اس کی بیوقوفی کا کوئی علاج نہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جبہ، قبہ پہننے سرکہ اور جو کھانے میں شان نہیں بندے کی شان اپنے رب ﷻ سے راضی رہنے میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام نے اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں اس تکلیف کی شکایت کی جو ان کو پہنچی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کب تک میرے ہاں شکایت کرتے رہیں گے میں خالق شکوہ و شکایت نہیں ہوں۔ عالم غیب میں آپ کی شان اسی طرح ظاہر ہوئی پس میرے فیصلے کی اچھائی پر ناراض نہ ہوں کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی خاطر دنیا کو بدل دوں اور آپ کے سبب سے لوح محفوظ کو بدل دوں اور آپ کے لیے وہ فیصلہ کروں جو آپ چاہتے ہیں اور میں نہیں چاہتا اور وہ کام ہو جو آپ پسند کرتے ہیں وہ نہ ہو جو میں چاہتا ہوں مجھے اپنی عزت کی قسم!

اگر یہ بات دوبارہ آپ کے دل میں آئی تو میں آپ سے نبوت چھین لوں گا اور آپ کو جہنم میں ڈال

دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ معصوم (یعنی انبیاء کرام) سے نبوت چھین لینا صحیح نہیں لہٰذا جو کچھ یہاں ذکر کیا گیا وہ فرض اور تقدیر کی صورت ہے اور اللہ ﷻ جن باتوں سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے ان کا وقوع ہونا ضروری نہیں۔[1] اس بات پر غور کرو اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت محمد بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ کے لیے خربوزہ خریدا لیکن انہیں پسند نہ آیا اور وہ ناراض ہو گئیں میں نے کہا امی جان! آپ کس پر ناراض ہیں بیچنے والے پر یا خریدنے والے پر یا اس کے خالق پر؟ اللہ ﷻ کی قسم اس کو پیدا کرنے والا سب سے بہترین خالق ہے اور اسے بیچنے اور خریدنے والے نے آپ کو وہی دیا جو ازل میں آپ کے حصے میں رکھا گیا تھا، فرماتے ہیں (یہ سن کر) میری ماں نے بخشش طلب کی اور توبہ کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں اپنی زبان پر انگارہ رکھوں تو یہ مجھے اس بات سے پسند ہے کہ میں کسی ایسے کام کے بارے میں جو واقع ہوا، یہ کہوں کہ یہ کیوں واقع ہوا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کا جو بھی فعل ہو بندے پر اپنے رب ﷻ کا شکر واجب ہے کیونکہ وہ حکمت والا جاننے والا ہے اور جہاں تک بندے کے کسب کا تعلق ہے تو اگر وہ مذموم ہے تو اس پر راضی نہ ہونا واجب ہے اور یہ اپنے رب کی تعظیم کے طور پر ہے۔

ایک دفعہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں شدید زخم ہو گیا ان کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اس وجہ سے آپ پر ترس آتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اے بھائی اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو میرے ساتھ اللہ ﷻ کا شکر ادا کر جس نے یہ زخم میری زبان یا میری آنکھ یا میرے کان یا میرے سینے یا میری بغل کے نیچے یا میری شرمگاہ میں پیدا نہیں کیا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دانت گر گئے تو انہوں نے کہا اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ وہ میری سماعت و بصارت کو نہیں لے گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا مجھے زمین میں سب سے بڑے عبادت گزار کے بارے میں بتائیے انہوں نے ایک آدمی کے بارے میں بتایا جس کے ہاتھ اور پاؤں کوڑھ کی مرض کی وجہ سے کٹ چکے تھے اور اس کی بینائی، قوت سماعت اور بال بھی ختم ہو چکے تھے حضرت یونس علیہ السلام اس کے قریب ہوئے اور اس سے سنا وہ کہہ رہا تھا یا اللہ ﷻ! تو نے جس طرح چاہا واپس لے لیا اور میرے لیے اپنے بارے میں خیر کی امید کو باقی رکھا تو یہ تیرا مجھ پر فضل ہے۔

۱۔ جس طرح ارشاد خداوندی ہے "لیحبطن عملک" اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ یہ بات حضور ﷺ کے لیے نہیں بلکہ امت کی تعلیم کے لیے ہے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اپنی سیاحت کے دوران ایک شخص کے ساتھ اتفاق ہوا جو کوڑھ کا مریض تھا جس پر سفید داغ تھے اندھا بھی تھا اور پاگل بھی، اور وہ دھوپ میں پڑا ہوا تھا جوئیں اس کا گوشت کھا رہی تھیں فرماتے ہیں میں نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔

جب اسے افاقہ ہوا تو کہنے لگا یہ کون فضول آدمی ہے جو میرے اور میرے رب عزوجل کے درمیان حائل ہے؟ پس مجھے اس کی عزت وجلال کی قسم! اگر وہ میرا ایک ایک عضو کاٹ دے تو اس (فعل) سے اس کی محبت مزید بڑھ جائے گی۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اندھا تھا، سفید داغ والا، لولہا تھا، کوڑھ کی وجہ سے اس کے دونوں پہلو مارے گئے تھے اور فالج کا شکار تھا اور کوڑھ کی وجہ سے اس کا گوشت جھڑ چکا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے قریب ہو کر سنا تو وہ کہہ رہا تھا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں اپنی مخلوق میں سے بے شمار لوگوں کو مبتلا کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تجھ سے کون سی مصیبت کو دور رکھا، اس نے آپ سے کہا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے جہالت کو پھیر دیا اور مجھے معرفت کا جوڑا پہنایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تم نے سچ کہا اپنا ہاتھ آگے کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کی تمام بیماری دور ہوگئی اور وہ لوگوں میں سے خوبصورت ترین چہرے والا ہو گیا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت اختیار کی وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا تھا حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا گیا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل پر راضی رہنا اور لوگوں سے رحمت کا سلوک کرنا مرسلین عظام کے اخلاق میں سے ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی رضا پر راضی رہنا دنیا میں زہد اختیار کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جو شخص اپنے رب عزوجل سے راضی ہوتا ہے وہ اس سے اوپر کے درجہ کی تمنا نہیں کرتا۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اللہ عزوجل مجھے جہنم میں داخل کرے تو میں اس پر راضی ہوں۔

حضرت سلیمان الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کہے اے میرے رب! مجھ سے راضی ہو جاؤ وہ اپنے رب سے راضی نہیں ہے۔

حضرت ابو عبداللہ الباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کے بندے اپنے آقاؤں کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ عزوجل کے بندے اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کو راضی کرنا ایک ایسی منزل ہے جہاں تک رسائی نہیں ہو سکی۔

تو اے بھائی! ہم نے جس خلق کا ذکر کیا ہے اگر تو اپنے نفس میں صبر کو ملاحظہ کرے تو اپنے رب عزوجل کا شکر ادا کر ورنہ اس سے بخشش طلب کر اور توبہ کر اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

شکر کرنے کے باوجود اسے کم سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفسوں کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کے شکر سے ایک ذرہ بھی ادا نہیں کیا کیونکہ وہ جس قدر شکر ادا کرتے ہیں ان کی نظر میں وہ سب شکر بھی اللہ عزوجل کے انعام سے ہے اور اللہ عزوجل کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا (شکر بھی ایک نعمت ہے)۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ فرماتے تھے بندہ جب بھی "الحمد للہ" کہتا ہے اس سے اس پر ایک شکر واجب ہو جاتا ہے (کیونکہ الحمد للہ کہنا بھی اللہ عزوجل کا انعام ہے)۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہو تو یہ بھی اللہ عزوجل کا انعام اور اس کی نعمت ہے تو حقیقتاً وہاں شکر نہیں ہے۔

شکر یہ ہے کہ تم اس بات کا اعتراف کرو کہ اللہ عزوجل نے تم پر بے شمار انعامات کئے ہیں اور تمہارے لیے اللہ عزوجل کی پوری طرح ثنا ممکن نہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ تم اس کی عطا کردہ نعمت میں اس کی نافرمانی نہ کرو تمہارے تمام اعضاء اس کی نعمتوں میں سے ہیں پس تم ان کے ذریعے اس کی نافرمانی نہ کرو۔

حضرت مجاہد اور حضرت مکحول رحمہما اللہ دونوں اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ (پ۳۰ التکاثر ۸)

(ترجمہ) پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور ضرور پوچھا جائے گا۔

(فرماتے ہیں) اس سے ٹھنڈا پانی، گھروں کے سائے، پیٹوں کا بھر جانا، اعضاء میں اعتدال اور نیند کی لذت مراد ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے فالوذج (ایک قسم کا حلوہ فالودہ) کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ بڑی بڑی نعمتوں میں سے ہے؟ انہوں نے فرمایا ٹھنڈے میٹھے پانی (یعنی جب شریں ٹھنڈا پانی اعظم نعمت ہے تو فالوذج

Scanned with CamScanner

توہوگا) ہی کی صورت میں اللہ ﷻ کی ہم پر بہت بڑی نعمت ہے (یعنی جب ٹھنڈا پانی نعمت ہے تو فالو دج تو لازماً ہوگا)۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک بہرے، گونگے اور مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی نعمت باقی ہے؟ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں جو کچھ یہ کھاتا اور پیتا ہے اس کا آسانی کے ساتھ حلق سے اترنا اور اس کی آسانی یعنی جب یہ پیشاب کے ذریعے نکل جائے تو یہ ان ظاہری نعمتوں سے بڑی نعمت ہے جو اس سے فوت ہوگئیں (یعنی سننے اور بولنے کی نعمت سے)۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگ کسی آزمائش کو اس سے بڑی آزمائش کے تناظر میں دیکھیں تو بعض آزمائشیں راحت نظر آئیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا تو فرماتے اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے اس کا خواہش مند بنایا کتنے ہی لوگ ہیں جو اس پر قادر ہیں لیکن ان کو اس کی خواہش نہیں یعنی سخت بیماری اور درد کی وجہ سے (ان کو بھوک نہیں لگتی)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے جب کوئی پولیس والا گزرتا تو آپ سجدے میں پڑ جاتے اور فرماتے اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے پولیس والا اور ٹیکس لینے والا نہیں بنایا پھر اپنے ساتھیوں سے فرماتے اگر تم میں سے کسی کے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرے جو کسی آزمائش میں ہو اور اس پر اس کو ثواب ملتا ہو تو اپنے رب سے عافیت کا سوال کرتے رہو اور اگر تمہارے پاس سے یہ ظالم لوگ گزریں جو اپنی آزمائش میں گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال نہیں کرتے۔

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے کہ عافیت ایک پوشیدہ بادشاہت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص کی بیوی، مکان، سواری اور خادم ہو وہ بادشاہوں میں سے ہے۔

حضرت جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ (پ ۲۱ لقمان ۲۰)

(ترجمہ) اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں انڈیل دیں۔

تو ظاہری نعمتوں سے مراد اسلام، تخلیقی حسن اور تمہارا رزق مراد ہے اور باطنی نعمت سے مراد یہ ہے کہ اس نے لوگوں سے تمہارے عیبوں اور گناہوں کو چھپایا یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے بندوں پر انعام اپنے حسن و کرم کے معیار سے کیا اور ان سے شکر کا مطالبہ ان کے حال کے اندازے پر کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ارشاد خداوندی

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ (پ ۳۰ العادیات ۶)

(ترجمہ) بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ مصیبتوں کو گنتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی۔

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا (پ ۱۴ النحل ۸۳)

(ترجمہ) وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر ان کا انکار کر دیتے ہیں۔

کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ لوگ نعمتوں کو اللہ ﷻ کی طرف سے دیکھتے پھر ان کو مخلوق کی طرف منسوب کر دیتے اور وہ اللہ ﷻ سے غفلت اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ نعمتیں ہم تک نہ پہنچتیں۔

حضرت بشیر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کا شکر اپنی زبان سے ادا کرے اور اس کے باقی اعضاء شکر نہ کریں اس کا شکر کم ہوتا ہے کیونکہ

آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر بھلائی دیکھے تو اسے یاد رکھے اور برائی دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے۔

کان کا شکر یہ ہے کہ بھلائی سنے تو اس کو یاد رکھے اور اگر برائی سنے تو اس کو بھول جائے۔

ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ ان کے ساتھ صرف حق کو پکڑے اور حق ہی دے۔

پیٹ کا شکر یہ ہے کہ وہ علم اور بردباری سے بھرا ہوا ہو۔

شرمگاہ کا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ صرف وہ عمل کرے جو اس کے لیے جائز ہے۔

پاؤں کا شکر یہ ہے کہ ان کے ذریعے صرف نیکی کے کاموں کے لیے جائے جو شخص یہ کام کرے گا وہ سچے شکر گزار لوگوں میں سے ہوگا۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم نے اپنے رب کا شکر ادا کیا جس طرح ان لوگوں نے شکر ادا کیا یا تم نے کوتاہی کی پس اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

تقویٰ اختیار کرنا اور اس کا دعویٰ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ تقویٰ کے سلسلے میں بہت گہرائی میں جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی حقیقی متقی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بعض اوقات اللہ ﷻ بندے پر ذرے کے برابر اعمال کو بھی شمار کرتا ہے۔

اور یہ خلق بھی اس زمانے میں ناپید ہے بلکہ اکثر لوگ اپنے نفس کو تکلیف دیئے بغیر تقویٰ کا دعویٰ

کرتے ہیں اور صرف صبح وشام اللہ ﷻ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے نفس پر کسی قول، فعل، کھانے پینے اور لباس میں اعتراض نہیں کرتے بلکہ حرام پر بے قابو مگرمچھ کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں۔

جبکہ اس کے عمامہ اور اس کے شملے کی شکل شیخ کی صورت میں ہوتی ہے اور اس کے اقوال وافعال فاسقوں اور منافقین کی شکل میں ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شخص تقویٰ کے مقام پر نہیں پہنچتا جب تک اس کے افعال واقوال دنیا اور آخرت کی شرمندگی سے محفوظ نہ ہوں ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے کہا بندہ تقویٰ کی کوہان (بلندی) تک کب پہنچتا ہے؟

فرمایا جب اپنے دل کے تمام خیالات کو ایک تھال میں رکھ کر بازار میں چکر لگائے اور ان میں سے کسی کی وجہ سے اسے شرمندگی اٹھانا نہ پڑے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تقویٰ کے ساتھ عمل کم نہیں ہوتا بلکہ وہ مقبول ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کا نام نہیں جب اس کے درمیان گناہ کرتا رہے تقویٰ یہ ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جس کو اللہ ﷻ نے حرام قرار دیا ہے اور جو کچھ اللہ ﷻ نے فرض قرار دیا ہے اس کو ادا کرے پس جو اس سے زائد ہوگا وہ خیر کے ساتھ خیر کا ملنا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے متقی کی علامت یہ ہے کہ (خود کو) گفتگو سے لگام ڈالے جس طرح محرم حالت احرام میں لگام ڈالتا ہے اور متقی اس بات کا محتاج ہے کہ تمام شریعت کا عالم ہو ورنہ تقویٰ سے نکل جائے گا اور اس کو اس بات کا علم نہ ہوگا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کمال تقویٰ میں سے یہ بات ہے کہ بندہ ذرہ برابر (چیز) میں بھی اپنے رب ﷻ سے ڈرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ کانٹوں سے بھرپور راستہ ہے اس پر چلنے والے کو بہت زیادہ صبر کی ضرورت ہوتی ہے

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اس شخص سے محبت کرتے تھے جو ان میں سے کسی ایک سے کہتا تھا اللہ ﷻ سے ڈرو اور اب یہ کہنے سے دل میں کدورت پیدا ہونے لگی۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے عمر! اللہ ﷻ سے ڈرو تو آپ اللہ ﷻ کی ہیبت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ایک شخص نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تم کس شہر میں میرا ٹھہرنا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اس سے فرمایا تیرے اور کسی شہر کے درمیان کوئی نسبتی رشتہ نہیں بلکہ بہترین شہر وہ ہے جو تمہیں تقویٰ کی ترغیب دے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنے رب سے ڈرے تو اس کی زندگی (بظاہر) خوشگوار نہ ہو اور نہ ہی اسے نیند آئے تو اے بھائی! اپنے آپ کو ٹٹولو کہ کیا تم اللہ ﷻ سے اس طرح ڈرتے ہو۔ جس طرح یہ بزرگ ڈرتے تھے یا تم اپنے اسلاف کے مقابلے میں کوتاہی کر رہے ہو اپنے رب ﷻ سے بخشش طلب کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی بہت زیادہ پردہ پوشی کرتے ہیں اور تقویٰ کے مقام پر اپنے آپ پر بہت زیادہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ کسی کے سامنے پردہ ظاہر نہ ہو اور یہ بزرگ اقوال، افعال اور کھانے پینے کے معاملات میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے تھے اور جو کام اللہ ﷻ نے حرام کئے ان میں مبتلا ہونے سے اپنے تمام اعضاء بالخصوص زبان، پیٹ، شرمگاہ اور آنکھ کو روکتے تھے۔

ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس خلق کو اپنی کتاب "المنہج المبین" میں تفصیل سے بیان کیا۔

حدیث شریف میں ہے: اِتَّقِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ عَنْهُ تَكُنْ اَوْرَعَ النَّاسِ

(ترجمہ) اللہ نے جن کاموں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز گار ہو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اگر تم روزہ رکھتے رہو حتیٰ کہ تانت کی طرح (دبلے پتلے) ہو جاؤ اور نماز پڑھتے رہو حتیٰ کہ کبڑے ہو جاؤ تو یہ کام تمہیں نفع نہیں دے گا جب تک تم سچے پرہیز گار نہ بنو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو تقویٰ اور زہد والے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس فقہ میں کوئی خیر نہیں جس میں پرہیز گاری نہ ہو، جیسے اس نماز میں کوئی بھلائی نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ شبہ سے نکلے، اور قدم قدم پر نفس کا محاسبہ کرے جس کو یہ حالت حاصل نہ ہو وہ متقی نہیں۔

حضرت ابو عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چھوٹی سی بات میں بھی پرہیز گاری کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کو معمولی سمجھنا زیادہ باتوں میں تقویٰ کو چھوڑنے کی سیڑھی ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمل کے بغیر علم حاصل کرے اس کا پیشوا ابلیس ہے جو حکمرانی تلاش کرے اس کا مقتدا فرعون ہے۔ اور جو پرہیزگاری تلاش کرے اس کے پیشوا انبیاء کرام علیہم السلام اور صوفیاء عظام رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ تقویٰ سیکھتے تھے اور اسے سیکھنے کے لیے تین مہینے یا زیادہ مدت کا سفر کرتے تھے اور آج کے دور میں لوگ اسے سیکھتے ہیں نہ اس پر عمل پیرا ہیں اگرچہ ان کو اس سے خبردار کیا جائے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جب کسی چیز میں کچھ شبہ دیکھتے تو اس کو مکمل طور پر چھوڑ دیتے چاہے سارا بیت المال ہی کیوں نہ ہو۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے دس میں سے نو حصے چھوڑ دیتے تھے۔

پہلے بزرگوں کا طریقہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کا ایک دینار کسی جگہ رہ گیا پھر ان کو یاد آیا اور وہ وہاں واپس گئے اور اس کو دیکھا تو اسے لیتے نہیں تھے اور فرماتے تھے اس بات کا احتمال ہے کہ یہ کسی اور کا دینار گرا ہو اور میرا دینار کسی نے اٹھا لیا ہو۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مال غنیمت میں کستوری تقسیم کرتے ہوئے اپنے ناک کو ڈھانپ دیتا ہے کہ اس میں کوئی حرج ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ پرہیزگاری کی طرح ہے لیکن میں لفظ کا ادب کرتے ہوئے اسے پرہیزگاری نہیں کہتا۔

حضرت ریاح بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ دیکھا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بتائیے انہوں نے فرمایا ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کھانے کی دعوت دی اس دوران کہ ہم کھا رہے تھے انہوں نے فرمایا ٹھہر جاؤ اس چراغ میں تیل عام لوگوں کا ہے اس کے ذریعے ان کے دیوان (فائلیں) دیکھتا ہوں۔

حضرت طلحہ بن مصرّف رحمۃ اللہ علیہ جب دیوار یا کانوں کا مکان (چھپر) بناتے تو دیوار کو اپنی طرف مائل کر کے بناتے تاکہ تعمیر میں جو گارا استعمال ہو رہا ہے وہ راستے کی طرف نہ گرے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ وہ اللہ ﷻ کی بزرگی کے پیش نظر جب بھی کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو ان کو اچھی لگتی تو "سبحان اللہ ﷻ" کہنے سے پرہیز کرتے۔ (کیونکہ ذکر الٰہی بلاسبب ہونا چاہیے)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ جب مال غنیمت میں سے سیب لیتا تو اس کے منہ سے سختی کے ساتھ نکال لیتے اور فرماتے میں اللہ ﷻ کے خوف سے اس کو نکالتا ہوں گویا میں اس کو اپنے دل سے نکال رہا ہوں اور ہمیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اپنے ایک مقروض کے پاس قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے تشریف لے گئے اور اس شخص کے دروازے پر ایک درخت تھا آپ دھوپ میں کھڑے ہو کر مطالبہ کرنے لگے عرض کیا گیا آپ درخت کے سائے میں کھڑے نہیں ہوتے؟ فرمایا نہیں، کیونکہ اس درخت کے مالک پر میرا قرض ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا

(کنز العمال حدیث 15515 جلد 6 صفحہ 238 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) جو قرض نفع کھینچے وہ سود ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جب بازاروں میں پھیری والے سے کوئی چیز خریدتے تو اس کو راستے سے ہٹا کر خریدتے آپ چلنے والوں کے لیے رکاوٹ پیدا ہونے کا خوف محسوس فرماتے۔

حضرت قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے چادر ادھار لی اس میں روٹیاں رکھیں تو آپ کے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے راستے میں ان سے گفتگو کرنا شروع کر دی تو آپ اس کے لیے نہ ٹھہرے اس نے کہا آپ مجھ سے گفتگو کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا اے بھائی! میں نے یہ چادر روٹیوں کے لیے ادھار لی ہے اس لیے نہیں کہ میں کسی کے ساتھ راستے میں کھڑا ہو جاؤں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھ سے گفتگو کرو گے تو میں اپنی والدہ سے اس بات کی بھی اجازت لے لیتا۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ اس ڈر سے اپنے گھر کا پرنالہ اپنے گھر کی طرف کرتے تھے سڑک کی طرف نہیں کرتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ان کے ہاں بلی مر گئی تو انہوں نے اپنے گھر میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا اور کوڑے کے ڈھیر پر نہ پھینکا کہ اس کی بو سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شبہ والی چیز لے کر مکہ مکرمہ کی طرف سفر نہ کرو حرام یا شبہ کا ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) واپس کر دینا ایسے پانچ سو حج کرنے سے افضل ہے جن میں شبہ (کا مال) ہو۔

حضرت یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے فوت ہونے کے بعد ان کا مال چھوڑ دیا تھا اور فرمایا مجھے ان کی کمائی میں شک ہے کیونکہ وہ دلالوں کے ذریعے خرید و فروخت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے غلام کی کمائی سے نہیں کھاتے تھے جب وہ حضور ﷺ پر

درود شریف پڑھ کر کوئی چیز بیچتا آپ فرماتے تھے تم نے درود شریف کے ذریعے اپنے سامان کو قابل تعریف بنایا تا کہ لوگ اسے خریدیں۔ اس کام سے بچو، یا تم خریدار سے یہ کہو کہ یہ سستا ہے یا عمدہ ہے بلکہ تم خاموشی کے ساتھ بیچو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بازار میں داخل ہوئے تا کہ اپنے بچوں کے لیے روٹی خریدیں آپ نے دیکھا کہ روٹی بیچنے والا سبحان اللہ اور لاالہ الا اللہ کا ورد کر رہا ہے اور درود شریف پڑھ رہا ہے اور روٹی بھی بیچ رہا ہے تو حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روٹی خریدنے سے انکار کر دیا اور صبح تک بھوکے رہے صبح ایک روٹی بیچنے والے کو دیکھا جو خاموشی سے بیچ رہا تھا (تو اس سے خریدی)۔

آپ سے کہا گیا اے ابو علی! یہ آسان معاملہ ہے فرمایا تمہارے اس آسان معاملے سے مجھے جہنم میں جانے کا خطرہ ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ چادریں اور لباس بیچا کرتے تھے جس دن بادل ہوتے اس دن آپ نہ بیچتے اور نہ ہی بازاروں کی طرف جاتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بعض اوقات خریدار کو بادلوں کی وجہ سے وہ چیز اچھی نظر آتی ہے حالانکہ اس میں عیب ہوتا ہے۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقہاء سے مشتبہات میں رخصت چاہتا ہے تو اس کا علم جہنم کا ایندھن ہے۔[1]

حضرت ابو علی النجورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قمیص خریدی اور اس کو پہن لیا ایک شخص نے ان سے کہا میں نے اس کپڑے کو خریدا تھا اور اس میں ایک درھم شبہ کا تھا یہ سن کر حضرت ابو علی رحمۃ اللہ علیہ پانی میں داخل ہو گئے اور قمیص اتار کر فرمایا کون ہے جو مجھے ایک کپڑا بطور صدقہ دے حتیٰ کہ میں پانی سے نکل جاؤں تو لوگوں نے ان کی طرف کپڑا پھینک دیا۔

تو اے بھائی! اس خلق کو دیکھ اور اپنے نفس کا جائزہ لے اور تقویٰ کے سلسلے میں اپنے بزرگوں کی اتباع کر اور نیکی کا دعویٰ چھوڑ دے جب تو نیکی نہیں کر رہا کیونکہ جو شخص پرہیزگار نہ ہو وہ پرہیزگار لوگوں کے نزدیک فاسقوں میں سے ہوتا ہے ان کے مقام سے اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

سکون اور وقار اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں ٹھہراؤ، سکون اور وقار

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں پس جو شخص شبہات سے بچتا ہے وہ اپنی عزت اور دین کو بچا لیتا ہے لہٰذا شبہ والی چیزوں سے بچنا چاہیے نہ کہ ان کی معلومات حاصل کرنے کو اپنایا جائے ۱۲ ہزاروی

ہوتا ہے اور وہ گفتگو بہت کم کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقل کامل ہوتی ہے اور ان کو اپنے زمانے کے لوگوں کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے کلام میں سے یہ بات ہے کہ بندے کا قد بائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس کی عقل اٹھائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچتی ہے اس کے بعد آخر عمر تک تجربات ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کی عقل میں کمی ہوگی وہ اللہ ﷻ کی طرف بلانے والا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو خراب کرنے والی چیز اصلاح کرنے والی چیز سے زیادہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

كَرَمُ الرَّجُلِ دِيْنُهُ وَمَرُوْءَتُهُ عَقْلُهُ وَحَسَبُهُ خُلُقُهُ

(مسند احمد 365/2۔ حاکم 123/1۔ بیہقی 1963/10 بحوالہ تنبیہ المغترین مطبوعہ دار البشائر)

(ترجمہ) انسان کی عزت، اس کا دین، اس کی مردانگی، اس کی عقل اور اس کا نسب اس کے اخلاق ہیں۔

حضرت قتادہ ؓ فرماتے تھے مرد تین قسم کے ہوتے ہیں۔

کامل مرد، آدھا مرد، اور نہ ہونے کے برابر مرد (لاشی)۔

کامل مرد وہ ہے جس کے پاس عقل اور رائے ہو جس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

آدھا مرد وہ ہے جو عقلمند لوگوں سے مشورہ کرتا ہے اور پھر ان کی رائے پر عمل کرتا ہے۔

اور جو مرد نہ ہونے کے برابر ہے وہ وہ ہے جو عقل اور رائے سے خالی ہو اور کسی سے مشورہ بھی نہ کرے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے چالاک جانور آواز سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ سب سے عقلمند عورت خاوند سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اور سب سے زیادہ عقلمند مرد وہ ہے جو اصحاب رائے سے مشورہ لینے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے تھے جو شخص گفتگو کرنے سے پہلے غور و فکر کرے وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی عقل اپنے زمانے کے حساب سے ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ عقل کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا "دل میں" پوچھا گیا رحمت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا "جگر میں" پوچھا گیا شفقت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا "تلی میں" پوچھا گیا نفس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا "پھیپھڑے میں"۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عقل کا دعویٰ کرے اور آخرت کا قصد نہ کرے

درود شریف پڑھ کر کوئی چیز بیچتا آپ فرماتے تھے تم نے درود شریف کے ذریعے اپنے سامان کو قابل تعریف بنایا تا کہ لوگ اسے خریدیں۔ اس کام سے بچو، یا تم خریدار سے یہ کہو کہ یہ سستا ہے یا عمدہ ہے بلکہ تم خاموشی کے ساتھ بیچو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بازار میں داخل ہوئے تا کہ اپنے بچوں کے لیے روٹی خریدیں آپ نے دیکھا کہ روٹی بیچنے والا سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہا ہے اور درود شریف پڑھ رہا ہے اور روٹی بھی بیچ رہا ہے تو حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روٹی خریدنے سے انکار کر دیا اور صبح تک بھوکے رہے صبح ایک روٹی بیچنے والے کو دیکھا جو خاموشی سے بیچ رہا تھا (تو اس سے خریدی)۔

آپ سے کہا گیا اے ابوعلی! یہ آسان معاملہ ہے فرمایا تمہارے اس آسان معاملے سے مجھے جہنم میں جانے کا خطرہ ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ چادریں اور لباس بیچا کرتے تھے جس دن بادل ہوتے اس دن آپ نہ بیچتے اور نہ ہی بازاروں کی طرف جاتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بعض اوقات خریدار کو بادلوں کی وجہ سے وہ چیز اچھی نظر آتی ہے حالانکہ اس میں عیب ہوتا ہے۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقہاء سے مشتبہات میں رخصت چاہتا ہے تو اس کا علم جہنم کا ایندھن ہے۔[1]

حضرت ابوعلی الجوزانی رحمۃ اللہ علیہ نے قمیض خریدی اور اس کو پہن لیا ایک شخص نے ان سے کہا میں نے اس کپڑے کو خریدا تھا اور اس میں ایک درہم شبہ کا تھا یہ سن کر حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ پانی میں داخل ہو گئے اور قمیض اتار کر فرمایا کون ہے جو مجھے ایک کپڑا بطور صدقہ دے حتیٰ کہ میں پانی سے نکل جاؤں تو لوگوں نے ان کی طرف کپڑا پھینک دیا۔

تو اے بھائی! اس خلق کو دیکھ اور اپنے نفس کا جائزہ لے اور تقویٰ کے سلسلے میں اپنے بزرگوں کی اتباع کر اور نیکی کا دعویٰ چھوڑ دے جب تو نیکی نہیں کر رہا کیونکہ جو شخص پرہیزگار نہ ہو وہ پرہیزگار لوگوں کے نزدیک فاسقوں میں سے ہوتا ہے ان کے مقام سے اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

سکون اور وقار اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں ٹھہراؤ، سکون اور وقار

1۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں پس جو شخص شبہات سے بچتا ہے وہ اپنی عزت اور دین کو بچالیتا ہے لہٰذا شبہ والی چیزوں سے بچنا چاہئے نہ کہ ان کی معلومات حاصل کرنے کو اپنایا جائے ۱۲ ہزاروی

ہوتا ہے اور وہ گفتگو بہت کم کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقل کامل ہوتی ہے اور ان کو اپنے زمانے کے لوگوں کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے کلام میں سے یہ بات ہے کہ بندے کا قد بائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس کی عقل اٹھائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچتی ہے اس کے بعد آخر عمر تک تجربات ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کی عقل میں کمی ہوگی وہ اللہ ﷻ کی طرف بلانے والا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو خراب کرنے والی چیز اصلاح کرنے والی چیز سے زیادہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

كَرَمُ الرَّجُلِ دِيْنُهُ وَمَرُوْءَ تُهُ عَقْلُهُ وَحَسَبُهُ خُلُقُهُ

(مسند احمد 365/2۔ حاکم 123/1۔ بیہقی 1963/10 بحوالہ تنبیہ المغترین مطبوعہ دار البشائر)

(ترجمہ) انسان کی عزت، اس کا دین، اس کی مردانگی، اس کی عقل اور اس کا نسب اس کے اخلاق ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مرد تین قسم کے ہوتے ہیں۔

کامل مرد، آدھا مرد، اور نہ ہونے کے برابر مرد (لاشئ)۔

کامل مرد وہ ہے جس کے پاس عقل اور رائے ہو جس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

آدھا مرد وہ ہے جو عقلمند لوگوں سے مشورہ کرتا ہے اور پھر ان کی رائے پر عمل کرتا ہے۔

اور جو مرد نہ ہونے کے برابر ہے وہ وہ ہے جو عقل اور رائے سے خالی ہو اور کسی سے مشورہ بھی نہ کرے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے چالاک جانور آواز سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ سب سے عقلمند عورت خاوند سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اور سب سے زیادہ عقلمند مرد وہ ہے جو اصحاب رائے سے مشورہ لینے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص گفتگو کرنے سے پہلے غور و فکر کرے وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی عقل اپنے زمانے کے حساب سے ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ عقل کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ''دل میں'' پوچھا گیا رحمت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ''جگر میں'' پوچھا گیا شفقت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ''تلی میں'' پوچھا گیا نفس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ''پھیپھڑے میں''۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عقل کا دعویٰ کرے اور آخرت کا قصد نہ کرے

وہ جھوٹا ہے۔

حضرت محمد بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کی عقل پوری نہیں ہوتی حتیٰ کہ اپنے دوست سے بھی ڈرے۔

حضرت ہشام دستوائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی بے عقل قوم کو دیکھنا چاہے وہ ہمیں دیکھ لے (تواضع کے طور پر فرمایا)۔

حضرت زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص عقلمند نہیں جو کسی کام میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے لیے تدبیر کرے عقلمند وہ ہے جو کسی کام سے پہلے اس کے لیے حلیہ و تدبیر اختیار کرے رائے کا خمیرہ ہو جانا اس کے خمیرہ نہ ہونے سے بہتر ہے۔ (کیونکہ رائے کا خمیرہ اس کی روٹی سے بہتر ہے)[1]

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے پاکیزہ بزرگوں کی اتباع کرو آرام پاؤ گے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

زیادہ خاموش رہنا اور حکمت بھری گفتگو کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ خاموش رہتے ہیں اور طالب کی آسانی کے لیے حکمت بھری گفتگو کرتے ہیں اس کی مثال حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاخْتُصِرَ لِيَ الْكَلَامُ اِخْتِصَارًا

(ترجمہ) کلام کا پہلا حصہ اعطیہ جوامع الکلم۔ مجھے جامع کلمات دیئے گئے اور میرے کلام کو بہت مختصر کیا گیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 412 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

حضرت ابوالحسن حوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمت چار خصلتوں سے حرکت میں آتی ہے گناہوں سے ندامت، موت کے لیے تیاری، پیٹ کا خالی ہونا اور دنیا سے بے رغبتی اور لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول ہوئے تو ان کو حکمت کی وراثت ملی اور ہم علم لکھنے میں مصروف ہوئے تو ہمیں جھگڑے ملے (مناظرات وغیرہ مراد ہیں)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمت آسمان سے اترتی ہے پس یہ اس دل پر نہیں اترتی جس میں چار خصلتیں ہوں۔ (1) دنیا کی طرف میلان، (2) کل آنے والے دن کے لیے پریشان ہونا۔ (3) اپنے (مسلمان) بھائی سے حسد کرنا، (4) لوگوں پر شرف حاصل کرنے کی خواہش کرنا پس جس شخص میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جائے اس کے دل میں حکمت داخل نہیں ہوتی۔

ا۔ کیونکہ جب تک آٹا خمیرہ کی شکل میں ہے تو اس سے کوئی بھی چیز تیار ہو سکتی ہے لیکن جب روٹی بن گئی تو اب دوسری صورتیں جاتی رہیں۔ اس طرح کسی کام سے پہلے سوچنا ہے کیونکہ کام ہو جانے کے بعد سوچنا بلا فائدہ ہے۔ علامہ جلال رضا

ان لوگوں کی حکمت بھری باتوں میں سے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ کا یہ قول بھی ہے فرماتے ہیں:

لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ

(ترجمہ) اس بات کو نہ دیکھ کہ کس نے کہا یہ دیکھ کہ کیا کہا

اور حکمت حاصل کرو جہاں سے پاؤ کیونکہ یہ مومن کی گمشدہ میراث ہے جب اس کو پاؤ تو قید کر لو (یاد کر لو) پھر دوسری گمشدہ کے پیچھے پڑو (تلاش کرو)

ان اقوال حکمت میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے جو شخص اپنی قدر سے کم پر راضی ہو جاتا ہے اللہ ﷻ اس کو اس کی انتہا سے بھی اوپر لے جاتا ہے

حکمت اختیار کرو یہ انسان کو بادشاہوں کی مجالس میں بٹھاتی ہے۔

ان حکمت بھری باتوں میں سے حضرت اکثم بن صیفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ

لوگوں سے دور دور رہنا دشمنی پیدا کرتا ہے اور ان کے ساتھ گھل مل جانا بری صحبت کو کھینچتا ہے پس دور رہنے والے اور بہت قریب ہونے والے کے درمیان میں رہو۔

حکمت بھرے اقوال میں سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ بہت حسد کرنے والے اور بہت کینہ پرور دنیا میں بہت کم آرام پاتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے احنف! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھ میں کچھ خرابی ہے تو آپ کی قوم نے آپ کو اپنا سردار کیسے تسلیم کر لیا؟

انہوں نے فرمایا اس لیے کہ میں صرف بامقصد کاموں میں مشغول ہوتا ہوں جس طرح تو بے مقصد کاموں میں مشغول ہے۔

سوال: اگر کہا جائے بے مقصد کام کے سلسلے میں ضابطہ کیا ہے؟

جواب: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو کام کسی دینی یا دنیوی مقصد کیلئے نہ ہو وہ لایعنی ہوتا ہے (بے مقصد ہوتا ہے، فضول ہوتا ہے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا بندے سے علم، حلم (بردباری) اور حکمت کب رخصت ہوتی ہے؟ فرمایا جب ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کے ذریعے دنیا طلب کرے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے جب دنیا دار لوگ تمہاری مذمت کریں یا تمہاری تعریف کریں تو اسے خرافات میں شمار کر کیونکہ ان کی بصیرت کی آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں۔

اور جان لو کہ آدمی کا مال کمانا جو دنیا سے بے رغبتی کی طرف لے جائے اس زہد سے بہتر ہے جو مال کمانے کی طرف لے جائے۔

Scanned with CamScanner

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے مریدین کی خلوت شیطانوں کا غم ہے اور لوگوں کو دکھانا ریاکاروں کی خوشی ہے۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص تیرے گناہوں کو تجھ سے چھپائے اور تجھے ذلیل و رسوا نہ کرے وہ تمام مخلوق سے زیادہ تمہارے قریب ہے کیونکہ تم اپنے اور اللہ ﷻ کے درمیان ایک ہزار گناہ کرتے ہو تو وہ ان پر پردہ ڈالتا ہے اور اگر لوگ تمہارے ایک عیب پر مطلع ہوں تو وہ تمہیں بندوں کے درمیان رسوا کر دیں۔

ان ہی حکمت بھرے اقوال میں سے حضرت **ابو محمد رزاماری** رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ جب تم مال جمع کرو تو تم وکیل ہو اور جب تم خرچ کرو تو تم پہنچانے والے ہو۔ پس وکیل خیانت نہیں کرتا اور نمائندہ احسان نہیں جتاتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں وکیل کا خیانت نہ کرنا یہ ہے کہ وہ بخل کی وجہ سے کسی سے مال نہ روکے بلکہ اس طرح خرچ کرے جس طرح اللہ ﷻ نے اس کو حکم دیا اور کسی حکمت کے تحت منع کرے جس طرح اللہ ﷻ نے منع کیا اور قاصد کا احسان نہ کرنا یہ ہے کہ وہ دینے والے کا فضل سمجھے اور دینے میں اپنی فضیلت نہ سمجھے ہاں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے کے طریقے پر ہو۔ واللہ اعلم۔

ان اقوال حکمت میں سے حضرت **ابو معاویہ اسود** رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے کہ جو شخص اللہ ﷻ سے زیادہ بھلائی طلب کرتا ہے وہ رات کو سوتا ہے نہ دن کو قیلولہ کرتا ہے۔

ان کا یہ قول بھی ہے کہ جو شخص کمینے لوگوں سے فضیلت طلب کرتا ہے جب اس کی توہین کی جائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

اقوال حکمت میں سے ہمارے **امام شافعی** رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اس کے لیے تواضع کرے جو اس کی عزت نہیں کرتا اور اس کی محبت میں رغبت رکھے جو اس کو نفع نہیں پہنچاتا اور اس کی طرف سے تعریف قبول کرے جس کو وہ پہچانتا نہیں۔

ان ہی کا ایک حکمت بھرا قول یہ ہے کہ جو شخص تیرے لیے چغلی کھاتا ہے وہ تیری چغلی بھی کھا سکتا ہے اور جو (دوسروں کی بات) تم تک پہنچاتا ہے وہ تیری بات بھی پہنچا سکتا ہے اور جس شخص کو تو راضی کرے گا وہ تیرے بارے میں وہ بات (تعریفی کلمات) کہے گا جو تجھ میں نہیں اسی طرح جب تو اسے غصہ دلائے گا تو وہ تیرے بارے میں وہ (نقائص) بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ آدمی جب نکاح کر لیتا ہے تو وہ سمندر میں سوار ہو جاتا ہے اور اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی سواری ٹوٹ جاتی ہے (یعنی شادی کرنا ایسے ہے جیسے سمندری سفر کیونکہ اس میں خطرات ہوتے ہیں اور اولاد ہونا ایسے ہے جیسے کہ کشتی بھی ٹوٹ گئی اور مشکلات آ گئیں)۔

اور ان کا یہ قول بھی ہے مردانگی والے لوگوں کے لیے دنیا میں آرام صحیح نہیں یہ لوگ ہر وقت تھکے رہتے ہیں (محنت کرتے ہیں)۔

آپ نے یہ بھی فرمایا جب تمہارا (مسلمان) بھائی کسی منصب پر فائز ہو جائے تو اس سے اس محبت کے دسویں حصے پر راضی ہو جا جو اس سے پہلے تجھ سے تھی۔

ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے جو شخص بلاسبب لوگوں کو اذیت پہنچائے اس ذلت پر صبر کرنا چاہیے۔

ان ہی کا قول ہے کہ جو شخص برے سلوک پر صبر کرتا ہے وہ احسان کے لیے جگہ بناتا ہے۔ نیز فرمایا جو شخص اپنی زندگی میں تجھ سے نیکی نہ کرے اس کی وفات پر تیری آنکھیں نہیں روئیں گی۔

ان کا یہ قول بھی ہے کہ جب چرواہا بھیڑیے کے عمل پر راضی ہو جائے تو کتا کسی اجنبی پر نہیں بھونکتا

ان کا ایک حکمت بھرا قول یہ ہے خوب ناز و نعمت میں رہنا کسب معاش کو برباد کرتا ہے اور معزز لوگ ہمیشہ حاشیہ نشینوں کی جانب سے آزمائش میں مبتلا رہے۔

حکمت بھرے اقوال میں سے **حضرت عبد اللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ یا اللہ ﷻ! مجھ پر دنیا کو وسیع کر دے اور اس میں مجھے زہد عطا فرما اور اس کی کمی کر کے مجھے رغبت نہ دینا۔

وہ فرماتے ہیں یا اللہ ﷻ! مجھے آج اس میں مشغول کر دے جس کے بارے میں کل مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تواضع خسیس انسان کو بلندی عطا کرتی ہے اور تکبر نفیس آدمی کو ذلیل کرتا ہے اور جو شخص حکومت طلب کرتا ہے وہ اس کو تھکا دیتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے وہ اس کے پیچھے آتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں اولاد کی کثرت پر خوش نہ ہو یہ مال کے لیے کیڑا اور مردوں کے لیے شرمندگی کا باعث ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے کہ جو شخص زیادہ جھگڑتا ہے اس کے دوست کم ہوتے ہیں اور جو کسی فاجر کو کچھ عطا کرتا ہے وہ گناہ پر اس کی مدد کرتا ہے جو کسی کمینے سے مانگتا ہے وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے جو شخص کسی بے عمل سے عمل حاصل کرتا ہے اس کی جہالت بڑھتی ہے جو کسی بیوقوف کو تعلیم دیتا ہے وہ کسی فائدہ کے بغیر اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے اور جو ناشکرے آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ نعمت کو ضائع کرتا ہے۔

ان اقوال میں سے **حضرت یحییٰ بن معاذ** رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ حرام کاموں سے روکنے میں رب کی رضا ہے اور مصیبتوں کے نزول کے وقت صبر کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں، دیر تک غائب رہنے

Scanned with CamScanner

سے بھائیوں کی خیرخواہی حاصل ہوتی ہے، ادب کے ذریعے علم کی سمجھ حاصل ہوتی ہے، طمع کو چھوڑنے سے بھائی چارہ ثابت ہوتا ہے، اچھی نیت سے نیک لوگوں کی صحبت ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: جس شخص کی قید (ہتھکڑی) قرآن مجید ہو (یعنی جو قرآن مجید کی تلاوت وتدبر میں پھنسا ہے) اس کی رہائی موت ہے۔ (یعنی مرتے دم تک قرآن مجید سے رابطہ رہے) جس کو عبادت رنجیدہ کرے اسے کامیاب زندگی عطا کرتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ جو شخص بردباری اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہم عصر لوگوں پر سرداری حاصل کرتا ہے اور جو اپنے غصہ کو بروئے کار لاتا ہے وہ اپنی ذلت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں باہم مل کر رہنے سے جو تنگی خاطر پیدا ہوتی ہے وہ جدائی کی صاف دلی سے بہتر ہے۔ جب قریبی شخص دشمن ہو تو وہ بعید ہوتا ہے اور جب دور والا محبت کرنے والا ہو تو وہ قریب ہوتا ہے

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے کہ جب نوافل، فرائض میں خلل کا باعث ہوں تو نوافل کو چھوڑ دو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی قول ہے کہ جو اچھی چیز کو اچھا نہیں سمجھتا وہ قبیح چیز کو قبیح نہیں سمجھتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اختلاف کی صورت میں الفت ومحبت نہیں ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں جو تکلیف اور سزا ملی وہ نعمتوں کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ ان پر شکر کم کرنے کی وجہ سے ملی، جس طرح ہمیں عمل کی قلت نہیں ملی ہمیں اس میں سچائی کم ملی جس طرح ہمیں گناہوں کی کثرت نہیں دی گئی ہمیں قلت حیا ملی، جس طرح ہمیں استغفار کی قلت نہیں دی گئی وفا کی قلت حاصل ہوئی، گناہوں کی طرف بلاسزا پائے ہم لوٹ گئے اور اگر فوراً سزا ملتی تو سارے گناہوں سے یک لخت رک جاتے۔

تو اے بھائی اس بات کو جان لے اور اپنے اندر کو دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات سے پاک کر دے اللہ عزوجل کا ذکر زیادہ کر جب تیرا اندر روشن اور صاف ہو جائے گا اللہ عزوجل تیری زبان پر حکمت بھری باتیں جاری کر دے گا اور تو اپنے زمانے کا دانا ہو جائے گا لیکن دنیا کی محبت کے ساتھ یہ چیز تجھ سے دور رہے گی اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

کسی مسلمان سے حسد نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہیں کرتے اور ہر مسلمان کو شرعی طریقے سے نصیحت کرتے ہیں اسی لیے وہ لوگوں کے سردار ہیں اگر وہ کسی سے حسد یا بغض رکھتے تو ان کو سیادت حاصل نہ ہوتی۔ اور بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ نہ دیتے اور اے بھائی! اگر تو بھی یہ چیز طلب کرتا ہے اور ایسا ہونا چاہتا ہے تو پورے اخلاص کے ساتھ ان کے طریقے پر چل ورنہ اللہ عزوجل بعض

اوقات جعل ساز آدمی کے کاموں پر لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے پس اس کا کام اسے راحت نہیں پہنچاتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے جو شخص خالص اللہ عزوجل کے لیے عمل کرتا ہے اللہ عزوجل لوگوں کے دلوں کو اس کی محبت کے لیے خالص کر دیتا ہے لیکن جو شخص اپنے دین میں دھوکہ بازی کرے اللہ عزوجل اپنے بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ کو اس کے باطن پر مطلع کر دیتا ہے پس ان میں سے کسی کا دل اس کی محبت کے لیے خالص نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

(الترغیب والترھیب کتاب الادب، جلد 3 صفحہ 547 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے اور جب بندے کی نیکیاں فنا ہو جاتی ہیں تو اس کی سیادت بھی چلی جاتی ہے

کیونکہ وہ یا تو برائیوں والا ہو جاتا ہے یا اس کا معاملہ موقوف ہو جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیادت وتعظیم اس شخص کے لیے ہے جو اچھے اعمال اور اچھے اخلاق میں لوگوں پر فوقیت رکھتا ہو۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی حاسد کو آرام اور کسی بد اخلاق کو سیادت نہیں مل سکتی۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جس شخص کو بھی نعمتیں حاصل ہیں ان نعمتوں پر اس کے حاسد ہوتے ہیں۔

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد کو ترک کرنے کا علاج دنیا میں زہد اختیار کرنا ہے اور جس شخص کو دنیا سے رغبت ہو حسد اس کو لازم ہے چاہے یا نہ چاہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد سے فہم ختم ہو جاتا ہے جو شخص فہم میں عمدگی چاہتا ہے وہ کسی سے حسد نہیں کرتا اور میں بعض اوقات نئے کپڑے اس خوف سے نہیں پہنتا کہ میرے پڑوسی یا کسی دوسرے کے دل میں حسد انگڑائی لے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محسود (جس پر حسد کیا گیا) کے پاس جو نعمت ہے اس کی وجہ سے وہ اس شخص سے بہتر ہے جس کے پاس نعمت نہیں جس پر حسد کیا جائے پس اس کو اس نعمت پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہئے اور حاسدین کو معذور سمجھے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد سے بچو یہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے آسمان میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کی گئی (شیطان نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور اللہ عزوجل کے حکم پر سجدہ نہ کیا ۱۲ ہزاروی) اور یہی پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے زمین پر اللہ عزوجل کی نافرمانی کی گئی (غالباً ہابیل قابیل کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)۔

Scanned with CamScanner

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم چاہتے ہو کہ اس شخص کے شر سے بچ جاؤ جو تم سے حسد کرتا ہے تو اپنے کاموں کو اس سے پوشیدہ رکھو۔

حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کو ان پر شفقت کے پیش نظر ترجیح دی اور آج کل کسی کو نصیحت کرنا دشمنی کی طرح ہے اور میں نے جس کو نصیحت کی وہ میرا عیب تلاش کرنے لگا اور میری نصیحت پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کسی شخص سے اس کے دین یا دنیا کے حوالے سے حسد نہیں کیا اور یہ اللہ عزوجل کی مجھ پر بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابوایوب السختیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے (مسلمان) بھائیوں کو سب نصیحت کرنے والوں سے زیادہ نصیحت کرتے تھے کیونکہ ان کو ان لوگوں کے دین میں نقصان کا خوف تھا وہ فرماتے تھے میں ان لوگوں پر رحم کرتا ہوں جو نافرمان اور اپنے رب سے غافل ہیں اور جب مسلمانوں پر کوئی پریشانی یا مصیبت نازل ہوتی تو اس وجہ سے وہ بیمار ہو جاتے اور جس طرح بیماروں کی بیمار پرسی کی جاتی ہے ان کی عیادت بھی کی جاتی اور جب وہ غم دور ہو جاتا تو آپ اسی وقت ٹھیک ہو جاتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جس شخص کے لیے یہ مقام صحیح ہو جائے اس کو کسی طبیب سے علاج کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ ان کے بس کی بات نہیں واللہ اعلم۔

عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حجاج بن یوسف سے کہا اے حجاج! ہر شخص اپنے عیبوں کو جانتا ہے قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز اس پر پوشیدہ ہو اے حجاج! تو اپنے عیب مجھے بتا، حجاج نے کہا اے امیر المومنین! مجھے اس سے معاف رکھیں۔

عبدالملک نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں تجھے ضرور بتانا ہوگا حجاج نے کہا میرا عیب یہ ہے کہ میں سخت جھگڑالو، بہت زیادہ حاسد اور بہت زیادہ کینہ پرور ہوں۔ عبدالملک نے اس سے کہا اللہ عزوجل تجھے ہلاک کرے جو کچھ تم نے کہا اس سے زیادہ شر تو شیطان میں بھی نہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں قراء (اور علماء) کی شہادت دوسرے لوگوں کے خلاف جائز قرار دیتا ہوں لیکن ان کی آپس میں شہادت کو جائز قرار نہیں دیتا کیونکہ یہ لوگ حسد کرنے والے ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تم لوگوں کا سردار کون ہے؟

انہوں نے فرمایا حاتم طائی رحمۃ اللہ علیہ پوچھا گیا ان کے مقابلے میں آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا میں ان کا خادم بھی نہیں بن سکتا۔

حضرت حاتم طائی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تم لوگوں کی قیادت کس کے پاس ہے کہا حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس، پوچھا گیا ان کے مقابلے میں آپ کا کیا مقام ہے؟ کہا میں ان کا غلام بننے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اس معاملے میں ہمارے فقہاء (علماء) کہاں ہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کسی قبیلہ کے ایک شخص سے پوچھا اے فلاں! تمہارا سردار کون ہے اس نے کہا اے امیر المومنین! میں ہوں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اگر تم سردار ہوتے تو یہ بات نہ کہتے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حاسد کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تمہارے قریب ہوگا اور اس کی بری طبیعت اسے تجھ سے دور کر دے گی اور لوگوں میں سے سب سے بڑا حاسد قریبی لوگ اور پڑوسی ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس نعمت کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے حسد کرتے ہیں بخلاف دور والوں کے۔

اسی لیے امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ قرابت دار لوگوں کو کہو وہ ایک دوسرے کی ملاقات کریں لیکن پڑوسی نہ بنیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا جان لو! اگر تم لوگوں کو نصیحت کرو حتیٰ کہ وہ دین میں تمہارے جیسے ہو جائیں تب بھی تم نے نصیحت کا حق ادا نہیں کیا اور تم کس طرح ان کی نصیحت کا حق ادا کر سکتے ہو جب کہ وہ تمہارے حال تک نہیں پہنچے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہارے اندر کوئی ایسی خصلت ہے جس سے تیرا دشمن ڈرتا ہے تو تیرے اندر بھلائی نہیں۔ تو کیسے ہوگی (بھلائی)؟ جب تمہارے اندر ایسی خصلت ہو جس سے تمہارا دوست خوف محسوس کرے اور جان لو! جو شخص دوسروں کی برائیوں کے پیچھے پڑتا ہے وہ اپنے نفس کو ہلاکت کے لیے پیش کرتا ہے اور جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ بھی لوگوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو لوگوں کی چغلی کھاتا ہے وہ دنیا اور دین میں محتاج ہو جاتا ہے اور شیطان کے خادموں میں سے ہو جاتا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم اپنے مسلمان بھائیوں سے ان نعمتوں پر حسد کرنے سے محفوظ ہو جو اللہ عزوجل نے ان کو عطا کی ہیں اور کیا تم نے حکم خداوندی کے مطابق ان کو نصیحت کی ہے یا تم اس کے خلاف چل رہے ہو۔

اللہ عزوجل سے بخشش کا سوال کرو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

زیادہ بھوکا رہنا اور سیر ہو کر نہ کھانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ بھوکے رہتے ہیں اور سیر ہو کر

Scanned with CamScanner

نہیں کھاتے تا کہ وہ زیادہ خاموش رہیں اور زیادہ کلام اور فضول باتوں سے محفوظ رہیں جس طرح باعمل علماء کی شان ہے کیونکہ جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے وہ لازماً بے مقصد گفتگو زیادہ کرتا ہے۔

حضرت محمد راسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے پیٹ میں ضرورت سے زیادہ کھانا داخل کرتا ہے وہ اپنی زبان سے فضول کلام نکالتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کا تیر پھینکنا زبان کے ذریعے اذیت پہنچانے سے زیادہ آسان ہے کیونکہ زبان خطا نہیں کرتی اور اگر وہ (تیر) تجھ سے نکل جائے تو وہ تیرا مالک ہو جاتا ہے تو اس کا مالک نہیں ہوتا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میرے لیے کس چیز کا زیادہ خوف محسوس فرماتے ہیں آپ نے اپنی مبارک زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کا (یعنی زبان کا خطرہ زیادہ ہے)۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص غور و فکر کرتا ہے وہ تمام اہل مجلس سے زیادہ شرف والا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ ہیبت اس کی ہوتی ہے جو زیادہ خاموش رہتا ہے کیونکہ خاموشی عالم کے لیے زینت اور جاہل کے لیے پردہ ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عافیت کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو خاموشی اور ایک لوگوں سے دور رہنے میں ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک نماز عشاء کے بعد کوئی لغو کلام نہیں کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان پر تعجب ہے! اس کے دو فرشتے اس کے دانتوں پر ہیں، اس کی زبان ان کا قلم ہے، اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے اور یہ اس کے درمیان بے مقصد گفتگو کرتا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے پہلے بیس سال تک دنیاداری سے متعلق گفتگو نہیں کی۔

حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے ایک لغو بات نکل گئی تو انہوں نے اپنے نفس کو ایک سال روزہ رکھنے کی سزا دی۔

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی بے مقصد بات کر لیتے تو اس کے بعد پڑھتے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پھر فرماتے ہمارے بزرگ کسی مجلس میں دنیوی کلام کو ناپسند کرتے تھے جب تک اس میں بھلائی کا کلمہ شامل نہ ہو۔

حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ بیس سال تک خاموش رہنا سیکھتے رہے (تجربہ کرتے رہے) حتیٰ کہ یہ

بات پوری ہو گئی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ بے مقصد گفتگو کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس کے لیے ذلت کا سامان ہوتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا بے مقصد گفتگو کرنا دل کو سخت اور بدن کو کمزور کر دیتا ہے نیز اس پر اسباب رزق تنگ ہو جاتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زبان کے ذریعے سر کی حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بہت کم گفتگو کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے دیکھو تم اپنے نامہ اعمال میں کیا لکھواتے ہو یہ تمہارے رب کے سامنے پڑھا جائے گا تو اس شخص پر افسوس ہے جو میری باتیں کرے اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ایسا کلام لکھوائے جس میں قبیح باتیں ہوں تو یہ اس کے حیا کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ ایسا معاملہ کتنا برا ہو گا (یعنی جب نامہ اعمال میں ایسی باتیں ہوں)۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت کاغذ اور قلم رکھ لیتے اور اس دن جو گفتگو کرتے اور اس میں کوئی فضول بات ہوتی تو غروب آفتاب کے وقت اس پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں پتھر رکھتے تھے آپ نے کئی سال تک عمل کیا حتیٰ کہ گفتگو کم کرنے کی عادت ہو گئی آپ کھانے اور نماز کے وقت پتھر نکالتے تھے اور یہ سارا عمل اس ڈر سے کرتے تھے کہ بے مقصد گفتگو نہ ہو جائے پھر جب ان کے وصال کا وقت ہوا تو اپنی زبان کو نکال کر فرمایا یہ زبان مجھے ہلاکت کے مقامات پر لے جاتی تھی۔ (تقویٰ کی بنیاد پر ایسا فرماتے تھے)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص کو زیادہ گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے اپنا کچھ کلام روک لو۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لغو کلام کو چھوڑنا نفس پر ایک مہینے کے روزوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات آدمی سخت گرمی کے دن روزہ برداشت کر لیتا ہے لیکن فضول بات کو چھوڑنا برداشت نہیں کرتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو کیا تم نے اس بات پر مکمل عمل کیا یا کوتاہی کی ہے اور دن اور رات کی گھڑیوں میں زیادہ استغفار کرو۔ اور تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مجالس میں غیبت نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ لوگوں کی مجالس میں غیبت کا دروازہ

بند رکھتے ہیں تاکہ ان کی مجلس، گناہ کی مجلس نہ بن جائے اور شاید جو کچھ انہوں نے حدیث وغیرہ پڑھی یا کوئی گفتگو کی یا وظیفہ وغیرہ کیا وہ غیبت کے قائم مقام نہ ہو جائے اور قیامت کے دن اس کی سزا ملے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نیک اعمال زیادہ کرتا ہوں تاکہ قیامت کے دن میرے پاس اعمال میں سے کچھ نہ کچھ ہو، جو میرے مخالفین کو دیا جائے جن کا میرے ذمہ مال یا عزت وغیرہ کا کچھ تقاضا ہو۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اے میرے آقا! کیا آپ اپنے مریدین سے یہ وعدہ نہیں لیتے کہ وہ آپ کی مجلس میں کسی کی غیبت نہ کریں۔ انہوں نے فرمایا اس بات پر وعدہ لینا اللہ ﷻ اور اس کی مخلوق کی بے ادبی ہے کیونکہ مرید سے جو اعمال واقوال صادر ہوتے ہیں وہ اللہ ﷻ کی تخلیق ہے۔ تو میں کسی شخص سے اس بات پر عہد کیسے لوں جو اس کے اختیار میں نہیں بلکہ اس کی مرضی کے خلاف اللہ ﷻ پیدا کرتا ہے۔

میں نے کہا اے میرے آقا! رسول کریم ﷺ نے سننے، ماننے اور ان کاموں کو چھوڑنے پر صحابہ کرام سے بیعت لی جو وہ کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ یہ کام اللہ ﷻ کی طرف سے آنے والی وحی کی وجہ سے کرتے تھے جب کہ ہمارا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

تو اے شیخ! تجھ پر لازم ہے کہ اپنے مریدین کو غیبت اور چغلی وغیرہ سے ڈانٹ ڈپٹ کر اس سے خاموشی اختیار کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام نہ لے ورنہ تو اس گناہ میں ان کے ساتھ شریک ہوگا اور تمام کے تمام فاسق ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

میں نے معراج کی رات جہنم کی طرف دیکھا تو وہاں ایک جماعت مردار کھا رہی تھی میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

(صحیح بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں بدبودار ہوا چلی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس ہوا کی بو کتنی سخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ منافقین نے کچھ مسلمانوں کی غیبت کی ہے اس لیے یہ خراب ہوا چلی ہے۔

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے غیبت دل کو ہدایت اور بھلائی سے محروم کر دیتی ہے۔

حضرت ابو عوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دن میں حضرت محمد بن سرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو میں نے ان کے پاس حجاج بن یوسف کے بارے میں کچھ کہا انہوں نے مجھ سے فرمایا:

اے ابو عوف! بے شک اللہ ﷻ ہی عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو جس طرح تم حجاج سے

بدلہ لیتے ہو اسی طرح حجاج کے لیے بھی بدلہ لیا جائے گا اور جب تو اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو تو نے جو چھوٹا سا عمل بھی کیا ہوگا وہ تجھ پر زیادہ سخت ہوگا اور حجاج کے سب سے بڑے سے بڑے عمل سے بھی بڑا ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچتی کہ کسی شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو آپ اس کی طرف ہدیہ بھیجتے اور قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجتے کہ اے بھائی! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے میری طرف اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے اور یقیناً وہ میرے اس تحفے سے زیادہ بڑا ہے۔

سیدی حضرت عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات پہنچی کہ کسی شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو اس کے پاس اس کے گھر تشریف لے جاتے اور فرماتے اے بھائی! تجھے کیا ہوا کہ تو نے عبدالعزیز کے گناہ اٹھا لیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس آدمی کا مقابلہ کرنے سے بچو جو گالی گلوچ یا کسی اور درجہ سے تم پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اس نے تم پر ایک بار ظلم کیا اور تم جب بھی اس کا ذکر کرو گے اس پر لعنت بھیجو گے اور اس کو گالی دو گے حتیٰ کہ تم اس کے ذریعے اپنا حق پورا کرو گے اور اس کے بعد اس کا حق تم پر ہو جائے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں قراء (علماء) غیبت کا پھل کھاتے ہیں اور ایک دوسرے میں نقص نکالتے ہیں انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ ان کے ہم عمر لوگوں کی شان بڑھ نہ جائے اور ان کی بجائے وہ (دوسرے) علم، زہد اور پرہیزگاری میں مشہور نہ ہو جائیں اور بعض حضرات غیبت کو کھانے کا سالن بناتے ہیں ان کا گناہ دوسروں کے مقابلے میں ہلکا ہے۔ (سالن بنانے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ غیبت تو نہیں کرتے لیکن کبھی کبھی کر لیا کرتے ہیں چکھنے کے طور پر)۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ غیبت کرنے والوں کو سب سے زیادہ ڈانٹتے تھے ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ کسی شخص کا برائی کے ساتھ ذکر کر رہا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا ہمارے زمانے میں لوگ روٹی، گوشت سے پہلے کھاتے تھے اور تم روٹی سے پہلے گوشت کھاتے ہو پھر تشریف لے گئے اور اس کا کھانا نہ کھایا۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میرے نزدیک غیبت کو ترک کرنا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے بھائی سے جب غائب ہو تو اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح تم اس سے غائب ہونے کی صورت میں اپنا ذکر پسند کرتے ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ نیک نہ ہو اور پھر مجالس میں بیٹھ کر نیک لوگوں کی عزت کے درپے ہو۔

Scanned with CamScanner

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے غیبت کی حد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جو بات تم (مسلمان) بھائی کے سامنے کہنا ناپسند کرتے ہو وہ غیبت ہے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات اپنا وظیفہ پڑھے بغیر سو گئے تو ان کی بیوی نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا انہوں نے فرمایا گھر میں آج رات وظیفہ پڑھے بغیر سو گیا تو مجھ پر ناراض نہ ہو۔ کیونکہ بلخ کے اکثر علماء اور زاہدین میرے (ثواب کے) لیے نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور دیگر نیکی کے کام کرتے ہیں۔

ان کی بیوی نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا ان میں سے ایک رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح ہوتی ہے تو وہ دن بھر روزہ رکھتا ہے پھر شقیق کی عزت کے درپے ہوتا ہے اور اس کا گوشت کھاتا ہے پس ان کی تمام نیکیاں شقیق کے پلڑے میں ہوتی ہیں (اپنے بارے میں فرمایا)۔

حضرت ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کو قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہیں کیں وہ کہے گا اے میرے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آگئیں؟ تو اس سے کہا جائے گا یہ وہ نیکیاں ہیں جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی اور تمہیں اس کا پتہ نہیں چلا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں کسی کی غیبت کروں تو اپنے والدین کی غیبت کروں کیونکہ دوسروں کی نسبت وہ میری نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کے درپے ہوتا ہے تو گویا اس نے اپنی نیکیوں کے لیے اس کو اپنے آپ سے مقدم کیا اور اپنے مقابلے میں اس سے زیادہ محبت کی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس (محسود) کے لیے اس پر (حاسد) غضبناک ہونا مناسب نہیں بلکہ اس سے محبت کرے کہ اس کی وجہ سے اس کو ثواب حاصل ہو رہا ہے اگرچہ اس نے اس بات کا قصد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس آدمی پر غضب ناک ہو جس کی نیکیاں اس تک پہنچ رہی ہیں وہ بیوقوف ہے البتہ کسی شرعی وجہ سے غضبناک ہونا صحیح ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ بے شمار نیکیاں کرتا ہے جب ان کو اپنے نامہ اعمال میں نہیں دیکھے گا تو کہے گا اے میرے رب! میری نیکیاں کہاں چلی گئیں؟ اس سے کہا جائے گا تو لوگوں کی غیبت کرتا تھا تو اس وجہ سے وہ (ان کے حق میں) چلی گئیں اور وہ بھی نہیں جانتے۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر بادشاہ ظلم کرے تو اس پر ناراض ہونے کی بجائے اس کے لیے زیادہ بخشش طلب کرو کیونکہ اس نے تم پر جو ظلم کیا وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے کیا۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس کی برائی بیان کر سکتے ہیں فرمایا ہاں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حرام غیبت میں سے یہ بات بھی ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے کہ فلاں شخص، فلاں سے زیادہ علم والا ہے کیونکہ جس پر فضیلت دی گئی ہے وہ اس سے پریشان ہوتا ہے اور غیبت کی تعریف معلوم ہے کہ اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔

اور کہا گیا ہے کہ دو یہودی طبیب ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا اگر مجھے غیبت کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ ان میں سے ایک، دوسرے کے مقابلے میں زیادہ اچھا طبیب ہے۔

میرے بھائی حضرت شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی عالم دین کے مقام کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے میرے علاوہ کسی سے پوچھو میں لوگوں کو کمال اور بہتری کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میرے پاس کشف نہیں جس کے ذریعے میں ان کے ان مقامات کو معلوم کر سکوں جو اللہ ﷻ کے ہاں ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ اَلظَّنُّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ

(صحیح البخاری، کتاب الوصا جلد 1 صفحہ 314 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی قوم کے پاس سے گزرتے جو کسی کی غیبت کر رہے ہوتے تو فرماتے اٹھو اور وضو کرو کیونکہ تم نے جو گفتگو کی ہے اس میں سے بعض بے وضو ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے غیبت (علماء اور) قراء کا پھل ہے جب کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے لیے کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے۔

حضرت میمون بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میری مجلس میں ایک شخص کی غیبت کی گئی اور میں خاموش تھا اسی رات خواب میں ایک بدبودار مردار میرے سامنے پیش کیا گیا اور مجھ سے کہا گیا اس کو کھاؤ میں نے کہا معاذ اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہا گیا یہ اس کا بدلہ ہے جو آپ کے سامنے غیبت کی گئی اور آپ خاموش رہے۔

حضرت خالد ربعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے ایک دن مسجد میں ایک شخص کے خلاف گفتگو کی تو میں نے اس پر ان کی مدد کی۔ جب میں اس رات سویا تو خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا میرے سامنے پیش کیا گیا اور کہا گیا کھاؤ میں نے کہا اس کے کھانے سے اللہ ﷻ کی پناہ چاہتا ہوں انہوں نے زبردستی میرے منہ میں ڈال دیا میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے منہ میں اس کا ذائقہ محسوس کیا اور چالیس دن تک اس کی بو میرے منہ میں رہی اور لوگ اسے سونگھتے رہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی نیکیوں کے لیے منجنیق نصب کرتا ہے اور ان نیکیوں کو مشرق و مغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تمہاری غیبت کرے اس سے پریشان نہ ہو وہ غیر شعوری طور پر تم سے نیکی کر رہا ہے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس کی ایک بار غیبت کی جائے اس کے نصف گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں بندے کا نیک ہونا اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ لوگوں کے منہ میں چبانے کا گوند نہ بن جائے۔ (یعنی لوگ اس کے بارے میں بہت برا بھلا کہیں)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہشات اور بدعات اختیار کرنے والوں کا ذکر بھی برائی کے ساتھ نہ کرو البتہ اس آدمی کے سامنے ٹھیک ہے جو ان تک یہ بات پہنچائے اور ان کو جھڑک ہو ورنہ اس شخص کے پاس ان کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں جو ان تک تمہاری بات نہیں پہنچاتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات یہ بات کہنے والے کا مقصد حاضرین کے سامنے ان کی صفات کی خرابی ظاہر کرنا ہوتا ہے اور بلاشبہ یہ بات مفید ہے (یعنی ان کی بدعات اور خواہشات کا ذکر نام سے نہ کرے)

حدیث شریف میں ہے:

لَا غِیْبَۃَ فِیْ فَاسِقٍ (کشف الخفاء حدیث 3080 جلد 2 صفحہ 334 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) فاسق کے بارے میں غیبت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے تھے کہ فاسق لوگوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی غیبت سے بچو۔[1]

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی مجلس میں تین باتیں ہوں تو اس مجلس والوں سے رحمت پھر جاتی ہے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں۔ دنیا کا ذکر، زیادہ ہنسنا اور لوگوں کی عزت کے درپے ہونا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جھوٹ بولنے والا (قیامت کے دن) جہنم میں کتے کی شکل میں بدل جائے گا۔ حاسد جہنم میں خنزیر کے روپ میں اور غیبت کرنے والا جہنم میں بندر کی شکل میں بدل جائے گا اسی طرح چغل خور بھی۔

حضرت ابو عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حرام غیبت سے یہ بات بھی ہے کہ تو اپنے بھائی

۱۔ غیبت کسی کا نام لے کر اس کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرنا اس سے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان فاسقین میں جو خرابیاں ہیں ان خرابیوں کا ذکر کرو لیکن متعین نہ کرو البتہ وہ ایسے گناہ میں مبتلا ہوں جس کا نقصان دوسروں کو بھی پہنچتا ہے مثلاً چوری وغیرہ تو ان کے بارے میں بتانا چاہیے تاکہ لوگ محفوظ رہیں ۱۲ ہزاروی۔

کے عیب کو دل میں جما لے اور اس خوف سے اس کو نہ بتائے کہ وہ تیرا دشمن ہو جائے گا اور وہ فرماتے تھے جو شخص صراحتاً کسی کی غیبت کی جرأت کرتا ہے تو یہ بات اسے اس بات کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں جھوٹ اور بہتان باندھے۔

تو اے بھائی! ان امور کو اپنے سامنے رکھ اور دیکھ کیا ان میں پڑنے سے محفوظ ہے اگر ایسا ہے تو اللہ ﷻ کا شکر ادا کر اور اگر تو ان میں ملوث ہے تو اللہ ﷻ سے بخشش طلب کر

اور اے بھائی نیک اعمال زیادہ کرتا کہ قیامت کے دن ان میں سے حقوق والوں کے حقوق ادا کر سکے اور چونکہ وہ لوگ جو اللہ ﷻ سے پردے میں ہیں تجھے صالحین میں شمار کرتے ہیں لہٰذا اس نسبت سے تو اپنے آپ کو نافرمانوں میں شمار کر نیک لوگوں میں سے شمار نہ کر۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا وہ شخص سب سے بڑا جاہل ہے جو لوگوں کے گمان کی وجہ سے اس یقین کو ترک کر دے جو اسے حاصل ہے اور کونے میں بیٹھنے والے شیخ کے لیے یہ بات نہایت بری ہے کہ مثلاً وہ غیبت اور چغلی کی مجالس میں سے کسی مجلس میں بیٹھے یا کسی کو اس پر برقرار رکھے وہ فاسق ہو جائے گا اور اس بات کو اس زمانے میں لوگوں نے آسان سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ حشیش (بھنگ) بیچنے سے بھی زیادہ برا عمل ہے اس کے باوجود کوئی شخص اسے مکمل طور پر قبیح قرار دینے کے لیے تیار نہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس (بری) صفت سے اجتناب کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچتے ہیں اور اس میں قرأت نیز دیگر عبادات میں بھی وسوسوں سے اجتناب کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ انتہائی درجہ کے پرہیزگار ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اصل میں وسوسہ کا حصول دل کی تاریکی سے ہوتا ہے اور دل کی تاریکی اعمال کی تاریکی کی وجہ سے ہوتی ہے اور اعمال کی تاریکی کا باعث حرام اور شبہ والی چیزیں کھانا ہے۔ پس جو شخص حلال کھانے پر مضبوط ہو جائے ابلیس کے لیے اس کے خلاف کوئی راستہ نہیں۔

اور ایک قوم نے ایسے ظالم لوگوں کو جو ٹیکس لینے والے، قاضیوں وغیرہ اور تاجر جو ان پر سودا بیچتے ہیں، ان لوگوں کے کھانے سے کھایا اور اپنی عبادت کے سلسلے میں اللہ ﷻ کے ساتھ حضوری اور خشوع بھی طلب کیا اور جو عمل کیا اور جو ترک کر دیا ان کی معرفت حاصل کرنا چاہی تو یہ بات ان کے لیے صحیح نہ ہو سکی ان لوگوں نے جب نماز کے لیے نیت کی تو ان کو تھکاوٹ اور ہوا میں کودنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا گویا وہ ایسی

Scanned with CamScanner

چیز کا شکار کر رہے ہیں جو ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

تم دیکھو گے جب وہ تکبیر کہتا ہے تو کہتا ہے: اک، اک، بار بار، بار، اور جب تشہد پڑھنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ات، ات، ت، حیات (یعنی اللہ اکبر، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور التحیات وغیرہ صحیح پڑھ نہیں سکتا) اور جب سلام پھیرتا ہے تو کہتا ہے اس، اس، اس وغیرہ جس طرح ان لوگوں کے احوال کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے اس صورت میں نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور فرمایا کہ یہ قرآن یا ذکر نہیں یہ انسانوں کے کلام میں سے اجنبی کلام ہے اور اس شخص نے بھول کر نہیں قصداً کیا ہے۔

ہمارے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان وسوسہ والوں کو مبتدعہ (بدعتی) کہنا زیادہ مناسب ہے فقہاء نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بعض اوقات صحابہ کرام، تابعین عظام اور آئمہ مجتہدین کی عبادت کے باطل ہونے کا وہم کرتے ہیں اور اگر تم ان میں سے کسی ایک سے کہو کہ اس طرح وضو کرو جس طرح رسول کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا تو بعض اوقات وہ اس پر راضی نہیں ہوتا اور اس کے صحیح ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا۔

ہم اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ یہ واضح گمراہی ہے اور ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "المنن الکبریٰ" کے پندرھویں باب میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اگر ارادہ ہو تو وہاں دیکھیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اسرار کو عام نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اسرار کو چھپاتے ہیں اور جو کچھ کسی کے حق میں سنتے ہیں اس تک نہیں پہنچاتے اور ان حضرات نے فرمایا کہ آزاد لوگوں کے دل اسرار کا قبرستان ہے اگر اللہ ﷻ والے رازوں کو نہیں چھپائیں گے تو کون باقی رہے گا جو ان کو پوشیدہ رکھے گا۔

اس زمانے میں یہ خلق ناپید ہو گیا ہے آج کل عام طور پر جب کوئی شیخ کوئی بات سنتا ہے تو اسے اپنے پاس آنے والے اکثر لوگوں سے ذکر کر دیتا ہے اور بعض اوقات اس وجہ سے گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور تم دیکھو گے وہ کہتا ہے مجھے یہ بات اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں سے ایک شخص نے بتائی ہے جس کے حق میں تہمت لگانا، درست نہیں اس شخص کو اولیاء کرام رحمہم اللہ میں سے ایک ولی کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ شخص چغل خوری اور لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کی وجہ سے فاسق لوگوں میں شمار ہوتا ہے اگرچہ وہ اس کا قصد نہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 5 صفحہ 382 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) چغل خور آدمی جنت میں (پہلے مرحلے میں) نہیں جائے گا۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

وَامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ (پ۳۰۔ اللھب ۴)

(ترجمہ) اور اس (ابولہب) کی بیوی نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا تھا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ عورت لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتی تھی۔

حضرت اکثم بن صیفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے اسے کبھی بھی معزز نہیں دیکھو گے۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور، جادوگر سے بدتر ہے اور اس کا کسی کو پتہ نہیں چلتا وہ ایک گھڑی میں وہ کچھ کر جاتا ہے جو جادوگر ایک مہینے میں نہیں کر پاتا۔ کیونکہ چغل خوری کی وجہ سے خون بہہ جاتا ہے، مال چھین لیا جاتا ہے اور بڑے بڑے فتنے برپا ہوتے ہیں لوگ اپنے وطنوں سے نکالے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر کئی مفاسد ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے درمیان فساد کی کوشش وہی کرتا ہے جو زنا سے پیدا ہوا کیونکہ وہ (چغلی کے ذریعے) اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اپنے بھائی کو ہلاک کرتا ہے اور جس تک کلام پہنچاتا ہے اس کو ہلاک کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو کسی کی بات تجھ تک پہنچائے گا تیری بات بھی پہنچائے گا جو تیری تعریف ان اوصاف سے کرے گا جو تجھ میں نہیں۔ تو اس سے بے خوف نہ ہو وہ ان باتوں کے ساتھ تیری برائی بھی بیان کرے جو باتیں تجھ میں نہیں ہیں۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس آدمی سے بچو جو سنی ہوئی بات کو بیان کرتے ہوئے اکثر باتوں کو چھپاتا ہے کیونکہ جو شخص بات کو چھپاتا ہے لوگ اس کی بات کی اکثر تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے جھوٹ سے دور سمجھتے ہیں بعض اوقات ایک شخص ایسی بات کرتا ہے جس کا اس کو امین بنایا گیا پس وہ اس کو بیان کر کے گھروں کو برباد کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سنی ہوئی بات کو چھپانے پر وہی قادر ہوتا ہے جس کا نسب صحیح ہو اور زانی، زانیہ کا بیٹا چھپانے پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ بھائیوں نے ایک زمانے تک ان کی ملاقات کو ترک کیا پھر ملنے کے لیے آئے اور ان کے پاس کچھ لوگوں کے بارے میں باتیں کرنے لگے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! تمہارا میرے پاس نہ آنا غنیمت تھا تم نے میرے بھائی سے مجھے متنفر کیا اور میرے دل کو مشغول کر دیا کاش تم آج کے دن میرے پاس نہ آئے ہوتے۔

حضرت منصور بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میرے پاس جو بھی بیٹھتا ہے جب تک وہ مجھ سے جدا نہ ہو میں اس کے ساتھ حالت جہاد میں ہوتا ہوں کیونکہ وہ مجھے میرے دوست سے متنفر کرنے سے محفوظ نہیں ہوتا یا جو میری غیبت کرتا ہے یہ اس کی غیبت مجھ تک پہنچاتا ہے اس وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اپنے (مسلمان) بھائی کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ دیکھو تو اس کی نیکیاں بیان کرو اور اس کی برائیوں سے درگزر کرو۔

اور آپ فرماتے تھے جس کو لوگوں کے قول کی وجہ سے نفرت پیدا ہوا اور لوگوں کے قول کی وجہ سے محبت پیدا ہوا سے اپنے فعل پر ندامت ہوتی ہے کیونکہ اس طرح یہ بات غیبت اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

حضرت خالد بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور سے نفرت کرو اگرچہ وہ سچا ہو کیونکہ چغل خوری ایک بات کو روایت کرنا ہے اور اس کو قبول کرنا اس کو اجازت دینا ہے پس قبولیت اس سے بھی بدتر ہے۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لو اور اس زمانے میں اپنے بھائیوں اور دوسرے لوگوں کے راز افشاء کرنے سے بچو اور یہ نہ ہو کہ میں نے اس بات کا قصد نہیں کیا تیرے لیے دسویں صدی کے دوسری نصف میں فتنہ باز اور عجیب لوگ ہیں[1] اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

لوگوں کے بجائے اپنے عیب تلاش کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیب تلاش کرتے ہیں اور اس طرح وہ اس آیت پر عمل کرتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے

وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (پ۲۶۔الذٰریٰت ۲۱)

(ترجمہ) اور تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں

اور اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہیں۔

طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَهٗ عَیْبُهٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ

(الجامع الصغیر حدیث 530 جلد 1 صفحہ 327 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو لوگوں کے عیبوں کی بجائے اپنے عیب (تلاش کرنے) میں مشغول ہوتا ہے۔

نیز لوگوں کے عیوب پر جھانکنے والا تمام شیطانوں میں شمار ہوتا ہے یعنی اللہ ﷻ کی رحمت سے دور

۱۔ کیونکہ آپ دسویں صدی ہجری کے نصف ثانی میں ہیں جس میں فتنے اور عجیب و غریب امور ہیں۔

لوگوں میں اور اللہ ﷻ والے اپنے نفسوں کے بارے میں ایسی بات کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت زید قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتب میں پڑھا کہ اے ابن آدم! میں نے تمہارے لیے دو تھیلے بنائے ہیں ایک تھیلا تیرے آگے ہے اور دوسرا تھیلا تیرے پیچھے ہے۔ وہ تھیلا جو تیرے پیچھے ہے اس میں تیرے عیب ہیں اور جو تھیلا تیرے آگے ہے اس میں لوگوں کے عیب ہیں اگر تو اس تھیلے کی طرف دیکھے جو تیرے پیچھے ہے تو وہ تجھے آگے والے تھیلے میں دیکھنے سے روک دے گا۔

حضرت زید قمی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے تھے ایک شخص کو اپنے عیوب کا یقین ہوتا ہے اس کے باوجود ان کو پسند کرتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے صرف گمان کی بنیاد پر بغض رکھتا ہے پس عقل کہاں ہے؟

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیبوں کا وکیل بنا ہوا ہے تو جان لو کہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے اور اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہاں یہ بات بغور سمجھنا چاہئے کہ ظالم کو ظلم کے بدلہ کے لیے اللہ ﷻ کے حوالے نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے تو ظالم ہلاک ہی ہو جائے گا بلکہ یہ تو کہیں اس سے بھی خطرناک ہے کہ اس کے ظلم کا بدلہ ظاہری اعتبار سے دیا جاتا چنانچہ ظاہری سزا کو چھوڑ کر اس سے سخت تر کو اپنانا جو باطنی سزا ہے اس لیے نامناسب ہے کہ دشمن کو اللہ ﷻ کے حوالے نہ کرے بلکہ یہ دعا کرے اے اللہ ﷻ اس کی گرفت نہ فرما۔ واللہ اعلم۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے ان میں سے ایک اپنے بھائی کی عزت کے پیچھے پڑا ہوتا ہے حالانکہ وہ غائب ہوتا ہے جب وہ سامنے آتا ہے تو یہ محبت کا اظہار کرتا ہے اور اس کی تعریف کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

پس جس شخص کا خیال ہو کہ اللہ ﷻ اس سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کی عزتوں کو کاٹتا ہے تو وہ (اپنے دعویٰ میں) جھوٹا ہے کیونکہ وہ شیطان ہے اور شیطان اللہ ﷻ کا دشمن ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند کی عقل سے یہ بات ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کے گناہ کی وجہ سے عار نہ دلائے کیونکہ بعض اوقات میں نے کسی ایک کو اس کے گناہ کے سبب عار دلایا تو بیس سال تک میں خود اس میں مبتلا ہو گیا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھو گویا کہ تم آقا ہو اور اپنے عیبوں کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو کیونکہ لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو مبتلا ہیں دوسرے وہ جو محفوظ ہیں۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں بندہ جب اللہ ﷻ کی محبت کو چکھ لیتا ہے اللہ ﷻ اسے اس کے برے کاموں پر مطلع کر دیتا ہے پس اس وجہ سے وہ دوسروں کے عیبوں میں مشغول نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پہاڑ کسی دوسرے پہاڑ کے خلاف بغاوت کرے تو ان میں سے بغاوت کرنے والے کو دھماکے سے گرادیا جائے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے جو میرے عیب مجھے بتاتا ہے۔

حضرت عبداللہ التیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی بھی شخص لوگوں کے اسی قدر عیب بیان کرتا ہے جتنے کہ اس کے پاس خود پائے جاتے ہیں۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کے عیب تلاش کرتا ہے وہ کسی دوست کے بغیر رہ جاتا ہے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ایک ایسے شخص کو لے کر آئے جس پر حد لگانا تھی لوگ اس کے گرد ڈنڈیوں کی طرح تھے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم میں سے جو بھی اس حد کا تماشہ دیکھنے آیا ہے وہ سب چلے جائیں تو سب چلے گئے (تا کہ اس شخص کی حتی المقدور ستر پوشی ہو سکے)۔

تو اے بھائی! اپنی زبان کی حفاظت کر کیونکہ جو شخص کسی کی جیب پھاڑتا ہے لوگ اس کی جیب پھاڑتے ہیں اور اپنے نفس کو بھولنے سے بچو جب تم اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر مطلع ہو بلکہ تم پر واجب ہے کہ اس عمل کو اپنے عیب کی یاد کا باعث بناؤ کیونکہ مٹی ایک ہے پس جس کام کا وقوع تمہارے غیر سے ممکن ہے تم سے بھی ممکن ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَ ذَالِكَ الذَّنْبَ

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود وغیرہا حدیث 20 جلد 3 صفحہ 310 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی گناہ کی عار دلاتا ہے وہ مرنے سے پہلے خود اس گناہ کا شکار ہوگا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جب اللہ عزوجل تمہیں کشف کے ذریعے کسی ایک کے عیب پر مطلع کرے تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کر کیونکہ یہ شیطانی کشف ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور پوری طرح بچنے کی کوشش کر اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سخت مزاج لوگوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ خلق بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی حسن خلق کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کی طبیعت میں سختی ہے اس طرح یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریما کو اپناتے اور آپ ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 5 صفحہ 153 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک شخص میں نو اخلاق اچھے اور ایک برا ہوتا ہے تو وہ ایک خلق ان نو پر غالب آجاتا ہے پس زبان کی لغزشوں سے بچو۔

حضرت بشر بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بداخلاقی کا نتیجہ دوری ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بداخلاقی کی مثال ٹوٹی ہوئی ٹھیکری جیسی ہے نہ اس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ دوبارہ مٹی بن سکتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بداخلاق آدمی کا سب سے پہلا جرم بداخلاقی ہے یہ اپنے موصوف (بداخلاق) کو عذاب میں مبتلا کرتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حسن خلق کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ (حوالہ و ترجمہ گزر چکا ہے) آپ نے فرمایا یہ سخاوت، درگزر کرنا اور برداشت کرنا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا گناہ کے علاوہ ہر بات میں لوگوں کی موافقت کرنا ہے اور آپ فرماتے تھے جس شخص کے غم زیادہ ہوں اس کا بدن بیمار پڑ جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو اس کا دل مر جاتا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی بداخلاقی میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس جائے اور وہ ہنسی خوشی میں ہوں لیکن اس کے خوف سے بکھر جائیں نیز اس کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس سے بلی بھی بھاگ جائے اور اس کا کتا اس سے ڈر کر دیوار پر چڑھ جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی عورت کو منگنی کا پیغام دے اور اسے اپنے بداخلاق ہونے کا علم ہو تو اس عورت کو بتا دے ورنہ وہ اس سے دھوکہ کر رہا ہے۔

اس کتاب میں یہ بات تفصیلاً متفرق مقامات پر بیان کی جائے گی کیونکہ یہ سب اچھے اخلاق ہیں اور کسی شخص کے لیے اچھے اخلاق کی قید لگانا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک وہ خود تمام اخلاق سے مزین نہ ہو جائے اور یہ بات بہت نادر ہے اور دھوکے سے اس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک اپنے نفس کو برے اخلاق کی تہمت نہ لگائے۔

پھر جو شخص اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے والوں میں سمجھتا ہے اس کے لیے بداخلاق ہونا بہت برا ہے کیونکہ لوگ اس کے شر سے خوف محسوس کرتے ہیں جس طرح یہ ان کے متبعین کے لیے بھی برا ہے ان بزرگوں نے کہا ہے کہ منافق کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگ اس کی بداخلاقی کے خوف سے اس کو چھوڑ

Scanned with CamScanner

دیں اور مرفوع حدیث میں ہے (رسول کریم ﷺ نے فرمایا)۔

شَرُّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ (ابن ابی الدنیا)

(ترجمہ) لوگوں میں وہ شخص بدترین ہے جس کو لوگ اس کی بدکلامی کے باعث چھوڑ دیں۔

پس اس بات کو جان لو اور اپنے آپ کو برے اخلاق سے بچاؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

زیادہ سخاوت اور مردانگی کا مظاہرہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ سخاوت کرتے اور مردانگی اپناتے ہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام، تابعین اور علماء عاملین رحمہم اللہ کا یہی طریقہ تھا کیونکہ جو شخص سخاوت نہ کرے اور اس میں مردانگی نہ ہو اس میں خیر نہیں اگرچہ دونوں مخلوقوں (جنوں اور انسانوں) کے برابر عبادت کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروت (مردانگی) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس چیز کو چھوڑنا ہے جو اللہ ﷻ اور اس کی مخلوق کے نزدیک عیب شمار ہو۔

صوفیاء کے طریقے میں سخاوت اور مروت کے واجب ہونے پر اسلاف کا اجماع ہے حدیث شریف میں ہے۔

سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَقْصُرُ فِيهِ الْمُرُوْءَةُ وَتَدِقُّ فِيهِ الْأَخْلَاقُ وَيَسْتَغْنِي فِيهِ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَإِذَا وُجِدَ فَلْيَنْتَظِرُوا الْعَذَابَ صَبَاحًا وَمَسَاءً۔

(ترجمہ) عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں مروت کم ہو جائے گی اور اخلاق کمزور ہو جائیں گے اس زمانے میں مرد، مردوں کے ذریعے اور عورتیں، عورتوں کے ذریعے بے نیازی حاصل کریں گی جب یہ بات پائی جائے تو صبح اور شام عذاب کا انتظار کرنا۔

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ اللہ ﷻ کی معرفت اور (مسلمان) بھائیوں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مروت، نفس کو میل کچیل سے اور ہر اس چیز سے بچانا ہے جو بندے کو لوگوں کے درمیان عیب ناک کر دے نیز تمام معاملات میں لوگوں سے انصاف کرنا ہے پس جو اس سے زیادہ ہو تو وہ فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سفر میں مروت یہ ہے کہ آدمی اپنا زاد راہ خرچ کرے اپنے بھائیوں سے اختلاف کم کرے اور ان سے مزاح نہ کرے۔

ان میں سے بعض کہتے تھے کہ تاجر کا اپنے دوست سے نفع لینا مروت میں سے نہیں ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ تاجر میں مروت یہ ہے کہ وہ تھوڑے سے نفع پر راضی ہو جائے۔ مکمل طور پر نفع نہ چھوڑے کیونکہ تجارت دنیوی اور اُخروی نفع کے لیے ہوتی ہے لہٰذا اپنے دوست سے تھوڑا نفع پر اس کے سوا کوئی راضی نہ ہوگا یعنی اس پر صبر نہیں کرتا کیونکہ جو شخص نفع کے بغیر بیچے گا وہ محتاج ہو جائے گا اور اس پر قرض چڑھ جائے گا اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا مروت یہ ہے کہ تم ایسا کام نہ کرو جس کے ظاہر ہونے سے دنیا اور آخرت میں شرمندگی ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے صبح اور شام کا کھانا گھروں کے صحنوں میں کھانا گھروں کے اندر نہیں (تاکہ آنے جانے والوں کو کھلا سکے)۔

حضرت حسن بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھا تھا "اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے جو اندر آئے اور کھائے"

ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص ہنڈیا بطور ادھار لیتا کہ اس میں (کھانا) پکائے تو اسے کھانے سے بھرا ہوا واپس لوٹاتا تھا اور بعض اوقات اس کا مالک اسے بھر کر ادھار دیتا اور کہتا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اپنے بھائی کو یہ ہنڈیا خالی بطور ادھار دوں۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کھانا پیش کرنا، زبان میٹھی رکھنا، مال خرچ کرنا، نامناسب کاموں سے پرہیز اور اذیت روکنا مروت ہے۔

تو اے بھائی! تو نے مروت کے بارے میں اپنے اسلاف کی باتیں سنیں پس ان پر عمل کر اور اے بھائی! اگر حقیقی طور پر مروت حاصل نہیں کر سکتا تو مروت والوں کی مشابہت ہی اختیار کر لے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سخاوت اور غمخواری

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں مال خرچ کرتے ہیں اور حالت سفر میں اپنے بھائیوں کی غمخواری کرتے ہیں حالت اقامت میں بھی اسی طرح کرتے ہیں اس طرح ان کے درمیان دینی نصرت (مدد) ہوتی ہے جو ان کا مقصود ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

جب تمہارے غنی لوگ سخی ہوں گے، تمہارے امراء تم میں سے بہتر لوگ ہوں گے، تمہارے امور باہمی مشاورت سے انجام پائیں گے، تو زمین کا ظاہر تمہارے لیے اس کے باطن سے بہتر ہوگا۔

Scanned with CamScanner

اور جب تمہارے امراء تمہارے برے لوگ ہوں گے اور تمہارے مالدار لوگ تم میں سے بخیل لوگ ہوں گے اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے پاس چلے جائیں گے تو زمین کے اندر (قبر) تمہارے لیے اس کے ظاہر سے بہتر ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کسی چیز کا سوال کیا نبی اکرم ﷺ نے چالیس بکریاں عطا کرنے کا حکم دیا جب وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو اس نے کہا اے میری قوم! ایمان لاؤ بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا کرتے ہیں کہ ان کو محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کی شادی کرائی تو اس کے ساتھ ایک سو لونڈی بھیجی اور ہر لونڈی کے ساتھ ایک ہزار درہم بھیجا۔

راوی نے کہا، حضرت عبداللہ بن ابی بکرہ صحابی رضی اللہ عنہما ایک دن ایک مجلس میں تشریف لے گئے تو ایک شخص نے ان کو مجلس میں جگہ دی جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس شخص سے فرمایا، میرے ساتھ میرے مکان پر آ وہ آپ کے ساتھ گیا تو آپ نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کوئی شخص سفر کرتا تو آپ شرط رکھتے کہ آپ ہی اس پر خرچ کریں گے اور آپ اس کے خادم اور موذن ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جنت سخی لوگوں کا گھر اور جہنم بخیل لوگوں کا گھر ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کریم شخص کی علامت یہ ہے کہ اس کے سر کے اگلے حصے اور داڑھی میں سفیدی ہوتی ہے اور کمینے آدمی کی علامت یہ ہے کہ اس کے سفید بال سر کے پچھلے حصے میں ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسرے شخص کو نفع نہیں دیتا البتہ یہ کہ اس سے کوئی رغبت یا خوف ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کمینے آدمی پر افسوس ہے وہ دنیا (کے مال) کے ساتھ اپنے دوستوں سے بخل کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کے لیے جنت کے ذریعے سخاوت کرتا ہے۔

ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کمینے شخص کی علامت یہ ہے کہ جب اسے کوئی بلند مقام ملتا ہے تو وہ اپنے قرابت داروں پر ظلم کرتا ہے اور اپنی جان پہچان والوں کا انکار کرتا ہے نیز فضیلت و شرف والے لوگوں پر تکبر کرتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ پھلوں کی طرح چاندی تھالوں میں رکھ کر بطور تحفہ دیتے تھے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جس کے پاس مال باقی رہتا ہے اور وہ یہ آیت بھی سنتا ہے۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (پ۲۸۔التغابن ۱۷)

(ترجمہ) اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو تو وہ تمہارے لیے بڑھا دے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جن اچھے کاموں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اگر بندہ ان کاموں پر خرچ کرنے سے اس لیے رک جاتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس اجر اور ثواب کے دوگنا ہونے کا وعدہ کیا ہے وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو اس کو کوئی عمل فائدہ نہیں دے گا اگرچہ پہاڑوں جیسا ہو، کیونکہ اس عمل کی کوئی بنیاد نہیں ہے کیونکہ مومن کامل کا کمال یہ ہے کہ وہ احکام خداوندی سے پیچھے نہ ہٹے۔

آگے بڑھنے کا سبب ایمان کا کامل ہونا ہے

اے بھائی! غور کر اگر ایک انسان بیٹھا ہو اور اس کے سامنے سونے سے بھرا ہوا ٹوکرا ہو اور وہ کہے کہ جو شخص فقیر کو ایک درہم دے گا میں اسے ایک دینار (جو دس درہم کے برابر ہوتا ہے) دوں گا تو لوگ کس قدر جلدی کریں گے اور فقرا کو درہم دینے کے لیے دوڑیں گے بخلاف اس کے جب وہ ایک سال کے بعد دینار دینے کا وعدہ کرے۔ اس صورت میں بہت کم لوگ اس کی بات پر لبیک کہیں گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تصدیق کرنے میں کمزور ہیں اگر ان کا اعتقاد کامل ہوتا تو وہ تمام اس کی بات مان لیتے کیونکہ کامل ایمان والے کے لیے شرط یہ ہے کہ شارع نے جس پوشیدہ چیز کا وعدہ کیا ہے وہ اسے حاضر کی طرح خیال کرے۔ اسی وجہ سے آگے بڑھ گیا اور پیچھے رہ گیا جو پیچھے رہ گیا واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عقلمند آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کو ایسی جگہ رکھتا ہے جہاں سے اسے کیڑے نہیں کھاتے اور نہ اس تک چور پہنچ سکتے ہیں یعنی آسمان میں جمع کرتا ہے (مطلب یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں خرچ کرتا ہے)۔

کسریٰ کہتا تھا تو اس مال کے لیے ہے جسے تو روک کر رکھتا ہے اور جب تو اس کو خرچ کردے تو وہ تیرے لیے ہوگا۔

ایک شخص بصرہ میں داخل ہوا تو پوچھا اس شہر کا سردار کون ہے؟ اس سے کہا گیا حضرت حسن بن ابی الحسن البصری رحمۃ اللہ علیہ اس نے پوچھا ان کو ان لوگوں کی سرداری کیسے حاصل ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ جو کچھ ان لوگوں کے پاس ہے انہوں نے اس سے بے نیازی اختیار فرمائی اور وہ اس چیز کے محتاج ہوتے جو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے یعنی علم اور دین۔

اس شخص نے کہا واہ! واہ! وہ یقیناً ان کے سردار ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ مجھے اپنے بندوں سے چار باتوں کی شکایت ہے:

Scanned with CamScanner

(1) میں نے ان کو جو کچھ دیا اس میں سے قرض مانگا تو انہوں نے بخل کیا۔

(2) میں نے ان کو ابلیس سے بچنے کا حکم دیا تو وہ اس سے دور نہ رہے۔

(3) میں نے ان کو جنت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔

(4) میں نے ان کو جہنم سے ڈرایا لیکن وہ نہ ڈرے اور جہنم میں لے جانے والے کاموں میں کوشش کرتے رہے۔

ایک دن ایک عورت حضرت امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ[1] کے پاس ایک چھوٹا سا برتن لے کر آئی اور اس میں ان سے شہد مانگا اور کہا میرا خاوند بیمار ہے۔ آپ نے اس کو شہد سے بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم دیا آپ سے کہا گیا کہ اس نے ایک چھوٹا پیالہ مانگا تھا؟ فرمایا اس نے اپنے حساب سے مانگا تھا میں نے اپنی قدر کے مطابق دیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! تجھ پر تعجب ہے تو اپنی خواہشات پر ضرورت سے زیادہ اور جلدی کرتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور اپنے رب کی مرضی پر ایک درہم خرچ کرتے ہوئے یعنی بخل سے کام لیتا ہے۔ اے نادان! کل (قیامت کے دن) اللہ ﷻ کے ہاں اپنے مقام کو جان لے گا۔

اور آپ فرماتے تھے شعراء اور زبان دراز لوگوں کو (مال) دو کیونکہ جس نے اپنے بارے میں شکوہ شکایت کی پرواہ نہیں کی اس نے اپنے آپ پر گھٹیا پن اور بے مروتی کا حکم خود لگا لیا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شعراء کو انعامات نہ دیے جائیں تو ہجو کے اشعار لکھ کر اس کی تشہیر کر دیں گے۔

اور آپ فرماتے تھے کسی بخیل سے حاجت کا سوال کرنے سے بچو جو شخص اس سے حاجت طلب کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خشک مقامات اور چٹیل میدان میں مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے۔

حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگ جو بھی سوال کرتے آپ انکار نہ کرتے اور فرماتے میں رسول اکرم ﷺ کے اخلاق اپناتا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اللہ ﷻ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم مبارک "المانع" ہے اللہ ﷻ سوال کرنے والے کی حاجت کو (بعض اوقات) کسی حکمت کے تحت منع کرتا ہے بخل کی وجہ سے نہیں اللہ ﷻ اس سے بلند ہے تو بعض بزرگوں سے جو منقول ہے کہ انہوں نے سائل کا سوال پورا نہ کیا تو یہ بھی حکمت کے تحت ہوا بخل کی وجہ سے نہیں کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے اخلاق پر عمل کیا۔

حضرت معاویہ ؓ نے ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے اسی وقت تقسیم کر دیے اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کے

۱۔ آپ کا مزار بھی قاہرہ میں واقع ہے اور راقم نے زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کھانے کی قیمت بھی نہ رہی۔

حضرت طلحہ بن عبید ؓ نے ایک لاکھ درہم تقسیم کیے اور خود بیٹھے ہوئے چادر کا ایک کنارہ سی رہے تھے اور اس میں پیوند لگا رہے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے بعد حضرت معاویہ ؓ سے بڑا سخی کسی کو نہیں دیکھا ان کی ملاقات حضرت حسن بن علی ؓ سے ہوئی تو فرمایا رسول اکرم ﷺ کے نواسے کو خوش آمدید پھر ان کے لیے تین لاکھ درھموں کا حکم دیا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے ملاقات ہوئی تو ان کے لیے ایک لاکھ درھموں کا حکم دیا۔

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف کی ہر رات پچاس آدمیوں کو اپنے دستر خوان پر بلاتے جو ان کے ساتھ افطار کرتے تھے اور جب عید کا دن ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کو لباس پہناتے اور ایک سو درہم دیتے اور جو استاذ ان کے بچے کو قرآن مجید پڑھاتا تھا اسے ہر مہینے تیس دینار دیتے تھے ایک مرتبہ ان کے کپڑے کا بٹن ٹوٹ گیا اور درزی نے اسے ٹھیک کر دیا تو آپ نے اسے تیس درھم عطا فرمائے اور معذرت بھی کی۔

آپ فرماتے تھے اگر محتاج لوگ مجھ سے سوال نہ کرتے تو میں کسی چیز میں بھی تجارت نہ کر سکتا۔ (گویا ان کی تجارت صرف فقراء پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی) اور آپ جب کسی خوبصورت عورت کو دیکھتے کہ وہ لوگوں سے سوال کر رہی ہے تو آپ اس کی عزت کرتے اور اس کو درھم اور کپڑے عطا فرماتے اور فرماتے تھے یہ کام اس لیے کر رہا ہوں تاکہ لوگ اس کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھیں کیونکہ مجھے اس پر فتنے کا خوف ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چاروں طرف چالیس چالیس پڑوسیوں پر خرچ کرتے تھے اور خود روٹی کے ایک ٹکڑے سے افطار کرتے اور آپ عیدوں کے موقع پر ان کے لیے قربانی کے جانور اور کپڑے بھیجتے تھے نیز آپ ہر سال عید الفطر کے موقع پر ایک سو غلاموں کو آزاد کرتے۔

حضرت عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے کوئی غلام جب ان کے کنگھا لگاتا تو اس کو آزاد کر دیتے اور جب وہ کسی اور کا غلام ہوتا تو اسے اس کے مالک سے خریدتے اور آزاد کر دیتے۔

جب امام عبداللہ بن لھیعہ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو حضرت امام لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زیارت کی ان کو دیکھا تو وہ رو رہے تھے پوچھا اے عبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہے (یہ سن کر) حضرت امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو بھیجا وہ ایک ہزار دینار لایا جو قرض کی ادائیگی میں دے دیے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولیمہ میں دعوت دی گئی تو وہ کسی مجبوری کے تحت تشریف نہ

Scanned with CamScanner

لے جا سکے لیکن انہوں نے ولیمہ والے کی طرف پانچ سو دینار بھیج دیئے اور معذرت بھی کی اور اس سے درخواست کی کہ ان کی غیر حاضری سے چشم پوشی کرے۔

ایک شخص حضرت سعید بن عاصؓ کے پاس آیا اور کسی چیز کا سوال کیا آپ نے اس کے لیے مطلق پانچ سو کا حکم دیا آپ کے غلام نے آپ سے پوچھا دینار یا درہم؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا میں نے تو صرف درھموں کا ارادہ کیا تھا لیکن تم نے پوچھا ہے تو ان کو دیناروں میں بدل دو۔ وہ شخص (مانگنے والا) بیٹھ گیا اور رونے لگا۔

حضرت سعیدؓ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا میں اس بات پر روتا ہوں کہ آپ جیسے لوگ زمین کے نیچے جاتے ہیں اور مٹی ان کو کھا جاتی ہے (مطلب یہ تھا کہ آپ جیسے لوگوں کو زندہ رہنا چاہئے۔ ورنہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ۱۲ ہزاروی)

حضرت سعد بن عبادہؓ دعا مانگتے تھے یا اللہ ﷻ! مجھے مال عطا فرما کہ میں سخاوت کروں کیونکہ مال کے بغیر عمل نہیں ہوتا پھر یہ شعر پڑھتے۔

أری نفسی تتوق الی فعال — فیقصر دون مبلغهن مالی

فلا نفسی تطاوعنی ببخل — ولا مالی یبلغنی فعالی

(ترجمہ) میرا نفس کچھ عمل کرنا چاہتا ہے لیکن ان افعال تک پہنچنے میں میرا مال رکاوٹ بنتا ہے پس میرا نفس بخل کے لیے میری بات نہیں مانتا اور میرا مال میرے کاموں تک نہیں پہنچتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس بات سے بچ کہ تو بزرگی ظاہر کرے جب کہ ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق، کرم، سخاوت، جود اور غمخواری جیسی باتیں تجھ میں نہ ہوں وہ لوگ بہت زیادہ مال دیتے تھے اور پھر بھی کسی شخص سے اپنے آپ کو افضل نہیں سمجھتے تھے ان میں سے ایک اپنی چادر کو دو حصوں میں پھاڑ کر نصف اپنے بھائی کو دیتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کو بھوکا چھوڑ کر خود سیر ہو کر نہ کھائے، اپنے بھائی کو کپڑوں کے بغیر چھوڑ کر خود لباس نہ پہنے اور اس پر کسی درھم اور دینار کے حوالے سے بخل نہ کرے۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ درھم اور دینار کا بخل کس طرح کرتا ہے حالانکہ جب وہ مرجائے گا تو اس پر خوب روئے گا۔

صحابہ کرامؓ میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو تحفہ بھیجتا تو وہ صحابی یہ تحفہ دوسرے صحابی کی طرف بھیج دیتے پس یہ تحفہ ان کے درمیان پھرتا رہتا حتیٰ کہ سب سے پہلے ہدیہ دینے والے کی طرف لوٹ آتا حالانکہ وہ

سب اس کے محتاج ہوتے تھے لیکن وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور جب ان میں سے ایک شادی کرتا اور وہ فقیر ہوتا تو وہ اس کی طرف سے مہر ادا کرتے تھے اور اس کو ایک سال کا خرچہ بھی دیتے تھے تاکہ اس کو خوشی حاصل ہو اور اس کو حصول معشیت میں جو پریشانی ہو سکتی ہے وہ دور ہو جائے کیونکہ عام طور پر شادی کرنے والے کو یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ کسی سائل کو رد نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس کو ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اس شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ان کو اٹھانے کے لیے کوئی چیز نہیں تو آپ نے اپنی چادر عطا فرمادی۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا سب سے پسندیدہ مال وہ ہے جو میں اپنے بھائیوں تک پہنچاتا ہوں اور سب سے برا مال وہ ہے جسے میں اپنے پیچھے رکھتا ہوں۔

ان اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی مانگنے والا آتا تو اس پر خوش ہوتے اور آنے والے کو خوش آمدید کہتے اور فرماتے یہ شخص ہمارا مال کسی اجرت کے بغیر آخرت کی طرف لے جا رہا ہے اور ہم سے اس چیز کو کم کر رہا ہے جو ہمارے رب ﷻ کی عبادت میں ہمارے لیے رکاوٹ ہے۔

ان میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی طرف ایک ہزار دینار بھیجتا اور کہتا اس کو محتاجوں پر خرچ کرو اور ان کی نسبت میری طرف نہ کرنا۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پ۱۲، یوسف ۳۶)

(ترجمہ) بے شک ہم آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے دیکھتے ہیں۔

وہ فرماتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کی نیکی یہ تھی کہ قید خانے میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی تیمارداری کرتے جو محتاج ہوتا اس کی مدد کرتے اور جب آپ اپنے پاس کوئی چیز نہ پاتے جو فقیر کو دیں تو دروازوں پر جا کر لوگوں سے اس کے لیے سوال کرتے۔

اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کا خادم مر جاتا تو اس کی جگہ خادم بھیجتے اور وہ خاموشی سے قبول کر لیتا اور اس کو اپنے بھائی پر فضیلت کا سبب نہ سمجھتا اور جب ان کو یہ خبر پہنچتی کہ ان کے بھائیوں میں سے کسی پر قرض ہے تو اس سے مشورہ کئے بغیر اس کی طرف سے ادا کر دیتے اور قرض دار کو جب اس بات کا علم ہوتا تو وہ بھی خاموش ہو جاتا گویا ادا کرنے والے نے اسی (قرض دار) کے مال سے ادا کیا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بھائی کے لیے یہ بات پسندیدہ ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم، ابراہیم نخعی اور عطاء اسلمی رحمہم اللہ کا گزران زندگی دوسرے بھائیوں کے عطیات

Scanned with CamScanner

پر موقوف تھا ان میں سے کسی کی کھیتی باڑی اور دودھ (دینے والا جانور) نہیں تھا نہ کوئی اور آمدن کا ذریعہ تھا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بزرگوں کی طرف سے جو یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے عمل کو چھوڑنے اور لوگوں کے کھانے سے کھانے کی مذمت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ان پر احسان جتائے یا ان کے دین کی وجہ سے ان کو کھلائے، جب ان میں سے ایک اپنے بھائیوں سے سوال کرتا کہ وہ اس کا قرض ادا کر دیں تو وہ کہتے ہائے افسوس ہم نے اپنے بھائی کا حال پوچھنے میں کوتاہی کی حتیٰ کہ ہم نے اسے سوال کرنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت ابن مقنع رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی کہ ان کے پڑوسی نے قرض کی ادائیگی کے لیے اپنا مکان بیچنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کی طرف مکان کی رقم بھیج دی اور فرمایا اس کو نہ بیچو کیونکہ آپ نے اس سے اس قدر نفع نہیں اٹھایا جس قدر نفع ہم نے اٹھایا ہم کتنا عرصہ اس کے سائے میں بیٹھے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فقرا کی ہر چھوٹی جماعت کو جمع کر کے ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھتے اور ان سے فرماتے عبادت کرو میں تمہاری خدمت کے لیے کھڑا ہوں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی احسان کے بغیر اپنے بھائیوں کی رضا چاہتا ہے وہ راستے سے غلطی کر گیا ایک روایت میں ہے کہ وہ قبرستان والوں سے مل جائے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مسلمانوں میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو ان کی مدد کرے اور ان کو نفع پہنچائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے وہ چیز زیادہ حاصل کرو جس کو آگ اور مٹی نہ کھائے لوگ پوچھتے وہ کیا ہے؟ تو فرماتے "نیکی" پس اگر تجھے اس کی دوستی کے دن فائدہ نہ دیں تو تیرا اس سے کیا تعلق؟ قریب ہو یا دور۔

تو اے بھائی! اپنے دل میں غور کرو اور اپنے ان اسلاف کی اتباع کرو جن کے تم خلفاء ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مسلمان بھائیوں سے حسن سلوک کی چاہت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ (مسلمان) بھائیوں سے حسن سلوک کو بہت پسند کرتے ہیں اور ان کے لیے بچھ جانا اور ایک دوسرے کو خوشی پہنچانا چاہتے ہیں نیز وہ ان بھائیوں کو اپنے آپ سے مقدم کرتے ہیں اور وہ اپنے بھائیوں کے استحقاق میں کوئی توقف اور سوچ و بچار

نہیں کرتے اور کہتے ہیں اگر ہمارا بھائی اچھے سلوک کا اہل نہیں تو ہم اس کے اہل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے نیکی کرو اگرچہ اس شخص سے کرو جو اس کی ناشکری کرتا ہے کیونکہ یہ ترازو میں اس سے زیادہ وزنی ہوگی جس کا وہ شکریہ ادا کرتا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی کرنے والا گرتا نہیں اور اگر گر جائے تو ٹوٹتا نہیں۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے سود کو اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنے سے رک نہ جائیں۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آج کل نیکی اور احسان برائی کی سیڑھی بن گئے ہیں لوگ کہتے ہیں "اس شخص کے شر سے بچو جو تم سے نیکی کرتا ہے"

یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ قرب قیامت کی وجہ سے تمام کام اپنے موضوعات سے (یعنی جن مقاصد کے لیے بنائے گئے ان سے) باہر نکل گئے ہیں۔

اور وہ فرماتے تھے سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ مانگنے والا سوال کرنے پر مجبور ہو جائے اور وہ تم سے شرمندہ ہو تو تمہاری نیکی اس کی شرمندگی کے برابر نہیں ہو سکتی سب سے بہتر بات یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے حالات معلوم کرو اور اس کے پاس وہ چیز بھیجو جس کا وہ محتاج ہے اس کو سوال کرنے پر مجبور نہ کرو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم قرض کو نیکی میں شمار نہیں کرتے کیونکہ قرض دینے والا مقابلہ کا (واپسی کا) مطالبہ کرتا ہے نیکی یہ ہے کہ لوگ تم سے دنیا اور آخرت میں جو چیز مانگیں اس میں چشم پوشی اختیار کرو۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی چلی گئی اور تجارت باقی رہ گئی ان میں سے ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز اس لیے دیتا ہے کہ وہ اسے اس کا بدلہ دے گا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی صرف تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے۔ (1) اس میں جلدی کرنا، (2) دینے والے کی نظر میں اس کا حقیر ہونا اور (3) لوگوں سے چھپا کر کرنا۔

حضرت مہلب بن ابی صفیرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد سے فرماتے تھے تم جس فقیر کو صبح اور شام اپنے دروازے پر دیکھو تو جان لو کہ وہ محتاج ہے پس اسے کچھ دو اور اسے سوال کرنے پر مجبور نہ کرو، اس کا صبح و شام آنا ہی سوال کی جگہ کفایت کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی کے پاس جاتا اور وہ وہاں نہ ہوتا وہ دیکھتا کہ ٹوکری پھل سے بھری ہوئی ہے تو وہ اس کی اجازت کے بغیر خود بھی کھاتا اور تقسیم بھی کرتا اور جب اس کا وہ بھائی آتا اور یہ اسے واقعہ بتاتا تو وہ خوش ہوتا۔[1]

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خچر تھی جو دروازے پر بندھی رہتی تھی جو شخص اس پر سواری کی ضرورت سمجھتا اسے بغیر اجازت پکڑتا اور سوار ہو جاتا کیونکہ اسے معلوم ہوتا کہ آپ اس پر خوش ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود کہ بہت بڑے متقی شخص تھے کسی اجازت کے بغیر اپنے بھائیوں کی دوات سے لکھتے تھے۔

حضرت مسلم بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولیمہ کی دعوت دی گئی تو ان سے تاخیر ہوگئی پھر تشریف لے گئے صاحب ولیمہ نے آپ کو دیکھا تو کہا آپ کو دیر ہوگئی اور لوگ کھانا کھا کر چلے گئے اور کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت مسلم بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاید پیالوں کے ساتھ کچھ لگا ہوگا میں اسے چاٹ لیتا ہوں اس نے کہا ہم نے ان کو بھی دھو ڈالا ہے انہوں نے فرمایا شاید روٹی کا ایک ٹکڑا ہوگا اس نے کہا ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا بلکہ ایک لقمہ بھی نہیں اس وقت حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔

لوگوں نے عرض کیا آپ کبیدہ خاطر نہ ہوئے بلکہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا انہوں نے فرمایا اس شخص نے ہمیں اچھی نیت سے دعوت دی تھی اور ہمیں واپس اسی اچھی نیت سے کیا تو ہم کس بات پر کبیدہ خاطر ہوتے۔

ایک جماعت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئی اور آپ موجود نہ تھے انہوں نے کھانے کا سامان لیا اور بیٹھ کر کھانے لگے اور ساتھ ساتھ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی کے بارے میں باتیں بھی کرنے لگے اسی دوران حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رو پڑے انہوں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟

فرمایا میں کیوں نہ روؤں تم نے پہلے نیک بزرگوں کی طرح میرا ذکر کیا اور مجھ سے صالحین کے اخلاق والا معاملہ کیا جب کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔

۱۔ ان لوگوں کا باہمی تعلق اس قدر مضبوط تھا کہ اس طرح کے معاملات کی ایک دوسرے کو اجازت تھی اس لئے وہ اس طرح کرتے تھے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر لینا شرعاً جائز نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت بقیہ بن ولید رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کے گھر تشریف لے گئے اور آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی اٹھا کر اسے گھر کے دروازے پر رکھا اور اس میں سے کھانے لگے اور ساتھ ساتھ فقرا اور مساکین پر تقسیم بھی کر رہے تھے جب ان کا بھائی (دوست) آیا تو اس پر خوش ہوا اور کہا آپ جیسے نیک بھائی کو اللہ ﷻ جزائے خیر عطا کرے۔ ہماری آخرت کا سامان ہمارے لئے آگے بھیج دیا۔

حضرت جعفر بن محمد ؓ فرماتے تھے وہ بھائی برا ہے جس کا دوسرا (مسلمان) بھائی اس کی عدم موجودگی میں اس کی تھیلی کھول کر اس کی اجازت کے بغیر ضرورت کے مطابق نہ لے سکے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات ان میں سے ایک اس عمل کو چھوڑ دیتا تھا اس لئے نہیں کہ وہ اپنے بھائی پر بلکہ اپنے اوپر قیاس کرتا تھا (کہ تہمت ہو تو مجھ پر ہو) واللہ اعلم۔

حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ ہم اس زمانے تک زندہ رہیں گے کہ کوئی بھائی دوسرے بھائی کو کوئی چیز دے کر اسے اپنے دل میں بڑی بات سمجھے گا۔ پس جب تیرا بھائی تیری محبت کا اظہار کرے تو اس کی تصدیق کرنے میں جلدی نہ کر کیونکہ آج کل بھائیوں میں بہت جلدی تبدیلی آجاتی ہے پس جب کوئی شخص تیرے قریب ہو تو اس سے بچتا رہ۔

حضرت عبداللہ ؓ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائیوں کو خوشی پہنچائے وہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے عذاب سے بچنے والا ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک اپنے آپ کو ذاتی سامان کا دوسرے بھائی کے مقابلے زیادہ حق دار نہیں سمجھتا تھا البتہ یہ کہ اس بھائی سے زیادہ محتاج ہو۔

حضرت معین بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کبھی کسی سوال کرنے والے کے سوال کو رد نہیں کیا اور اگر کبھی رد بھی کیا تو بعد میں معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے تھے مجھے اپنے ساتھی سے حیا آتی ہے کہ وہ تین مرتبہ میری ملاقات کے لئے آئے اور میں اسے کچھ نہ دوں۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہیں اپنے بھائی کے ہاں کوئی حاجت ہو تو اس کے پاس اس کے گھر جاؤ کیونکہ یہ بات حاجت کو زیادہ پورا کرنے والی ہے۔

ایک دن ایک شخص نے حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں ایک چھوٹے سے کام کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں انہوں نے فرمایا اس کے لئے کسی چھوٹے آدمی کو تلاش کرو۔

حضرت حسن بن علی ؓ سے جب کسی حاجت کا سوال کیا جاتا تو اس طرف جلدی کرتے اور

فرماتے مجھے ڈر ہے کہ میں اس میں تاخیر کروں اور میرے بھائی کی حاجت ختم ہو جائے تو مجھ سے ثواب رہ جائے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو میرے ہاں حاجت ہے وہ ایک کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیج دے میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں مسلمان کے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں کیونکہ سوال اس عطیہ سے بھاری وثقیل اگرچہ وہ عطیہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (مطلب یہ کہ سوال بڑا جرم ہے)

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ نیکی کی بات ہے کہ جب تمہارا بھائی تم سے کوئی چیز لے تو تم اپنے اوپر اس کا احسان سمجھو کیونکہ اگر وہ نہ ہوتا تو تمہیں ثواب نہ ملتا نیز اس نے سوال کے لئے تمہارا انتخاب کیا اور دوسروں کی بجائے تم سے امید رکھی۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ جب کسی سے حاجت کا سوال کرتے تو فرماتے ہم نے اس کا معاملہ اللہ ﷻ کی طرف اٹھا دیا ہے اگر وہ تیرے ہاتھوں اس کو پورا کرے گا تو ہم اس کی حمد کریں گے اور تمہارا شکریہ ادا کریں گے اور اگر تیرے ذریعے پورا نہیں کرے گا تو اللہ ﷻ کی حمد کریں گے اور تجھے صاحب عذر سمجھیں گے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تجھے کسی سے کوئی حاجت ہو تو قاصد کے ہاتھ تحفہ بھیج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں تحفہ حاجت کے پورا ہونے کی چابی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے رات کے وقت کسی سے حاجت کا سوال نہ کرو کیونکہ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے (اس لئے رات کو انکار کیا جا سکتا ہے)۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص رات کو بستر پر کروٹیں بدلتا رہے جب مجھ پر کوئی مصیبت یا غم نازل ہو تو میں اس کا بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ اس نے اپنے رب ﷻ کے ہاں مجھے اپنی حاجت بنا لیا۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک شخص سے حدیث سنتا ہوں اور میں اس کو پہلے سے جانتا ہوں اور اس سے کئی بار سن چکا ہوں لیکن میں اس کی طرف اس طرح کان لگاتا ہوں جس طرح اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جیسے اس کے علاوہ کسی سے نہیں سنی اس کی وجہ میرا یہ خوف ہے کہ اگر میں نے اس سے سبقت کی تو اسے شرمندگی ہوگی۔ (اگر میں نے کہا یہ تو میں سن چکا ہوں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہر آنے والے کو کوئی خدشہ ہوتا ہے پس تم اسے کشادہ دلی کے ساتھ ملو اور سلام کے ساتھ ابتدا کرو۔ حدیث شریف میں ہے:

لَا تُنْزِلُوْا حَوَائِجَكُمْ بِمَنْ لَا يَشْتَهِيْ قَضَاءَ هَا

(ترجمہ) اپنی حاجات ان لوگوں کے سامنے پیش نہ کرو جو ان کو پورا کرنا نہیں چاہتے۔

حضرت ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ نے مانگنے والے کو روٹی کا ایک ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی چیز یا پرانا کپڑا نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ ﷻ کے ہاں میرا نامہ اعمال پڑھا جائے اور اس میں گھٹیا چیزیں ہوں جو میں نے اللہ ﷻ کے لئے دی ہوں۔

تو اے بھائی! اپنے دل کا جائزہ لو کیا تم ان باتوں میں جو تم نے سنی ہیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہو یا تم نے ان کی مخالفت کی اور صالحین میں سے ہونے کا دعویٰ کرنے سے پرہیز کرو۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لئے بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ ان میں سے ایک سال بھر یا اس سے زیادہ مدت انتظار کرتا ہے۔ (ان کا یہ عمل) اللہ ﷻ کے ساتھ ادب کی وجہ سے ہوتا کہ کسی شخص کو بھائی یا دوست بنائیں اور اللہ ﷻ کے حقوق کو پورا کرنے اور اس کو دنیا اور آخرت کے امور میں اپنی ذات کی طرح قرار دینے کی معرفت حاصل نہ ہو۔

اس خُلق سے بے شمار لوگ خالی ہیں ان سے جو شخص بھائی چارہ یا دوستی قائم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے وہ اس میں جلدی کرتے ہیں پھر ایک عرصہ کے بعد قطع تعلق کر لیتے ہیں۔

عقلمند لوگوں نے کہا ہے کہ آخر میں پیدا ہونے والا فساد ابتدا کا فساد ہوتا۔ (یعنی پہلی اینٹ ٹیڑھی ہو تو دیوار آخر تک ٹیڑھی ہوتی ہے)

حدیث شریف میں ہے:

لَا تَوَادُّ اثْنَانِ فَيُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا

(مسند امام احمد 68/2، الترغیب 128/3 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) دو شخص آپس میں محبت کرتے ہیں پھر ان میں جدائی ہو جائے تو اس کی وجہ ان میں سے کسی ایک کا گناہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ اَعْدَاءُ السَّرِيْرَةِ

(مسند احمد بن حنبل، جلد 5 صفحہ 225 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو ظاہر میں بھائی اور باطنی طور پر دشمن ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا "یَتَوَاخَوانِ رَغْبَةً وَرَهْبَةً" وہ کسی رغبت یا خوف کی وجہ سے بھائی بنیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کرتے تو ان میں سے ایک جب تک اپنے بھائی سے ملاقات نہ کر لیتا اس پر رات طویل ہو جاتی۔

اور ان سب کا یہ معاملہ تھا کہ جب وہ اپنے بھائی سے تین دن غائب رہتے تو ہر ایک اپنے آپ کو کوستا تھا۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی کو اپنا بھائی (دوست) نہ بناؤ مگر یہ کہ تم اس سے راز نہ چھپاؤ ورنہ وہ تم سے اجنبی ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ ایک دوسرے سے خیر خواہی کرتے تھے اور اپنے بھائی سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ وہ کسی بات میں خیر خواہی کا محتاج ہے یا نہیں لیکن آج کے زمانے میں تم ان کو دیکھو گے کہ ایک دوسرے سے حالات پوچھتے ہیں پھر ان میں سے کوئی ایک دوسرے بھائی کو ایک درھم دینے کا روادار نہیں ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے بھائی سے کہے میں تجھ سے اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتا ہوں بلکہ پہلے اپنے نفس کا جائزہ لے کہ وہ اس سے جو کچھ مانگے گا اس سے انکار تو نہیں کرے گا اگر چہ وہ یہ مطالبہ کرے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو تاکہ میں اس سے نکاح کرلوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ عزوجل کے لئے بھائی چارہ قائم کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ ایسا راستہ ہے جس میں کانٹے اُگ گئے ہیں پس اس پر کوئی شخص چل نہیں سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص کے بھائی کے جسم پر مکھی بیٹھے اور وہ اس پر گراں نہ گزرے تو وہ (حقیقتاً) بھائی نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب دوست زیادہ ہوں گے تو قیامت کے دن اس پر حقوق زیادہ ہوں گے اور جو شخص اپنے بھائیوں سے مقدور بھر چیز میں غمخواری نہ کرے تو وہ اسی مقدار میں محبت کم کر دیتے ہیں جس قدر وہ اس میں کمی کرتا ہے۔

حضرت علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے زمانے میں کسی شخص کو بھائی چارے کا حق قائم کرنے میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی مثل نہیں دیکھا۔ آپ درھم یا پھل اور مٹھائی اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان تقسیم فرماتے اور اگر وہ موجود نہ ہوتا تو اس کے آنے تک اس (کے حصے) کی حفاظت فرماتے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں دوست آپ سے جدا نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ میرا بھائی کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور میں اس پر اپنے نفس کو ترجیح نہیں دیتا۔

ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص تیرا بھائی نہیں جس کی خاطر مدارات اور اس سے معذرت کی تمہیں ضرورت پیش آئے۔[1]

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا اور ابن عوف رحمۃ اللہ علیہ نے تعزیت نہ کی تو ان سے کہا گیا کہ فلاں نے آپ کے بیٹے کی تعزیت نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا جب ہم کسی شخص کی دوستی پر یقین رکھتے ہیں تو ان کے نہ آنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا سلوک کرتے تھے اور اب ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ نہ دشمنوں سے نیکی کرتے ہیں اور نہ دوستوں سے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک کئی دن تک اپنے بھائی سے ملاقات نہ کرتا پھر جب ان کی ملاقات ہوتی تو صرف اتنی بات کہتے "آپ کیسے ہیں؟" آپ کا حال کیا ہے؟ اور اگر وہ اس سے اس کا نصف مال طلب کرتا تو وہ اسے دے دیتا۔

پھر آج کل لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی سے ہر روز یا ہر گھڑی ملاقات کرتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے تمہارا کیا حال ہے؟ تم کیسے ہو؟ اور اس سے ہر چیز کے بارے میں حتیٰ کہ گھر میں موجود مرغی کے بارے میں بھی پوچھتا ہے اور اگر وہ اس سے ایک درھم کا سوال کرے تو وہ نہیں دیتا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں آپ سے اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تم جو کچھ کہہ رہے ہو سچ نہیں ہے جبکہ تمہارا گدھا تمہارے نزدیک مجھ سے زیادہ اہم ہے کہ رات کے کھانے کے وقت اس کو یاد کرتے ہو تو میری محبت کا دعویٰ کس طرح کرتے ہو۔

ایک شخص نے حضرت بشر بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں آپ سے اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تم جھوٹ کس وجہ سے بول رہے ہو پھر فرمایا تم مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ تمہارے گدھے کی پیٹھ پر ڈالا جانے والا کمبل میری دستار اور میرے کپڑوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ عزوجل کے لئے اخوت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اخوت اس طرح ہے کہ تم اپنا تمام مال چھوڑ دو جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال

۱۔ یعنی کوئی ایسا کام ہی نہ کرے کہ کسی کی دل آزاری ہو اور مسلسل احسان کرتا رہے تاکہ معذرت یا معافی چاہنے کی نوبت نہ آئے۔
۱۲ ہزاروی

رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی دوسرے شخص سے محبت کرتا ہے لیکن بعض اوقات دنیا کے بعض منافع اس کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں تو کہا ایسا شخص اپنی محبت میں سچا ہے؟ فرمایا ہاں (سچا ہے) لیکن اس کے درجہ کمال میں کمی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی ذات کے لئے باہم محبت کرنے والوں کی ایک علامت یہ ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے ناراض ہوں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جو اپنے بھائیوں کے ہاں محبوب ہو اور وہ ان کی غمخواری نہ کرے جس طرح ہم سخت غصے والے کو خوش اور کسی حریص کو غنی نہیں پاتے۔ (یعنی دو متضاد باتیں اکٹھی نہیں ہوتیں)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے ہم میں سے ایک اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جو بیت الخلاء میں اس سے نکلتی ہے لیکن اس کے کسی حصے سے اپنی نگاہ نہیں پھیرتا ہے۔

انہوں نے فرمایا اس لئے کہ فرشتہ اس سے کہتا ہے جس سے اپنی نگاہ نہیں پھیرتا ہے اس چیز کو دیکھ جسے اپنے بھائی کو دینے سے تو نے بخل کیا وہ کیا بن گئی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں لوگوں کا بھائی چارہ باورچی کے اس شوربے کی طرح ہو گیا ہے جس کی خوشبو اچھی ہو اور ذائقہ نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بھائی چارے کی صداقت میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی حالت فقر میں اس سے زیادہ عزت کرے جتنی اس کی مالداری کی صورت میں کرتا ہے۔ کیونکہ فقر، غنا سے افضل ہے اور اس کا بھائی (دوست) اپنے اعتبار سے زیادہ عزت کے لائق ہے، فقر کی وجہ سے نہیں۔

حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اپنے غلاموں ترکی گھوڑوں (عمدہ گھوڑوں) مکانات اور مال سے بھرے ہوئے تھالوں کا تحفہ دیتے تھے اور آج کل صرف روٹی اور کھانے کا تحفہ دیتے ہیں اور عنقریب لوگ اس کو بھی چھوڑ دیں گے اور اپنے بزرگوں کی سنت کو بالکل مٹا دیں گے۔

اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے جنازے سے واپسی کے بعد دوسرا (مسلمان) بھائی اس کے بچوں کے بالغ اور سمجھدار ہونے تک ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور آج کے زمانے میں لوگوں نے اپنے بھائیوں کے بچوں اور اہل خانہ کو بھلا دیا ہے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی اپنے بھائیوں کے بغیر اس طرح ہوتا ہے جس طرح دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ کے بغیر ہو۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ پتھروں کو گھڑتے تھے اور اس کے ذریعے روزی حاصل کرتے تھے جب عمر زیادہ ہو گئی تو لوگوں نے عرض کیا آپ بوڑھے ہو گئے ہیں اور اس کام سے عاجز ہو چکے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم میرے لئے پتھروں کو گھڑنا، لوگوں سے سوال کرنے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے سامنے سونے اور چاندی کا ڈھیر لگاتے اور فرماتے اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ہمیں ناک و منہ صاف کرنے کا رومال بنا لیتے (یعنی ذلیل کر دیتے) یعنی اپنی ضرورت کیلئے مال جمع کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور اگر میں اپنے پیچھے تیس ہزار دینار چھوڑوں جس کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے تو یہ بات میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میں کسی شخص کے دروازے پر کھڑا ہو کر حاجت کا سوال کروں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کے نزدیک سب لوگ ایک جیسے ہوں اس کا کوئی دوست نہیں اور جو شخص صبح تمہاری حالت دریافت نہ کرے اور شام کو صلہ رحمی نہ کرے اس کو مردوں میں سے شمار کرو اور جو شخص تیری بیماری کے دوران تیری بیمار پرسی نہ کرے اور جب تو محتاج ہو تو تیری طرف تحفہ نہ بھیجے اور جب تو اس سے ملاقات نہ کر سکے تو وہ تجھ سے ملاقات نہ کرے تو وہ راہ چلتے دوستوں میں سے ہے۔ (یعنی حقیقی دوست نہیں)

الا ذهَبَ التَلَطُّمُ والوفاءُ　　وَبَادَ رجالُهُ وَبقی الغُثَاءُ
وَاَسْلَمَنِی الزمانُ اِلَی اُنَاسٍ　　كَاَنَّهُمُ الذِئَابُ لهم عواءُ
اذا ما جئتهم يتدافعونى　　كانى اجرب الاعضاء داء
اخلاء اذا استغنيت عنهم　　واعداء اذا نزل البلاء
اقول ولا الام على مقالى　　على الاخوان كلهم العفاء

(ترجمہ اشعار) احساس ذمہ داری اور وفا رخصت ہو گئی اس پر عمل کرنے والے مرد چلے گئے اور بھوسہ رہ گیا۔ اور زمانے نے مجھے ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا کہ گویا وہ بھیڑیے ہیں جو بھونکتے ہیں۔ جب میں ان کے پاس آتا ہوں مجھ پر ٹوٹ پڑتے ہیں گویا میں خارش کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ جب تجھے ان کی ضرورت نہ ہو تو وہ دوست ہوتے ہیں اور جب (تجھ پر) مصیبت نازل ہو تو دشمن بن جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور مجھے میری بات پر ملامت نہ کیا جائے کہ وہ تمام بھائیوں کے لئے بردباری اور ہلاکت ہیں۔

تو اے بھائی! اپنا جائزہ لو کیا تم نے کبھی اپنے بھائیوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کیا ہے یا جہالت اور بخل کی وجہ سے اس میں کمی کی ہے تو صالحین میں سے ہونے کا دعویٰ نہ کر اگرچہ ان جیسے کام کرو۔

اے بھائی اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Scanned with CamScanner

مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مہمانوں کی عزت اور خود ان کی خدمت کرتے ہیں ہاں کوئی عذر شرعی ہو تو الگ بات ہے پھر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے پاس ٹھہرنے ہمارے بارے میں اچھا گمان رکھنے اور ہمیں بخیل نہ سمجھتے ہوئے ہمیں اس مقصد کے لئے منتخب کیا ہے تو ہم اس کھانے کے ذریعے اس کا بدلہ نہیں دے سکتے۔

رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس مہمانوں کی خدمت کرتے تھے صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

جب نجاشی بادشاہ کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے علاوہ کسی کو ان کی خدمت پر مامور نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا انہوں نے ہمارے ساتھیوں کی عزت کی ہے اور میں ان کو بدلہ دینا چاہتا ہوں۔

پہلے بزرگ مہمان کی رات کو عید کی رات کی طرح سمجھتے تھے کیونکہ اس رات ان کو خوشی حاصل ہوتی تھی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مجھے اپنے دوستوں کو کھانے کے دستر خوان پر جمع کرنا ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مکان کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اس میں ایک مہمان خانہ بنایا جائے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ مہمان کو کھانا کھلاتے اور جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو اسے لباس بھی عطا فرماتے اور فرماتے اس کا میرے کھانے کو قبول کرنا اس سے افضل ہے جو کچھ میں نے اس کے ساتھ (حسن سلوک) کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان (مہمانوں والے) تھی۔ آپ دو میل تک تشریف لے جاتے تاکہ مہمان کو اپنے ساتھ گھر لائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں مہمانوں کے کھانے میں فراوانی فضول خرچی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ ۝ (پ۲۶۔ الذاریات ۲۴)

(ترجمہ) حضرت ابراہیم کے معزز مہمان۔

اس کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ لوگ اس لئے معزز تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ان کی مہمان نوازی کرتے تھے۔[1]

۱۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں فرشتے انسان کی شکل میں مہمان بن کر آئے تھے اور آپ علیہ السلام نے ان کیلئے بچھڑا ذبح کیا تھا۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت عبد الواحد بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو شخص بھی آتا آپ اس کو کھلاتے پلاتے پھر اس سے معذرت کرتے کہ اس کے حق میں کوتاہی ہوئی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جن لوگوں کو ہم نے اس مقام پر پایا ان میں سیدی شیخ محمد بن عنان، شیخ ابو الحسن الغمری، شیخ عبد الحلیم بن مصلح، شیخ محمد شناوی، شیخ ابوبکر حدیدی اور دیگر بزرگ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ یہ لوگ مہمان کے لئے اس ڈر سے تکلیف نہیں کرتے تھے کہ اس کے دوبارہ آنے پر وہ پریشان نہ ہو جائیں وہ کہتے تھے جو شخص مہمان کو وہ چیز پیش کرے جو اس کو میسر ہے تو مہمان جس وقت بھی آئے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر مہمان اپنے غیر کے لئے کھانا لے جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر اپنے بعض ساتھیوں کے لئے لے جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن کسی اجنبی کے لئے لے جانا درست نہیں۔[1]

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لے جائے تو ایک تھپڑ کا مستحق ہے اگر اس سے کہا جائے یہاں بیٹھو اور وہ کہے نہیں وہاں بیٹھوں گا تو دو تھپڑوں کا مستحق ہو گیا اور اگر گھر والے سے کہے تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ تو تین تھپڑوں کا مستحق ہو گا کیونکہ اس نے تین فضول کام کئے ہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کوشش کرتے تھے کہ مہمان کو وہ چیز کھلائیں جو اس مہمان کے پاس بلکہ اس کے شہر میں بھی نہ ہو۔

حضرت خالد بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے کچھ ساتھی بھی تھے انہوں نے ہمارے سامنے شہد رکھا اور فرمایا اس قسم کا شہد تمہارے پاس نہیں ہے ہم نے کہا جی ہاں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مہمان کو کھانا کھلائے لیکن کھجور پیش نہ کرے یا کوئی میٹھی چیز نہ کھلائے تو یہ اسی طرح ہے جیسے نماز عشاء پڑھے اور وتر نہ پڑھے۔

جان لو! میزبان پر لازم ہے کہ مہمان کو حلال مال سے کھلائے اور اسے نمازوں کے اوقات سے آگاہ کرے اور اچھا کھانا اور چربی (گھی نمبر ۱) جو اس کے بس میں ہو اس میں کوتاہی نہ کرے اور مہمان پر واجب ہے کہ جہاں وہ (میزبان) بٹھائے اور جو کچھ اس کے سامنے رکھے اس پر راضی ہو جائے اور اس کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔

۱۔ سیاق سے ایسا لگتا ہے کہ اس سے مراد یہ کہ ہے مہمان، میزبان کے دستر خوان سے کوئی چیز اٹھا کر کسی بھکاری یا سائل کو نہ دے لیکن آپس میں ایک دوسرے کو دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی کچھ لوگوں کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا اور انہوں نے وہ کھایا تو میں نے اپنے احسان کے مقابلے میں ان کے احسان کو افضل قرار دیا۔

حضرت حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نام نہاد زاہد کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی کا مہمان ہوتا ہے تو اس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر کرتا ہے اور جب اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بخیل تجھے مہمان بنائے تو اس کی طرف جلدی کر اسے کرم کرنے کی باتیں سکھا اور اس کے ہاں کھانا نہ کھا۔ اور اپنے جانور کے لئے چارہ لے جانا نہ بھولنا پھر بعض اوقات وہ رات کے چارے میں کوتاہی کرتا ہے۔

(مطلب یہ کہ جب سواری کے لئے ساتھ کچھ نہ لے جائیں اور بخیل بھی اسے نہ دے تو جانور بھوکا مرے گا)

وہ فرماتے تھے میں جب بھی کسی بخیل کے ہاں مہمان ہوا میرا جانور بھوک کی وجہ سے چلانے لگا میں بیت الخلاء سے بے نیاز ہو گیا اور بدہضمی سے بچ گیا۔

شیخ الاسلام کمال الدین طویل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بخیل کے بارے میں کچھ اشعار سنائے جو اس طرح ہیں:

وَاِذَا اردتَ اِخَاءَہٗ — فارفع یمینک من طعامہٖ
فالموت اھونُ عِندَہٗ — مِن مضغ ضیف والتقامہ
سیان کسر رغیفہ — اوکسر شیٔ من عظامہ
واذا مررت ببابہ — فاحفظ رغیفک من غلامہ

(ترجمہ اشعار) جب تو اس (بخیل) سے بھائی چارہ چاہتا ہے تو اس کے کھانے سے ہاتھ اٹھا لے۔
اس کے نزدیک مہمان کے (کھانے) چبانے اور لقمہ بنانے سے موت زیادہ آسان ہے۔
اس کی روٹی کا ٹکڑا توڑنا یا اس کی ہڈی میں سے کوئی چیز توڑنا دونوں اس کے لئے برابر ہیں۔
جب تم اس کے دروازے سے گزرو تو اس کے غلام سے اپنی روٹی کی حفاظت کرو۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لے کیا میرے اندر یہ اخلاق ہیں یا تو نے ان میں کوتاہی کی اور تو نے یہ کہا کہ کھانا کھلانا ہمارے طریقے سے نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے شیخ کا طریقہ ہے۔ جس طرح بعض ایسے لوگوں نے یہ بات کہی جو طریقت کے جھوٹے دعویٰ دار ہیں۔ اس طرح کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر صوفی کے ہاں دستر خوان بنایا گیا گویا اس کے مکان کو بیکار لوگوں کا اڈہ بنا دیا۔

تو اے بھائی! اس قسم کی باتوں سے اپنے آپ کو بچا۔ حدیث شریف میں ہے:

مَا جُبِلَ وَلِیُّ اللّٰہِ اِلَّا عَلَی السَّخَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

(الترغیب الترھیب جلد 3 صفحہ 383 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) سخاوت اور حسن اخلاق اولیاء اللہ کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اب مصر میں شیخ سلیمان خضیری اور شیخ جمال الدین جو شیخ شاہین کے خلیفہ ہیں سے زیادہ معزز اور کریم کسی کو نہیں دیکھا اللہ ﷻ مسلمانوں میں ان دونوں جیسے لوگ بکثرت پیدا فرمائے ان کی برکت سے ہمیں نفع عطا فرمائے اور ان کو مزید فضل عطا فرمائے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مشتبہ مال والوں کی دعوت قبول نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کی دعوت قبول نہیں کرتے جن کے مال میں شبہ ہو مثلاً امیر، افسر (ڈائرکٹر) قاضی، جاسوس، شیخ عرب، شہر کا شیخ اور تاجر جو ظالموں کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور اس قسم کے بے شمار دوسرے لوگوں سے۔

اور جان لو کہ کھانے میں شبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے ہاں قسم قسم کے کھانے ہوں کیونکہ اگر وہ حلال رزق کے پیچھے جاتا تو حلال سے اس قدر رزق نہ پاتا کہ کھانے کو مختلف اقسام پر تقسیم کرتا۔ (زیادہ ڈشیں نہ ہوتیں)

اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے فخر کرنے والے لوگوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے صرف متقی پرہیزگار آدمی کے کھانے سے کھاؤ اور اپنا کھانا بھی متقی لوگوں کو کھلاؤ۔ اور آپ اسی ولیمہ کی دعوت اس وقت قبول کرتے جب اس شخص کے دین کا کامل یقین ہو جاتا۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ اس وقت ولیمہ کی دعوت قبول کرتے جب آپ کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ وہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اللہ ﷻ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جب کسی ولیمہ میں جاتے اور گھر میں پردے دیکھتے تو واپس آ جاتے اور فرماتے گھروں پر (بلا ضرورت) وہی شخص پردے ڈالتا ہے جو دنیا دار اور ظالم ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک ولیمہ کی دعوت دی گئی انہوں نے وہاں عجمی لوگوں کا کوئی لباس دیکھا تو جلدی جلدی واپس آ گئے۔ اور فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے۔ اور جو شخص کسی قوم کے عمل پر راضی ہوتا ہے وہ اس میں شریک ہوتا ہے۔ (یعنی گناہ میں)

حضرت محمد بن سلام سکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ولیمے کے بارے میں سنت طریقہ ختم ہو گیا بڑے

بڑے ٹب کھانے سے بھر کر مسجد میں لے جاتے تھے اور وہاں جو بھی موجود ہوتا وہ ان میں سے کھاتا وہ مالدار ہوتا یا فقیر، شریف ہوتا یا حقیر۔ اور جب ولیمہ کی دعوت کرنے والا صرف مالدار لوگوں کو دعوت دیتا تو لوگ اس کا کھانا نہ کھاتے اور کہتے تھے یہ سب برا کھانا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک شخص کے لئے میرے دل میں جگہ (عزت) ہوتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کھانے میں وسعت اختیار کرتا ہے تو اس کے تقویٰ میں کمی کے باعث وہ میری نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! ولیموں میں جانے سے بچو کیونکہ ان سے تمہیں دنیا اور اس کی خواہشات یاد آئیں گی۔ (اگر غیر شرعی امور پر مشتمل ہو ورنہ دعوت قبول کرنا سنت سے ثابت ہے۔)

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں دو خصلتیں نہ ہوں جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بچنا اور ان کی طرف سے اذیت برداشت کرنا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی ولیمہ کی طرف بلایا جاتا اور آپ وہاں ظالم حکمرانوں میں سے کسی کو دیکھتے تو جلدی جلدی واپس آجاتے اور فرماتے ہم ظالم لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محب کے ساتھ کھانے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ کھانے سے بدہضمی ہو جاتی ہے۔

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں ولیمہ سنت کے مطابق نہیں رہا اور مجھے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے پر شرمندگی ہوتی ہے۔

حضرت شفیق ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے تم پر لازم ہے کہ جس حد تک ممکن ہو ولیموں سے بچو البتہ جو بدعت (نئے نئے غیر شرعی طریقے) سے محفوظ ہو کیونکہ جو شخص کسی کے پیالے سے کھاتا ہے وہ اس کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما ولیموں میں حاضری کو قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں ڈر ہے کہ کھانا فخر کے طور پر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ فرماتے تھے جو شخص کھانے میں ہمارے سامنے تکبر اور ریاکاری ظاہر کرتا ہے یا جس کے گھر میں خانہ کعبہ کے غلاف کی بجائے پردے ہوں ہمیں اس کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں کسی شخص کی خدمت کرنا اس کی تعریف کرنا ہے کیونکہ وہ اس کی خدمت ان ہی باتوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کو ان کے نفس پسند نہیں کرتے۔ (یعنی اللہ ﷻ کی رضا کیلئے نہیں بلکہ ہوائے نفس پر مبنی ہے)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عبدالملک بن مروان نے میری طرف چاندی کے تین تھال بھیجے اور پیغام بھیجا کہ ان کو فقراء پر تقسیم کر دو میں نے ان کو قبول کیا پھر ان میں سے کچھ بٹوا کر ابو رزین عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیجے اور وہ محنت کش تھے تو گویا میں نے ان پر بوجھ ڈال دیئے انہوں نے وہ چاندی واپس کر دی اور رات بھوک سے گزاری۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی ﷜ نے حضرت ابو ذر ﷜ کے پاس اپنے غلام کے ہاتھ مال بھیجا اور اس سے کہا اگر انہوں نے قبول کر لیا تو تم آزاد ہو۔ جب غلام ان کے پاس گیا تو انہوں نے قبول نہ کیا غلام نے کہا اے میرے سردار آپ اس کو قبول کر لیں گے تو مجھے آزادی مل جائے گی حضرت ابو ذر ﷜ نے فرمایا تیرے لئے اس میں آزادی ہے لیکن میرے لئے غلامی ہے۔

تو اس بات کو جان لو اور اپنا جائزہ لو کیا تم بھی کبھی ان لوگوں کی طرح اس مال سے بچے ہو یا جب بھی دعوت دی گئی تم نے کھا لیا اور تم نے کہا اصل میں یہ حلال ہے اور تم نے اپنے نفس کو ضائع کر دیا اور تیری پیروی کرنے والے نے بھی، جس نے پہلے یہ بات کہی کہ یہ حلال ہے اس سے میرے شیخ نے کھایا ہے۔ جب تو اس سے بچتا نہیں تو تجھے نیک ہونے کا دعویٰ کرنے سے بچنا چاہئے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

زائد مال صدقہ کر دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے بچ جانے والا مال رات اور دن صدقہ کرتے ہیں پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔ اور ان میں سے جسے صدقہ کرنے کے لئے مال اور کھانا حاصل نہیں ہوتا وہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانے کے ذریعے صدقہ کرتا ہے نیز ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیت برداشت کرتا ہے۔

گذشتہ زمانے میں مالدار لوگوں کے مقابلے میں فقراء زیادہ صدقہ کرتے تھے کیونکہ وہ مال اور کھانا جمع نہیں کرتے تھے جب کہ مالدار لوگ جمع کرتے تھے۔

اور یہ بات یقینی ہے کہ مالدار لوگوں کے مقابلے میں فقراء دل کی خوشی سے صدقہ کرتے ہیں کیونکہ ان کا ایمان اور یقین کامل ہوتا ہے اور وہ محتاج لوگوں کو مال دینے میں بخل نہیں کرتے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب ﷜ دعا مانگتے تھے:

''یا اللہ ﷻ ہم میں سے نیک لوگوں کو اپنا فضل عطا فرما تا کہ وہ ہم میں سے حاجتمند لوگوں کی طرف لوٹا دیں''۔

Scanned with CamScanner

ان حضرات میں سے کوئی اپنے بھائی کے پاس روٹی یا کھجور یا جوتا بھیجتا اور کہتا ہمیں معلوم ہے کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم نے آپ کو یہ بات بتانے کا ارادہ کیا ہے کہ آپ ہماری یاد میں ہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نماز تجھے نصف راستے تک پہنچاتی ہے روزہ تجھے بادشاہ کے دروازے تک پہنچاتا ہے اور صدقہ تجھے بادشاہ (اللہ ﷻ) کے دربار تک پہنچاتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمارے مال ہمارے پاس نیک کاموں پر خرچ کرنے کے لئے بطور امانت ہیں۔

حضرت ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ مال جمع کرتے اور فرماتے ہیں اس کو بھوکے پیٹوں اور ننگی پیٹھوں کے لئے جمع کرتا ہوں پانی اور گارے (عمارتوں کی تعمیر) کے لئے جمع نہیں کرتا۔

لوگوں نے ان سے مسجد کی تعمیر کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا اور ان کو کچھ نہ دیا اور فرمایا بھوکا آدمی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا جب تم سے کوئی غلطی ہو جائے تو صدقہ کرو اگرچہ ایک روٹی ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص اپنے مال کے ذریعے سخاوت نہیں کرتا اس کا مال کو جمع نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص اچھی کمائی کے علاوہ مال سے صدقہ نہ کرے جو شخص فقیر کو خبیث (حرام) مال سے صدقہ دیتا ہے تا کہ اس فقیر پر رحم کرے وہ مغرور ہے اس فقیر سے جو کچھ لیا (لوٹ مار کی) وہ واپس کر دیتا اور یوں اس پر رحم کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو اپنے حاجتمند رشتہ دار کو چھوڑ کر غیر پر صدقہ کرے اللہ ﷻ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرتا۔

حضرت محمد بن سرین رحمۃ اللہ علیہ صدقہ فطر چھان کر اور صاف ستھرا کر کے دیتے تھے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب انسان کا عقیدہ یہ ہو کہ وہ جس قدر مال دے رہا ہے اس کا مالک اللہ ﷻ ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور نہ اسے ضرر ہوگا۔ جب اس میں عیب ہو (یعنی اچھا مال نہ ہو اور جو ردی مال موجود ہو اس سے صدقہ کرے تو کوئی حرج نہیں)۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے صدقہ دینے کے لئے اچھے مال کا انتخاب کرو بے شک اللہ ﷻ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی قبول کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے ایک شخص فلاں کی بیٹی کا فلاں سے زیادہ مال کے بدلے نکاح کرتا ہے لیکن ایک لقمہ یا ایک کھجور یا خوشبو یا پھٹے پرانے کپڑوں کا ٹکڑا خرچ کر کے حُورعین سے

شادی نہیں کرتا یہ عجیب بات ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اکثر شکر صدقہ کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اسے پسند کرتا ہوں اور اللہ ﷻ نے فرمایا:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (پ۴۔ آل عمران ۹۲)

(ترجمہ) تم ہرگز نیکی (کا ثواب) نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔

حضرت امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مجھ سے صدقہ یا تحفہ قبول کرے اس کا مجھ پر اس سے زیادہ حق ہے جتنا میرا حق اس پر ہے کیونکہ اس نے مجھ سے وہ چیز قبول کی جو قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

حضرت معاذ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس کو اپنے صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ سمجھے جس قدر فقیر اس کے صدقہ کا محتاج ہے تو اس شخص نے احسان کر کے اپنے صدقہ کو باطل کر دیا کیونکہ اس نے فقیر پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اس صورت میں یہ صدقہ اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ایک سو درہم میں سے ایک درہم دے اور اس کے نزدیک یہ ایک درہم باقی رہنے والے درھموں سے زیادہ عظمت والا اور محبوب نہ ہو تو اس کا صدقہ رد کر دیا جائے گا اور اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں صدقہ میں سے کسی چیز کو حقیر نہ جانو کیونکہ اس میں سے ایک دانہ قیامت کے دن ثواب کے پہاڑوں کے ساتھ تولا جائے گا۔

آپ نے ایک فقیر کو انگور کا ایک دانہ دیا تو اس نے واپس کر دیا گویا اس کی نگاہ میں وہ کم تھا ام المومنین نے فرمایا کیا تو نے اللہ ﷻ کا یہ قول نہیں پڑھا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ (سورۃ زلزال۔ آیت ۷)

(ترجمہ) جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ (ثواب پائے گا)

تو ذرہ مقابلے میں یہ انگور کس قدر ہے؟ (یہ سن کر) اس شخص نے اللہ ﷻ سے بخشش مانگی۔

تو اے بھائی! اپنے زائد مال کا صدقہ نہ کرنے پر اپنے نفس کا جائزہ لو اور اپنے آپ کو صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی جماعت میں شامل نہ کرو مگر یہ کہ ان کے اخلاق کی پیروی کرو۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مقام پر آخر میں جن لوگوں کو پایا وہ سیدی شیخ محمد شناوی، شیخ محمد منیر، شیخ عبدالحلیم بن مصلح، شیخ محمد بن داؤد، شیخ محمد العدل اور دیگر اکابر رحمہم اللہ تھے ان میں سے ہر ایک کے نزدیک ایک ہزار درہم ایک پیسے کے برابر ہوتا تھا۔ اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سائل کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا

اور اسے جھڑکنے سے باز رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خُلق یہ ہے کہ وہ سائل کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتے ہیں ان کو جھڑکتے نہیں اور وہ ان کے سوال کو ضرورت کے تحت خیال کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جو شخص مانگنے والے کو خالی ہاتھ لوٹاتا ہے فرشتے سات دن تک اس کے گھر کو (رحمت کے ساتھ) نہیں ڈھانپتے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَوْ لَا اَنَّ بَعْضَ الْمَسَاكِيْنَ يَكْذِبُ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهٗ

(الکامل فی ضعفاء الرجال ابن عدی عمر بن موسیٰ بن دحیہ الوجیہی جلد 5 صفحہ 1670 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بعض مساکین جھوٹ بولتے ہیں تو اس کو رد کرنے والا فلاح نہ پاتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل اپنے بندے کو نعمتیں عطا فرما کر اس کا امتحان لیتا ہے کہ وہ اس میں اللہ عزوجل کے بندوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اگر وہ ان کے سوال کو پورا کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ وہ نعمت اس سے لے لیتا ہے۔

اسی طرح اسلاف اپنے اصحاب (مریدین) سے پکا وعدہ لیتے اور ان پر اس معاملے میں سختی کرتے کہ جو کچھ انہوں نے دیا ہے وہ واپس نہ لیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے پہلے جو شخص غفلت کی نیند سے بیدار ہوا وہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ اس طرح کہ ایک دن ان کو مچھلی کی خواہش ہوئی جب اسے لے کر گھر آئے اور ہنڈیا میں رکھ دیا تو ایک سائل آیا آپ نے اس کو خالی ہاتھ لوٹا دیا تو اللہ عزوجل نے اس مچھلی کو خون میں بدل دیا۔ اس واقعہ سے انہوں نے نصیحت حاصل کی اور اپنا تمام مال صدقہ کر دیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے دروازے پر سائل کو دیکھتے تو اس کے لئے اپنا سینہ کشادہ کر دیتے اور فرماتے اس شخص کو خوش آمدید جو میرے گناہوں کو دھونے کے لئے آیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مانگنے والے کتنے اچھے ہیں کہ وہ ہمارے بوجھوں کو کسی اجرت کے بغیر اٹھاتے ہیں حتی کہ وہ ان کو اللہ عزوجل کے سامنے میزان میں رکھ دیں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا زہد اختیار کرنے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ جب ان کے پاس مانگنے والا آتا تو گھر والوں کے پاس جا کر فرماتے تمہارے پاس قبرستان سے نمائندہ آیا ہے تو کیا تم اپنے فوت

شدہ لوگوں کے لئے صدقہ بھیجتے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بنی اسرائیل کے زمانے میں مسجد میں ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی وہ مر گیا تو انہوں نے اس کو کفن پہنایا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفن کر دیا۔ جب مسجد کی طرف واپس آئے تو کفن کو محراب میں رکھا ہوا پایا اس پر لکھا ہوا تھا "یہ کفن تمہاری طرف لوٹایا جاتا ہے اور تمہارا رب تم سے ناراض ہے"۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے ناپسندیدہ لوگ وہ ہیں جو مساجد میں سوال کرتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے گھر میں اس کے غیر سے مانگتے ہیں۔ اور جو کچھ ان سے مانگتے ہیں اگر وہ نہیں دیتے تو یہ (مانگنے والے) ان کے عذاب کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ فقرا اور مساکین کی کثرت ہے وہ سوال کرتے ہیں تو ہم ان میں کس کو دیں۔ فرمایا اسے دو جس کے لئے اپنے دل میں نرمی پاتے ہو۔

حضرت اسود دوَلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم ہر سائل کی بات مانیں تو اس سے برے حال والے ہو جائیں (یعنی پورا مال خرچ ہو جائے گا اور خود مانگنا شروع کر دیں گے)۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں صدقہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے گھر والوں کے لئے بھی کوئی چیز رکھے جو کچھ ان کی ضرورت سے زائد ہو وہ صدقہ کرے۔

ایک دن حضرت سالم بن عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف میں داخل ہوئے تو ہشام بن عبدالملک کو دیکھا اس نے کہا اے سالم! مجھ سے اپنی حاجت کا سوال کریں انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! مجھے اللہ عزوجل کے گھر میں اس کے غیر سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے عطا فرماتے اور پھر کہتے یا اللہ عزوجل! اس شخص نے ہم سے رزق کا سوال کیا اور ہم تجھ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہم نے جو عطیہ دیا ہے اس کے مقابلے میں تو بخشش کے ساتھ زیادہ جود کرنے والا ہے۔

ایک دن ایک سائل حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو دینے کے لئے جوتوں کے سوا کچھ نہ پایا تو وہی عطا فرما دیئے پھر اس کے بعد آپ کو یہ خبر پہنچی کہ اس شخص نے جوتا بیچ کر اس کی قیمت سے پھل خریدا ہے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد اللہ عزوجل! شاید وہ پھل کھانے کا خواہش مند تھا تو ہم نے اس کی قیمت کے ساتھ اس کی غمخواری کی۔

حضرت سالم بن عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نو ذوالحجہ کے دن ایک شخص کو سوال کرتے ہوئے دیکھا تو اس کو جھڑک دیا اور فرمایا کیا تمہیں اللہ عزوجل سے حیا نہیں آتی آج کے دن (حج کے دن) اور اس قسم کی جگہ (عرفات میں) غیر اللہ سے سوال کرتے ہو۔

Scanned with CamScanner

تو اے بھائی! یہ بات جان لو اور جو کچھ تم نے گذشتہ دنوں میں فقرا کو دیا ہے اس کے بارے میں اپنے نفس کا جائزہ لو تو کبھی تم نے احسان کیا ہوگا اگر چہ تمہارے دل میں ہی یہ بات ہو تو تمہارا اجر ضائع ہو گیا اور کبھی تم نے سائل کو جھڑکا ہوگا اور جو کچھ تم نے دیا اس کے مقابلہ میں جھڑک زیادہ ہوگی تو یہ اذیت پہنچانا ہے اس سے پرہیز کر۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دوستی کا معیار

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی کو بھائی (دوست) نہیں بناتے تھے مگر جس کے بارے میں جان لیتے کہ وہ اس کا حق ادا کر سکیں گے کیونکہ جب تم اپنے بھائی کا حق ادا نہیں کرو گے تو اس کا دل تم سے فارغ ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنی اولاد کو وہ چیز اچھے طریقے سے دو جس کا وہ سوال کریں اور تم ان پر تالے نہ بن جاؤ ورنہ وہ تمہاری موت کی تمنا کریں گے اور تمہاری زندگی سے تنگ آ جائیں گے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے اپنے بھائیوں کا خیال رکھو وہ دنیا اور آخرت میں تمہاری جماعت ہیں کیا تم نے جہنمیوں کا قول نہیں سنا۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۙ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ○ (پ ۱۹، الشعراء آیت ۱۰۰،۱۰۱)

(ترجمہ) پس ہمارے لئے سفارش کرنے والے اور کوئی گہرا دوست نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَا اَحْدَثَ عَبْدٌ اَخَاهُ فِي اللّٰهِ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ

(اتحاف السادۃ المتقین فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ جلد 6 صفحہ 174 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو بندہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کسی کو بھائی بناتا ہے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک درجہ بناتا ہے۔

حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دوست اس کاٹنے والی تلوار سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آدمی کی ہتھیلی میں ہوتی ہے۔

بے شک دوستی قرابت کی محتاج نہیں ہوتی قرابت دوستی کی محتاج ہوتی ہے اور سچے بھائی کے حق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی حاجات کے بارے میں جس قدر زیادہ سوال کرے تو اس میں کوتاہی نہ کر اور تو کہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز نہیں اس کا مال میرا مال اور میرا مال اس کا مال ہے جس طرح اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں بخل اور محتاجی کا ڈر پایا جاتا ہے (الا ماشاء اللہ)

اور گائے کے بچے بچھڑے میں غور کر جب اپنی ماں کے تھنوں کو زیادہ چوس لیتا ہے حتی کہ اسے تھکا

دیتا ہے تو وہ کس طرح اسے سینگوں اور لاتوں سے مارتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اس دنیا میں دوستوں سے بات چیت اور سحری کے وقت تہجد کی نماز نہ ہوتی تو میں یہاں باقی رہنا پسند نہ کرتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں تجھ سے زیادہ مالی وسعت رکھتا ہو اس کے ساتھ سفر پر نہ جا کیونکہ اگر تو اس کے ساتھ برابری کرنا چاہے گا تو تیری جان کے لئے نقصان دہ ہوگا اور اگر اس سے کمی میں رہے گا تو لوگوں کے درمیان تجھے ذلت اٹھانا پڑے گی۔

حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تو کسی مالدار سے دوستی لگائے تو اس سے سوال کرنے سے پرہیز کرنا اگر تو اس کے ہاں اپنے مقام کی حفاظت چاہتا ہے کیونکہ سوال کرنا، سوال کرنے والے کے چہرے کی خواہش ہے اور جو کچھ اس کو دیا گیا اگر اسے واپس کرے گا تو دینے والے کے دل میں اس کے خلاف غصے کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند کو تین آدمیوں سے دوستی لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے بیوقوف، جھوٹے اور تاجر سے۔ جہاں تک بیوقوف کا تعلق ہے تو وہ تجھے بھلائی کا مشورہ نہیں دے گا اور اس سے برائی کو پھیرنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اس کی خاموشی اس کے بولنے سے اور اس کی دوری اس کے قرب سے بہتر ہے۔

جہاں تک جھوٹے آدمی کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ تیری زندگی خوشگوار نہیں گزرے گی وہ تیری باتیں دوسروں تک پہنچائے گا اور تیرے اور لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرے گا۔

اور تاجر تیرے لئے اپنے کاموں کو اچھا کر کے پیش کرے گا اور تیرے دینی معاملات میں تیری مدد نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم بن زید عدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چار چیزیں دل کو فرحت پہنچاتی ہیں (1) سحری کے وقت تہجد، (2) نیک خوبصورت عورت، (3) حسب ضرورت رزق اور (4) مومن دوست۔

تو اے بھائی اس بات کو جان اور اپنے نفس کا جائزہ لے اور دیکھ کیا تو نے اپنے بھائیوں (دوستوں) کے حقوق ادا کئے؟ اور کیا تو ان سے زبان حال یا زبان قال یا اشارے کے ذریعے سے سوال کرنے سے بچا؟ کیا تو نے ان کی صحبت اللہ عزوجل کے لئے اختیار کی یا نفسانی غرض تھی؟ کیونکہ جو کام اللہ عزوجل کے لئے نہ ہو وہ بندے پر دنیا اور آخرت میں وبال ہے تو اے بھائی! اپنے نفس سے دوستوں کے حقوق کا مطالبہ کر اور ان سے اپنے حق مطالبہ کا نہ ظاہری طور پر کر نہ باطنی طور پر۔

ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار پڑھے:

Scanned with CamScanner

صدیق لیس ینفع یوم باس — قریب من عدو فی القیاس
ولا یبغی الصدیق بکل عصر — ولا الاخوان الا للتآسی
عُمرتُ الناس ملتمسا بجهدی — اخا ثقة فاکداهُ التماسی
تنکرت البلادُ عَلَی حتی — کان اناسها لیسوا اناس

(ترجمہ اشعار) جو دوست تکلیف کے دن نفع نہ دے وہ عقل وقیاس میں دشمن کے قریب ہے۔
ہر زمانے میں دوست اور بھائی غمخواری کے لئے ہوتے ہیں۔
میں نے قابل اعتماد بھائی کی تلاش میں لوگوں کی چھان بین کی لیکن میری تلاش ناکام ہوگئی۔
شہروں کی پہچان نہ رہی گویا ان کے لوگ (درحقیقت) لوگ ہی نہیں۔

اور آپ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے:

ولیس کثیرًا الف خِلٍّ لواحد — وان عدُوًّا وَاحدًا لکثیر

(ترجمہ شعر) ایک شخص کے لئے ایک ہزار دوست زیادہ نہیں جب کہ ایک دشمن کافی ہے۔

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ شعر سنایا

صاد الصدیق و کاف الکیمیاء معا — لا یوجدان فدع عن نفسک الطمعا

(ترجمہ شعر) صدیق کا صاد اور کیمیاء کا کاف دونوں اکٹھے پائے نہیں جاتے پس اپنے نفس سے طمع کو چھوڑ دے
(مطلب یہ کہ مخلص دوست بہت کم ملتے ہیں جس طرح کیمیا (سونا بنانا) بہت کم نصیب ہوتا ہے)

تو اے بھائی! اپنے نفس کو بیدار کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

لوگوں سے دشمنی نہ کرنا اور ان کی خاطر داری کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگوں سے دشمنی کو ترک کرتے ہیں ان کی خاطر مدارت بہت زیادہ کرتے ہیں اور ان میں سے کسی سے برائی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے۔ لوگ ان سے دشمنی کرتے ہیں اور وہ کسی سے دشمنی نہیں کرتے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

"اے بیٹے! ایک دشمن کو کم نہ سمجھ اور اگر ایک ہزار دوست بھی ہوں تو ان کو زیادہ نہ سمجھ"۔

یہی بات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کی صورت میں فرمائی جو ابھی (چند سطر پہلے) گزر چکی ہے آپ نے فرمایا

ولیس کثیر الف خِلٍّ لواحد — وان عدوا واحد لکثیر

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو یہ دشمنی کا عنوان ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيُعَافِيَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ

(جامع الترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ حدیث 2514 جلد 4 صفحہ 227 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو ورنہ اللہ ﷻ اسے عافیت عطا فرمائے گا اور تجھے مبتلا کر دے گا۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کی دل جوئی نہیں کرتا وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاتا۔

حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ اپنے دشمنوں کو ساتھ بٹھاتے ان سے نرم گفتگو کرتے اور ان کو قسم دیتے کہ وہ ان کے ساتھ (کھانا) کھائیں اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان کی دشمنی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے۔

حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان کے دروازے پر لکھا:

اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے جو ہمیں نہیں پہچانتا اور ہم اسے نہیں پہچانتے کیونکہ ہمیں تکلیف اپنے بھائیوں کی طرف سے پہنچتی ہے جو ہمیں پہچانتے ہیں اور ہم ان کو پہچانتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو آزمائش کے دنوں میں کس چیز سے زیادہ ضرر پہنچا؟ فرمایا دشمنوں کے مجھ پر خوش ہونے سے اس سلسلے میں بعض حضرات نے یہ شعر کہے ہیں

جمیع فوائد الدنیا غرور — فلا یبقی لمسرور سرور
فَقُلْ للشامتین بنا استعدوا — فان نوائب الدنیا تدور

(ترجمہ شعر) دنیا کے تمام فوائد دھوکہ ہیں بس کسی خوش ہونے والے کے لئے خوشی باقی نہیں رہتی۔
دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے والوں سے کہو کہ تم بھی تیار ہو جاؤ کیونکہ دنیا کی مصیبتیں گھومتی رہتی ہیں (یعنی تمہاری باری بھی آسکتی ہے)

جب یزید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بیماری کے دوران خبر ملی کہ ھشام کو ان کے مرض سے خوشی ہوئی اور اس نے ان کی موت کی تمنا کی ہے تو انہوں نے یہ شعر پڑھے

تمنی رجال ان اموت و ان امت — فتلک سبیل لست فیها باوحد
فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی — تهیا لاخری مثلها فکانی قد

(ترجمہ شعر) کچھ لوگ میری موت کی تمنا کرتے ہیں اور اگر میں مر جاؤں تو اس راستے میں، میں اکیلا نہیں ہوں اس شخص سے کہو جو زندگی کے خلاف تلاش کرتا ہے تو اس کی مثل دوسرے کے لئے تیار ہو جاؤ میں مر چکا ہوں

Scanned with CamScanner

اسی طرح ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ہمارے امام، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر لوگوں نے جب ان کی موت کی تمنا کی تو آپ نے بھی یہی شعر پڑھے۔

حضرت محمد بن کدام رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے سے فرماتے تھے اے میرے بیٹے زمانے والوں کے ساتھ زندگی گزار اور ان کی اقتدا نہ کر پھر فرماتے یہ زندگی زندوں کے ساتھ گزارنا اور مردوں کی اقتدا کرنا کس قدر برا ہے۔ اور فرماتے تھے کسی سے دشمنی نہ کرو جب تک اس کے عمل کو دیکھ نہ لو۔ اگر اس کا عمل اچھا ہے تو اللہ ﷻ اسے تمہارے حوالے نہیں کرے گا اور اس کا عمل برا ہو تو اس کے گناہ ہی اس کے لئے کافی ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک آدمی کی دشمنی کے بدلے ایک ہزار آدمی کی محبت نہ خریدو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے بچو میں کسی دوست کی خواہش کی مخالفت نہیں کرتا ورنہ مجھے ڈر ہوتا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر مجھے قتل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا تو لوگوں کے سامنے میرے عیب ظاہر ہونے کی تمنا کرے گا۔

حضرت محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تم سے حسن سلوک کرتا ہے اس کے شر سے بچو اور جس بات میں اپنے نفس کو معذور سمجھتا ہے اپنے بھائی کو بھی معذور سمجھو پھر فرماتے تھے:

وتعذر نفسك لما اساءت وغيرك بالعذر لا تعذر

وتبصر في العين منه القذى وفي عينك الجذع لا تبصر

(ترجمہ شعر) تیرا نفس برائی کرے تو تُو اس کو معذور سمجھتا ہے اور اپنے غیر کے عذر کو قبول نہیں کرتا۔

اس کی آنکھ میں تنکا بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

تو اے بھائی اس بات کو جان اور لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے بچ۔ خاص طور پر بھٹکے ہوئے لوگ اور وہ جو تیرے شہر میں صرف اپنی شہرت چاہتے ہیں یہ لوگ تیری زندگی کو ناگوار کر دیں گے اگرچہ تو اکابر اولیاء میں سے ہو کیونکہ تیرے اندر جو بشری جز ہے وہ نرم ہو جاتا ہے ٹوٹتا نہیں۔

اکابر بزرگوں نے کہا ہے جو شخص لوگوں کی دشمنی کو معمولی سمجھتا ہے تو یہ اس کی عقل کے ناقص ہونے کی دلیل ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر سب سے زیادہ کامل انسان کو عوام کے ساتھ آزمایا جائے اور وہ اس پر جھوٹ اور بہتان باندھیں تو اس کے دل کو پریشان کر دیں گے اور اس کی حالت یہ ہو گی کہ وہ ربانی اور شیطانی خیالات میں فرق نہیں کر سکے گا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک بھائی کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانے کے مشائخ میں سے کسی شیخ کے ساتھ دشمنی کو معمولی سمجھتا تھا اور بعض امراء اس شیخ کے معتقد تھے شیخ نے امیر سے ذکر کیا اور اس نے بادشاہ کو

لکھ دیا تو اس شخص کو مصر سے نکالنے کا حکم آ گیا اور اسے ملک بدر کر دیا گیا۔ پس جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دور دراز کے ساتھیوں کو پند و نصائح لکھتے رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان میں سے بعض دور دراز کے علاقوں میں ہوں تو وہ ان کو نصیحت سے بھرپور خط لکھتے ہیں اور جس کو نصیحت کی گئی وہ اس نصیحت کو قبول کر کے ناصح کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کی فضیلت کا اقرار کرتا ہے بخلاف آج کے زمانے کے کہ اگر تم کسی کی طرف ناصحانہ کلمات لکھو گے تو وہ تمہارے عیب تلاش کرے گا تاکہ ان کے ذریعے تمہاری مذمت کرے۔

اور میں نے اس وصف پر سب سے آخر میں جس کو دیکھا وہ سیدی علی الکازوانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مکہ مکرمہ میں تھے اور سیدی محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ ان کو ایسے خطوط بھیجتے جن کو پہاڑ بھی نہ اٹھا سکیں پس وہ ان خطوط پر خوش ہوتے اور فرماتے تھے:

سید محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے بارے میں سچ فرمایا اللہ ﷻ ان کو ہماری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض ساتھیوں کی طرف لکھا آپ نے فرمایا:

اے میرے بھائی! تو کب تک اس چیز پر خوش ہوتا رہے گا جو تجھے فتنے میں ڈالتی ہے، ضرر دیتی ہے اور غمگین کرتی ہے یعنی دنیا اور اس کے منافع کم ہو رہے ہیں اور تو اس چیز کو چھوڑ رہا ہے جو تیرے لئے نفع بخش ہے۔

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا سلام کے بعد!

اے بھائی! جان لے جس شخص کے نزدیک گناہوں کو چھوڑنے کی نسبت فضائل کی اہمیت زیادہ ہو وہ دھوکے میں ہے اور جس شخص کے پاس قرآن مجید کا علم ہو اور وہ اس کے احکام کی مخالفت کرے اس نے قرآن مجید کا مذاق اڑایا۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا آپ نے فرمایا:

اے بھائی! اپنے نفس کے بارے میں یہ خیال کرنے سے بچو کہ تمہیں اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل ہے کیونکہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ کے ساتھ ہو گا۔ بعض اوقات لوگ تیرے نیک اعمال کی وجہ سے تیری تعظیم کرتے ہیں تو تو نے اس کا ثواب جلدی لے لیا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

سلام کے بعد! اے بھائی اپنے نفس کو وصیت کرنے والا ہو جا اور اس بات کا انتظار نہ کر کہ تیرا کوئی دوست تجھے تیری کوتاہی سے منع کرے گا کیونکہ یہ بات رخصت ہو چکی ہے۔ والسلام۔

حضرت عبداللہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھ کر ان سے اپنے لئے دعا کا مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت بکر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھا سلام کے بعد!

اے بھائی جان لو! اس شخص کی دعا قبول ہوتی ہے جو گناہوں میں ملوث نہ ہو اور میرے گناہ اس قدر ہیں جن کا شمار اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ میں اس سے اپنے نفس کے لئے دعا مانگوں تو میں دوسروں کے لئے دعا مانگتے ہوئے اس سے حیا کس طرح نہیں کروں گا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا آپ نے فرمایا سلام کے بعد! اے بھائی! جانوروں کی طرح ہونے سے بچتے رہنا جانور جب سرسبز و شاداب زمین کو دیکھتا ہے تو اس کے ذریعے موٹا ہونے کی خاطر چرتا ہے اسی موٹاپے میں اس کی ہلاکت ہے اور وہ ذبح ہو جاتا ہے۔ والسلام

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور سب سے پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر اپنے دوست احباب کو ان کے سامنے بھی اور خط و کتابت کے ذریعے بھی نصیحت کر اور منہ بسورنا جہنمیوں کی علامت ہے اللہ عزوجل کی پناہ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

چوتھا باب

کچھ دیگر اخلاق

لوگوں سے دور رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اکثر لوگوں سے دور رہتے ہیں اور ان کے ساتھ میل جول صرف شرعی مصلحت کے تحت رکھتے ہیں ہمارے پہلے بزرگوں کا یہی طریقہ تھا جس دن وہ کسی کے ساتھ اکٹھے نہ ہوتے اس دن کو "عید کا دن" شمار کرتے۔ پس جو شخص لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھتا ہے وہ اپنے اسلاف کے راستے سے نکل جاتا ہے اور وہ نفع سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کو لوگ زیادہ دیکھتے ہیں وہ ان کی نگاہوں میں ہلکا ہو جاتا ہے اور اس کا مقام گر جاتا ہے اور لوگ اسے کمزور اخلاق اور اللہ عزوجل سے غفلت میں اپنی طرح دیکھتے ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس زمانے کے مشائخ میں سے کسی سے ملاقات کی ہو اور میرا اس کے ساتھ بیٹھنا غیبت سے محفوظ رہا ہو، ایسا بہت کم ہوا اسی لئے میں نے اپنے دین اور ان کے دین پر خوف کھاتے ہوئے ان سے ملاقات کم کر دی ان کے حق میں سستی نہیں کی۔

جب بزرگوں کی مجلس کا یہ حکم ہے تو دوسروں کی مجلس کا کیا حال ہوگا تو اے بھائی! اس زمانے میں جب کسی شخص سے ملاقات کرے تو اپنے نفس کی مکمل حفاظت کر اور اس میں سستی نہ کر۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے گوشہ نشینی سے اپنا حصہ حاصل کرو۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں کو اس کے عیبوں سے کم آگاہی حاصل ہو تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ جائے جو لوگوں سے میل ملاپ رکھے گا تو اس کا دین چلا جائے گا اور اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کا دروازہ بند کر دوں اور باہر نہ نکلوں حتی کہ مجھے موت آ جائے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی مجلس میں زندگی بھر نہیں بیٹھے ایک مرتبہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پر ایک پتھر گرا جس سے ان کا سر زخمی ہو گیا انہیں پتہ نہ چلا کہ کس نے مارا ہے وہ اٹھے اور کہنے لگے اے ربیع! اب تمہیں نصیحت آ گئی اس کے بعد فوت ہونے تک کسی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلے۔

Scanned with CamScanner

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص راستے میں بیٹھے وہ اس کا حق ادا کرے اور حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے، مظلوم کی مدد کرے، ظالم کے خلاف گواہی دے اور ہر ضرورت مند کی مدد کرے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی سے زیادہ مجلس اختیار کرتا ہے تو ان میں سے ایک سے ایسی بات نکلتی ہے جو دوسرے کو ناپسند ہوتی ہے لہٰذا دونوں بھائیوں (یعنی دوستوں) کو چاہئے کہ کبھی کبھی ملاقات کیا کریں۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کی بادشاہی قتل اور ظلم کے بغیر نہیں ہوگی، مالداری تکبر اور بخل سے خالی نہ ہوگی اور لوگوں کے ساتھ مجلس خواہش کے بغیر نہ ہوگی۔ پس جو شخص وہ زمانہ پائے وہ صبر کرے اور اپنے نفس کی حفاظت کرے اللہ ﷻ اسے پچاس صدیقین جیسا ثواب عطا کرے گا۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں لوگوں کو اس بات سے آرام حاصل ہوگا کہ لوگوں کے درمیان گمنام ہوں۔ (یعنی گمنامی میں آرام ہوگا)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ ان کے صاحبزادے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں اس جگہ رہوں جہاں سے میں لوگوں کو دیکھوں لیکن لوگ مجھے نہ دیکھیں۔

ان کے والد نے فرمایا انہوں نے پوری بات کیوں نہیں کی؟ پھر فرمایا پوری بات یہ ہے کہ نہ وہ مجھے دیکھیں اور نہ میں ان کو دیکھوں۔

حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے آج کے دن تک پچاس سال لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا تو میں نے کسی کو نہ پایا جس نے میری لغزش کو معاف کیا ہو اور نہ ہی میں اس سے بے خوف ہوا جب اسے مجھ پر غصہ آیا۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کو آگ کی طرح سمجھو پس ضرورت کے وقت ہی ان کے قریب جاؤ اور جب ان کے قریب جاؤ تو اس طرح بچو جس طرح آگ سے بچا جاتا ہے جب آگ کے قریب جایا جائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس پر اس کے دل کو خراب کردیں۔

حضرت جعفر بن حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حق یہ ہے کہ لوگوں میں رہنا تمہارے لئے بھی ضروری ہے اور ان کے لئے بھی لیکن تم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے سے بچتے رہنا چاہئے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں تھے جب اس سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے

حضرت سلیمان الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ملاقات کے وقت ان کے لئے مزین کلام کروں گا تو یہ ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوگا۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ دور سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور باہم ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کرے مگر دین میں سمجھ اختیار کرنے کے بعد۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دین کی سمجھ اختیار کرو پھر لوگوں سے الگ گوشہ نشینی اختیار کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے آدمی کے بیٹھنے کی بہترین جگہ گھر کا اندرونی حصہ ہے کہ وہ کسی کو دیکھے نہ اس کو کوئی دیکھے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم (اب) لوگوں کے لئے گوشہ نشینی جائز ہوگئی ہے میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ واجب ہوگئی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت جائز ہوگئی یعنی واجب ہوگئی (''حلت'' سے مراد واجب ہے)۔[1]

حضرت ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں سے اپنی مشقت کو دور رکھو یہ لوگ عقلوں کے چور ہیں۔

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ سے محبت کی توقع ہرگز نہ رکھ جب تو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور اللہ ﷻ کی رضا کی طمع نہ رکھ جب تو ظالموں سے میل جول رکھتا ہے اور یہ طمع نہ کر کہ اللہ ﷻ تجھ سے محبت کرے گا جب کہ تو دنیا سے محبت کرتا ہے اور اپنے دل کے نرم ہونے کی طمع نہ کر جب کہ تو یتیم پر ظلم کرتا ہے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں سے الگ تھلگ ہونا اسی کے لئے بہتر ہے جو دنیا سے زہد (بے رغبتی) اختیار کرتا ہے لیکن جو دنیا میں رغبت رکھتے ہیں ان کی گوشہ نشینی کا کوئی فائدہ نہیں جو شخص لوگوں سے علیحدگی اختیار کرے اور اللہ ﷻ کو اپنا غمخوار اور قرآن کو محدِّث (بات کرنے والا) نہ بنائے وہ راستے سے بھٹک گیا اور اس کی گوشہ نشینی درست نہیں۔ (مطلب کہ گوشہ نشینی میں قرآن مجید کی تلاوت کرے)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایسی جگہ پر بیٹھو جہاں تمہاری شخصیت زیادہ پوشیدہ اور

ا۔ دار قطنی جلد 2 صفحہ 278

تمہاری آواز زیادہ پست ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ عزوجل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس اختیار نہیں کرتا اس کی گوشہ نشینی نقصان کا باعث ہے آپ سے پوچھا گیا وہ کس طرح؟

فرمایا قرآن مجید پڑھ کر اس میں غور وفکر کرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، اقوال اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال کو دیکھے (پڑھے) جس نے یہ طریقہ اختیار کیا اس نے اللہ عزوجل سے کلام کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہم کلام ہوا۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے جب لوگوں سے علیحدگی اختیار کی تو آپ کے ساتھیوں نے اس پر آپ کو ملامت کیا آپ نے فرمایا میں نے یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جب میں نے دیکھا کہ چھوٹا، بڑے کی عزت واحترام نہیں کرتا اور میں نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ وہ میرے عیب شمار کرتا ہے تاکہ جب وہ مجھ سے ناراض ہو تو ان کے ذریعے میری برائی بیان کرے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گوشہ نشینی کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ انسان کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھتا جس کو برا سمجھے۔

حضرت بشیر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے تجھے پہچاننے کا چھوٹے سے چھوٹا نقصان تجھے مشقت میں ڈالنا ہے تم نہیں جانتے کہ تمہیں کس قدر شرمندگی حاصل ہوگی (اللہ عزوجل کی پناہ) پس لوگوں میں سے تجھے پہچاننے والے لوگ کم ہونے چاہئیں۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کرنے میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کسی کام کے لئے باہر نکلو تو لوگوں کے درمیان بہت کم جگہوں میں چلو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام عبداللہ تھا ان کا ایک تہہ خانہ تھا جس میں بیٹھے رہتے اور صرف نماز کے اوقات میں باہر نکلتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے گھروں میں بیٹھنے اور اس قدر روزی پر قناعت کا زمانہ ہے جس سے جسم کی طاقت بحال رہے (مرتے دم تک یہی صورت رہے)۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بہتری ہے تو ان سے الگ تھلگ رہنے میں دین زیادہ محفوظ رہتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ابو حبیب بدری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیک! ہم نے صرف اللہ عزوجل کی طرف سے بھلائی دیکھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس ذات کی طرف متوجہ نہ ہوں جس کے علاوہ کسی سے بھلائی نہیں دیکھی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو شام میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا اے ابو اسحٰق! آپ خراسان کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے؟ انہوں نے فرمایا ہاں مجھے زندگی اسی مقام پر خوشگوار ملی ہے میں اپنے دین کے ساتھ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک بھاگا جس نے مجھے دیکھا اس نے خیال کیا کہ میں کشتی بان ہوں یا اونٹوں والا ہوں یا جانوروں کو سدھانے والا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا تو وہ دوا تھے ان کے ذریعے شفا حاصل کی جاتی تھی اور آج وہ ایسی بیماری بن چکے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تو ان کے پاس ان کے سامنے کتا دیکھا میں نے اس کو بھگانا چاہا تو انہوں نے فرمایا اے حماد! اسے چھوڑ دو یہ اس برے ساتھی سے اچھا ہے جو میرے پاس بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے بغداد پہنچے تو حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو کسی کو ان کا علم نہ تھا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ان کی فضیلت میں سے ہے کہ ان کو کوئی نہیں جانتا پس ان کی محبت اور تعظیم بڑھ گئی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہے میں نے پوچھا تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟ اس نے کہا میں ان سے اہم کام میں مشغول ہوں میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں ہر صبح نعمت اور گناہ کے درمیان ہوتا ہوں تو میں نعمت کی وجہ سے شکر میں اور گناہ کی وجہ سے استغفار میں مشغول رہتا ہوں میں نے اس سے کہا اے بھائی! تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے اکیلا بیٹھا کر۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کو جاننے والے زیادہ ہوں تو یہ اس کی عقل کی کمزوری ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے تاکہ ان کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں؟ انہوں نے فرمایا اگر میں لوگوں سے نہیں ملوں گا تو مجھ سے یہ حکم (امر بالمعروف نہی عن المنکر) ساقط ہو جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے؟ فرمایا میں ان کے لئے فارغ نہیں ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اولیاء کرام رحمہم اللہ نے گوشہ نشینی اس لئے اختیار کی کہ اس سے آدمی غفلت کی نیند سے بیدار رہتا ہے اور حالت غیب میں اللہ عزوجل کے ساتھ مراقبہ زیادہ ہوتا ہے اور جو

Scanned with CamScanner

شخص اللہ ﷻ کی عبادت کرتا ہے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس بات کا کسی کو علم نہ ہو۔

اگر تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو لوگوں کے لئے چلے اور وہ تیرے لئے نہ چلیں، تُو ان سے سوال کرے اور وہ تجھ سے سوال نہ کریں تو ایسا کر لے۔ اللہ ﷻ کی قسم میں کسی شخص سے ملاقات کرتا ہوں اور وہ مجھے سلام نہیں کرتا تو میں اس کے لئے فضیلت دیکھتا ہوں، اسی طرح جب میں بیمار ہو جاؤں اور وہ میری بیمار پرسی نہ کرے تو بھی اس کی فضیلت دیکھتا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس اچانک آیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور گھر اس کے لئے چھوڑ دیا اس شخص نے کہا اے ابو علی! آپ کو کیا ہوا؟ مجھ پر رحم کھاتے ہوئے آپ کھڑے ہو گئے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے بارے میں اور تو میرے بارے میں چکنی چپڑی باتیں کرے اللہ ﷻ کی قسم میں اسی وقت لذت پاتا ہوں جب تنہا ہوتا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ ایسے پتے تھے جن میں کانٹا نہیں ہوتا اور اب کانٹے ہیں جن میں پتہ نہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی زندگی میں اور وصال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا مجھے فرمایا لوگوں کی پہچان کے سلسلے میں اپنی معرفت کو کم کرو کیونکہ اس سے چھوٹنا مشکل ہو جائے گا اور آدمی ناپسندیدہ بات اسی سے دیکھتا ہے جس کو پہچانتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے؟ انہوں نے فرمایا (اچھے) لوگ تو مٹی کے طبقات کے نیچے چلے گئے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنی مشقت کو ان سے دور رکھ اور میں نے دوسری صدی کے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اور اب کیا حال ہوگا جب کہ تو دسویں صدی میں ہے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی بات کر رہے ہیں اور پندرھویں صدی کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہے) اس بات سے اپنے آپ کو بچا کہ شیطان تجھ سے کھیلے اور تجھ سے کہے الحمد للہ ﷻ! تو اپنے مقام میں اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ تجھے اپنے رب ﷻ سے کوئی بات غافل نہیں کر سکتی یہ ابلیس کے وسوسے ہیں۔

اے بھائی! تو یقیناً ان بزرگوں کے مقام سے بہت نیچے ہے۔ اس بات کو سمجھ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جس قدر ترقی اسی قدر تواضع

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک اپنے مقام

میں ترقی کرتا ہے تو اس کی تواضع بڑھ جاتی ہے اور یہ اس شخص کے حال کے برعکس ہے جو چراغ کے قریب ہوتا ہے کیونکہ جو اس کے قریب ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے لیکن یہ لوگ جب اللہ ﷻ کی بارگاہ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو اپنے آپ کو مچھر سے بھی زیادہ چھوٹا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اسی لئے شیطان کو بارگاہ خداوندی سے دور کیا گیا جب اس نے تکبر کیا اور کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

تو اے بھائی! اس بات کو سمجھ اور جس فقیر کو متکبر دیکھے اس سے دور ہو جا کیونکہ وہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

اے موسی علیک السلام! میری مخلوق میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت وہ شخص ہے جس کے دل میں تکبر ہو، زبان سخت ہو، ہاتھوں میں بخل ہو اور وہ بد اخلاق ہو۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تکبر وہی شخص کرتا ہے جو کمینہ ہو، فخر وہی کرتا ہے جو گرا ہوا (ذلیل) ہو اور باطل کے ذریعے تعصب وہی کرتا ہے جو اپنی اصل میں گھٹیا ہو۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمام لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ میں اپنے نفس کو حقیر جاننے سے باز آ جاؤں تو وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت ابو ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جن لوگوں نے بلندی کی طلب کی اللہ ﷻ نے ان کے مقام کو کم کر دیا اور جن لوگوں نے تواضع اختیار کر لی اللہ ﷻ نے ان کو بلندی عطا فرمائی۔

جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ رملہ کی طرف تشریف لائے تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ ان کے ہاں تشریف لائیں اور ہم سے حدیث بیان کریں۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ ان کو پیغام بھیجیں کہ وہ آپ کے پاس آئیں، فرمایا ہاں میں آپ کو ان کی تواضع دکھاتا ہوں پھر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ان سے حدیث بیان کی

حضرت سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ کرم اور اچھے اخلاق میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مشابہ تھے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تواضع اختیار کرنا تم پر لازم ہے یہ عظیم نعمت ہے اور اس پر تم سے کوئی شخص حسد نہیں کرے گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ناحق بڑائی کا اظہار کرتا ہے وہ قرآن مجید کو سمجھنے سے محروم ہو جاتا ہے اور جو کسی حق کے بغیر عزت کا متلاشی ہوتا ہے اس کو حقیقتاً ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تواضع کے بغیر زہد اختیار کرنے والا بے پھل درخت کی طرح ہے اور جو شخص اپنے آپ کو خود عاجز نہیں سمجھتا وہ دوسروں کی نگاہ میں بلند نہیں ہو سکتا۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے دسترخوان سے کسی کوڑھ یا برص کے مریض (سفید دانے والے) کو بلکہ کسی بھی تکلیف میں مبتلا شخص کو نہیں روکتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

آپ فرماتے تھے تواضع کی اصل یہ ہے کہ تو مجلس کی حقیر ترین جگہ پر بھی بیٹھ جائے لیکن ذاتی خواہش نہ ہو تم میں سے ایک شخص جوتوں والی جگہ پر بیٹھتا ہے لیکن اس میں تکبر ہوتا ہے جسے اللہ ﷻ جانتا ہے اور وہ اس مقام پر اس لئے بیٹھا ہے تا کہ لوگ کہیں کہ یہ متواضع ہے۔

آپ فرماتے تھے تیری تواضع کی ایک علامت یہ ہے کہ تو لوگوں کے درمیان نیکی اور تقویٰ کے ساتھ اپنے ذکر کو ناپسند کرے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے افضل تواضع یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ سمجھ اور لوگوں کو اپنے آپ سے افضل سمجھ اپنے ہمعصر لوگوں میں سے جس کو دیکھے اسے اپنے دل میں اپنے آپ سے افضل خیال کر اس کی شفقت کی امید رکھ اور اس سے دعا کا سوال کر اور یہ خیال کر کہ اللہ ﷻ تجھ سے مصیبتوں کو دور فرمائے گا جب تو اس کا وسیلہ اختیار کرے گا یہی سب سے بڑی تواضع ہے۔

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے لوگوں میں سے عالم دین اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی مذاق کرنے والا مسجد کے دروازے پر آواز دے کہ تم میں سے جو شخص سب سے برا ہے وہ باہر آئے تو مجھ سے پہلے کوئی نہیں آئے گا ہاں وہ شخص پہلے آئے گا جسے مجھ سے زیادہ قوت حاصل ہوگی۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے متکبر آدمی دنیا سے نہیں جائے گا مگر اللہ ﷻ اسے اس کے حقیر ترین خادم اور پڑوسی کی طرف سے ذلت و رسوائی دکھائے گا اور وہ موت سے پہلے اپنے بول و براز میں لوٹ پوٹ ہوگا۔

حضرت ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کو حقیر جاننا تکبر ہے اسی طرح فقراء کی شان میں گستاخی کرنا کتوں کی عادات سے ہے۔

ایک دن حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو دور کھڑے ہو گئے ان سے پوچھا گیا اے ابوسلیمان آپ دور کیوں کھڑے ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے دور سے بلایا جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ قریب جاؤں تو مجھے دور کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے ایک ہزار دینار کا جوڑا پہنتے تھے اور فرماتے اگر یہ سخت نہ ہوتا تو کتنا عمدہ ہے اور جب خلافت حاصل ہوئی تو پانچ درہم کا جوڑا پہنتے اور فرماتے یہ

Scanned with CamScanner

کتنا نرم اور کتنا عمدہ ہے۔ اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میرا نفس بلندی طلب کرتا تھا جب مجھے خلافت حاصل ہوئی جو لوگوں کی نظر میں بلند ترین مقام ہے تو میرے نفس نے اصل چیز کا مطالبہ کیا جو اللہ ﷻ کے پاس ہے اور وہ دنیا سے بے رغبت ہو گیا۔

لوگ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرش پر بیٹھنے کی بجائے مٹی پر بیٹھتے تھے۔

حضرت عبداللہ الرسمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے رکوع اور سجدہ بنیادی طور پر میرے جیسے لوگوں، فرعون، نمرود اور انوشروان جیسے متکبرین پر فرض کیا (اپنا نام بطور تواضع لیا)۔

حضرت یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شریف (معزز) آدمی جب عبادت کرے گا تو تواضع اختیار کرے گا بخلاف کمینے آدمی کے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے امیر تھے آپ سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے ہوئے جاتے اور فرماتے اپنے امیر کے لئے راستہ بناؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیز تیز چلا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ طریقہ تکبر اور خود پسندی سے دور ہے اور ضرورت کو بھی جلدی پورا کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مہمان کی خدمت خود کرتے تھے اور رات کے وقت اس کے لئے چراغ ٹھیک کرتے اور کسی خادم کو جگاتے نہیں تھے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام خشوع (عاجزی) کے تحت آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ آپ کو بادشاہی عطا کی گئی تھی وفات تک یہی طریقہ رہا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ خادم کے ساتھ کھانا کھاتے اور جب وہ تھک جاتا تو اس کے ساتھ چکی پیستے تھے۔

نبی اکرم ﷺ بازار سے سامان اٹھا کر گھر لانے میں حیا محسوس نہیں فرماتے تھے آپ ﷺ مالدار اور فقیر سب سے مصافحہ فرماتے تھے۔

اور جب آپ ﷺ نے حج کے موقعہ پر کنکریاں ماریں تو آپ کے آگے (لوگوں کو) مارنا پیٹنا اور ہٹو بچو کی آوازیں نہ تھیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تمہارے سامنے مال کے ساتھ تکبر کرتا ہے اس کے مقابلے میں تکبر کرنا اللہ ﷻ کے لئے تواضع ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیل پر شام سے حج کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارے زمانے کے فقراء، علماء اور قراء کی ظاہری تواضع کو نہ دیکھو کیونکہ یہ اتنے متکبر ہیں جتنے امراء اور بادشاہ بھی نہیں ہیں۔

اس موضوع پر مزید بحث کتاب میں متفرق مقامات پر آئے گی ان شاء اللہ عزوجل

تو اے بھائی! اپنی حالت پر غور کر اور اپنے آپ کو دیکھ بعض اوقات تو بڑے بڑے متکبرین میں سے ہوتا ہے اور تجھے خبر بھی نہیں ہوتی بعض اوقات تو موٹا جبہ یا اس سے گیا گزرا لباس پہنتا ہے لیکن اس کے ساتھ تو باریک کپڑے پہننے والوں سے بڑا متکبر ہوتا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضور ﷺ نے جن کاموں کی ترغیب دی ان کو معمولی نہ سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ان فضائل کو معمولی نہیں سمجھتے جن کی ادائیگی کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ترغیب دی ہے ان کاموں کو زیادہ کرتے اور یہ خیال کرتے کہ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان کو اس کی کامل فضیلت کی صورت میں اجر حاصل نہیں ہوگا۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی بات پہنچے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہوئے اس پر عمل کرے اللہ عزوجل اسے اس پر اجر عطا کرتا ہے اگرچہ وہ ایسا نہ ہو۔

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت کو دیکھا تو تمنا کی کہ وہ آپ کی مثل ہو جائے یہ بات حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے اس سے فرمایا اے شخص! اللہ عزوجل کی قسم! وہ گھبراہٹ جو تجھے اپنے گھر والوں پر ہوتی ہے میری اس تمام عبادت سے افضل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عبادات زیادہ کرتے تھے اور فرماتے ہمارے جیسے لوگوں کے نوافل کی کیا حیثیت ہے نوافل تو ان لوگوں کے ہیں جن کے فرائض مکمل ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہ شخص جو زیادہ فضائل حاصل کرتا ہے اور فرائض کو مکمل نہیں کرتا وہ اس تاجر کی طرح ہے جس کو اصل مال میں نقصان ہو گیا اور نفع کا طالب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے قرض خواہ ہدیہ اسی وقت قبول کرتا ہے جب تمام قرض وصول کر لیتا ہے۔

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو بندہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے اپنا پہلو بستر پر رکھے حتی کہ سو جائے تو وہ جاگنے تک اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنی عبادات پر ثواب طلب کرنے سے بچو وہ قبولیت کی

نسبت رد ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ کیا تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نہیں دیکھتے کہ جب آپ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تو دعا فرمائی اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما۔ آپ نے عدم قبولیت کے خوف سے یہ دعا فرمائی۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص نوافل کو ہلکا سمجھتا ہے وہ فرائض کو بھی معمولی سمجھتا ہے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ آیات اور اذکار کو شمار کرنا ناپسند کرتے تھے البتہ یہ کہ شریعت میں اس کی تعداد کا ذکر ہو۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لے اور نوافل و فضائل کو کثرت سے اختیار کر ان سے اکتاہٹ محسوس نہ کر۔ اس کے بعد بھی یہ خیال نہ کر کہ تو نے اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی شکر ادا کر لیا ہے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دن رات بکثرت توبہ واستغفار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ رات اور دن میں بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کسی فعل میں بھی گناہ سے محفوظ نہیں ہوتے حتی کہ اپنی عبادات میں بھی، پس وہ اس بات پر بخشش طلب کرتے ہیں کہ ان کے خشوع اور مراقبہ میں کمی آ گئی۔

پہلے بزرگ اس راستے پر چلے ہیں جب کہ موجودہ دور کے خود ساختہ صوفیوں کی اکثریت اس کے خلاف راستے پر چلتی ہے حتی کہ میں نے ایک مرتبہ ان میں سے کسی سے سنا کہ ہم لوگ بحمد للہ گناہوں سے بچے ہوئے ہیں میں نے پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا اس لئے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی فاعل ہے ہم نہیں ہیں میں نے کہا اس صورت میں تم پر توبہ اور استغفار واجب ہو چکا ہے کیونکہ تم نے شریعت کے تمام ارکان کو گرا دیا اور اس کی حدود کو باطل کر دیا اللہ عزوجل کی قسم اگر میرے پاس حکومت ہوتی تو میں اس قسم کے آدمی کی گردن مار دیتا۔ کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور تمام اکابرین گواہی دیتے تھے کہ اللہ عزوجل ان کے افعال کا خالق ہے اس کے باوجود وہ مغفرت طلب کرتے اور روتے تھے حتی کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اگ آتی تھی۔ (مبالغہ کے طور پر گھاس کا ذکر فرمایا)

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے:

أَلَا أَدُلُّكُمْ أَلَا دَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ فَإِنَّ دَاءَ كُمُ الذُّنُوْبُ وَدَوَاءَ كُمُ الْاِسْتِغْفَارُ

(الترغیب 309/2۔ فردوس 136/1 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور تمہاری دوا کے بارے میں نہ بتاؤں بے شک تمہاری بیماری گناہ ہیں

Scanned with CamScanner

اور تمہارا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے اس شخص پر تعجب ہے جو نا امید ہوتا ہے حالانکہ اس کے پاس نجات ہے جب آپ سے پوچھا جاتا کہ نجات کیا ہے؟ فرماتے کثرت استغفار،

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہوں کا قلع قمع کئے بغیر استغفار جھوٹوں کی توبہ ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل سے یوں ہم کلام ہوتے:

"بے شک ابلیس تیرا بھی دشمن ہے اور ہمارا بھی دشمن ہے اُسے کوئی چیز غصہ نہیں دلاتی جو تیرے معاف کرنے کے مقابلے میں زیادہ زخمی کرتی ہو پس تو اپنی رحمت کے ساتھ ہمیں معاف کردے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔"

حضرت ابوعبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک گناہ اگرچہ چھوٹا ہو، چھوڑ دینے سے اللہ عزوجل کی رحمت کی امید ایک ہزار حج، ایک ہزار جہاد اور ایک ہزار غلام اللہ عزوجل کے لئے آزاد کرنے سے زیادہ ہے

ایک روایت میں ہے کہ ایک جھوٹ یا وعدہ خلافی کی امید کثرت نوافل سے زیادہ ہے جب ان کے ساتھ جھوٹ بولا جائے یا حرام نظر کی جائے یا وعدہ کی خلاف ورزی کی جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند آدمی چار باتوں کی پرواہ نہیں کرتا (1) نامرد کا جماع سے بے رغبت ہونا، (2) عورتوں کا زہد، (3) لشکری کی توبہ اور (4) بچوں کی قرأت۔[1]

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہوتا ہے یعنی اس میں سچائی نہیں ہوتی۔

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے توبہ کرنے والے جہنم پر گزریں گے تو اسے نہیں دیکھیں گے، وہ کہیں گے اے ہمارے رب عزوجل کیا تو نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم جہنم کے اوپر سے گزریں گے؟ تو ان سے کہا جائے گا تم اس کے اوپر سے گزرے ہو لیکن وہ بجھ گئی کیونکہ تم نے توبہ کی کیونکہ وہ گناہ کے ارتکاب اور اس پر اصرار سے بھڑکتی ہے۔

اہل سنت کا اجماع ہے کہ ناحق قتل کرنے، کسی کا مال لینے، شراب پینے اور تمام گناہوں سے بندے کی توبہ صحیح (قبول) ہوتی ہے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے انہوں نے فرمایا

1۔ دراصل جو شخص کسی کام کا اہل ہو پھر اس کا اعتبار ہوتا ہے نامرد جب جماع نہیں کر سکتا تو اس کی بے رغبتی کی کیا حیثیت ہے عورت گھر میں ہوئی مال کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہوتا زہد اس کا معتبر ہے جس کے پاس دولت ہو اور وہ اس سے دور رہے لشکری (سپاہی) خود مجبور ہے افسر توبہ کرے تو معتبر ہے اسی طرح قرات بالغ کی ہو تو اعتبار ہے۔ ۱۲ ہزاروی

میں اس دروازے کو بند نہیں کرتا جس کو اللہ عزوجل نے کھولا ہے۔

حضرت ابوالجوزاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ گناہ کر کے اس پر مسلسل نادم رہتا ہے حتی کہ جنت میں چلا جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے کاش میں اس کو اس گناہ میں نہ ڈالتا۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو گناہ کے بعد توبہ کرتے ہیں پھر آپ تلاوت فرماتے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (پ۲ البقرہ۔۲۲۲)

(ترجمہ) بے شک اللہ خوب توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے بخشش کا سوال کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں کیوں کہ یہ گناہ اور جھوٹ ہوگا اگر عمل نہ کرے۔

بلکہ وہ یوں کہے یا اللہ عزوجل! مجھے بخشش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ ان سے کہا گیا بندے کا "استغفر اللہ کہنا حدیث شریف میں آیا ہے؟" فرمایا یہ سچے لوگوں کے حق میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مجھے کتاب وسنت سے معلوم نہیں ہوا اور نہ ہی کسی دوسری صورت میں پتہ چلا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہو میں گناہ کو نہیں بخشتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید ان کی مراد یہ ہو کہ خاص یہ لفظ نہیں آیا ورنہ قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (پ۵ النساء ۴۸)

(ترجمہ) بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔

تو ان کے کلام کو مسلمانوں کے گناہ پر محمول کیا جائے جس طرح علماء کے لئے اللہ عزوجل کے قول

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط (پ۲۴۔ الزمر۔۵۳)

(ترجمہ) بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشتا ہے۔

کو مسلمانوں کے گناہوں پر محمول کیا (جہاں نفی ہے وہاں کفار سے نفی مراد ہے اور جہاں اثبات ہے وہاں مسلمانوں کے لئے ہے) حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے لغزش کے بعد جب بھی پانی پیا اس میں آپ کے آنسو شامل ہوتے تھے۔[1]

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنے بیمار پڑوسی کے ہاں گیا اور وہ گناہ گار شخص تھا میں نے اس سے کہا اے بھائی! اللہ عزوجل سے وعدہ کرو کہ تم توبہ کرو گے اللہ عزوجل سے امید ہے وہ تمہیں بخش دے

1۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا محض خوف الٰہی کی وجہ سے تھا آپ گناہوں سے معصوم تھے جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

گا تو وہ رو پڑا۔

فرماتے ہیں میں نے گھر کے کونے سے کسی کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا اگر اس کا وعدہ بھی تمہارے وعدے کی طرح ہے جو تم نے ہم سے کیا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تم نے بار بار وعدہ کیا لیکن ہم نے تمہیں جھوٹا پایا۔ کہتے ہیں اس وقت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔

حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے حقوق بندے کی ادائیگی سے کہیں زیادہ عظمت والے ہیں اور اللہ عزوجل کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے ہمیں رزق ہماری ضرورت سے زیادہ دیا اور ہمیں عبادات کا مکلف ہماری طاقت سے کم کیا پس ہمیں جو رزق دیا ہم نے اس پر اکتفا نہ کیا اور اپنی قوت کو ان عبادات پر خرچ نہ کیا جن کا ہمیں مکلف بنایا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ہر صبح اور شام توبہ نہیں کرتا وہ ظالموں میں سے ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو توبہ کر کے توڑ دیتا ہے پھر توبہ کرتا اور پھر توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

انہوں نے فرمایا میں اس کو مومن سمجھتا ہوں وہ مومنوں کے طریقے پر عمل کرتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ "توبۃ النصوح" کی علامت کیا ہے؟

فرمایا چار چیزیں ہیں۔ (1) دنیا کی قلت، (2) نفس کو ذلیل رکھنا، (3) عبادات کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب زیادہ حاصل کرنا (4) اور پھر اس میں قلت اور کمی سمجھنا۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر گناہ گار آدمی تمام مجلسوں اور دروازوں پر جا کر کہے کہ میرے لئے بخشش کا سوال کرو تو اس کے لئے یہ بات لقمہ اور پرانے کپڑے مانگنے وغیرہ سے بہتر ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کرنے والے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کون ہے؟

فرمایا وہ شخص جو جوانی میں توبہ کرے اور مرتے دم تک گناہ کو چھوڑ دے بوڑھوں کی توبہ (حقیقتاً) توبہ نہیں کیونکہ گناہوں کی خواہش کی آگ بجھ چکی ہے۔ اگرچہ اللہ عزوجل نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے یہ آیت

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ (پ۱۵ الاسراء ۲۵)

(ترجمہ) بے شک وہ بہت توبہ کرنے والاوں کو بخشنے والا ہے۔

اس شخص کے حق میں نازل فرمائی جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے پھر اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے

پھر توبہ کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"اے داؤد علیہ السلام! گناہ گاروں کو خوش خبری دیں کہ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول ہوگی اور صدیقین کو اس بات سے ڈرائیں کہ اگر میں نے انصاف سے کام لیا تو میں ان کو عذاب دوں گا۔"

حضرت عبداللہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اللہ عزوجل کے عذاب کی طاقت نہیں رکھتے جب تم گناہ کرتے ہو تو پھر شام کو بھی توبہ کرو اور صبح بھی اسی طرح توبہ کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص گناہ میں پڑے پھر اس کو یاد آئے اور وہ دل میں خوفزدہ ہو جائے تو لوح محفوظ سے اس کا یہ گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مجاہدین سے فرماتے جب وہ جہاد کے لئے جانے کا ارادہ کرتے کہ تم پر توبہ لازم ہے وہ تم سے اس چیز کو دور کر دے گی جسے تلوار دور نہیں کر سکتی

وہ فرماتے تھے جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے عذاب دیکھا تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ عزوجل! میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور تیری ذات ان سے عظیم اور بڑی ہے تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے اور وہ سلوک نہ کر جس کے ہم اہل ہیں۔ تو اللہ عزوجل نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت دعا میں یوں کہتے تھے۔

یا اللہ عزوجل! میری خطا سے مجھے عذاب ملتا ہے اور میری توبہ مجھے پگھلا دیتی ہے پس میری ساری زندگی عذاب اور پگھلنے میں گزر رہی ہے۔

حضرت حبیب بن تمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے پھر اللہ عزوجل سے ڈرے کہ وہ اسے عذاب دے گا، تو اللہ عزوجل اسے بخش دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنت کے آٹھ دروازے ہیں تمام دروازے کھلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں سوائے توبہ کے دروازے کے اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے وہ اسے بند نہیں ہونے دیتا۔ پس اللہ عزوجل سے دعا کرو اور مایوس نہ ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کافر کے بارے میں گفتگو کی اور یہ کہ اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ مسلمان اللہ عزوجل کے ہاں اس بات کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ مسلمان کی توبہ بار بار اسلام لانے کے مترادف ہے۔ یعنی کلمہ شہادت کا تکرار ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں تم سے جو کچھ بیان کرتا ہوں وہ اتاری گئی کتاب اور بھیجے گئے رسول علیہ السلام کی طرف سے بیان کرتا ہوں کہ بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے پھر اس پر پلک جھپکنے کے

Scanned with CamScanner

برابر نادم ہوتا ہے اور اللہ ﷻ سے بخشش طلب کرتا ہے تو پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو ان کے دل زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً

(الجامع الصغیر۔ حدیث 7822 جلد 1 صفحہ 478 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) جو شخص بخشش طلب کرتا ہے اس کے گناہوں میں اصرار نہیں ہوتا اگرچہ دن میں ستر بار سے زیادہ کرے۔ (جان بوجھ کر ایسا نہ کرے)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس بندے کو اللہ ﷻ عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کے دل میں توبہ کا خیال نہیں ڈالتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے بندے کے قول "استغفر اللہ" کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے یا اللہ ﷻ میرے گناہ کو واپس کر دے

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص نادم ہونے سے پہلے استغفار کرتا ہے وہ اللہ ﷻ کے ساتھ مذاق کرنے والے کی طرح ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا اور یہ جھوٹوں کی توبہ ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس بات کی تائید اللہ ﷻ کے اس قول سے ہوتی ہے

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ (پ۶، المائدہ ۷۴)

(ترجمہ) کیا وہ اللہ کے ہاں توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے۔

تو استغفار کا ذکر توبہ کے بعد ہے اور توبہ ندامت کو شامل ہے تو غور کیجئے یہاں واو ترتیب کے لئے ہے۔ واللہ اعلم (احناف کے نزدیک واو مطلق جمع کے لئے آتی ہے ترتیب کے لئے نہیں مصنف علیہ الرحمہ شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس حوالے سے فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس مسلمان کا کیا حال ہے جو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس پر مطلع ہوں اور اللہ ﷻ کے اس پر مطلع ہونے کو بھی ناپسند کرتا ہے لیکن بندوں کی اطلاع کو زیادہ ناپسند کرتا ہے کیا یہ اپنے رب کی توہین نہیں؟

فرمایا نہیں بلکہ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے رب کے جود و کرم کی زیادہ پہچان رکھتا ہے اور یہ کہ اس کا رب اسے شرمندہ نہیں کرے گا جب کہ لوگوں کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک اعرابی یوں دعا کر رہا تھا

یا اللہ ﷻ! گناہوں پر اصرار کے ساتھ میرا بخشش طلب کرنا ملامت کا باعث ہے اور یہ جانتے ہوئے

کہ تیرا عفو و درگزر اور تیری رحمت وسیع ہے۔ میرا استغفار نہ کرنا میری کمزوری ہے یا اللہ ﷻ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں اس کی وجہ سے میری ملامت کو بخش دے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ ﷻ کا یہ قول سنتے

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پ۱۶، طٰہٰ ۴۴)

(ترجمہ) (اے موسیٰ اور اے ہارون) اس سے نرم انداز میں گفتگو کرنا۔

تو فرماتے الٰہی! جب تیرا یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جو کہتا تھا میں "تمہارا اعلیٰ رب" ہوں تو تیرے دوستوں کا کیا معاملہ ہوگا جو تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ تو اللہ ﷻ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ قیامت کے دن مسلمانوں کا حساب احسان اور فضل کے ساتھ لے گا اور کافروں کا حساب دلیل اور عمل کے ساتھ لے گا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور جب تک اس دنیا میں ہے بکثرت استغفار کر کیونکہ یہ جبار کے غضب کو ختم کرتا ہے اور جب تو وہ کام کرے جن کے بارے میں شریعت میں آیا ہے کہ گناہوں کو مٹانے والے ہیں تو اس کے باوجود یہ خیال نہ کر کہ تیرے گناہ مٹ گئے کیونکہ بعض اوقات اس کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں جن کو تو پورا نہیں کرتا اور جان لے کہ مومن جب تک جنت میں نہ جائے مطمئن نہیں ہوتا اس بات کو سمجھ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں اگرچہ خود نیکی نہ کریں اور برائی سے نہ بچیں اس خلق سے بہت سے ایسے لوگ نکل جاتے ہیں جو کسی سچے مرشد کی بیعت سے مشرف نہیں ہوئے۔

وہ کہتے ہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسی شخص سے درست ہے جو تمام گناہوں سے توبہ کرے اور ہم لوگ گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن یہ بات عمل کرنے والے علماء کے طریقے کے خلاف ہے حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اگرچہ ہم خود (اچھے کام) نہ کریں اور (برے کاموں سے) نہ رکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی کا حکم دو اگرچہ تم اس پر عمل نہ کر سکو اور برائی سے روکو اگرچہ تم خود نہ رک سکو۔ (طبرانی شریف)

Scanned with CamScanner

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جو شخص برائی سے روکے، فاسقوں سے بغض رکھے جب اللہ ﷻ کے حرام کردہ امور کی خلاف ورزی کی جائے تو اسے غصہ آئے ایسے شخص کے حق میں اللہ ﷻ بھی غضب فرماتا ہے (یعنی اس کے مخالفین پر ناراض ہوتا ہے)

حضرت حفص بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو جو تکلیف ہوتی وہ کیا تھی؟ ان کے زمانے میں کثرت عبادت اور علم میں ان کی مثل کون تھا؟ انہوں نے فرمایا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حق کے مقام پر نافرمان لوگوں کو ہلکا سمجھتے اور ان کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ آپ جب کسی برائی کو دیکھتے اور اس کو دور کرنے کی طاقت نہ رکھتے تو غصے کی وجہ سے پیشاب میں خون آتا تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ نیک شمار ہوں گے جو نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے پس لوگ کہیں گے ہم نے اس سے صرف بھلائی دیکھی ہے کیونکہ اس کو اللہ ﷻ کے لئے غصہ نہیں آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں مومن کے لئے تین مصیبتیں ہیں (1) نماز کا ضائع ہو جانا، (2) نیک دوست کا فوت ہونا اور (3) اسلام میں کسی (خلاف شرع) نئی بات کا پیدا ہونا۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں برائی کے منکر دسویں حصہ سے بھی کم ہوں گے پھر وہ دسواں حصہ بھی چلا جائے گا اور کوئی شخص برائی کا منکر نہیں رہے گا۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کا حق کو قائم کرنا اس کے لئے کسی دوست کو نہیں چھوڑتا اور جس شخص نے اللہ ﷻ سے ڈرنے کا مشورہ دیا اور برائی سے روکا لوگوں نے اسے ہڈیوں کے ساتھ مارا اور اس کی عزت پر حملہ کیا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنت الفردوس ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ ص (پ۱۶، مریم ۳۱)

(ترجمہ) اور اس نے مجھے مبارک بنایا میں جہاں بھی ہوں۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ ﷻ کے قول کا مطلب ہے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص کسی کے بارے میں سنے کہ وہ برائی کا ارتکاب کرتا

ہے اور وہ اس کو نہ روکے تو وہ قیامت کے دن بہرہ اور کٹے ہوئے کانوں والا آئے گا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو قوم اللہ ﷻ کے ہاں معزز ہو پھر برائی کو نہ بدلیں حالانکہ اس پر قادر ہوں تو اللہ ﷻ ان کو ذلیل کرتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہیں ضرور بضرور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہوگا ورنہ اللہ ﷻ تم پر ظالم بادشاہ کو مسلط کر دے گا جو تمہارے بڑے کی بڑائی کا خیال بھی نہیں رکھے گا اور تمہارے چھوٹے پر رحم بھی نہیں کرے گا۔ اس کے خلاف تمہارے نیک لوگ دعا مانگیں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی تم مدد مانگو گے لیکن تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اور تم بخشش مانگو گے تو بخشا نہیں جائے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو پریشان اور غمگین دیکھا میں نے پوچھا اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے پریشان ہیں؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں کسی برائی میں مبتلا ہو جاؤں اور میری تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص مجھے نہ روکے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ ﷻ کی قسم اگر ہم نے دیکھا کہ آپ حق سے نکل گئے ہیں تو ہم آپ کو روکیں گے اور اگر آپ نہ رکے تو ہم آپ کو تلوار سے ماریں گے۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور فرمایا اللہ ﷻ کے لئے تعریف ہے جس نے میرے ایسے ساتھی بنائے ہیں جو مجھے ٹیڑھا ہونے کی صورت میں سیدھا کر دیں گے۔

اللہ ﷻ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں آپ کی قوم میں سے چالیس ہزار نیک لوگوں میں سے اور ساٹھ ہزار برے لوگوں میں سے ہلاک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے پوچھا اے میرے رب! برے لوگوں کی ہلاکت تو ٹھیک ہے نیک لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا اس لئے کہ ان کو میرے جلال پر غصہ نہ آیا اور ان (برے لوگوں) کے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اس امت کے کچھ لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں اٹھایا جائے گا کیونکہ وہ نافرمان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور انہوں نے ان کو روکنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ اس پر قادر ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جب ان لوگوں کا یہ حال ہے جو نافرمان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور خود نافرمانی نہیں کرتے تو اس کا کیا حال ہوگا جس کا کوئی عضو (گناہ سے) محفوظ ہونے کے قریب نہ ہو ہم اللہ ﷻ سے اس کی مہربانی کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو مجھے اذیت پہنچے گی جس کو برداشت کرنے کی مجھ میں ہمت

Scanned with CamScanner

نہ ہوگی تو نیکی کا حکم دینے پر مجھے اپنے اوپر ناراضگی اور ندامت ہوگی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں (مریدین) سے فرماتے تھے میری اقتداء نہ کرو ہلاک ہو جاؤ گے میں تو مداہنت سے کام لیتا ہوں میرے معاملات ملے جلے ہیں اور میں کوتاہی کرنے والا ہوں (تواضع کے طور پر فرمایا) مداہنت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف بات کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے ہاں یہ بات سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص دوسرے آدمی سے کہے اللہ عزوجل سے ڈرا اور وہ (جواب میں) اسے کہے تم اپنی فکر کرو۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص پر نیکی کا حکم دینا ان ہی باتوں میں لازم ہے جن پر امت کا اتفاق ہے، جن میں اختلاف ہے ان میں لازم نہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی مجلس گدھے کے مردار جسم کی طرح ہوگی اور ان کے لئے گدھے کا مردار جسم اس مومن کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو ان کو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں کوئی ایسا شخص نہیں رہا جس سے حیا کی جائے پوچھا گیا کیوں؟ فرمایا آدمی اس سے حیا کرتا ہے جو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے لیکن جس کی یہ حالت نہ ہو اس کی کوئی ہیبت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے احباب سے فرماتے تھے جو شخص میرے سامنے میرے عیب بتائے گا میں اللہ عزوجل سے اس کے لئے رحمت کی دعا کروں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا جو لوگوں کو وعظ کرتا تھا اور لوگ اس کے گھر میں جمع ہوتے اور مرد اور عورتیں اس کا وعظ سنتی تھیں اس کا ایک جوان بیٹا تھا ایک دن اس نے ایک خوبصورت عورت کو آنکھ سے اشارہ کیا اور اس کے باپ نے دیکھ لیا تو کہا اے بیٹے! رک جا، فرماتے ہیں وہ منہ کے بل چارپائی سے نیچے گرا حتی کہ اس کے بعض اعضاء ٹوٹ گئے۔ اللہ عزوجل نے اس دور کے نبی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ فلاں یعنی اس عالم کو خبر دیں کہ میں اس کی پیٹھ سے کبھی بھی سچا بیٹا پیدا نہیں کروں گا اس وقت میرے لیے غصہ صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے کہے اے بیٹے رک جا۔ (نیک لوگوں کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک محبوب ہے اور وہ اس کی تعریف کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ منافق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی شخص مرجائے اور اس کے پڑوسیوں میں کوئی

اس کی مذمت نہ کرے تو جان لو کہ وہ منافق ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں مداہنت (منافقت) کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ اس شخص کی دین میں کمی پر راضی ہوں جس طرح مدارات کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص کی دنیا میں کمی پر لوگ خوش ہوں۔ پہلی بات حرام ہے اور دوسری مستحب ہے (اچھی نیت کے ساتھ یہ حکم ہے)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کی طرف الہام کیا کہ فلاں فلاں بستیوں پر عذاب نازل کرو فرشتے چیخ اٹھے اور کہا اے رب! ان میں تیرا فلاں عبادت گزار بندہ بھی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے عذاب کی وجہ سے اس کی چیخ و پکار سناؤ کیونکہ میرے حرام کردہ کاموں کو دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ کبھی نہیں بدلا۔

حضرت لقمان فرماتے تھے وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو کہتا ہے کہ برائی کو برائی کے ذریعے مٹایا جاتا ہے اگر وہ سچا ہے تو آگ کے پاس آگ جلائے کیا ایک آگ دوسری آگ کو بجھا سکتی ہے۔

حضرت ابو اسحٰق فزاری رحمۃ اللہ علیہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے ان کو ملامت کی اور فرمایا یہ اس شخص کے پاس کیسے چلے گئے جب کہ اس کے ہاں ریشمی بستر ہیں؟

حضرت ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے یوسف رحمۃ اللہ علیہ! آپ کو صرف ریشمی بستر کی خبر پہنچی ہے (لوگوں کے) خون، عزتیں اور مال کہاں ہیں؟ یعنی (یہ خرابیاں بھی ہیں) لیکن ہم ضرورت کے تحت گئے ہیں۔

اور کہا جاتا تھا جب کوئی عالم کسی ظالم کے پاس جائے اور اس سے کوئی چیز نہ مانگے تو اس کے لئے جائز ہے اور میں نے کوئی چیز نہیں مانگی اور میں اس کے پاس بیٹھا رہا اور وہ مجھے پوچھتا جاتا کہ یہ بچھونا حرام سے ہے؟ میں کہتا ہاں حرام سے ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ جواب قابل غور ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آدمی اس شخص کو نیکی کا حکم دے جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ اس کی بات کو قبول نہیں کرے گا؟ فرمایا ہاں کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے ہاں عذر پیش کرنا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور برائی ہنستی ہوئی آگئی۔ پھر یہ شعر پڑھے

ذهب الرجال المقتدى بفعالهم   والمنكرون لكل الرمنكر
وبقيت فى خلف يزكى بعضهم   بعضا ليدفع معور عن معور

(ترجمہ اشعار) وہ لوگ چلے گئے جن کے کاموں کی اقتدا کی جاتی تھی وہ برے کام کے منکر تھے۔

اور پچھلے لوگوں میں وہ رہے جو ایک دوسرے کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں تاکہ برائی کرنے والا برائی کرنے والے کا دفاع کرے۔

اے بھائی! ان صفات کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرتا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تو برائی کا منکر ہے یا نہیں؟ اور کیا تو ان لوگوں میں سے ہے کہ اللہ ﷻ تجھے پسند کرتا ہے یا نہیں اور کیا تو نے اپنے نبی ﷺ کی شریعت کی مدد کی یا اس کی ذلت کا سبب بنا۔

تیرا خیال یہ ہے کہ تو رسول اکرم ﷺ کی نیابت میں اللہ ﷻ کی طرف دعوت دینے والا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت کے علماء آپ کی شریعت پر ایمان لائے لیکن آج اکثر لوگوں نے اپنے اقوال، افعال اور برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے کے ساتھ دین کو رسوا کیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

خود پسندی اور اعمال پر بھروسہ نہ کرنا[1]

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ خود پسندی کا شکار نہیں ہوتے اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ نیک اعمال کے باوجود جہنم کے مستحق ہیں برے اعمال تو ایک طرف رہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ ﷻ کے ساتھ سوء ادب ملاحظہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کتنے ہی چراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا اور کتنی ہی عبادتیں ہیں جن کو خود پسندی نے خراب کر دیا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک گھڑی جس میں بندہ نفس کو عیب زدہ قرار دے اس کے لئے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابو عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے زیادہ نقصان دہ عبادات وہ ہیں جو بندے کو برائیاں بھلا دیں اور نیکیاں یاد دلائیں اور یوں لوگوں کے درمیان اس کا غرور اور تکبر زیادہ ہو جائے اور وہ آخرت کی طرف نیکی اور ثواب سے خالی ہاتھ جائے۔ جب کہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ نیک لوگوں میں سے ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ گذشتہ زمانے میں ایک شخص تھا جب وہ چلتا تھا تو بادل اس پر سایہ کرتا تھا اور یہ اس کی فضیلت کی وجہ سے تھا۔ اسے ایک اور شخص نے دیکھا تو کہا میں اس کے سائے میں چلوں گا شاید مجھے اس کی برکت حاصل ہو جائے۔ فرماتے ہیں پہلے شخص کے دل میں غرور پیدا

[1] اس موضوع پر ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' نے مفتی محمد اکمل مدنی صاحب کی ایک کتاب بنام ''خوش فہمی کے شکار'' پرنٹ کی ہے۔ فی زمانہ اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ (محمد اجمل)

ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ لوگ اس کے سائے میں چلتے ہیں۔ جب وہ جدا ہوئے تو سایہ اس شخص کے ساتھ چلا گیا جو اس کے اتباع میں گیا تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تیری سچی توبہ کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ ﷻ کے ہاں اپنے گناہ کا اعتراف کرے اور تیرے عمل کا اخلاص یہ ہے کہ خود پسندی چھوڑ دے اور تیرے شکر کی صداقت یہ ہے کہ تو اپنی کوتاہی کو پہچان لے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب منبر پر خطبہ دیتے تو خود پسندی سے ڈرتے ہوئے گفتگو چھوڑ کر اس عمل کی طرف منتقل ہو جاتے جس میں خود پسندی نہ ہو اور جب کوئی خط لکھتے تو خود پسندی کے خوف سے اسے پھاڑ دیتے اور کہتے یا اللہ ﷻ! میں نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنا حلقہ درس بڑا دیکھتے تو جلدی جلدی سہمے ہوئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اللہ ﷻ نے ہمیں پکڑ لیا اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا راوی فرماتے ہیں ایک دن لوگ آپ کے پیچھے چلے اور کہا آپ جیسے آدمی کو اس قسم کی بات کا خوف نہیں؟ فرمایا ہاں میں اس سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنی اخلاقی کمزوری کا علم ہے اور اللہ ﷻ کی قسم اگر حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے اس مجلس میں بیٹھا ہوا دیکھتے تو دُرّے کے ساتھ مجھے مارتے اور اٹھا دیتے اور فرماتے تو اس کے لائق نہیں ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رات سو کر گزاروں اور صبح مجھے ندامت ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں رات کے وقت عبادت کے لئے کھڑا ہوں اور صبح تکبر کا شکار ہو کر سونے والوں سے اپنے آپ کو برتر سمجھوں۔

پہلے بزرگ لوگوں کو زیادہ روزے رکھنے اور قیام لیل کرنے پر اس لئے اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ ان پر تکبر کا خوف ہوتا تھا اور وہ ان سے کہتے تھے علم سیکھو پھر عمل کرو کیونکہ یہ عمل کے شرعی آداب ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر انسان کے تمام اعمال نیک ہوں تو وہ خود پسندی کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر دے لیکن اللہ ﷻ کی رحمت ہے کہ آدمی اعمال میں کمی کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا اے فقیہ! فلاں بات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں جس زمانے میں فقیہ بنا ہوں وہ برا زمانہ ہے۔

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ ڈر نہ ہو کہ اللہ ﷻ تجھے تیرے افضل اعمال پر بھی عذاب دے گا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میں اکثر بھلائی کی امید اس وقت کرتی ہوں جب میرے نیک اعمال کم ہو جائیں کیونکہ آپ کا بھروسہ اللہ ﷻ کے فضل و احسان پر تھا اعمال پر نہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ حکمرانوں کے معاونین سے فرماتے تھے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا ہوسکتا ہے ان میں سے کسی ایک میں ایسی خصلت ہو جسے اللہ ﷻ پسند فرماتا ہو اور شاید میرے اندر کوئی ایسی خصلت ہو جسے اللہ ﷻ ناپسند کرتا ہو اور شاید میں اپنے آپ کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہو۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ کو حضور ﷺ کی قبر شریف کے ساتھ چوتھی جگہ پر دفن کیا جائے اس پر آپ کانپ اٹھے اور فرمایا اللہ ﷻ کی قسم اگر اللہ ﷻ مجھے آگ کا عذاب دے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ ﷻ میرے دل میں یہ بات دیکھے کہ میں نے اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھا ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے خود پسندی کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے عمل کے ساتھ دوسروں پر گردن بلند کرو اور جس کو عمل میں کوتاہی کرنے والا دیکھو اسے حقیر جانو۔ (یہ خود پسندی ہے)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عبادت زیادہ کرتے تھے ایک دن آپ سے کہا گیا کہ ہم آپ کو زیادہ عبادت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا جس شخص کی نگاہ میں اس کی عبادت زیادہ ہو وہ اللہ ﷻ سے بےعلم ہے بے شک فرشتے پلک جھپکنے کے برابر بھی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتے اگر وہ اپنے اعمال کو زیادہ خیال کریں تو اللہ ﷻ ان کو آسمان میں اپنے سامنے نہ رکھے لیکن وہ اس کے باوجود کہتے ہیں اے اللہ ﷻ تو پاک ہے ہم نے اس طرح عبادت نہیں کی جس طرح تیری عبادت کا حق ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ خوف نہ ہو کہ بُرے اعمال تو درکنار نیک اعمال میں کمی کی وجہ سے اللہ ﷻ تجھے ہلاک کرے گا تو تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے قیام لیل کو دیکھا تو چوکیداری کرنے والا دو دانق (دانق ایک سکہ ہے جو درہم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتا ہے) لے کر رات بھر چوکیداری کرتا ہے تو کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات عبادت کیلئے جاگ کر جنت طلب کرتا ہے۔ شاید جنت دو دانق کے برابر ہے اور بعض اوقات اپنے رب پر احسان جتاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء اور قراء کا ریاکاری اور منافقت سے بچنا کبریت احمر (سرخ یاقوت) سے زیادہ نمایاں ہے کیونکہ ان میں سے ایک اس بات پر قادر نہیں کہ لوگوں کی یہ بات سنے کہ فلاں کتنا بڑا عالم ہے اور فلاں کتنی اچھی آواز میں قرآن پڑھتا ہے اور پھر وہ خود پسندی کا شکار نہ ہوں اور اگر

لوگ کہیں کہ وہ عالم نہیں یا اس کی آواز اچھی نہیں تو یہ بات اس کے لئے باعث تکلیف ہوتی ہے اور قریب ہے کہ وہ غم کی وجہ سے مرجائے اور ریاکاری کی سب سے بڑی علامت ہے پھر وہ لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے اپنی حالت کو مزید اچھا کرتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس کو نیکوکار خیال کرے تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے ان کے اعمال مزین کئے گئے۔ اور جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ ہلاک ہونے والا ہے تو وہ ہلاک ہوا۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے امام! میں اپنے نفس کو اس شخص سے اچھی حالت میں نہیں جانتا جس نے میرے سامنے کسی کو ظلم کے طور پر قتل کیا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا اپنے نفس کے بارے میں یہ خیال اس سے بُرا ہے جس نے کسی نفس کو ظلم کے طور پر قتل کیا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ جھگڑالو ہے اپنے علم کو جھگڑے کے لئے استعمال کرتا ہے اور اپنے آپ پر اکڑتا ہے تو جان لو کہ وہ مکمل خسارے میں ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے علم پر غرور کرتا ہے وہ قدری ہے کیونکہ اگر وہ اپنے علم کو اللہ ﷻ کی مخلوق سمجھتا تو اس پر تکبر نہ کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اچھے عمل کے بارے میں ہے جہاں تک برے عمل کا تعلق ہے تو اس کے لئے اس پر نفس کو تسلی دینا صحیح نہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس سے توبہ کرے پشیمان ہو اور اس سے بخشش طلب کرے۔ واللہ اعلم۔

کچھ مخنث (ہجڑے) حضرت عطا اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں کام کرتے اور ان کو وضو کرواتے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو ان لوگوں کو اپنے گھر میں رکھنے سے گھن نہیں آتی؟

فرمایا اللہ ﷻ کی قسم یہ لوگ میرے نزدیک مجھ سے زیادہ پاک ہیں ان کے گناہ کم اور ریاکاری اور منافقت بھی بہت کم ہے۔ تو مجھے ان سے کس طرح گھن آئے۔

حضرت ابان بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (شرعی) رخصتوں کے ساتھ عمل کو ناپسند وہی شخص کرتا ہے جو خود پسندی کا شکار ہوتا ہے یا خواہشات کا پجاری ہوتا ہے۔ کیونکہ رخصتوں پر عمل کرنے والے کی کوئی تعریف نہیں لہٰذا اس وقت وہ خود پسندی کا شکار نہیں ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷜ تکبر اور خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ دعا مانگتے یا اللہ ﷻ! مجھے اس سے بہتر بنادے جو کچھ یہ کہتے ہیں اور جو کچھ یہ نہیں جانتے میرا وہ عمل بخش دے۔

Scanned with CamScanner

جب لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تو وہ دعا مانگتے یا اللہ عزوجل! میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو کچھ یہ کہتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی بخشش چاہتا ہوں جس کا ان کو علم نہیں۔

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا اے ام المومنین! آدمی کو کب پتہ چلتا ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں میں سے ہے؟ فرمایا جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ برے کام کرنے والوں میں سے ہے اس نے پوچھا اسے کب پتہ چلتا ہے کہ وہ برے کام کرنے والوں میں سے ہے؟

فرمایا جب وہ اپنے آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے سمجھے۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی اور مطرف بن عبداللہ رحمہما اللہ عرفات میں موقف (کھڑے ہونے کی جگہ) میں پہنچے تو حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کی دعا میں یہ کلمات بھی تھے یا اللہ عزوجل! آج ان لوگوں کو میری وجہ سے نامراد نہ لوٹانا اور حضرت بکر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا میں سے یہ کلمات تھے کہ یہ جگہ کس قدر شرف والی اور دعا کی بہت زیادہ قبولیت کا مقام ہے اگر میں لوگوں میں نہ ہوتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت سے لوگ اپنی تعریف کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان سے احسان کیا جائے تو وہ ترقی کرتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات خود پسندی فقیر کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ کہتا ہے اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی پیش کی جائے تو میں اللہ عزوجل کے علاوہ ان کی طرف توجہ نہیں کروں گا۔ حالانکہ وہ بعض اوقات دنیا کی کسی لڑکی کو دیکھتا ہے تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے حتی کہ عرش پر پہنچ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم ایک گناہ جس کی وجہ سے تو اللہ عزوجل کا محتاج ہے تیرے لئے اس عبادت سے زیادہ بہتر ہے جس کے ذریعے تو بندوں پر فخر کرتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عبادت گزاروں سے فرماتے تھے تم پر افسوس ہے تمہارے اعمال کم ہونے کے باوجود ان میں خود پسندی داخل ہو گئی اور تم سے پہلے لوگ اپنے اعمال کی کثرت کے باوجود ان پر تکبر نہیں کرتے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم پہلے لوگوں کی عبادت کو دیکھا جائے تو تم لوگ محض کھیلنے والے ہو۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنے نفس کا پوری طرح جائزہ لے بعض کو خود پسندی کو ترک کرنے پر تکبر پیدا ہوتا ہے تو یہ اس سے زیادہ بری حالت والا ہے جو اپنے اعمال پر خود پسندی کا شکار ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھو۔

اور اے بھائی! اپنے نفس کو مسلمانوں پر برتر سمجھنے سے بچو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ضرورتمندوں کی ضرورت کو پورا کرنا تعمیرات پر مقدم ہونا چاہئے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ عمارات وغیرہ کی تعمیر پر، بھوکوں کو کھانا کھلانے، ننگوں کو لباس پہنانے اور ان لوگوں کا قرض ادا کرنے جن کو طاقت نہیں، پر روپیہ پیسہ خرچ کرنے کو مقدم کرتے ہیں خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ فقیر کام کرنے والے کو موت کے اسباب دیکھے بغیر اور عبادت گزار ہے اور کوئی کام کاج نہیں کرتا تو دین کے چلے جانے کے بغیر روزی کا حصول ممکن نہیں۔

میں نے ایک مرتبہ مشائخ میں سے ایک شیخ کو دیکھا کہ اس کے لئے گنبد میں قبر اور تابوت بنایا جا رہا تھا اتنے میں ایک نابینا عیال دار شخص آیا اور اس نے نصف مال کا مطالبہ کیا کہ اپنے بچوں کے لئے روٹی لے جائے لیکن اس نے نہ دیا میں نے اس سے کہا اس کو نصف دے دے یہ اس گنبد کی تعمیر سے افضل ہے لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا تو اسی دن سے میری نگاہوں میں اس کی کوئی وقعت نہ رہی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے گرد چالیس چالیس گھر والوں کی خبر گیری کرتے تھے۔ ان کے دستر خوان پر مہمانوں کے لئے بھنی ہوئی مرغی رکھی جاتی تھی۔ لوگوں نے ان سے مسجد کی تعمیر میں تعاون کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کسی بھوکے کے پیٹ میں ایک لقمہ میرے میزان میں مسجد کی تعمیر سے زیادہ وزنی ہوگا اگرچہ میں اکیلا اسے تعمیر کروں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے۔

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا أَهْلَكَ مَالَهُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

(اتحاف السادۃ المتقین بیان فضیلت الزھد جلد 9 صفحہ 362 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اللہ عزوجل جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مال کو پانی اور گارے میں تباہ کر دیتا ہے (یعنی وہ غیر ضروری تعمیرات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

كُلُّ دِرْهَمٍ يُنْفِقُهُ الْعَبْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُخْلِفُهُ إِلَّا مَا كَانَ فِيْ بُنْيَانٍ مَعْصِيَةٍ

(ترجمہ) بندہ جو درھم (روپیہ) خرچ کرتا ہے اللہ عزوجل اس کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے جو (غیر ضروری) تعمیر یا گناہ پر خرچ کرے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے بالا خانے کی سیڑھی کا ایک درجہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے کچھ گارے کے ساتھ اس کو بنانے کا ارادہ کیا لیکن نبی اکرم ﷺ نے مجھے منع فرما دیا اور فرمایا میرا دنیا سے کیا تعلق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

اِنِّیْ بُعِثْتُ بِخَرَابِ الدُّنْیَا وَلَمْ اُبْعَثْ بِعِمَارَتِهَا

(الترغیب والترھیب۔ کتاب القضاء جلد 3 صفحہ 178 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) بے شک مجھے دنیا کو خراب کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اس کو آباد کرنے کے لئے نہیں۔

حضرت ابو درداء ؓ نے مکان کا چھجہ (بیت الخلا) بنایا حضرت عمر فاروق ؓ کو خبر ملی اور یہ آپ کا دور خلافت تھا آپ نے ان کو لکھا:

عمر کی طرف سے عویمر کی طرف۔ تم پر سلام ہو، اس کے بعد تمہاری ماں تم پر روئے کیا حضور ﷺ کے بعد تمہیں نئی تعمیرات کی ضرورت پڑ گئی میرا حکم ہے کہ میرا خط اپنے ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھنا جب تک اس کو گرا نہ دو چنانچہ انہوں نے اس کو اسی وقت گرا دیا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقرا کے مال کے ساتھ مالداری حاصل کرتا ہے اس کو فقیر بنا دیتا ہے اور جو شخص تعمیر میں فقرا کو مسخر کرتا ہے تو وہ عمارت برباد ہو جاتی ہے۔ کہ فقرا کے مال کے ذریعے مالداری حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نام پر لے کر خود رکھ لینا۔[1]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے تعمیر پر ایک درہم بھی کبھی خرچ نہیں کیا وہ فرماتے ہیں حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی دیوار گرنے لگی تو لوگوں نے کہا کسی دن اس کو درست کر دیں؟ انہوں نے فرمایا مکان کا مالک (اللہ ﷻ) ہمیں یہاں رہنے کے لئے نہیں چھوڑے گا کہ ہم اس کی تعمیر کریں۔

حضرت نوح ؑ کے پاس کھجور کی چھال تھی آپ سے کہا گیا کہ آپ کے لئے مکان بنا دیا جائے آپ نے فرمایا مرنے والے کے لئے یہ بھی زیادہ ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو لوگ مکانات کی زیب و زینت کرتے ہیں قریب ہے کہ ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے کسی نبی ؑ کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی امت کی عمر تین سو سال ہے انہوں نے ان لوگوں کو خبر دی تو ان لوگوں نے کہا ہماری عمر کم ہے پھر وہ اپنے گھروں سے نکلے اور صحرا میں خیمے لگا کر اپنے رب ﷻ کی عبادت کرنے لگے۔ چنانچہ ان کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا حتی کہ ان کا آخری آدمی بھی مر گیا۔

حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی زوجہ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی انگیٹھی پر گارا لگا رہی تھیں اور اسے کچھ تنگ کر رہی تھیں انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان کی بیوی نے معذرت کرتے ہوئے کہا

۱۔ فقراء کے مال کے ساتھ مالداری حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نام پر چندہ یا صدقات وغیرہ لے کر خود مالدار بن جائے جس طرح طلباء کے نام پر پیسے بٹور کر کوٹھیاں کاریں وغیرہ حاصل کی جائیں اور طلباء کی ضرورتوں کو پورا نہ کیا جائے یا کوئی پیر صاحب پیسے اکٹھے کرے، محلات تعمیر کریں اور عیاشی کریں۔ ۱۲ ہزاروی

اس سے یہ انگیٹھی مضبوط رہے گی حتی کہ اس کے اوپر سے ہنڈیا نہیں گرے گی اور کھانا زمین پر نہیں گرے گا انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ تمہارے اندر کی بات پر مطلع ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے والد کے پاس ایک کشادہ حویلی تھی جو ان کو ان کے والد سے وراثت کے طور پر ملی تھی اور وہ اس کے ایک مکان میں رہتے تھے جب وہ گر گئی تو دوسری میں منتقل ہو گئے حتی کہ وہ اس کے آخری مکان میں وفات پا گئے لیکن اس کو ٹھیک نہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے تھے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں گارے کو (مکانات مراد ہیں) بلند کریں گے اور دین کو ضائع کریں گے اپنے ترکی نسل کے گھوڑوں کو موٹا کریں گے اور نماز تمہارے قبلہ کی طرف (منہ کرکے) پڑھیں گے اور ان کو موت تمہارے قبلہ کے غیر کی طرف آئے گی۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس سواری، لباس کھانے اور مکان میں فخر تکبر داخل ہو جائے وہ فضول خرچی اور گناہ ہے۔

حضرت ابو درداء ؓ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنے مال سے حق ادا نہیں کرتا تو اللہ ﷻ اسے پانی اور گارے میں تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زیبائش والی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ بنو تیم کی ایک مسجد سے گزرے انہوں نے اسے زیب و زینت دے رکھی تھی اور نماز کا وقت بھی ہو چکا تھا انہوں نے عرض کیا امیر المومنین! کیا آپ بنو تیم کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟

فرمایا اس کو مسجد بنو تیم نہ کہو پھر آپ آگے چلے گئے اور بنو لیث کی مسجد میں نماز پڑھی اور فرمایا ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہم اس مسجد میں نماز پڑھیں جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ایک مسجد سے گزرے جس پر نقش و نگار تھے تو فرمایا جس نے یہ مسجد بنائی ہے اللہ ﷻ اس پر لعنت کرے اس نے اپنا مال اللہ ﷻ کی نافرمانی میں خرچ کیا۔ اس نے اس پر جو پیسہ خرچ کیا ہے اسے جہنم میں ایک درہم کے بدلے میں ایک داغ لگایا جائے گا۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر پہنچی کہ دمشق کی جامع مسجد کے ستونوں میں زعفران اور سرخ رنگ لگایا گیا ہے تو آپ نے وہاں کے عامل کو لکھا ستونوں کے مقابلے میں مساکین اس رقم کے زیادہ محتاج تھے۔

۱۔ یہ سب باتیں اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ لوگ نماز میں اللہ ﷻ کی طرف توجہ کو ترک کر دیں اور محض زیب و زینت میں لگ جائیں آج کے دور میں جب لوگوں کے مکانات نہایت عمدہ تعمیر کا شاہکار ہیں تو مساجد کی زیب و زینت کی اجازت ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اچھا تاثر پیدا ہو اور مسجد آباد ہو۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمارت تعمیر کرے اس پر سرخ اور زرد رنگ کرے وہ اور اس کے مددگار سب گناہ گار ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجرات مبارکہ میں داخل ہوتا ہوں تو چھت کو ہاتھ لگا لیتا ہوں (چھت بلند نہیں تھی)

ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ سے کہا میں نے مکان بنایا ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس میں تشریف لائیں اور برکت کی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا تجھے زمین والوں نے دھوکہ دیا آسمان والے تجھے ناپسند کرتے ہیں تو نے مضبوط عمارت بنا کر دور کی امید رکھی لیکن موت قریب ہے۔

حضرت محمد بن سلام بیکندی رحمۃ اللہ علیہ سے مساجد اور عمارات کی تعمیر میں بلندی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا آدمی کے قد کے برابر ہو۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی باغ یا مکان کی طرف خواہش کی نگاہ سے دیکھتا ہے عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اللہ عزوجل چالیس دن تک اس سے ایمان کی حلاوت سلب کر لیتا ہے۔

حضرت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارا مکان گر گیا تو ہمارے والد نے ہمیں بنا کر نہ دیا اور فرمایا معاملہ (موت) اس سے زیادہ جلدی ہے پھر ہمارے لئے ایک خیمہ بنایا اور ہمیں اس میں داخل کیا پس ہم اس میں تیس سال رہے۔

تو اے بھائی! ان اخلاق میں غور کر اگر تو اپنے نفس میں اس کے خلاف پاتا ہے تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کر کیونکہ بندے کی عزت ان بزرگوں کی اتباع میں ہے جو اقوال، افعال اور اخلاق میں پاک تھے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا کہ جس شخص نے اپنے لئے مسجد بنائی تو اکثر لوگوں سے اس کی دشمنی ہو گئی کیونکہ انہوں نے اس کی مدد نہ کی پس وہ ان کی عزتوں کے لئے قینچی بن گیا۔

ہم اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرتے ہیں پس اس قسم کے لوگ اللہ عزوجل کے نافرمان ہیں اور شاید اس عمارت کے بنانے سے اسے جو ثواب حاصل ہوا اس پر ان میں کوئی بھی راضی نہ ہو جس کی اس نے غیبت کی جو (اس کی تعمیر کے وقت) غائب تھا۔

تو جس شخص کے پاس مال ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ ضرورت شرعی کے بغیر اسے پانی اور گارے پر خرچ کرے تو جو لوگوں سے سوال کرے کہ اس تعمیر میں میری مدد کر اس کا کیا حال ہوگا؟

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور پوری طرح دور رہ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مجاہدات کی کثرت اور خواہش کا ترک

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ عبادات میں اپنے نفسوں کو مجاہدات میں ڈالتے ہیں اور خواہشات کو چھوڑتے ہیں اس کے بعد بھی وہ ان امور پر راضی نہیں ہوتے حتی کہ دنیا سے رخصت ہو جائیں (یعنی اس کے باوجود وہ عبادات کی ادائیگی میں اپنی کوتاہی خیال کرتے ہیں) اس بات پر صوفیاء رحمہم اللہ کا اتفاق ہے پس جو شخص اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتا ہے اس نے اجماع کو توڑ دیا اور یہ بات حرام ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کام کے بغیر واجب مکمل نہ ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا جو شخص یہ خیال کرے کہ وہ عبادات میں کوشش کے بغیر کوئی درجہ حاصل کرے گا اس نے محال کا قصد کیا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بندہ عادات سے اسی صورت میں نکلتا ہے جب دوسرے لوگوں سے زیادہ عبادت کرے کیونکہ کرامات، معجزات کی فرع ہیں تو جس طرح نبی علیہ السلام کا امتیاز عبادات کی فراوانی اور معجزات ہیں اسی طرح ولی کے لئے کرامات تب واقع ہوتی ہیں جب وہ عبادات میں اپنے ہم عصر لوگوں سے بڑھ جائے۔

حدیث شریف میں ہے

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مرویات فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ جلد 6 صفحہ 20 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) (حقیقی) مجاہد وہ ہے وہ جو اللہ عزوجل کے لئے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تم لوگ سب سے زیادہ جس جہاد کا انکار کرو گے وہ نفس کے خلاف جہاد ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہارا حقیقی دشمن وہ نہیں جس کو قتل کرنے پر اللہ عزوجل تمہیں اجر عطا فرمائے گا بلکہ تمہارا دشمن وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے اس سے نفس مراد لیا۔ اور تیری بیوی ہے جس کے ساتھ تو ہمبستر ہوتا ہے اور تیری سگی اولاد ہے یہ تیرے سب سے بڑے دشمن ہیں (کیونکہ ان کی خاطر آدمی شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے)

حضرت خضر القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم پہاڑوں کو ناخنوں کے ساتھ کھود یں حتی کہ انگلیوں کے جوڑ کٹ جائیں تو یہ بات خواہشات کی مخالفت سے آسان ہے جب وہ نفس میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ساٹھ سرکش شیطان اتنا فساد بپا نہیں کرتے جتنا فساد ایک گھڑی میں میرا ساتھی بپا کرتا ہے اور ساٹھ برے ساتھی اس قدر فتنہ بپا نہیں کرتے جس قدر نفس ایک گھڑی میں بپا کرتا

ہے اور جب تمام امور بندے کی مرضی کے مطابق ہوں تو ان میں خلل اس کی ذات کی طرف سے آتا ہے۔

تمام ادیان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ ﷻ کی رضا، نفس کی ناپسندیدگی میں ہے (یعنی نفس کو ناراض کریں گے تو رب راضی ہوگا)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تمام دنیا عجیب باتوں سے بھری ہوئی ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے نفس اور ہمارے جیسے لوگوں کے نفس جہنم سے نجات پائیں اور جس آدمی کے تمام اعمال جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں وہ جہنم سے کس طرح نجات پاسکتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک زاہد کو تیر لگا اور وہ مر گیا۔ اس نے کہا اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے میرا بدلہ میرے نفس سے لیا کتنی ہی مرتبہ اس نفس نے مجھے ذبح کیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اب اپنی بدبختی کو پہچانتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں؟ فرمایا اس طرح کہ لوگ کہتے ہیں انسان کی سعادتمندی سے یہ بات ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہو۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن عقلمند نہیں پوچھا آپ کا دشمن کون ہے؟

فرمایا میرا نفس، کہا گیا بحمد للہ! آپ عقلمند ہیں۔ فرمایا میں کس طرح عقلمند ہوں جب کہ میں جنت کو نیند یا لقمہ یا کسی بات کی خواہش کے بدلے بیچتا ہوں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہش نفس میں چھپی ہوئی چیز ہے اس کی اتباع کرنے والا بے خوف نہیں ہوسکتا۔ ارشاد خداوندی ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (پ۲۵۔ الجاثیہ ۲۳)

(ترجمہ) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کی گرفت میں آگیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کل ہم کسی شخص کو سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھتے ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے عالم ہو یا جاہل، عابد ہو یا زاہد، بوڑھا ہو یا نوجوان، ہر شخص اس لئے عمل کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے چاہے اللہ ﷻ کے ہاں ہو یا بندوں کے ہاں۔

اسی طرح گناہوں کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ لوگ اسے حقیر جانیں گے اللہ ﷻ کے خوف سے نہیں چھوڑتا اور ہم میں سے کون ہے جس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا جائے تو اس کو غصہ نہ آتا ہو اللہ ﷻ کی قسم ہم نے منافقت پر صلح کرلی۔ ہماری محبت محض زبانی ہے اور ہمارے دل ایک دوسرے سے ناراض ہیں ہم نے علم عمل کے لئے حاصل نہیں کیا۔ بلکہ زینت، فخر اور لوگوں پر سرداری حاصل کرنے کے لئے سیکھا تاکہ سب سے پہلے ہم پر آگ بھڑکائی جائے۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی (اے داؤد علیک السلام)

اگر آپ میری محبت چاہتے ہیں تو اپنے نفس سے دشمنی کریں اور اس کی دشمنی کے ذریعے مجھ سے محبت کریں۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی روّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب ہمارے سامنے ہمارے بزرگوں کے حالات بیان کئے جاتے ہیں تو ہم سب کو شرمندگی ہوتی ہے۔ (اپنے اعمال کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم اگر تم گناہوں کی لو پاؤ تو تم میں سے کوئی شخص میری بدبو کی وجہ سے میرے پاس بیٹھ نہ سکے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر والوں کو جب ہوا یا مہنگائی یا فنا یا کوئی مصیبت پہنچتی تو آپ فرماتے یہ سب کچھ عطاء کے گناہوں کی وجہ سے ہے اگر عطاء کا انتقال ہو جائے تو لوگوں کو اس مصیبت سے راحت مل جائے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کو اللہ ﷻ کے ہاں بزرگ ترین بندوں میں سے اور اپنے نفس کے ہاں بدترین بندوں میں سے ہونا چاہئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی درجہ کا دعویٰ کرتا ہے اس سے گر جاتا ہے اور جب کوئی شخص اعلیٰ درجہ پر ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو حقیر سمجھے۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا جو دوست مجھے اپنے نفس پر فضیلت دے وہ مجھ سے بہتر ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی شخص بیٹھتا اور آپ اپنے دل پر بوجھ محسوس کرتے تو اپنے نفس پر ناراض ہوتے اور فرماتے تو نیک لوگوں کو پسند نہیں کرتا جب تو نے اپنے آپ سے بہتر کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور اس کے پاس بیٹھنا تیرے اوپر بوجھ بن گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہتا ہے وہ مجھے دیکھے پھر اپنی داڑھی ہاتھ میں پکڑ کر روتے تھے اور فرماتے اے فضیل! تو جوانی میں فاسق تھا۔ جو بڑھاپے میں ریاکار بن گیا اللہ ﷻ کی قسم! ریاکاری سے فسق ہلکا گناہ ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ریاکار! تو انہوں نے فرمایا میرے بھائی، تو میرے اس لقب کو پہچان گیا جس کے بارے میں بصرہ والے بھٹک گئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ خیال کرے کہ وہ اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے اور وہ اپنے نفس سے محبت کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عابد اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اپنا اخلاص نہ دیکھ لے، اللہ ﷻ کی قسم اگر مجھے کہا جائے کہ ابھی خلیفہ تمہارے پاس آرہا ہے اور میں اس کے لئے اپنی داڑھی

Scanned with CamScanner

کو درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ منافقین کی فہرست میں میرا نام لکھ دیا جائے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے خواہشات کو چھوڑنے کے سلسلے میں کتاب وسنت میں دلائل موجود ہیں

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آیا تو آپ نے پوچھا

اگر تم حضرت محمد ﷺ کی امت کو پاؤ تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟

اس نے کہا میں ان کے لئے دنیا کو خوبصورت بنا کر پیش کروں گا حتی کہ ان میں سے ایک کو درھم اور دینار لا الہ الا اللہ کی شہادت سے زیادہ پسند ہوگا۔

حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنی خواہش پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے بہتر ہے کیونکہ ان کے پاس عقل ہے شہوت نہیں اور جس شخص پر اس کی شہوت غالب ہو وہ جانوروں سے بدتر ہے کیونکہ ان کے پاس شہوت ہے عقل نہیں۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خواہشات کے مطابق کھائے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت چاہے اس نے محال بات کا ارادہ کیا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ قصاب کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ سے کہتا گوشت لے جائیں اور میں آپ سے (قیمت لینے) پر صبر کرلوں گا آپ اسے فرماتے اپنے نفس پر صبر کرنے کا مجھے تجھ سے زیادہ حق ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زاہد لوگوں کا مقابلہ خواہشات کے ساتھ اور توبہ کرنے والوں کا مقابلہ گناہوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو شخص اپنے آپ کو جہنم میں داخل ہونے سے بچانا چاہتا ہے وہ دنیا میں اپنی تمام نفسانی خواہشات چھوڑ دے۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ فلاں شخص اپنے آپ کو ایسی صفات سے موصوف قرار دیتا ہے جن کو اس نے چکھا تک نہیں لیکن ہمارے نزدیک وہ سچا ہے تو کیا وجہ ہے ہم اس کا حال سمجھ نہیں سکے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ سالن کے بغیر روٹی کھاتا ہے اور تم سالن کے ساتھ روٹی کھاتے ہو اور جو چیز روٹی سے زائد ہے وہ خواہش ہے۔

حضرت ابو العباس موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خیال کرتا ہے کہ خواہش کے مطابق کھانے سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہ اللہ ﷻ پر بہت بڑا جھوٹ باندھتا ہے۔

حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات محال ہے کہ کوئی شخص عبادات کی لذت حاصل کرے جب کہ وہ خواہشات کا پجاری ہو۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ مریض کو کم کھانے کا مشورہ دیتے اور فرماتے تھے اللہ ﷻ نے تندرست

اور بیمار سب کے لئے زیادہ کھانا چھوڑنے سے بہتر علاج پیدا نہیں کیا اور کسی مریض کے پاس بیماری (زیادہ) کھانے کی وجہ سے ہی آتی ہے اور فرشتے اسی لئے بیمار نہیں ہوتے کہ وہ کھاتے نہیں۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی محل یا باغ وغیرہ کو دیکھے اور اس کو اچھا سمجھے تو جس قدر حسین سمجھے گا اسی قدر اس کی عقل میں کمی ہوگی۔

حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خواہشات کے تحت کھاتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں ذلت کے لئے تیار ہو جائے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نفس کی خواہشات اس کی آگ اور لکڑیاں ہیں اور بھوک وہ پانی ہے جو اس آگ کو بجھاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سب سے اچھا کھانا کھاتے تھے آپ جراد (ایک بڑی ٹڈی ہوتی ہے) اور کھجور کا گودا کھاتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو بھوکا رکھتے اور اسے مار دیتے اور فرماتے کھانا آگے چل کر ہوگا۔

حضرت بشر بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں صبح یا شام کے کھانے سے ایک ذرہ چھوڑ دوں تو یہ بات مجھے تمام عبادت گزاروں کی عبادت تمام نمازیوں کی نماز تمام حاجیوں کے حج روزہ داروں کے روزہ اور مجاہدین کے جہاد سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تمام صالحین کا مذہب بھوک ہے پس جو اس سے بھاگا وہ فاسقین میں سے ہے اور ہم نے علماء کو پایا کہ وہ بہادر تھے اور اب دنیا کا کوڑا خانہ ہیں اور جب تم کسی زاہد کو دیکھو کہ خواہش کے مطابق کھانے کو جائز سمجھتا ہے تو جان لو کہ وہ زہد سے واپس لوٹ گیا کیونکہ دنیا میں کشادگی کے ساتھ کھانا عارفین کا فسق شمار ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کی قسم اس زمانے کے زاہدین میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہو۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جو دنیا کو حاصل کرنے کی حرص کے مقابلے میں اس کو چھوڑنے کی حرص زیادہ رکھتے تھے اور جان لو کہ جو شخص کھانے کے ساتھ سیر ہوتا ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہے گا اور جس شخص کا بھروسہ اللہ ﷻ کی بجائے مخلوق پر ہو وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا رہتا ہے۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیا وہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ میں کل (قیامت کے دن) اس کے پینے سے محروم کر دیا جاؤں اگر آج پیوں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن گوشت کھانا چھوڑ دے اس کی عقل میں کمی آ جاتی ہے اور میں نے اسے کئی سال سے چھوڑے رکھا لیکن میری عقل میں کچھ بھی کمی

Scanned with CamScanner

نہیں آئی۔ اللہ عزوجل کے لئے ہی تعریف ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی کھجوریں نہیں کھاتے تھے اور جب ان کا زمانہ گزر جاتا تو فرماتے اے اہل بصرہ، یہ میرا پیٹ ہے کھجور نہ کھانے سے اس میں کوئی کمی نہیں آئی اور کھانے کی وجہ سے تمہارے پیٹوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہشات کے پیچھے چلنے والے کو دنیا اور آخرت میں عذاب ہوتا ہے دنیا میں اسے حاصل کرنے کی تکلیف اور آخرت میں اس کے حساب کا عذاب۔

اور جان لو جو زیادہ کھاتا ہے اس کے پیٹ کا گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے پیٹ کا گوشت بڑھ جائے اس کی خواہشات زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور جس کی خواہشات زیادہ ہو جائیں اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہو جائیں اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہو جائے وہ گناہوں اور آفات میں غرق ہو جاتا ہے اور جو گناہوں اور آفات میں غرق ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو مرض الموت میں سفید روٹی (میدے کی روٹی) اور دودھ کی خواہش ہوئی جب حاضرین نے آپ کی خدمت میں پیش کی تو اس کی طرف دیکھ کر فرمایا میں نے زندگی بھر اپنے نفس کو خواہشات سے دور رکھا تو کیا اب اس کے آخر میں اس کی موافقت کروں گا۔ پھر فرمایا اسے فلاں قبیلہ کے یتیم کے پاس لے جاؤ اور خود تناول نہ فرمائی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس سال یہ خواہش رہی کہ گاجر کو میٹھے شیرے میں ڈبو کر کھائیں لیکن آپ نے فوت ہونے تک اس پر عمل نہ کیا۔

کہا گیا کہ امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا تو آپ نے واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا اور فرمایا اس کی لذت چلی گئی اور باقی بچ گیا۔

آپ نے ایک دن اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ روٹی اور گھی کھا رہے تھے تو آپ نے ان پر اپنا درہ بلند کیا۔ اور فرمایا روٹی اور نمک کھاؤ اور گھی دوسروں کے لئے چھوڑ دو۔

تو اے بھائی! اپنے بارے میں غور کرو اور اپنی حالت پر روؤ کیونکہ تیرا تانا بانا خواہشات سے ہے اور تو تمام اوقات میں اپنے رب عزوجل سے پردے میں ہے تو عبادات کے ساتھ لذت حاصل نہیں کرتا اور اپنی خلوتوں میں اپنے رب عزوجل کو نہیں دیکھتا پھر کس طرح دعوی کرتا ہے کہ تو نیک لوگوں میں سے ہے حالانکہ تو تمام احوال میں ان کی مخالفت کر رہا ہے۔ اگر تو باطن میں ان کی موافقت نہیں کرتا تو اے بھائی! ان کا ظاہری لباس یعنی اونی عمامہ، جبہ اور شملہ وغیرہ اتار دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک ولیمہ میں ایک شخص کو اسی صفت پر دیکھا وہ دائیں بائیں ہاتھ بڑھا

کر اپنے بھائیوں کے آگے سے گوشت اور اچھے اچھے کھانے لے رہا تھا اور بعض اوقات اسے ایک کھانے کے لئے مصر سے باہر مصریہ (مقام) کی طرف دعوت دی جاتی تو وہ وہاں کا سفر کرتا اور کبھی دعوی کرتا کہ وہ دعوت دینے والے کا دل رکھنے کے لئے ایسا کرتا ہے پیٹ کی خواہش کے لئے نہیں لیکن پرکھنے والا نگاہ رکھتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دن رات عبادت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مرد ہوں یا عورتیں دن رات عبادت میں خوب کوشش کرتے ہیں اور ہمیشہ رات کو قیام کرتے ہیں خصوصاً سردیوں کی راتوں میں لیکن اس کے باوجود کسی سونے والے سے اپنے آپ کو برتر خیال نہیں کرتے اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ عزوجل کے واجب حقوق میں سے ایک ذرہ بھی ادا کیا ہے بلکہ وہ ان تمام عبادات کو اللہ عزوجل کی نعمتوں سے شمار کرتے ہیں جس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جس طرح اس کی تفصیل اس کتاب کے مختلف مقامات میں آئے گی انشاء اللہ عزوجل۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رَحِمَ اللّٰهُ اَقْوَامًا يَحْسَبُهُمُ النَّاسَ مَرْضٰى وَمَا هُمْ بِمَرْضٰى

(الجامع الصغیر حدیث 4435 جلد 1 صفحہ 272 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ عزوجل ان لوگوں پر رحم فرمائے جن کو لوگ بیمار خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی وجہ سے وہ مشقت میں ہیں وہ نیک اعمال کرنے کے بعد ان کے رد کئے جانے کا خوف رکھتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کچھ لوگوں کو پایا اور ان کے ساتھ بھی رہا وہ دنیا کی آنے والی کسی چیز پر خوش نہیں ہوتے تھے اور جو چیز چلی جائے اس پر غمگین نہیں ہوتے تھے اور وہ اس کو اس مٹی سے زیادہ حقیر جانتے تھے جس پر وہ چلتے تھے ان میں سے ایک کے لئے زندگی بھر کپڑا لپیٹا نہ جاتا اور نہ وہ کسی کو کسی کام کا حکم دیتے اور وہ سوتے وقت اپنے اور زمین کے درمیان کوئی چیز نہیں رکھتے تھے یہ لوگ اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے تھے اور جب ان پر رات چھا جاتی تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اپنے چہروں کو (سجدے میں) بچھا دیتے اور ان کے رخساروں پر آنسو بہتے حتی کہ ان کے پاس آنے والا سمجھتا کہ یہ وضو کا پانی ہے۔

ایک جماعت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی بیماری کے دوران عیادت کے لئے

Scanned with CamScanner

گئی تو ان کو بہت کمزور پایا پوچھا آپ ان حالات کو کیسے پہنچے؟

فرمایا ان غموں اور تفکرات کی وجہ سے جو حساب اور برے انجام کے خوف سے پیدا ہوئے۔

جب منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ایک شخص نے ان کی ماں سے پوچھا منصور کو کیا ہوا؟ اس نے کہا منصور رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ رکھا اور افطار اپنے رب ﷻ کے ہاں کیا۔

اور ان کے پڑوسی کی بیٹی ان کو ہمیشہ رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر عبادت میں کھڑا دیکھتی تو آپ کے طویل قیام کی وجہ سے وہ سمجھتی کہ یہ ایک ستون ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو اس کو نظر نہ آئے۔ اس نے آپ کے گھر والوں سے پوچھا تمہاری چھت پر جو ستون تھا وہ کہاں گیا؟

انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے رب ﷻ کے پاس چلا گیا ہے اس نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا ہماری چھت پر ستون نہیں تھا وہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ تھے جو رات بھر کھڑے رہتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو ہمیشہ یاد کر کے روتے حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ دن رات مسلسل عبادت کرتے حتی کہ آپ کے پاس کھانے پینے کے لئے بھی وقت نہ بچتا اور آپ ستو اور چوری کھاتے روٹی نہیں کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے لقمہ کو چبانے اور نگلنے کے درمیان فلاں فلاں آیت پڑھی جا سکتی ہے۔

ایک دن ایک شخص آپ سے ملاقات کے لئے آیا تو اس نے آپ کے مکان کی چھت میں ٹوٹا ہوا شہتیر دیکھا پس اس نے بتا دیا انہوں نے فرمایا اے بھائی اللہ ﷻ کی قسم! میں اس گھر میں بیس سال سے رہ رہا ہوں لیکن میں نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے اس کی چھت کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

لوگ حضرت احمد بن رزین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے لیکن انہوں نے کبھی آپ کو دائیں بائیں دیکھتے ہوئے نہیں پایا انہوں نے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ ﷻ نے آنکھوں کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور جو کسی مقصد کے بغیر دیکھتا ہے اس کے ذمہ گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کہتی تھیں اللہ ﷻ کی قسم حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے قدم ہر صبح طویل قیام کی وجہ سے پھولے ہوتے تھے اور میں ان کے پیچھے بیٹھ کر ان پر رحم کھاتے ہوئے روتی تھی۔

اور آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت جب عبادت میں زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے تھک جاتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے لیکن نماز کو چھوڑتے نہیں تھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کمزوری کی وجہ سے اونٹ کی طرح سرین کے بل گھسٹتے تھے۔

حضرت ابو درداء ؓ فرماتے تھے اگر دوپہر کی سخت گرمی کی پیاس اور رات کا قیام نہ ہو تو میں اس دنیا

میں رہنا پسند نہ کرتا (گویا آپ روزے کی شدت اور رات کی عبادت کی مشقت میں لذت محسوس کرتے تھے۔)

حضرت اسود بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے گرمی میں روزہ رکھا حتی کہ آپ کا جسم سبز اور زرد ہو گیا اور آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ کھڑے ہونے کی حالت میں گر جاتے۔

لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت علقمہ بن قیس ؓ سے کہا آپ کب تک اس جسم کو تکلیف میں مبتلا رکھیں گے انہوں نے فرمایا میں کل (قیامت کے دن) اس کی عزت چاہتا ہوں۔ حضرت علاء بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ رکھا حتی کہ ان کا جسم زرد ہو گیا اور نماز پڑھتے رہے حتی کہ گر گئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس گئے اور کہا اللہ ﷻ نے آپ کو یہ سب کچھ کرنے کے لئے حکم نہیں دیا۔

انہوں نے فرمایا میں تو غلام ہوں جو کسی کی ملک میں ہوں اللہ ﷻ کی قسم اگر میں زندگی بھر بلکہ جب سے اللہ ﷻ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے قیامت قائم ہونے تک انگارے پر سجدہ کروں تو ایک گھڑی کی عافیت اور ایک گھونٹ پانی کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعات پڑھتے حتی کہ آپ اس سے معذور ہو گئے تو پانچ سو رکعات کھڑے ہو کر اور اس کی مثل بیٹھ کر پڑھتے۔

حضرت علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سورۃ القارعہ نہ پڑھ سکتے تھے نہ کسی سے سن سکتے تھے ایک دن ایک شخص ان کے پاس اچانک آیا اور اس نے مغرب کی نماز میں یہ سورت پڑھی تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور تین دن تک افاقہ نہ ہوا۔

حضرت حارث بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم ایک دن ایک راہب کے پاس سے گزرے تو ہم نے اس کو سخت مشقت میں اور جو کچھ وہ اپنے نفس کے ساتھ کر رہا تھا دیکھا تو ہم نے اس پر اس کو ملامت کی۔

اس نے کہا قیامت کے دن ہمیں جو کچھ حاصل ہو گا اور ہم اس سے غافل ہیں اس کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ہم میں سے بعض نے کہا ہم اس کے بارے میں تم سے پوچھنا چاہتے ہیں کیا تم ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ گے؟

اس نے کہا پوچھو لیکن زیادہ سوال نہ کرو کیونکہ یہ وقت واپس نہیں آئے گا اور نہ یہ عمر لوٹ کر آئے گی اور طالب (موت) بہت تیزی میں ہے۔ پس ہمیں اس کے کلام سے تعجب ہوا پھر ہم نے اس سے پوچھا کل (بروز قیامت) مخلوق کا اپنے رب ﷻ کے ہاں کیا مقام ہو گا؟

اس نے کہا اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوں گے ہم نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں اس نے کہا اپنے سفر کے مطابق سامان لے جاؤ (آخرت کا سامان مراد ہے) اور پھر وہ اپنے عبادت خانے میں داخل ہو گیا اور ہمیں چھوڑ دیا۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن چین کے راہبوں میں سے ایک راہب کے پاس سے گزرا تو میں نے کہا اے راہب اس نے جواب نہ دیا میں نے اس سے پوچھا تو مجھے جواب کیوں نہیں دیتا؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ "ہاں" کہوں اور میں جھوٹ بولوں (یعنی میں راہب نہ ہوں اور ہاں کہوں تو یہ جھوٹ ہے)۔

کیونکہ راہب وہ ہوتا ہے جو اللہ ﷻ کی بلند ذات سے ڈرے، اس کی کبریائی میں اس کی تعظیم کرے، اس کی آزمائش میں صبر کرے، اس کے فیصلے پر راضی ہو، اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے، اس کی عظمت کے سامنے جھک جائے، اس کی عزت کے سامنے پست ہو جائے، اس کی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، اس کی ہیبت کے سامنے سر جھکا دے، اس کے حساب اور عذاب کے بارے میں فکر مند ہو، اس کا دن روزے سے اور رات قیام میں گزرے، جہنم کا ذکر اور اللہ ﷻ کی طرف سے سوال اسے بے خواب رکھے تو یہ راہب ہے۔ میں تو باؤلا کتا ہوں میں نے اپنے آپ کو اس عبادت خانے میں قید کر رکھا ہے تا کہ لوگوں کو نہ کاٹوں۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس کے کلام سے تعجب ہوا میں نے اس سے کہا مجھے اس بات کے بارے میں بتاؤ جس نے لوگوں کو اللہ ﷻ کی معرفت کے باوجود اس سے دور کر رکھا ہے

اس نے کہا دنیا کی محبت نے ان کو اللہ ﷻ سے الگ کر دیا کیونکہ یہ گناہوں کی جگہ ہے عقلمند وہ ہوتا ہے جو اس دنیا کو دل سے نکال پھینکے اپنے گناہوں سے اللہ ﷻ کے ہاں توبہ کرے اور اس چیز کی طرف متوجہ ہو جو اس کو اس کے رب کے قریب کر دے۔

ایک دن حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ اپنی داڑھی میں کنگھی نہیں کرتے کیونکہ اس کے بال الجھ گئے ہیں تو انہوں نے فرمایا گویا میں فارغ ہوں (یعنی کنگھی وہ کرے جو فارغ ہو)۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پوری رات ایک سجدے میں گزار دیتے تھے۔

اور جب حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تو وہ کھانے اور پینے کے لئے بھی فارغ نہیں ہوتے تھے ان کی ماں نے کہا بیٹا اگر اپنے نفس کے ساتھ نرمی برتو (تو اچھا ہے) انہوں نے جواب دیا اماں جان! مجھے چھوڑ دیجئے میں تھوڑی سی زندگی میں طویل دن کے لئے اپنے آپ کو تھکاتا ہوں۔

جب حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا تو وہ راستے میں صرف چہرے پر سجدے کی حالت میں آرام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن بلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اللہ ﷻ سے امید ہے کہ میری رات سونے اور میرا دن کھانے کے بارے میں میرے خلاف گواہی نہیں دیں گے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک نماز

پڑھتا تو اپنے بستر پر گھسٹ کر آتا (یعنی چل نہ سکتا)۔

حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا میں دن کا کھانا رات تک اور رات کی نیند دن تک موخر کرتا ہوں اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صبح کے وقت صحابہ کرام ﷺ کے بال بکھرے ہوتے اور چہرے گرد آلود ہوتے کیونکہ وہ پوری رات سجدے اور قیام میں گزارتے تھے۔ کبھی وہ قیام میں ہوتے تو کبھی سجدے میں اور جب وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتے تو اس طرح جھومتے جس طرح کپڑے تر ہو جائیں اور ان کے آنسو وضو کے پانی کے آثار نظر آتے۔ جب سحری کا وقت ہوتا وہ اپنے چہروں پر تیل لگاتے اور سرمہ لگاتے گویا انہوں نے رات سونے کی حالت میں غفلت میں گزاری ہے (ریاکاری سے بچنے کے لئے ایسا کرتے تھے)۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقام تہجد میں ایک ڈنڈا رکھا تھا جب کچھ سستی ہوتی تو اپنے آپ کو ڈنڈے سے مارتے اور اپنے نفس کو پکار کر کہتے اپنے رب ﷻ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ ﷻ کی قسم میں تمہیں اس قدر تھکا دوں گا کہ تمہاری تھکاوٹ بھی مجھے ملامت کرے گی۔ اور بے شک تم جانور کے مقابلے میں مار کھانے کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ تمہارے پاس عقل ہے اور تم بہت دعوے کرتے ہو۔

حضرت ضیغم عابد رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر اس قدر عبادت کی کہ بیٹھنے پر مجبور ہو گئے (پاؤں شل ہو گئے) اور پھر بیٹھ کر اس قدر عبادت کی کہ لیٹنے پر مجبور ہو گئے اور فوت ہونے تک لیٹ کر عبادت کرتے تھے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک قوم کو عبادت میں ایسی حد تک پایا جس میں اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی پنڈلیاں بہت زیادہ کھڑا ہونے کی وجہ سے بیکار ہو گئی تھیں حتیٰ کہ اگر ان کو کہا جاتا کہ کل قیامت ہوگی تو مزید قیام نہیں کر سکتے تھے (یعنی آخری حد تک پہنچ چکے تھے) اور سردیوں میں چھت پر تہجد پڑھتے حتیٰ کہ سجدے کی حالت میں فوت ہو گئے۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ اللہ ﷻ کے اس قول کو بار بار پڑھتی تھیں

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (پ۲۷۔ الطور۲۷)

(ترجمہ) اللہ ﷻ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم ہوا سے بچایا۔

آپ زوال کے قریب تک پڑھتی رہتیں اور روتی رہتیں۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے صالحین کی علامت یہ ہے کہ زیادہ دیر جاگنے کی وجہ سے ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور

زیادہ روزوں کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے عبادت میں کوشش کرنے والوں سے فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! پہلے لوگوں کے مقابلے میں تمہاری کوشش کھیل کی طرح ہے۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے اپنے سر کو گردن میں جھکا کر غور و فکر کرتے رہتے جب رات کا تہائی حصہ گزرتا تو چیخ مارتے لوگوں نے کہا حضرت جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا ان کی چیخ کو نہ دیکھو جس وجہ سے چیخ مارتے ہیں اس کو دیکھو۔

حضرت حبیبہ عدویہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور اپنے دوپٹے اور چادر کو اچھی طرح لپیٹ کر نماز کی طرف متوجہ ہوتیں اور فجر تک نماز پڑھتی رہتیں وہ اپنی دعا میں یوں کہتی تھیں

یا اللہ ﷻ! میری نماز میں پائی جانے والی بے ادبی کو بخش دے۔

حضرت عجرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھتیں اور آپ نابینا تھیں پھر غمگین آواز کے ساتھ کہتیں یا اللہ ﷻ! عبادت گزار تیری بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور میرا عزم بجھا بجھا ہے۔

حضرت عفیرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا دن اور رات میں (کسی بھی وقت) اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھتی تھیں اور فرماتی تھیں مجھے ڈر ہے کہ میں سوئی رہوں اور مجھے اچانک پکڑ لیا جائے۔

حضرت شعوانہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر صبح تک روتی رہتیں ایک دن کچھ لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اپنے آپ سے نرمی کا سلوک کریں انہوں نے جواب دیا

اللہ ﷻ کی قسم! آنسو ایک طرف میں خون کے آنسو رونا چاہتی ہوں حتی کہ میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ نہ رہے اور وہ یوں دعا کرتی تھیں

یا اللہ ﷻ! جو لوگ تیری معرفت کے بعد تیری نافرمانی کرتے ہیں ان کو بخش دے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا اللہ ﷻ تجھے مجھ سے جو محبت ہے اس کی قسم! مجھے بخش دے۔

لوگوں نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اللہ ﷻ آپ سے محبت کرتا ہے فرمایا اگر اللہ ﷻ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے اندھیروں میں کھڑا نہ کرتا جب کہ لوگ سوئے ہوتے ہیں۔

حضرت معاذہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر نماز پڑھتی رہتیں جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں چکر لگاتیں اور کہتیں اے نفس نیند آگے قبر میں ہے یا تو خوشی اور سرور کی حالت میں یا عذاب اور حسرت کی صورت میں۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا نے ارادہ کیا کہ مکہ مکرمہ کی مجاور بن جائیں پھر یہ

ارادہ ترک کر دیا لوگوں نے اس سلسلے میں پوچھا تو فرمایا اُسے یہ بات معلوم ہے کہ میں اس کی خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتی لہٰذا میں جس کے پاس حاضر ہو رہی تھی اس نے مجھے واپس کر دیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک رات میں کنعان کی وادی سے نکلا اور جب وادی کے اوپر چڑھا تو مجھے ایک آنے والا نظر آیا میں نے غور سے دیکھا تو وہ ایک عورت تھی میں نے پوچھا یہ کس کا جسم ہے؟ اس نے کہا یہ مرد کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک اجنبی ہوں اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ ﷻ کے ساتھ تعلق کے بعد بھی اجنبیت؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس کی بات پر رونے لگا اس نے کہا اگر تو سچا ہوتا تو نہ روتا میں نے کہا نہ رونا سچائی کی علامت ہے؟ اس نے کہا ہاں کیوں کہ رونے سے دل کو آرام ملتا ہے اور سچا آدمی اس دنیا میں آرام کا طالب نہیں ہوتا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس کی بات پر تعجب ہوا میں نے اس سے کہا مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا تم پر اللہ ﷻ سے حیا کرنا لازم ہے بے شک حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے چالیس سال تک آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہائے افسوس! انہوں نے کہا اے سفیان! یہ کلمہ نہ کہو اگر آپ غمگین ہوتے تو اس کلمہ کے لئے فارغ نہ ہوتے یوں کہو ہائے میرے غم کی قلت! یہ سچائی کے زیادہ قریب ہے

حضرت عفیرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رونے سے تنگ نہیں پڑتی تھیں پوچھا گیا کیا آپ زیادہ رونے سے اکتاتی نہیں ہیں؟ فرمایا انسان کس طرح اپنی دوا اور شفا سے اکتا سکتا ہے۔

حضرت ام العلاء سعدیہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر روتیں اور نماز پڑھتیں اور کہتیں میرے گناہ زیادہ ہیں پس وہ مسلسل روتی رہیں حتی کہ ان کی بینائی چلی گئی۔

حضرت بردہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا اس قدر روئیں ان کی بینائی ختم ہو گئی اس پر لوگوں نے ان کو ملامت کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تم قیامت کے دن نافرمان لوگوں کا رونا دیکھو تو کہو کہ یہ رونا تو ایک کھیل ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی بیس سال تک مصلّٰی پر رہیں وہ صرف وضو اور نماز کے لئے اٹھتی تھیں۔

حضرت معاذہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا رات دیر تک نماز پڑھتیں حتی کہ مرد تھک جاتے اور وہ تھکتی نہیں تھیں

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نہ آرام کرتی تھیں نہ سوتیں اور نہ روزہ چھوڑتیں حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی صبح کا وقت ہوا تو میں نے ان سے کہا اے رابعہ! جس ذات نے ہمیں اس رات کے قیام کی طاقت دی ہے اس کا بدلہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ کہ ہم اس کے لئے دن بھر روزہ رکھیں اور رات بھر قیام کریں حتی کہ ہمیں موت آ جائے۔

حضرت رملہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا بہت زیادہ روزے رکھتی تھیں حتی کہ ان کی جلد سیاہ ہوگئی اور وہ روتی تھیں حتی کہ نابینا ہوگئیں اور اس قدر نماز پڑھتی تھیں کہ پاؤں شل ہوگئے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات ان کے ساتھ نماز پڑھی جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہی تھیں کاش میں پیدا نہ ہوئی ہوتی پھر رونے لگیں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے یہ آیت پڑھی

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ (پ۲۲، الاحزاب ۶۶)

(ترجمہ) جس دن ان کے منہ (بھوننے کے لئے) بار بار آگ میں ڈالے جائیں گے۔

اسے ایک عابد نے سنا تو اس نے چیخ ماری (اور بیہوش ہوگیا) پھر افاقہ ہوا تو کہا مجھے دوبارہ سناؤ فرماتے ہیں میں نے دوبارہ پڑھا تو وہ مر کر گر گیا۔

ایک دفعہ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا کہ مسجد کے ایک کونے سے ایک شخص نہ رکے تو اس شخص نے چیخ ماری پھر اس کی روح پرواز کر گئی حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس شخص کے جنازے میں شریک تھا اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے۔

حضرت زرارۃ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۙ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۙ (پ۲۹، المدثر ۸،۷)

(ترجمہ) جب صور پھونکا جائے گا تو یہ دن بہت مشکل دن ہوگا۔

آپ نماز پڑھ رہے تھے اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔

حضرت عمرو ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب بازار کی طرف جاتے تو اپنی آنکھ پر پٹی باندھ لیتے نہ کسی کافر کو دیکھتے اور نہ کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو اللہ ﷻ سے غافل ہو آپ کا غلام آپ کو پکڑ کر لے جاتا تھا۔

ایک دن آپ نے اپنے غلام سے پوچھا ہم کہاں ہیں؟ اس نے کہا قبرستان میں آپ نے اپنی آنکھوں سے پٹی اتاری تو قبروں پر نگاہ پڑی پس فوت ہو کر گر پڑے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آگ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے حتی کہ آپ کے دل کی دھڑکن ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کیا آپ نے دیکھا ہے کہ خلیل اپنے خلیل کو عذاب

دیتا ہو؟ فرمایا اے جبریل علیہ السلام جب میں اپنی لغزش کو یاد کرتا ہوں تو اپنا خلیل ہونا بھول جاتا ہوں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ ﷻ کا یہ قول نازل ہوا

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۙ (پ۱۴، الحجر ۴۳)

(ترجمہ) اور بے شک جہنم ان سب کے وعدہ کی جگہ (ٹھکانہ) ہے۔

تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر حیرانگی کے عالم میں نکل پڑے اور تین دن اس حالت میں رہے کہ کوئی چیز یاد نہیں رہتی تھی۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو اپنے چہرے اور داڑھی پر آنسوؤں کو ملتے اور فرماتے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہاں آنسو لگتے ہیں اس جگہ کو آگ نہیں جلاتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص رونے کی طاقت رکھتا ہے وہ روئے اور جو طاقت نہیں رکھتا وہ رونے کی کوشش کرے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص محبوب کا قرب چاہتا ہے وہ گناہوں پر بہت زیادہ روئے۔

حضرت محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کو پرنالے سے تشبیہ دیتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ کی آنکھیں رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے کس قدر مشابہ ہیں فرماتے ہیں (یہ سن کر) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رو پڑے حتی کہ ان کی بینائی کم ہوگئی ان کو اس بات پر غیرت آئی کہ کسی کی آنکھیں رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں کے مشابہ ہوں۔

انصار میں سے ایک نوجوان روتا تھا حتی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اس پر اس کو جھڑکا گیا تو اس نے کہا اللہ ﷻ کی قسم میں جب تک زندہ ہوں روتا رہوں گا جب مجھے موت آ جائے گی تو میری عملی کوتاہی اللہ ﷻ کی رضا سے شمار کی جائے گی (مطلب یہ کہ یہ رونا اس کی جگہ کفایت کرے گا)۔

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ (کے فوت ہونے) پر روئے تو لوگوں نے آپ کو اس پر ملامت کیا آپ نے فرمایا اللہ ﷻ حضرت سعید پر رحم فرمائے تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام پر رونے کے باعث عار قرار نہیں دیا اور اس پر اللہ ﷻ نے ان کو جھڑکا بھی نہیں ورنہ یہ کام باعث شرم ہوتا تو ہم پر معاملہ تنگ ہو جاتا۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محدثین، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر جمع ہوئے انہوں نے روشن دان سے جھانکا اس حال میں کہ آپ رو رہے تھے اور آپ کے آنسوؤں کے قطرے آپ

Scanned with CamScanner

کے چہرے اور داڑھی پر گر رہے تھے اور آپ پریشان تھے۔ ان (محدثین) سے پوچھا گیا تمہارا کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے کہا اے ابوعلی ہمیں وعظ کیجئے فرمایا قرآن مجید کو اختیار کرنا تم پر لازم ہے سنت پر عمل کرنا تم پر لازم ہے اور نماز کی ادائیگی لازمی ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ زمانہ بات کرنے کا نہیں یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں اپنی زبان کی حفاظت کرو اپنے گھر میں چھپ جاؤ رات کے وقت عبادت کرو معروف کاموں پر عمل کرو اور منکر کاموں کو ترک کرو۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جمعے کی طرف جانے سے پہلے جس آنکھ سے آنسوؤں کے قطرے جاری ہوں تو اللہ ﷻ بائیں کندھے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ میرے فلاں بندے کا نامہ اعمال لپیٹ دو اور دوسرے جمعے تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھو۔

حضرت کعب احبار ؓ فرماتے تھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اللہ ﷻ کے خوف سے روؤں حتی کہ میرے آنسو میرے چہرے پر گریں تو یہ بات مجھے سونے کا ایک پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ذر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے پوچھتے ابا جان! کیا وجہ ہے میں گفتگو کرنے والوں کو دیکھتا ہوں وہ گفتگو کرتے ہیں ان میں کوئی ایک بھی نہیں روتا اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو میں ادھر ادھر سے رونے کی آوازیں سنتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! جو عورت اجرت لے کر روتی ہے وہ اس کی طرح نہیں جو بچے کے گم ہونے پر روتی ہے۔

حضرت کعب احبار ؓ فرماتے تھے حضرت زکریا ؑ اپنے صاحبزادے حضرت یحییٰ ؑ کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر پر جھکے ہوئے رو رہے تھے پوچھا بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا مجھے حضرت جبریل ؑ نے خبر دی ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک بیابان ہے اس کی گرمی کو صرف آنسو مٹا سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! تم پر رونا لازم ہے پھر ان کے ساتھ خود بھی قبر پر جھک کر رونے لگے حتی کہ مٹی تر ہو گئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا کرتے تھے

اے اللہ ﷻ! مجھے خوف سے برسنے والی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے روئیں اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگارے ہو جائیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میں ایک پہاڑ میں موجود ایک عابد کے پاس کھڑا ہوا اور وہ رو رہا تھا۔ میں نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟

اس نے کہا میں کسی چیز کے چلے جانے پر نہیں رو رہا یہ ایک خوف ہے جسے اللہ ﷻ سے ڈرنے والے

اپنے دلوں میں پاتے ہیں اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر کے آخری حصے میں بہت زیادہ روتے اور کہتے اے میرے رب ﷻ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرا جسم کمزور ہو گیا اور میری عبادت کم ہو گئی ہے اپنے فضل و کرم سے مجھے جہنم سے آزاد کر دے میں اس میں ایک گھڑی ٹھہرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب ؓ کے چہرے پر آنسوؤں کے جاری ہونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔

جب حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں دکھیں اور بینائی کمزور ہو گئی تو حکیم نے کہا اگر آپ رونا اور سجدہ کرنا چھوڑ دیں تو میرے لئے آپ کا علاج کرنا ممکن ہو گا حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان دو چیزوں کے بغیر میری یہ زندگی گزر نہیں سکتی تم جاؤ مجھے تمہارے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔

لوگوں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہاں ایک شخص ہے جو بہت اچھی آواز سے قرآن پڑھتا ہے کیا آپ اس کے پاس جا کر (قرآن مجید کی تلاوت) نہیں سنتے؟ انہوں نے فرمایا جس عورت کا بچہ گم ہو جائے اسے کسی رونے والی کی ضرورت نہیں ہوتی (یعنی وہ خود روتی ہے)

حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ ہر رات سورج کے غروب ہونے کے بعد بہت روتے حتی کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی اور وہ فرماتے مجھے ڈر ہے کہ آج کے دن میرا کوئی ایسا عمل اوپر گیا ہو جس سے میرا رب ﷻ ناراض ہو گیا ہو۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی کو روتے ہوئے دیکھو تو اس کے بارے میں اچھا گمان کرو۔ میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو روتے ہوئے دیکھا اور خیال کیا کہ یہ شخص ریا کار ہے تو مجھے ایک سال تک رونے سے محرومی کی سزا ملی۔

حضرت یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رونا پانچ چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے (1) خوشی سے، (2) غم سے (3) درد سے (4) خوف اور دہشت سے اور (5) دکھاوے کے طور پر، اور چھٹی قسم کا رونا اللہ ﷻ کے خوف سے ہوتا ہے وہ انسان کو اچانک لاحق ہوتا ہے اپنے عمل سے نہیں ہوتا۔ یہی وہ رونا ہے جس کا آنسو آگ کے پہاڑوں کو بجھا دیتا ہے۔

حضرت کعب احبار ؓ فرماتے تھے بندہ روتا ہے حتی کہ اللہ ﷻ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اپنے پروں سے اس کے آنسو پونچھتا ہے اس وقت بندہ اللہ ﷻ کے خوف سے روتا ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد ؑ چالیس دنوں تک روتے رہے آپ سجدے سے سر نہیں اٹھاتے تھے حتی کہ آپ کے آنسو سے سبزہ اگ گیا اور آپ نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے اپنے

سر کوڈھانپا پس آواز دی گئی

اے داؤد علیک السلام کیا آپ بھوکے ہیں آپ کو کھانا دیا جائے یا پیاسے ہیں کہ آپ کو پانی پلایا جائے یا لباس کے بغیر ہیں کہ آپ کو لباس دیا جائے۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی طلب کے علاوہ کے ساتھ جواب دیا گیا حتیٰ کہ مواخذہ پورا ہو گیا فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام بلند آواز سے روتے رہے۔

پھر اللہ عزوجل نے آپ پر توبہ اور مغفرت نازل کی تو آپ نے کہا اے میرے رب میری لغزش میری ہتھیلی میں رکھ دے پس آپ کی خطا آپ کی ہتھیلی میں نقش ہو گئی چنانچہ آپ جب بھی کھانے یا پینے یا کسی اور کام کے لئے اپنی ہتھیلی کو پھیلاتے تو اسے دیکھ کر روتے تھے اور آپ کو پانی کا پیالہ دیا جاتا کہ آپ اسے پئیں تو آپ اسے بھی ہونٹوں پر نہیں رکھتے تھے کہ آپ کے آنسو جاری ہو جاتے اور اس لیے آپ نے اللہ عزوجل سے حیا کرتے ہوئے کبھی آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔[1]

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن اپنی خطا کو یاد کیا تو چلاتے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر چل پڑے حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے گئے تو وہاں آپ کے پاس درندے جمع ہو گئے آپ نے فرمایا واپس لوٹ جاؤ میرا مقصود تم نہیں ہو میں نے ہر اس شخص کا ارادہ کیا جو میری طرح اپنی خطا پر روتا ہے اور جس کی خطا نہیں اسے داؤد علیہ السلام کی خطا سے کیا تعلق؟

حضرت کعب اخبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے زیادہ رونے پر اعتراض کرتے تو وہ فرماتے مجھے چھوڑ دو کہ میں طویل دن کے رونے سے پہلے روؤں اس سے پہلے کہ ہڈیاں جل جائیں اور داڑھی آگ سے جل جائے اس سے پہلے کہ بندے کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم ہو اور سخت قسم کے فرشتے اسے گھسیٹیں۔

حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کی قوت کم ہو گئی اور آواز بیٹھ گئی عرض کیا اے میرے رب عزوجل صدیقین کی آوازیں صاف ہیں اور میری آواز بیٹھ گئی ہے اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ صدیقین خطا نہیں کرتے۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام لغزش کے واقع ہونے سے پہلے یوں دعا مانگتے تھے یا اللہ عزوجل! جو تیری نافرمانی کرے اسے نہ بخشنا۔ آپ اللہ عزوجل سے غیرت کی وجہ سے یوں کہتے تھے۔ اور جب لغزش واقع ہو گئی تو فرماتے تھے یا اللہ عزوجل! ہر خطا کو بخش دے حتیٰ کہ اپنے بندے داؤد علیہ السلام

1۔ شیخ الازھر علامہ سید محمد مہر طنطاوی لکھتے ہیں سورۃ ص کی آیت ۲۱ تا ۲۷ کے حوالے سے مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کچھ اقوال نقل کئے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں نہ عقلی نہ نقلی۔ ان آیات میں دو آدمیوں کی بکریوں کے سلسلے میں ان کے درمیان فیصلے کرنا تھا۔ اس میں ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے ان کو آزمایا پس انہوں نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور رکوع میں چلے گئے اور توبہ کی۔ اس سے معاذ اللہ گناہ ثابت کرنا غلط ہے حضور ﷺ دن میں ستر بار سے زیادہ توبہ کرتے تھے ۱۲ ہزاروی

کو بھی ان کے ساتھ بخش دے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا سخت ہو گیا اور آپ نے دیکھا کہ رونے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو کہا اے میرے رب کیا تجھے میرے رونے پر رحم نہیں آتا؟

اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی اے داؤد علیک السلام! کیا آپ اپنی لغزش کو بھول گئے اور اپنا رونا آپ کو یاد ہے۔ انہوں نے عرض کیا الٰہی! میں اپنی لغزش کو کس طرح بھول سکتا ہوں میں جب تورات کی تلاوت کرتا تھا تو جاری پانی رک جاتا، چلتی ہوئی ہوا ٹھہر جاتی، پرندے مجھ پر سایہ کرتے وحشی جانور مجھ سے مانوس ہوتے تو یا اللہ عزوجل! یہ میرے اور تیرے درمیان کیا وحشت (دوری) ہے؟ تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیہ السلام وہ عبادت کا انس تھا اور یہ نافرمانی کی وحشت ہے۔ پھر فرمایا:

اے داؤد علیک السلام! میں نے آدم (علیہ السلام) کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ان میں اپنی روح پھونکی اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اپنی عزت و کرامت کا لباس پہنایا، اپنی طرف سے وقار کا تاج ان کے سر پر رکھا۔ انہوں نے مجھے تنہائی کی شکایت کی تو میں نے اپنی بندی حضرت حواء علیہا السلام کو ان کے نکاح میں دیا ان کو اپنی جنت میں ٹھہرایا لیکن جب انہوں نے درخت سے کھانے کی وجہ سے ایک مرتبہ (بظاہر) میری حکم عدولی کی تو میں نے ان کو اپنے پڑوس سے دور کر دیا۔

اے داؤد علیک السلام! میں جو کچھ کہتا ہوں مجھ سے سنو، اور میں سچ کہتا ہوں تم ہماری بات مانو ہم تمہاری بات مانیں گے' تم ہم سے سوال کرو ہم تمہیں عطا کریں گے' آپ سے لغزش ہوئی ہم نے مہلت دی اگر آپ ہماری طرف رجوع کریں گے تو ہم قبول کریں گے۔

اہم بات

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی لغزشیں ہمارے جیسے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں بلکہ بعض اوقات ہم میں سے کوئی ایک ایسی باتوں کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے ان لغزشوں کو ان گناہوں پر محمول کرنا جائز نہیں جو ہماری عقل کے مطابق ہیں اور ان سے اللہ عزوجل نے منع کیا ہے

اے بھائی! اللہ عزوجل کی بارگاہ کے مقربین اور اس کی مخلوق میں سے خاص لوگ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اصفیاء کے بارے میں اپنے دل اور زبان کی حفاظت کر اور ہم نے اپنی کتاب میں اکابر کی طرف سے جوابات ذکر کئے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خطائیں اور لغزشیں محض صورتاً ہوتی ہیں۔ حقیقت میں نہیں ہوتیں اللہ عزوجل ان کاموں کو ان کے ہاتھوں جاری کرتا ہے کہ ان کی قوم کو تعلیم دی جائے کہ حقیقی گناہوں سے نکلنے کی کیا صورت ہے جب ان سے واقع ہوں نیز ان کا رونا بھی صورتاً ہوتا ہے۔ (امت کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے یہ مطلب نہیں

Scanned with CamScanner

کہ واقعی ان سے گناہ سرزد ہوا اور اس پر روئے ہیں)[1]

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے کم رونے پر روؤ اور اس دروازے سے داخل ہو جس سے وہ لوگ داخل ہوئے جو اللہ عزوجل کے خوف سے روتے ہیں اور وہ دروازہ بھوک ہے نیز حرام اور شبہ والی چیزیں نہ کھانے کا دروازہ ہے کیونکہ جو شخص ان چیزوں سے پیٹ بھرتا ہے اس کا دل لازمی طور پر سخت ہو جاتا ہے جس طرح اس سے پہلے کئی بار تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں تکلیف ہوتی تو صبح تک ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے اور قیام لیل ترک نہ کرتے۔

ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے تہجد پڑھنے والوں کے چہرے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ انہوں نے صرف رحمٰن کے ساتھ تنہائی اختیار کرلی تو اللہ عزوجل نے ان کو اپنے نور سے نورانی لباس پہنا دیا۔

حضرت شعوانہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے معتقدین سے کہتی تھیں اپنے دلوں میں غم اور اللہ عزوجل کی محبت کو لازم کرلو پھر تم میں سے کسی ایک کو مرنے کی فکر نہیں ہوگی۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید چوری ہو گیا تو آپ جب بھی وعظ فرماتے روتے اور فرماتے ہم سب روتے ہیں تو قرآن مجید کس نے چوری کیا؟ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

تلاوت قرآن کے وقت کثرت استغفار اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کا خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ جب بھی قرآن مجید پڑھتے ہیں بہت زیادہ بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے گواہ ہوتے ہیں کہ اس پر وہ عمل نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی قرآن مجید کے محافظ ہیں کہ قرآن مجید ان کے اندر سے ان پر لعنت کرتا ہے اور جب قرآن کا حافظ نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مجید اس کے اندر سے کہتا ہے اللہ عزوجل کی قسم تم نے اس مقصد کے لئے مجھے حاصل کیا تھا کیا تجھے اپنے رب سے حیا نہیں آتی۔

---

[1] حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں ان کی خطائیں دراصل لغزشیں ہیں اور یہ اسی طرح کہ حسات الابرار سیئات المقربین نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے لئے گناہ ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

اور جان لو کہ قرآن مجید پڑھنے والے پر واجب ہے کہ وہ کسی سچے بزرگ سے تربیت حاصل کرے اور مشق کرے تا کہ اس کی کثافتیں اور جو پردے قرآن پر عمل کرنے اور عظمت خداوندی کو دیکھنے میں رکاوٹ ہیں وہ ہلکے ہو جائیں کیونکہ اگر وہ اللہ عزوجل کی عظمت کو دیکھ لے تو اس کی نافرمانی نہ کرے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ اور ان کی وراثت بھی مکمل ہو جائے۔ کیونکہ کوئی شخص بھی حجاب کے بغیر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں نہیں پڑتا۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ جب قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرتے تو سات سو مرتبہ اللہ عزوجل سے بخشش مانگتے پھر سات مرتبہ کہتے یا اللہ عزوجل! جو قرأت میں نے عمل کے بغیر کی ہے اس پر مجھ سے ناراض نہ ہونا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قرآن مجید کے حامل کا مقام اللہ عزوجل کی نافرمانی سے بہت بلند و بالا ہے اور اس کے لئے اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کرنا کیسے درست ہے جب کہ قرآن مجید کا ہر حرف اس کو آواز دیتا ہے تجھے اللہ عزوجل کی قسم تو نے مجھ سے جو کچھ اٹھایا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔

پس حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کھیل کود کرنے والوں کے ساتھ کھیل کود میں ہو اور نہ بھولنے والوں کے ساتھ بھول جائے اور نہ غافل لوگوں کے ساتھ غفلت کا شکار ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے اہل قرآن! قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے کیونکہ قرآن مجید دل کی بہار ہے جس طرح بارش زمین کے لئے بہار ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے حامل قرآن کو چاہئے کہ اپنی رات کو پہچانے جب لوگ سو جائیں اور دن کو پہچانے جب لوگ روزہ نہ رکھیں اور غم کے ساتھ جب لوگ ہنسیں اور وہ خاموشی اختیار کرے جب لوگ بیہودہ گفتگو کریں اور وہ عاجزی اختیار کرے جب لوگ اپنے کپڑوں اور اپنی چال میں تکبر کی راہ اختیار کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم اور قرآن پاک کے حامل شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظلم کرنے والا اور جھگڑالو ہو اور حدیث اور علم کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرنے والا ہو اور نہ دنیا سے رغبت رکھنے والا ہو کیونکہ اس کے پاس جو کلمہ بھی ہے وہ اس سے کہتا ہے دنیا سے بے رغبت ہو جا۔

میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے جو شخص غور کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہر آسمانی کتاب اس سے کہتی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈر۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے قرآن مجید پڑھا جب میں نے مکمل کیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہ قرآن مجید (کی تلاوت) ہے رونا کہاں ہے؟

Scanned with CamScanner

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہماری مصیبت سے بڑی مصیبت نہیں ہم میں سے ایک شخص دن رات قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا حالانکہ یہ سب ہمارے رب ﷻ کے ہماری طرف پیغامات ہیں اور ان کے صاحبزادے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نہ روئے وہ مغرور ہے کیونکہ اس سے مقصود عمل ہے (صرف) تلاوت نہیں۔

اور جب آپ قرآن مجید پڑھتے تو روتے حتیٰ کہ سورت مکمل کرنے پر قادر نہ ہوتے اور فرماتے مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے پر خوش ہوتا ہے۔ اور اپنے نفس سے اس کے مواعظ، جھڑک اور کھنکھٹانے والی آیات پر عمل کا مطالبہ نہیں کرتا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں کبھی کبھی ایک آیت کے ساتھ پانچ راتیں مسلسل قیام کرتا ہوں اس کو بار بار پڑھتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کا نفس سے مطالبہ کرتا ہوں اور اگر اللہ ﷻ نے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں زندگی بھر اس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتا کیونکہ میں اس میں جب بھی تدبر کرتا ہوں جدید علم حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اگر اللہ ﷻ ولی کو اپنی جانب سے تلاوت کے دوران معانی قرآن کا عطیہ مرحمت نہ فرماتا تو ان میں سے کوئی بھی رات بھر تلاوت پر قادر نہ ہوتا کیونکہ ان کے وہ علوم جو قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ فکر یا گہری نظر سے نہیں نکالے جاتے بلکہ وہ اللہ ﷻ کی طرف سے عطیات ہیں جو ان لوگوں کو دوران تلاوت اللہ ﷻ عطا فرماتا ہے پس عین تلاوت، عین معانی ہیں جب معانی، کلام سے الگ ہو جائیں تو یہ فکر کا نتیجہ ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خواب میں اللہ ﷻ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا اے میرے رب ﷻ! مقرب فرشتوں کو قرب کیسے حاصل ہوتا ہے؟

فرمایا اے احمد! میرے کلام کی وجہ سے عرض کیا اے میرے رب ﷻ! سمجھنے کے ساتھ یا سمجھنے کے بغیر؟ فرمایا سمجھنے کے ساتھ بھی اور اس کے بغیر بھی تو "ارشاد خداوندی بغیر سمجھنے کے بھی" کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معانی کشف کے ذریعے آتے ہیں فکر اور سوچ کے ذریعے نہیں اللہ ﷻ کے اس قول کی یہی تشریح مناسب ہے اگرچہ تلاوت کرنے والے کو ثواب ہر صورت میں ملتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں (حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا) یہ کلام عجیب ہے پس تو غور کر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بہت سے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

حضرت ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی فاجر کے سینے میں قرآن مجید کا پایا جانا عجیب بات ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ گاروں کو جہنم کی طرف لے جانے والے فرشتے بت پرستوں کی طرف جانے کی نسبت قرآن مجید کے حامل (حافظ، عالم) کی طرف جلدی جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کی مخالفت کی جسے اٹھا رکھا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ جب اللہ ﷻ کا کلام پڑھتا ہے پھر لغو کلام کرتا ہے اس کے بعد قرآن کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ ﷻ اس سے فرماتا ہے میرے کلام کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہے؟

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ جب سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور پھر کوئی شخص کسی ضرورت کے بارے میں آپ سے گفتگو کرتا تو آپ دل میں کہتے یا رب ﷻ مجھے اجازت دے کہ میں فلاں سے کلام کرلوں پھر اس سے گفتگو کرتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قرآن مجید کے حاملین سے قیامت کے دن اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس کے بارے میں انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال ہوگا یعنی ان سے پوچھا جائے گا کہ قرآن مجید پر مکمل طور پر عمل کیا یا اس کے غیر پر، کیونکہ ان سب کو ایک ہی حکم دیا گیا کہ وہ اس (عمل) سے خالی نہ ہوں اور حدیث شریف میں ہے

اَكْثَرُ مُنَافِقِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُرَّاؤُهَا (زہد، ابن مبارک صفحہ 152 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اس امت کے زیادہ منافق (بے عمل) قراء ہوں گے (عملاً منافق ہوں گے)

اور مجھے (حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو) سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ بیس سال ایک ختم دن کے وقت اور ایک ختم رات کے وقت کرتے رہے اور یہ عمل ان کو اپنے شیخ طریقت سیدی احمد المرحومی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات سے پہلے کا حاصل ہے۔

جب ان سے ملاقات ہوئی اور ان کو بتایا تو انہوں نے فرمایا تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ تم زیادہ بار ختم قرآن پر خوش ہوتے ہو اور اپنے نفس سے اس پر کچھ بھی عمل کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے، انہوں نے جواب دیا یہی بات ہے۔

فرماتے ہیں اس کے بعد شیخ نے مجھے قرآن مجید میں غور و فکر کرنے اور اپنے نفس سے ہر آیت پر عمل کا مطالبہ کرنے کا حکم دیا تو اس کے بعد میں پہلے معمول کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کر سکا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے

نماز کے وقت بارگاہ خداوندی میں حاضری کی تیاری

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ نماز کے اول وقت سے ہی اللہ ﷻ

Scanned with CamScanner

کے سامنے کھڑا ہونے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں پس ان میں سے ایک کو وضو کے وقت سے یا جب حی علی الصلوۃ کے آواز دی جاتی ہے اس وقت سے اللہ ﷻ کی عظمت کا شعور حاصل ہوتا رہتا ہے حتی کہ وہ اپنے مقام کے مطابق بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جاتا ہے۔

خاص طور پر جو شخص نماز سے پہلے علمی مطالعہ یا بحث مباحثہ کر رہا ہو یا اس قسم کے دوسرے عمل میں ہو تو اس شخص کے لئے حاضری دور ہوتی ہے ہاں وقت داخل ہونے سے پہلے مستعد ہو (تو ٹھیک ہے)

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ وقت داخل ہونے سے دس درجہ (پانچ منٹ) پہلے نماز میں کھڑا ہونے کے لئے مستعد ہو جاتے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اللہ ﷻ کا شکر ہے آپ کا کوئی دنیوی تعلق نہیں جو حاضری سے روکے، انہوں نے فرمایا ہر انسان کے مرتبہ کے مطابق اس کے لئے کچھ رکاوٹیں ہوتی ہیں اگر لوگوں کے لئے نماز سے پہلے حجاب نہ ہوتا تو نماز کے لئے کھڑا ہونے کی صورت میں ان کے رنگ زرد نہ ہوتے۔

پس ہر ولی کے لئے ضرور حجاب ہوتا ہے جو نماز کے لئے کھڑا ہونے کی صورت میں اٹھ جاتا ہے۔ اور اس سے اس کے لئے اپنے رب ﷻ کی تعظیم میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر یہ حجاب نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی دھڑکن ایک میل سے نہ سنی جاتی جب وہ نماز پڑھتے تھے۔

اکابر سے اللہ ﷻ کی تعظیم منقول ہے کیونکہ وہ اللہ ﷻ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح بادشاہ کا غلام اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کے لئے اعلیٰ مثال ہے۔ (یعنی یہ مثال محض بات سمجھانے کے لئے دی ہے ورنہ اللہ ﷻ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے)۔

حدیث شریف میں ہے:

خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَآءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهٗ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ باب المحافظۃ علی الصلوۃ جلد 1 صفحہ 61 مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور پاکستان)

(ترجمہ) اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر (یومیہ) پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جو شخص ان کو ادا کرے (اور) ان کے حق کو معمولی سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی چیز کو ضائع نہ کرے تو اللہ ﷻ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

اور دوسری حدیث میں ہے۔

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ وُّجِدَتْ تَامَّةً قُبِلَتْ مِنْهُ سَائِرُ اَعْمَالِهٖ وَاِنْ وُّجِدَتْ نَاقِصَةً رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهٖ

(المستدرک للحاکم۔ کتاب الصلوۃ جلد 1 صفحہ 263 مطبوعہ المطبوعات اسلامیہ بیروت۔
جامع الترمذی۔ کتاب الصلوۃ حدیث 413 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر وہ مکمل پائی گئی تو اس کے تمام اعمال قبول ہوں گے اور وہ اگر ناقص پائی گئی تو اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ لَّمْ يُتِمَّ رُكُوْعَ الصَّلٰوةِ وَلَا سُجُوْدَهَا وَلَا خُشُوْعَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُوْلُ لِصَاحِبِهَا ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهٗ

(ترجمہ) جو شخص نماز کا رکوع، سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے تو وہ نماز سیاہ تاریکی کی صورت میں آئے گی اور اس نمازی سے کہے گی اللہ ﷻ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا حتیٰ کہ جب اللہ ﷻ چاہے گا تو اس کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس شخص کے منہ پر مارا جائے گا۔

حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تو آنسو آپ کے رخساروں اور داڑھی پر پھیل جاتے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا اور اس سے سنا کہ وہ سجدے کی حالت میں کہہ رہا ہے۔ یا اللہ ﷻ! جنت میں حورعین سے میرا نکاح کر دے جس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فلاں! تیرا حور کو اپنے نکاح میں لانے کی خواہش کرنا میرے خیال میں تیرے اندر حیا کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تو حور سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور (نماز میں) کھیل رہا ہے

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں داخل ہوتے تو آپ کو پتہ نہ چلتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد کیا چیز ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر والوں سے فرماتے تھے میرے پاس آواز بلند نہ کرو البتہ جب تم دیکھو کہ میں نے نماز شروع کر دی ہے کیونکہ جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری گفتگو میں سے کچھ بھی نہیں سنتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا اور بہت زیادہ شور مچا اور لوگ اس سے جلدی جلدی نکلنے لگے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ بھی پتہ نہ چلا حتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے سلام پھیرا۔

جب نماز کا وقت ہوتا امیر المومنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا رنگ پیلا پڑ جاتا اور بدل جاتا اور آپ فرماتے یہ امانت ہے جو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں نے (انسان مراد ہے) اس کو اٹھایا تو میں نہیں جانتا کہ میں اس کے آداب پورے کر رہا ہوں یا نہیں؟

Scanned with CamScanner

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے رب عزوجل! تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اور کس کے لئے تیرے گھر میں داخل ہونا مناسب ہے؟ (یعنی مسجد میں) اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ میری رضا کی خاطر جو شخص میری عظمت کے لئے تواضع اختیار کرے اپنا دن میری یاد میں گزارے، اپنے نفس کو میری رضا کی خاطر خواہشات سے روکے بھوکے کو کھانا کھلائے اجنبی کو ٹھکانہ دے اور مصیبت زدہ پر رحم کرے اس شخص کے لئے مناسب ہے کہ میرے گھر میں داخل ہو اور میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی نماز پڑھی تو میں نے اپنے عمل کو دیکھا کہ اس میں اطاعت کے مقابلے میں سوئے ادب زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے تھے دل کی حاضری کے ساتھ دو رکعتیں ان ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں جن میں آدمی کا دل غافل ہو۔

حضرت علی ابن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو زیادہ سجدوں کی وجہ سے "سجاد" کہا جاتا تھا اور وہ فرماتے تھے اس میں (سجدے میں) خضوع اختیار کرنا رکوع کے خضوع سے افضل ہے۔ اسی لئے میں سجدے زیادہ کرتا ہوں۔ کہا گیا کہ ہر دن ایک ہزار رکعات آپ کا وظیفہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نماز کے دوران مٹی پر سجدہ کرتے تھے چٹائی پر نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ عزوجل کے ہاں یہ خضوع کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ جب ان میں سے ایک مسجد میں داخل ہوتا تو کانپ اٹھتا اور اللہ عزوجل کے خوف کی شدت سے اس کا رنگ بدل جاتا اور اسے امور دنیا میں سے کوئی بات یاد نہ رہتی بلکہ سب کچھ بھول جاتا۔

ہمارے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے آخری ہیں جن کو ہم نے اس مقام پر پایا اور آپ مسجد میں جانے کی جرأت نہیں کرتے تھے مگر لوگوں کے تابع ہو کر جاتے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ صرف اپنے رب عزوجل کے ساتھ بیٹھتا ہے اور عنقریب ایک وقت آئے گا کہ لوگ مسجد میں حلقوں میں بیٹھیں گے اور دنیوی باتیں کریں گے پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ جائز باتوں کے بارے میں ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مسجدوں میں بیٹھ کر غیبت کرتے ہیں ان میں علماء اور صالحین بھی شامل ہیں ہم اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور خشوع اختیار کرو ہو سکتا ہے تم بھی خشوع کرنے والوں میں شمار ہو جاؤ۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نماز کے وقت پردے اٹھ جائیں

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ پردے اٹھ جانے پر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک جب بھی چاہے رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسی طرح ہر نبی علیہ السلام اپنی قبروں میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

سیدی شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ[1] پانچوں نمازیں حضور ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے جس طرح آپ نے خود بیان فرمایا۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معاملہ تھا۔ ایک دن سیدی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین سے پوچھا تم میں سے کون رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتا ہے اور آپ سے رات اور دن میں کسی بھی وقت پردے میں نہیں ہوتا؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں سے کسی کو یہ مقام حاصل نہیں آپ نے فرمایا ان دلوں پر روؤ جو کائنات اور عالم ملکوت کے اسرار سے پردے میں ہیں اللہ عزوجل کی قسم! اگر حضور ﷺ ایک لحظہ کے لئے مجھ سے پردے میں ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔

میں (مصنف) کہتا ہوں یہ وہ مقام شرف ہے جس تک (راہ حق کا) سالک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ایک لاکھ پردوں، سینتالیس ہزار پردوں اور نو سو ننانوے پردوں سے آگے نہ چلا جائے اور یہ بات ہر ولی کو حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "العہود المحمدیہ" میں وضاحت کی ہے اور اس کتاب کے شروع میں بھی ذکر کیا ہے۔ پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

روزے اور حج میں آداب کا زیادہ خیال رکھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ دیگر عبادات کے مقابلے میں روزے اور حج کے آداب کا زیادہ خیال رکھتے ہیں تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک (روزوں کے حوالے سے) اور حج کے بعد مرنے تک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہیں۔ جس طرح نماز جمعہ میں دل حاضر ہو تو

1۔ آپ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب قصیدہ بردہ) کے مرشد گرامی ہیں اور سکندریہ (مصر) میں آپ کا مزار شریف اور خوبصورت مسجد ہے آپ کے مزار مقدس کے سامنے حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور مسجد ہے راقم نے مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۰۴ بروز جمعرات دونوں بزرگوں کے مزارات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا وللہ الحمد۔ ۱۲ ہزاروی

Scanned with CamScanner

دوسرے جمعہ تک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح جب پانچوں نمازوں میں دل حاضر ہو تو بعد والی نماز تک شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے. جس طرح اس بات کو وہ شخص پہچانتا ہے. جس کو اللہ عزوجل نے اسرار شریعت پر مطلع کیا اور وہ ان نمازیوں میں سے ہو جو شریعت کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں عادت کے طور پر نہیں۔

ایک مرتبہ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک شخص سے سنا وہ سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ رہا تھا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ شیخ خاموش رہے اور ایک ساعت تک جواب نہ دیا پھر فرمایا آئندہ مجھ سے اس قسم کا سوال نہ کرنا اس طرح تم مجھے جھوٹ میں مبتلا کرو گے کیونکہ نماز تو اسے کہتے ہیں جس میں بندہ اول سے آخر تک اپنے رب کے ہاں حاضر ہو اور اس کے دل میں کوئی خیال نہ گزرے سوائے اللہ عزوجل کی محبت کے اور یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے ہے اور وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے یعنی قرات، ذکر، رکوع اور سجدہ وغیرہ سب اللہ عزوجل کے سامنے ادا ہو رہا ہے۔

اس شخص نے کہا اگر میں اس قسم کا سوال کرنا چاہوں تو کیا کہوں فرمایا تم مجھ سے پوچھو کیا آپ وقت پر لوگوں کے ساتھ اٹھے اور بیٹھے یا نہیں؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اپنے روزے کو ہنسنے سے بھی بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مہینہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا ہے ہنسنے اور کھیل کود کا مہینہ نہیں ہے۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک روزوں کا مہینہ بھوک کا مہینہ ہے پس جو شخص اس میں اس قدر بھوکا نہ ہو جس سے اس کی جلد کا رنگ بدل جائے تو اس کے روزے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے نہ بچائے وہ روزہ دار نہیں ہے اگرچہ بھوکا رہے اور جو شخص اپنے اعضا کو گناہوں سے روکے وہ حقیقت میں روزہ دار ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت کے احکام میں جب عمل کرنے والے کو پورا پورا اجر دیا جائے گا تو یہ شخص روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہوگا کہ اس کا اجر کم ہوگا۔

حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما نے حج کیا جب احرام باندھ کر سواری پر بیٹھ گئے تو آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا اور آپ پر کپکپی طاری ہو گئی حتی کہ ہیبت کی وجہ سے تلبیہ نہ کہہ سکے ساتھیوں نے پوچھا کیا آپ تلبیہ نہیں کہتے؟

فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہوں تو مجھے جواب دیا جائے تیرا "لبیک اور سعدیت" کہنا قبول نہیں ہے۔ عرض کیا گیا یہ کلمات کہنا ضروری ہے جب آپ نے تلبیہ کہا تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی

اور آپ گر پڑے اور مسلسل یہ حالت طاری رہی حتی کہ حج کو مکمل کیا اور جب حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا اگر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ کی قبروں کو بوسہ دینے کی بجائے بوسہ نہ دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے اپنے بھائیوں (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دیا ہو۔

اور ہمیں یہ بات بھی نہیں پہنچی کہ آپ نے کسی کو اس پر یعنی کسی کو صالحین امت میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دینے پر برقرار رکھا ہو (یعنی آپ کے سامنے بوسہ دیا گیا اور آپ نے منع نہ فرمایا ہو) اس لئے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ مشائخ کی قبروں اور چوکھٹوں کو بوسہ دینے سے باز رہنا چاہئے اور اس کی جگہ ان کے اخلاق کی پیروی کرنی چاہئے۔[1]

جب حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا احرام باندھا تو آپ تلبیہ نہ کہہ سکے حتی کہ قافلہ ایک میل تک چلا اور آپ کی بیہوشی والی کیفیت ہو گئی اور آپ کجاوے میں تھے پھر افاقہ ہوا حضرت احمد بن ابی حواری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ساتھ تھے ان سے فرمایا اے احمد! بے شک اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے فرما دیں کہ وہ میرا ذکر کم کر دیں کیونکہ ان میں سے جو میرا ذکر کرتا ہے اس کا ذکر لعنت کے ساتھ کرتا ہوں حتی کہ وہ میرے ذکر سے خاموش ہو جائے۔

اے احمد! تجھ پر تعجب ہے. ہم اس بات سے بے خوف نہیں ہیں کہ اللہ عزوجل ہم پر لعنت بھیجے کیونکہ ہم نے اپنے اوپر بھی ظلم کیا اور اپنے غیر پر بھی ظلم کیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اس نے احرام باندھ رکھا تھا اور خاموش تھا میں نے اس سے پوچھا اے نوجوان! تو تلبیہ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا اے شیخ! تلبیہ مجھے کیا فائدہ دے گا میرے گناہ، جرائم اور برے اعمال بے شمار ہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے تلبیہ کہا تو جواباً یہ نہ کہا جائے تیرا تلبیہ قبول نہیں نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں اور نہ تیری طرف (رحمت کی) نظر کرتا ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے میرے بیٹے! بے شک اللہ عزوجل کرم کرنے والا بخشنے والا ہے اس نے کہا آپ مجھے تلبیہ کا اشارہ دے رہے ہیں میں نے کہا ہاں پس اس نے اپنا پہلو زمین پر رکھ کر لبیک کہا اور سسکیاں لینے لگا حتی کہ اس کی روح قبض ہو گئی۔ اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے پیدل حج

۱۔ مصنف علیہ الرحمہ نے قبرستان میں اور بزرگان دین کے مزارت پر حاضری دینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ عمل کی طرف توجہ دلائی نیز آداب زیارت بتائے کہ ان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کی بجائے ان کی سیرت و کردار کو دیکھنا چاہے بوسہ دینا جائز ہے لیکن عوام الناس کے اس میں حد سے بڑھ جانے کے خطرہ کے پیش نظر احتیاط لازم ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کے لئے گئے ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے پاس سواری نہیں جس پر سوار ہوں انہوں نے فرمایا کیا بھاگا ہوا غلام اس بات پر راضی نہیں کہ اپنے آقا سے صلح کرنے کے لئے سواری کے بغیر آئے اور میں اس (مقدس) سرزمین میں جاتے ہوئے بہت زیادہ شرم محسوس کررہا ہوں۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا اور وہ کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے اللہ ﷻ! بے شک میرے ذمہ تیرے حقوق ہیں پس مجھے وہ معاف فرمادے اور تیرے بندوں کے مجھ پر حقوق ہیں تو اپنے فضل سے ان کو مجھ سے اٹھالے اور تیرا فضل مجھ پر پورا ہو چکا ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ کجاوے کے بغیر سواری پر حج کے لئے جاتے تھے اور ان پر سایہ بھی نہیں ہوتا تھا اور وہ فرماتے تھے محرم (جس نے احرام باندھا اس) کے بال بکھرے ہوں اور چہرہ گرد آلود ہو اور یہ (سواری وغیرہ) اس کے خلاف ہے اور ان میں سے ایک جب حج کا ارادہ کرتا اور کئی سال حلال پیسے اکٹھے کرتا رہتا تا کہ حج پر خرچ کرے اور وہ اپنے حج کے سلسلے میں حکمرانوں اور ان کے خدمت گاروں سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مخلوق کے دیکھنے سے شدید حیا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مخلوق کے دیکھنے سے سخت حیا کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ اپنے رب ﷻ سے سخت حیا نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَلِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ

(الجامع الصغیر حدیث 3859 جلد 1 صفحہ 234 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) حیا ایمان سے ہے اور ہر دین کا ایک خلق ہے جب کہ اسلام کا خلق حیا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور حیا کی زینت گناہ کو ترک کرنا ہے اور ہر چیز کا پھل ہے اور حیا کا پھل بھلائی کمانا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کسی دل کو اس سے سخت سزا نہیں دیتا کہ اس کے دل سے حیا چھین لے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اللہ ﷻ سے اس کی

رضا اور جنت کا سوال کرنے میں بھی حیا کرتے تھے۔ وہ اس سے عفو و درگزر کا سوال کرتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے پہلے سفر میں خیمہ لگانے والے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے فرمایا میں لوگوں سے سخت حیا کرنے والا ہوں پس مجھے ان کے دیکھنے سے پردے میں کرلو۔

اور آپ بیت الخلاء میں سر ڈھانپے بغیر نہیں جاتے تھے کیونکہ فرشتوں سے بھی حیا کرتے تھے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ ان کو اس کا بدلہ اس صورت میں ملا کہ فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں کسی اور سے نہیں جس طرح حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحِیْ مِمَّنْ تَسْتَحِیْ مِنْهُ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مرویات مسند عائشہ رضی اللہ عنہا جلد 6 صفحہ 62 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرشتوں کے لئے بیت الخلاء کے دروازے پر اپنی چادر ڈال دیتے اور فرماتے تم دونوں (کراماً کاتبین) یہاں بیٹھو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف باہر نکلوں۔

شدت تقویٰ اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس کے بعد بھی اپنے آپ کو متقی نہیں سمجھتے نیز وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے کہتے تھے اے ابن خطاب اللہ ﷻ کی قسم! تمہیں اللہ ﷻ سے ضرور بضرور ڈرنا ہوگا ورنہ وہ تمہیں عذاب دے گا پھر تمہاری پرواہ نہیں کرے گا۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی خواہشات کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہے

مَنْ قِیْلَ لَهٗ اتَّقِ اللّٰهَ فَغَضِبَ اُوْقِفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَلَمْ یَبْقَ مَلَکٌ اِلَّا مَرَّ بِهٖ وَعَابَهٗ وَقَالَ لَهٗ اَنْتَ الَّذِیْ قِیْلَ لَکَ اتَّقِ اللّٰهَ فَغَضِبْتَ.

(ترجمہ) جس شخص سے کہا جائے کہ اللہ ﷻ سے ڈرو اور اسے اس پر غصہ آئے تو قیامت کے دن اسے کھڑا

Scanned with CamScanner

کیا جائے گا اور ہر فرشتہ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے جھڑکے گا اور اس سے کہے گا تم وہ ہو جس سے کہا گیا کہ اللہ عزوجل سے ڈرو تو تمہیں غصہ آ گیا۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اے امیر المومنین لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک آپ ان میں موجود رہیں گے۔ انہوں نے فرمایا لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک اپنے رب کو راضی رکھیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ آیت کریمہ پڑھتے:

وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲ البقرہ ۱۹۷)

(ترجمہ) اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو

تو فرمایا ان لوگوں کو اس لئے عتاب ہوا کہ وہ اپنے آپ سے محبت کرتے تھے۔

حضرت عروہ رقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت قرآن مجید سے محبت اور اس پر عمل کرنا ہے اور رسول ﷺ سے اس کی محبت یہ ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کرے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت یہ ہے کہ وہ اس کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت سے نہ اکتائے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کی عبادت میں زیادہ کھڑا ہو اور اپنے آپ کو تھکا دے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جو برف میں سویا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا کیا تم برف کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے؟ اس نے کہا جس کو اللہ عزوجل کی محبت کا ذائقہ حاصل ہو گیا اسے ٹھنڈک اور آگ کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ وہ ہر جگہ محبت کاملہ مراد لیتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے خیال میں اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں لیکن اللہ عزوجل ان سے محبت نہیں رکھتا ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دنیا سے زہد اور طلب دنیا کی مذمت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں اور ہر طالب دنیا کی مذمت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں مبالغہ کرتے ہیں حتیٰ کہ علماء بنی اسرائیل کی طرح وہ حکمت بھری گفتگو کرتے ہیں۔

اور زہد کے سلسلے میں ان کے قائد سرکار دو عالم ﷺ ہیں رسول اکرم ﷺ کے خانہ اقدس میں چالیس چالیس راتیں آگ اور چراغ نہیں جلتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ زندگی کیسے گزارتے تھے انہوں نے فرمایا دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی کے ساتھ۔

اور رسول اکرم ﷺ نے پیوند لگی چادر اور ایسی ازار میں وفات پائی جو عرنی گاڑھی تھی (عرنی، عرنیہ کی طرف منسوب ہے)

نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے:

اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

(ترجمہ) بے شک میری اور دنیا کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک درخت کے سائے میں بیٹھتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چل پڑتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد کے تین حرف ہیں۔ **زاء** کا معنی دنیوی زینت کو چھوڑنا۔ **ہاء** کا معنی نفسانی ہویٰ (خواہش) کو ترک کرنا اور **دال** کا معنیٰ دنیا کو (اس کی محبت کو) مکمل طور پر چھوڑنا ہے پس جب تم ایسا کرو گے تو تم زاہد ہو گے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد کی تین اقسام ہیں

(1) فرض: یہ زہد حرام کاموں کو چھوڑنے کی صورت میں ہے۔

(2) واجب: یہ زہد شبہات سے بچنے میں ہے۔

(3) سنت: یہ زہد حلال (مباح) چیزوں سے بچنے میں ہے (لیکن ان کو حرام نہ سمجھے)

اسی لئے حکومت حاصل کرنے سے زہد سونے اور چاندی سے بچنے کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے کیونکہ تم حکومتی منصب حاصل کرنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو خرچ کرتے ہو۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو دنیا میں زہد پر مجبور کرے ہاں اس پر لازم ہے کہ ان کو اس بات کی دعوت دے اگر وہ اسے قبول کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ خود زہد اختیار کرے اور ان کی بھلائی کی چیزیں ان کو دے۔

وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو چیز تمہیں تمہارے رب سے غافل کرے وہ اہل ہوں، مال ہو یا کوئی دوسری چیز وہ تمہارے لئے نحوست کا باعث ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے تمام موجودات کو پیدا کیا کہ وہ بندے کو اس کے رب کی یاد دلائیں اس صورت میں یہ مبارک ہے بخلاف اس کے جب موجودات اس کے اور اس کے رب عزوجل کے درمیان حجاب بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد اور مال بندے کے لئے بہت بڑا فتنہ ہے کیونکہ

جب اس کا میلان ان کی طرف ہوگا تو وہ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے گا۔

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طبیخ کھایا تو انہوں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور فرمایا (اس طرح) لوگ اپنی خواہشات کے مطابق کھانے میں آپ کی اقتدا کریں گے۔

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب اللہ ﷻ نے ہمیں دنیا میں زہد عطا فرمایا تو اس کے بعد ہماری دنیا کی طرف رغبت کا گناہ ہی کافی ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے زہد کے بارے میں بہت سی باتیں سنی ہیں لیکن اس سلسلے میں سب سے اچھی بات جو ہم نے دیکھی یہ ہے کہ زہد ہر اس چیز میں ہوتا ہے جو اللہ ﷻ سے پھیر دے حتی کہ علم اور عمل بھی۔ (جس چیز کی وجہ سے اللہ ﷻ سے دوری ہو اسے چھوڑنا زہد ہے)

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یعنی اگر علم اور عمل میں ریاکاری خود پسندی یا لوگوں کی طرف تعریف کی چاہت وغیرہ آجائے ورنہ جو شخص علم وعمل میں مخلص ہو اس کے لئے اس میں زہد ٹھیک نہیں کیونکہ ان دونوں باتوں میں اخلاص بندے کے دل کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے کسی زاہد عالم کے بارے میں بتایئے جس کے پاس میں بیٹھوں انہوں نے فرمایا اے فلاں! یہ چیز گم ہو چکی ہے اب نہیں پائی جاتی۔

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد پورے کا پورا نفس کو تھکانے کا نام ہے جب کوئی زاہد دنیا میں راحت کی طرف مائل ہوا، اس وقت اس نے زہد سے رجوع کر لیا۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کا (عہدہ حاصل کرنے کا) مطالبہ کیا تو آپ اس سے بھاگ گئے اور ہم نے دنیا طلب کی تو وہ ہم سے بھاگ گئی تو دیکھو دونوں قسم کے لوگوں کے درمیان کتنا فرق ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اللہ ﷻ سے تین باتیں طلب کیں ایک یہ کہ جب مجھے موت آئے تو میری ملک میں کوئی درہم نہ ہو اور نہ میرے ذمہ ہو اور نہ میری ہڈیوں پر گوشت ہو پس آپ کا انتقال اسی طرح ہوا۔

ایک مرتبہ خلیفہ نے فقہاء کی طرف عطیات بھیجے تو انہوں نے قبول کر لئے اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دس ہزار درہم بھیجے لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ان کی اولاد نے ان سے کہا کہ فقہاء نے تحائف قبول کر لئے حالانکہ وہ لوگوں کے پیشوا ہیں آپ کیوں قبول نہیں کرتے؟

(یہ سن کر) آپ روئے اور فرمایا میری اور تمہاری مثال اس قوم جیسی ہے جن کے پاس گائے ہو اور وہ اس کے ذریعے کھیتی باڑی کرتے ہوں جب وہ بوڑھی ہو جائے تو ان میں سے بعض کہیں اس کو ذبح کر دو اس

سے پہلے کہ تم اس کی کھال اور گوشت سے فائدہ نہ اٹھا سکو، اسی طرح تم بھی مجھے بڑھاپے میں ذبح کرنا چاہتے ہو پس بھوک پر صبر کرو یہ تمہارے لئے مجھے ذبح کرنے سے بہتر ہے۔

انہوں نے کہا آج ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تو انہوں نے چھری لی اور اپنے نیچے بچھے ہوئے پرانے بچھونے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر فرمایا اس کی قیمت سے کھانے کے لئے کچھ خرید لو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدین کے سردار تھے آپ بالوں والا لباس پہنتے اور درختوں کے پتے کھاتے تھے آپ کے ہاں اولاد نہ تھی جسے موت آتی، گھر نہیں تھا جو خراب ہو جاتا اور نہ کل کے لئے رزق تھا، جہاں رات آجاتی وہاں سو جاتے۔

ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا اے روح اللہ! کیا آپ اپنی سواری کے لئے دراز گوش (گدھا) خرید نہیں لیتے؟ فرمایا اللہ ﷻ کے ہاں میری عزت اس سے زیادہ ہے کہ میں گدھے کی خدمت میں مشغول ہو جاؤں اور آپ علیہ السلام اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کا چھان بورا کھانا جو راکھ میں ملا ہوا ہو اور کتوں کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر سو جانا اور سخت ٹاٹ پہن لینا اس شخص کے لئے بہت زیادہ ہے جس نے (آخرکار) مر جانا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے بچھونا، تکیہ اور پیالہ تک نہیں رکھا اور ایک مرتبہ اپنے سر کے نیچے اینٹ رکھ دی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ دنیا سے زہد اختیار کرنے کے بعد اس کی طرف مائل ہو گئے اور آپ نے اپنے سر کے نیچے اینٹ کا تکیہ رکھ لیا؟ اس کے بعد سے آپ بیٹھے بیٹھے سوتے تھے حتی کہ اللہ ﷻ نے آپ کو اٹھا لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے فرماتے تھے تم پر خاص پانی خشکی کی سبزی اور جو کا چھان اختیار کرنا لازمی ہے گندم کی روٹی سے بچو تم جو کے چھان بورے کا شکر بھی ادا نہ کر سکو گے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین درہم کی قمیص خریدی اس وقت آپ خلیفہ تھے آپ نے کلائیوں سے اس کی آستین کاٹ کر پہن لی اور فرمایا اس پر اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ یہ اس کے عمدہ مال میں سے ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب قمیص پہنتے تو جب تک پرانی نہ ہو جاتی اسے نہ اتارتے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اپنی قمیص کو دھوتے نہیں؟ آپ نے فرمایا معاملہ (موت) اس سے زیادہ جلدی میں ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پوری دنیا میرے قبضے میں ہوتی تو میں اس پر خوش نہ ہوتا اور اگر کوئی شخص میرے ہاتھ سے پوری دنیا لے لے تو میں اس کا پیچھا نہیں کروں گا اور نہ ہی اس پر

Scanned with CamScanner

غمگین ہوں گا۔

آپ مکہ مکرمہ میں پانی کے ذریعے روزی کماتے تھے آپ کے پاس ایک اونٹ تھا اس پر پانی لا کر فروخت کرتے اور اس سے آپ اور آپ کے گھر والے رزق حاصل کرتے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے اپنے پیٹ کو کنٹرول کر لیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی آزمائش ایک لقمہ سے ہوئی تھی اور قیامت تک تمہاری آزمائش بھی اسی کے ساتھ ہو گی پس اس بات کو جان لو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے مراد اللہ عزوجل کا انسانوں کو آزمانا ہے کہ کیا یہ لوگ خواہشات کو چھوڑنے پر صبر کر سکتے ہیں یا خواہشات کا شکار ہوتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی آزمائش محض صورتاً تھی (حقیقتاً نہ تھی) اللہ عزوجل نے آپ کو اس میں ڈالا تا کہ آپ کو اس بات کی پہچان حاصل ہو جائے کہ جب آپ علیہ السلام کی اولاد ہو گی تو وہ اس طرح آزمائش میں پڑے گی۔ (یہ رسولوں کو غیب کی باتوں پر مطلع کرنے کے باب سے ہے۔[1])

اور تا کہ آپ کو اس بات کی پہچان بھی حاصل ہو جائے کہ جب آپ کی اولاد اس میں مبتلا ہو گی تو وہ کس طرح توبہ کرے گی پس خطاب آپ کو اور حکم دوسروں کو تھا۔ جس طرح ہم نے (مصنف علیہ الرحمہ نے) اپنی کتاب "الاجوبۃ عن الاکابر" (اکابر کی طرف سے جواب) میں اس کی وضاحت کی ہے۔

حکمت بھری باتیں

اور ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی حکمت بھری باتوں میں سے یہ باتیں ہیں مطلب یہ کہ جب وہ دنیا سے بے رغبتی میں مضبوط ہو گئے (تو ان کی باتیں حکمت پر مبنی ہوتی ہیں) تو اس سلسلے میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ عقلمند نہیں۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو شخص تیرے بارے میں اچھائی کی بات کرے جو (اچھائی) تجھ میں نہیں پائی جاتی تو وہ تیرے بارے میں ایسی برائی کا ذکر بھی کرے گا جو تجھ میں نہیں اور جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے مقام پر لے جائے وہ اپنے بارے میں بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔ اور ان کا یہ قول بھی ہے کہ جس بات کا عذر پیش کرنا پڑے اس سے بچو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کسی یقین کو اس یقین کے مقابلے میں جھوٹ کے زیادہ مشابہ نہیں دیکھا جو لوگوں کو موت کے بارے میں ہے لیکن اس کے باوجود غفلت میں ہیں (یعنی یقین بھی رکھتے ہیں اور عملاً جھوٹ بھی سمجھتے ہیں)

۱۔ اللہ عزوجل عالم الغیب ہے ذاتی طور پر غیب کا علم صرف اسی ذات کو ہے مخلوق میں سے کسی کو نہیں لیکن وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے جتنا چاہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور مخلوق کے پاس یہ علم غیب عطائی ہوتا ہے یہی راہ حق ہے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خضاب سے جوانی اور دوائی سے صحت واپس نہیں آتی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "تو خود زمانہ ہے اگر تو ٹھیک رہا تو وہ (زمانہ) بھی ٹھیک رہے گا اور اگر تو خراب ہو گیا تو وہ بھی خراب رہے گا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سبا (ملک) کے ایک شخص سے فرمایا تمہاری قوم کس قدر جاہل ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو اپنا حکمران بنا لیا۔ اس نے جواب دیا آپ کی قوم زیادہ جاہل ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو ان لوگوں نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ (پ۹ الانفال ۳۲)

(ترجمہ) یا اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق پر ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب دے انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یا اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق پر ہیں تو ان کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔

(یہ سن کر) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْھَا شَرْبَۃَ مَاء

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الزھد حدیث 4110 جلد 2 صفحہ 1377 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(ترجمہ) اگر اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی وزن رکھتی تو اللہ عزوجل اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ ایک اور حدیث میں ہے:

اَلدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَہٗ وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَہٗ وَلَھَا یَجْمَعُ مَنْ لَا عَقَلَ لَہٗ وَعَلَیْھَا یُعَادِیْ مَنْ لَا عِلْمَ لَہٗ وَعَلَیْھَا یَحْسُدُ مَنْ لَا فِقْہَ لَہٗ وَعَلَیْھَا یَسْعٰی مَنْ لَا یَقِیْنَ لَہٗ

(الجامع الصغیر حدیث 4674 جلد 1 صفحہ 260 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس (دنیا) کے لئے وہ شخص (مال) جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں اس کے لئے وہ دشمنی کرتا ہے جس کے پاس علم نہیں اور اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کے پاس سمجھ نہیں اور اس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے جس کو (آخرت کا) یقین نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ عزوجل نے ہر برائی کو ایک گھر میں رکھا اور اس کی چابی دنیا کی محبت کو بنایا اور تمام بھلائیوں کو ایک گھر میں رکھا اور اس کی چابی دنیا سے بے رغبتی کو بنایا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کی محبت دل سے ایمان کی مٹھاس کو نکال دیتی ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کا مالک ہوا اور وہ تھک گیا جس نے اس

سے محبت کی وہ اس کا غلام ہو گیا یہ تھوڑی سی کافی ہوتی ہے اور زیادہ ہو تو بے نیاز نہیں کرتی۔[1]

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے طالب دنیا کی کوئی منزل نہیں جس کے پاس ٹھہر جائے جیسا کہ صاحب آخرت کی کوئی انتہا نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے ایک دل میں دنیا و آخرت دونوں کی محبت قائم نہیں ہو سکتی جس طرح ایک ہی برتن میں پانی اور آگ جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے کمائے اور اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق خرچ کرے اس نے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کر لیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے پس تو شیطان کی دکان سے کوئی چیز چوری نہ کر وہ تیرے پیچھے آ کر تجھے پکڑ لے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے نبیوں میں سے سب سے زیادہ عمر والے نبی علیک السلام! آپ نے دنیا کو کیسا پایا انہوں نے فرمایا ایک ایسی حویلی کی طرح جس کے دو دروازے ہوں میں ایک میں سے داخل ہوا اور دوسرے میں سے باہر نکل گیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا ایک دلہن ہے اور اس میں محبت کرنے والا اس کو کنگھی کرنے والا ہے اور جو اس سے بے رغبت ہے وہ اس کے بالوں کو توڑ پھوڑ دیتا ہے اس کے چہرے کو سیاہ کرتا ہے اس کے کپڑے کاٹتا اور اس کا زیور توڑ دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب عزوجل سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس چیز سے نفرت کرے جس سے اللہ عزوجل نفرت کرتا ہے پس جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے اور وہ دنیا سے بھی محبت کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ عزوجل اس دنیا سے نفرت کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اے اللہ عزوجل! جس نے آسمان کو اپنے حکم کے بغیر زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دنیا سے روک لے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم اولاد آدم علیہ السلام جنتی باشندے ہیں شیطان نے ہمیں اس سے دور کیا اور ہمیں وہاں سے فنا اور ہلاکت کے گھر کی طرف نکال دیا گیا پس کسی عقلمند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ خوش اور مطمئن ہو جب تک وہ اس گھر کی طرف لوٹایا نہ جائے جہاں سے اسے نکالا گیا تھا۔

ایک جماعت حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس حاضر ہوئی اور انہوں نے ان کے پاس دنیا کی بہت زیادہ مذمت کی انہوں نے ان لوگوں سے فرمایا اس کے ذکر سے رک جاؤ وہ تمہارے دل میں نہ ہوتی

۱۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر حرص بڑھتی ہے لہٰذا بہترین دولت قناعت اور صبر ہے۔ ۱۲ ہزاروی

تو تم اس کا ذکر زیادہ نہ کرتے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب جسم کی بیماری مکمل ہو جائے تو اس کو کھانا اور پانی فائدہ نہیں دیتے اسی طرح جب دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو جائے تو وعظ و نصیحت سے کامیابی نہیں ہوتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تیرے دین کے سلسلے میں تجھ پر فخر کا اظہار کرے تو بھی اس سے فخر کا اظہار کر اور جو شخص تیری دنیا کے بارے میں تجھ پر فخر کرے تو تو اسے اس کے سینے میں ڈال دے (مطلب یہ کہ دین میں مقابلہ درست ہے دنیا کے بارے میں نہیں)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور اس سے فرمایا اے فلاں! کیا تو اٹھ کر اللہ عزوجل کی عبادت نہیں کرتا؟

اس شخص نے کہا میں نے اس سے افضل عبادت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دنیا کو دنیاداروں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے سچ کہا سو جا تو نے عبادت گزاروں پر فوقیت حاصل کر لی ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا مردار ہے پس جو شخص اس میں سے کچھ لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کتوں کے ساتھ میل جول پر صبر کرنا چاہئے۔

حضرت مسلم النحات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی قسم! مینگنیوں کی ایک تھیلی جس کے ساتھ تنور جلایا جائے میرے نزدیک سونے کی تھیلی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس پر عمل کر اگر تو نجات چاہتا ہے حدیث شریف میں ہے

إِنَّ بَيْنَ يَدَيْكُمْ عَقَبَةً كَئُودًا لَا يَنْجُو مِنْهَا إِلَّا الْمُخِفُّونَ

(اتحاف السادۃ المتقین جلد 10 صفحہ 407 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) بیشک تمہارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس سے وہی لوگ نجات حاصل کریں گے جن کا بوجھ ہلکا ہوگا۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں زیادہ بوجھ والوں میں سے ہوں یا کم بوجھ والوں میں سے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس ایک دن کا رزق ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جی ہاں بلکہ کل کے لئے بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ عِنْدَكَ قُوْتُ بَعْدِ غَدٍ كُنْتَ مِنَ الْمُثْقِلِيْنَ

(الترغیب والترھیب۔ جلد 4 صفحہ 131 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) اگر تیرے پاس پرسوں کا رزق بھی ہوگا تو تو زیادہ بوجھ والوں میں سے ہوگا۔

تو یہ شریعت کا ترازو ہے اور تو اپنے نفس کو زیادہ جانتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نوافل پر کسب حلال کو مقدم کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے عمل اور صفت کو جو ان کو لوگوں کے سامنے سوال کرنے سے بچائے نوافل اور ایسے واجبات سے جن میں گنجائش ہو مقدم کرتے ہیں (کیونکہ سوال کرنے سے بچنا اور رزق حلال کمانا فرض ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو (رزق حلال کے لئے) کمانے کا محتاج ہے اگر وہ نماز با جماعت کے لئے جائے تو اس دن لوگوں سے مانگنے کا محتاج ہوگا آپ نے فرمایا وہ (حلال) کمائی کرے اور نماز تنہا پڑھ لے۔

حدیث شریف میں ہے:

اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہزار پیشے سکھائے اور فرمایا اپنی اولاد سے کہیں کہ ان پیشوں کو سیکھیں اور ان کے ذریعے کھائیں اپنے دین کے بدلے نہ کھائیں۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

بے شک روح القدس (جبریل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک اپنا رزق حاصل نہ کرے اگرچہ اسے کچھ تاخیر سے ملے پس اللہ ﷻ سے ڈرو اور اچھی طلب اختیار کرو اور رزق کی جلدی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اللہ ﷻ کی نافرمانی کے ذریعے اسے حاصل کرو کیونکہ اللہ ﷻ کے پاس جو کچھ ہے وہ نافرمانی کے ذریعے عطا نہیں کرتا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کوئی شخص رزق کی تلاش چھوڑ کر مسجد میں بیٹھ جائے اور یوں کہے یا اللہ ﷻ! مجھے رزق عطا کر یہ بات خلاف سنت ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ آسمان سے سونے اور چاندی کی بارش نہیں ہوتی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے میں کوئی عمل نہیں کروں گا حتی کہ اللہ ﷻ مجھے خود رزق عطا کرے آپ نے فرمایا یہ شخص علم سے بے خبر ہے۔ کیا اس نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا

جَعَلَ اللّٰہُ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ سَیْفِیْ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 2 صفحہ 50 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اللہ نے میرا رزق میری تلوار کے سائے میں رکھا ہے۔

اس سے غنیمتیں مراد ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس پر طبرانی شریف کی وہ حدیث گواہ ہے جو پرندوں کے بارے میں ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں اور اس میں ذکر کیا گیا کہ وہ طلب رزق کے لئے نکلتے ہیں۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خشکی اور سمندر میں تجارت کرتے تھے اور ان کی اقتدا سب سے بہتر ہے اور ارشاد خداوندی ہے:

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۱۸ النور ۳۷)

(ترجمہ) کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی۔

ان کو رجال (کامل مرد) کہا گیا کیونکہ وہ دنیوی اسباب بھی اختیار کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے ذکر سے بھی غافل نہیں ہوتے اور یہی کمال ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا اے روح اللہ! میں عبادت کر رہا ہوں فرمایا تمہارے اخراجات کون برداشت کرتا ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر کیا اور اس کی اچھے الفاظ میں تعریف کرنے لگے نیز انہوں نے اس کی سفر و حضر کی عبادت کا ذکر کیا حضور ﷺ نے پوچھا اس کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ اس کے جانور کو چارہ کون دیتا ہے؟ اور اس کے معاملات کو کون پورا کرتا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم سب اس سے بہتر ہو"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی آخرت اور دنیا (دونوں) کے لئے عمل کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص دنیا اور آخرت کے اعمال سے فارغ ہو۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنی معیشت کے لئے کوشاں ہو وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ شان نہیں کہ تو اپنے قدموں کو عبادت کے لئے پھیلائے اور دوسرا آدمی تیرے لئے تھک جائے۔ شان یہ ہے کہ تو اپنے گھر میں روٹی حاصل کرے پھر اسے لٹکا کر نماز پڑھے (مطلب یہ کہ روٹی خود حاصل کرے) پھر تجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ کون کھٹکھٹانے والا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے بخلاف اس شخص کے جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اور اس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں اس کی حالت یہ ہو جائے کہ ہر کھٹکھٹانے والا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور کہے گا کہ اس کے پاس روٹی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرماتے تھے تمہیں کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ عام طور پر جو لوگ امراء کے دروازے پر جاتے ہیں وہ ان کے پاس کسی ضرورت کے تحت جاتے ہیں۔

تو اے بھائی! تو اس بات کو جان لے اس پر عمل کر اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مساکین سے محبت اور ان کے لئے تواضع

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مساکین سے محبت کرتے اور ان کے لئے تواضع اختیار کرتے ہیں اور مالداروں کی مجالس سے نفرت کرتے ہیں لیکن ان کو حقیر نہیں جانتے یہ لوگ حضور ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ

(جامع الترمذی۔ کتاب الزہد، حدیث 3359 جلد 4 صفحہ 158 مطبوعہ دار الکتب بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا، مسکین ہونے کی حالت میں مجھے وفات دینا اور (قیامت کے دن) مجھے مساکین کی جماعت میں اٹھانا۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما الصلوۃ والسلام اس کے باوجود کہ آپ کو بادشاہی عطا کی گئی تھی جب مسجد میں داخل ہوتے تو مساکین کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے مسکین، مساکین کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بات پسند تھی کہ آپ کو "یا مسکین" کہہ کر پکارا جائے اور آپ کو صرف یہی نام پسند تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی مرد کی عقل کا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب اس کے بچھونے پر اس کے ساتھ کوئی مسکین اس کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے اور اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو پس اگر یہ شخص پریشان ہو جائے تو اس کی عقل ناقص ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں

سے ایک نبی علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب مجھے کیسے اس بات کا علم ہوگا کہ تو مجھ سے راضی ہے؟ اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم مساکین کو دیکھو وہ تم سے راضی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام اصحاب صفہ کی طرف سے کوئی بات پہنچی تو آپ نے ان کو جھڑک دیا رسول اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اے ابوبکر! رضی اللہ عنک شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا اور فرمایا شاید میں نے تم لوگوں کو ناراض کر دیا انہوں نے کہا نہیں اے ابوبکر! اللہ ﷻ آپ کی مغفرت کرے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہر زمانے میں انبیاء کرام علیہم السلام کے متبعین فقرا اور مساکین لوگ رہے ہیں مالدار اور متکبر لوگ نہیں رہے اور رسول اکرم ﷺ فقرا کے لئے بہت تواضع فرماتے تھے اور جب آپ ان کے پاس تشریف رکھتے تو گھٹنے پر گھٹنہ رکھتے اور فرماتے میں ایک بندہ ہوں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ النَّاسُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

(جامع ترمذی۔ کتاب الادب، حدیث 2764 جلد 4 صفحہ 347 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے لئے لوگ کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جس طرح بعض علماء نے فرمایا حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہوا ہو جس طرح بادشاہ اور بعض عجمی مشائخ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہمیں نبی اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا لیکن جب آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں لیکن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے کیونکہ وہ اس بات سے صبر نہیں کر سکتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ جس شخص کے پاس دین اور عقل ہو اس کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھے اور کھڑا نہ ہو اور نبی اکرم ﷺ ان کی اس بات کی تائید کرتے

Scanned with CamScanner

تھے۔[1]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ لوگ چلتے ہیں تو اللہ عزوجل اس سے دوری میں اضافہ کرتا ہے۔[2]

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں موقف (ٹھہرنے کی جگہ) سے واپس تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں کی کیا حالت تھی؟ فرمایا وہ اچھی حالت میں تھے لیکن میں ان میں تھا اگر اللہ عزوجل ان پر مہربانی نہ فرماتا تو میری وجہ سے ان پر رحمت نازل نہ کرتا۔ (تواضع کے طور پر فرمایا)

حضرت زیاد نمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تواضع کے بغیر زاہد اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی روّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کی قسم، میں اس وقت روئے زمین پر اپنے آپ سے زیادہ برا کسی کو نہیں سمجھتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بذات خود مہمانوں کی خدمت کرتے اور اٹھ کر چراغ ٹھیک کرتے۔ جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب میں اٹھتا ہوں تو بھی عمر ہوتا ہوں اور جب بیٹھتا ہوں تو بھی عمر ہوتا ہوں (یعنی اس سے میری شان میں فرق نہیں آتا)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی ولیمہ کی دعوت دی جاتی تو مساکین کے درمیان بیٹھتے اور ان کے ساتھ برتن چاٹتے۔

(ایک مرتبہ) سرخ ہوا چلی تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ ان کے لئے دعا مانگیں فرمایا کاش میں ان کی ہلاکت کا سبب نہ بنتا۔

راوی فرماتے ہیں اس رات کسی نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے تم لوگوں سے اس شر کو حضرت عبداللہ بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے سبب دور کیا جب انہوں نے عاجزی اختیار کی۔

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دیر تک پڑھتے رہے آپ خشوع کرنے والے تھے آپ کے پیچھے ایک شخص تھا جسے اس بات کا علم نہ تھا آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا

۱۔ اسلام ادب کی تعلیم دیتا ہے اور کسی بزرگ کے آنے پر کھڑا ہونا ادب ہے سرکار دو عالم ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے آنے پر کھڑے نہ ہوں تاکہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دونوں طرح عمل کیا آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل بھی کی اور عقیدت ومحبت اور آداب کا خیال بھی رکھا لہٰذا یہ منع نہیں بزرگوں کے آنے پر کھڑا ہونا البتہ آنے والا خود اس کا شوق نہ رکھے اور کسی کے کھڑا نہ ہونے پر دل میں یا ظاہری طور پر اسے محسوس نہ کرے۔ ۱۲ ہزاروی

۲۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بلا ضرورت محض اپنی شان دکھانے کے لئے اپنے ساتھ مریدین یا شاگردوں وغیرہ کو لے کر جانا تاکہ لوگ سمجھیں یہ بہت بڑی شخصیت ہے یہ تکبر اور شہرت پسندی کی علامت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

اے بھائی! تم نے مجھ سے جو کچھ دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کرنا۔ ابلیس نے فرشتوں کے ساتھ ہزاروں سال عبادت کی پھر وہ جو کچھ بنا تمہیں معلوم ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مالدار لوگوں اور اللہ عزوجل سے غافل لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان لوگوں کے پاس نہ جاؤ جو دنیا جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ نہیں کرتے یہ بات اللہ عزوجل کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور بعض اوقات تم میں سے ایک اپنے سامان کو دیکھ کر اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں کو حقیر جانتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی علماء ہیں جو بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو ان کا دین ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جب نکلتے ہیں تو ان کے پاس دین میں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی پناہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالداروں کے سامنے فخر کرنا بھی تواضع ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بادشاہوں کے دروازوں پر کھڑے ہونے سے بچو کیونکہ یہ فتنے کے مقامات ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے مالدار لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا ان میں سے ایک مجھ سے کہتا ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں آپ سے اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتا ہوں پس جب میں ان میں سے کسی ایک سے کوئی دنیوی چیز طلب کرتا ہوں تو وہ مجھ سے جدا ہو جاتا ہے اور وہ بھاگ جاتا ہے ہمیں مالداروں سے شرف وعزت میں یہی بات کافی ہے کہ وہ مشکلات میں ہماری طرف آئیں اور ہم ان کی طرف نہ جائیں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ زیتون کی تجارت کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کے ذریعے امراء کے دروازوں پر جانے سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بادشاہ کی صحبت بہت بڑا خطرہ ہے جب تم اس کی بات مانو گے تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالو گے اور اگر اس کی بات نہیں مانو گے تو تمہاری جان کے لئے خطرہ ہے۔ پس سلامتی اسی میں ہے کہ تم اسے نہ پہچانو اور وہ تمہیں نہ پہچانے۔

جب حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے میل جول ہوا تو مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھا اے بھائی! آپ جس فتنے میں مبتلا ہوئے ہیں اللہ عزوجل ہمیں اس سے بچائے آپ ایک بزرگ عالم ہیں اپنی زندگی کا اختتام ظالموں کی صحبت کے ساتھ کر رہے ہیں اور جب کوئی ان پر اعتراض کرتا ہے تو آپ ان کی طرف داری کرتے ہیں اگر آپ ان کے قریب نہ ہوتے بلکہ صرف ان سے مانوس ہوتے اور ان کی وحشت کو چھوڑ دیتے تو آپ کے لئے یہ گناہ بھی کافی تھا اس کے بعد حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فوت ہونے

Scanned with CamScanner

تک ان سے قطع تعلق کئے رکھا۔[1]

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنے آپ کو مالدار اور دنیا دار لوگوں سے دور رکھ البتہ شرعی ضرورت کے تحت ان کے پاس جانے کی گنجائش ہے اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مال سے محبت خرچ کرنے کے لئے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مال سے محبت اس کو خرچ کرنے کے لئے کرتے ہیں جمع کرنے کے لئے نہیں اور وہ لوگوں کی طرف حاجت کے خوف کو اس مال کے حساب کے خوف سے مقدم کرتے ہیں جس میں شبہ داخل ہو۔ (مطلب یہ ہے کہ شبہ والا (حرام نہیں) مال قبول کر لیتے ہیں مانگنے سے بچتے ہیں)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اپنے بعد چالیس ہزار دینار چھوڑ جاؤں جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے حساب لیا جائے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی کے دروازے پر کھڑا ہو کر اپنی حاجت کے لئے سوال کروں۔

لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت سے ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! کسی حلال کے ذریعے فقر سے بچو کیونکہ جس شخص کو فقر لاحق ہوتا ہے اسے تین باتیں پیش آتی ہیں۔

(1) دین میں نرمی (2) عقل کی کمزوری (3) مردانگی (مروت) کا چلا جانا۔ اور یہ (تیسری بات) ان میں سے زیادہ بڑی ہے اور ان تینوں سے بڑی بات یہ ہے کہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تو اس مال کی حفاظت کرے جو تیرے پاس ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنی ضرورت کو پورا کرے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تو اسے صدقہ کرے اور جو کچھ دوسروں کے پاس ہے اس کی طلب کرے بندہ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہتا ہے جب دو باتوں کی حفاظت کرے روپے پیسے کی حفاظت اپنی زندگی کے لئے اور دین کی حفاظت اپنی آخرت کے لئے۔

حضرت قیس بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود کہ بہت بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے اپنے بیٹوں سے فرماتے تھے حلال مال جمع کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ دوست کو خوش کرتا ہے دشمن کو اداس کرتا ہے اور تم سوال کرنے بالخصوص کسی کمینے سے سوال کرنے سے بچ جاؤ گے لوگوں سے سوال کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ عاجز لوگوں کا کام ہے۔

1۔ حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کا قرب حاصل نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ حکمرانوں سے دور رہنا بہتر ہے۔ ۱۲ ہزاردی

Scanned with CamScanner

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ بازار میں خرید و فروخت کرتے اور ان میں سے کسی ایک کے پاس ہجوم ہوتا لیکن جب وہ نماز کے لئے اذان سنتا تو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوتا اور خرید و فروخت کو چھوڑ دیتا۔ لیکن ہمارے زمانے کے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ بازار جو بن پر ہو تو نماز میں دیر کرتے ہیں۔ اور اگر بازار میں کاروبار ڈھیلا ہو تو پشیمان ہوتے ہیں۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بازار (تجارت) اور کاریگری کو اختیار کرو اس طرح تم اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ہاں معزز ہو گے جب تک تم ان کے محتاج نہیں ہو گے۔

ایک مرتبہ ایک مانگنے والا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑا ہوا آپ نے ایک روٹی نکال کر اسے دی اس نے کہا مزید دیں آپ نے ایک روٹی مزید دے دی وہ مسلسل مانگتا رہا اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اسے عطا کرتے رہے حتی کہ گھر میں جو کچھ تھا اسے دے دیا یہاں تک کہ برتن بستر وغیرہ بھی دے دیئے اس نے کہا مزید عطا کریں

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بھائی! اللہ عزوجل کی قسم اب میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی البتہ یہ کہ تم مجھے لے جا کر بیچ ڈالو اور میری قیمت وصول کر لو۔

چنانچہ مانگنے والا آپ کو چھوڑ کر چلا گیا اور آپ نے جو کچھ دیا تھا اس میں سے بھی کچھ نہ لیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو آپ کی آزمائش کے لئے آیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جو شخص کسی مانگنے والے کو ناکام لوٹاتا ہے فرشتے سزا کے طور پر سات دن تک اس کے گھر کو نہیں گھیرتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس قول کا محل یہ ہے کہ جب وہ طاقت کے باوجود رد کرے عاجز کے لئے یہ حکم نہیں واللہ اعلم۔

حضرت سحنون رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس سے مانگنے والا مانگتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ نکالتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ وہ شخص چلا گیا تو اب اس صدقہ کو کیا کرے؟

فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ صدقہ کسی اور کو دے دے اور اگر مال میں واپس رکھ دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے جو کچھ تیرے پاس ہے اور تیری ضرورت سے زائد ہے اس کو خرچ کر اور اس کو جمع نہ کر مگر کسی دوسرے کے نام پر مثلاً اپنے اہل و عیال وغیرہ کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دن رات زائد مال کا صدقہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ دن رات حاجت سے زائد مال صدقہ کرتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال حلال ہو۔ جس طرح اس سے پہلے کئی بار ذکر ہوا۔

حدیث شریف میں ہے۔

وَلَا یَکْسَبُ عَبْدٌ مَالاً مِنْ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقَ بِہٖ فَیُقْبَلَ مِنْہُ وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ (الترغیب والترھیب۔ باب یاتی علی الناس زمان جلد 2 صفحہ 550 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) جو شخص حرام مال کماتا ہے پھر اسے صدقہ کرتا ہے اس سے وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر وہ اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ جہنم کا سامان ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شبہ والے مال کو قبول نہ کرنا اور اسے صدقہ نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اور آج کے زمانے میں اکثر فقراء میں یہ بات پائی جاتی ہے ان میں سے ایک شبہ والا مال لیتا ہے اور اس کو صدقہ کر دیتا ہے اس مال کے ذریعے محافل میلاد کا انعقاد کرتا ہے[1] لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے دیتا ہے اور اس لئے دیتا ہے کہ اس کو ان پر برتری اور سرداری حاصل ہو اور بعض لوگ فقراء کے نام پر شبہ والا مال قبول کرتے ہیں اور خود تنہا اسے کھاتے ہیں یہ صورت پہلی حالت سے زیادہ قبیح ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی اور فرمایا

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَا بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 4 صفحہ 256 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) (جہنم کی) آگ سے بچو اگر کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو پس جو نہ پائے وہ اچھے کلمہ کے ساتھ (جہنم سے بچے) اور یہ بات معلوم ہے کہ شبہ والے مال سے صدقہ کرنا جہنم سے نہیں بچاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے عائشہ! جب تم ہنڈیا پکاؤ تو اس کا شوربا زیادہ بناؤ اور پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔

اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِذَا صَنَعْتَ طَعَامًا فَاَکْثِرِ الْمَرَقَ وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ

(الجامع الصغیر حدیث 144 جلد 1 صفحہ 16 دار الکتب العلمیہ بیروت)

---

[1] رسول اکرم ﷺ کی یاد میں محافل میلاد کا انعقاد کرنا محبت کی علامت ہے اور اہل اسلام ان محافل کا اہتمام کرتے ہیں حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ مصر میں آج سے چار پانچ سو سال پہلے بھی یہ عمل تھا البتہ یہ ہے کہ رزق حلال کمایا جائے اور حلال مال میں سے نہ پاکیزہ محفل منعقد کی جائے۔ ۱۲ ہزاروی

(ترجمہ) اے ابو درداء رضی اللہ عنہ جب تم کھانا تیار کرو تو شوربہ زیادہ بناؤ اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درھم صدقہ کئے اور آپ کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں کوئی شخص اس چیز کا صدقہ کرے جس کی خود خواہش رکھتا ہے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ (پ۲۹۔ الدھر ۸)

(ترجمہ) اور وہ کھانے کی محبت کے باوجود (کھانا) کھلاتے ہیں یعنی خود اس کی خواہش رکھنے کے باوجود۔

(حب سے مراد خواہش رکھنا)

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے یا اللہ عزوجل اپنا فضل (مال) اپنے پسندیدہ بندوں کو عطا کرتا کہ وہ ہمارے حاجتمندوں کی طرف لوٹائیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدقہ کرو کیونکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ نماز بندے کو نصف راستے تک پہنچاتی ہے روزہ اس کو بادشاہ کے دروازے تک پہنچاتا ہے۔ اور صدقہ اسے بادشاہ کے پاس داخل کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک عابد نے ستر سال عبادت کی پھر کسی فاحشہ عورت تک پہنچا تو اس وجہ سے اس کا عمل ضائع ہو گیا پھر اتر کر غسل کرنے لگا تو ایک مسکین وہاں سے گزرا اس نے اسے ایک روٹی بطور صدقہ دی تو اللہ عزوجل نے اسے بخش دیا اور اس کا عمل لوٹا دیا۔

حدیث شریف میں:

بَاکِرُوْا بِالصَّدَقَۃِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَجَاوَزُھَا

(الجامع الصغیر حدیث 322 جلد 1 صفحہ 187 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) صبح صبح صدقہ دیا کرو بے شک مصیبتیں اس سے آگے نہیں بڑھتیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز کے لئے جانے سے پہلے اس مسکین کو صدقہ دیتے جو ان کو سب سے پہلے ملتا۔ اگرچہ ایک لقمہ ہوتا یا پیاز یا منقیٰ ہوتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو دانہ دنیا کے پہاڑوں کے مقابل تولا جائے گا میں اسے صرف صدقہ کے دانے کے طور پر جانتا ہوں۔ (یعنی صدقہ کا دانہ ہی اتنی اہمیت رکھتا ہے)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صحیح سالم چیز صدقہ کرو کیونکہ یہ بات مناسب نہیں کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے لئے عیب یا نقصان والی چیز نکالے۔

Scanned with CamScanner

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو پانی مسجد میں جاری ہوتا ہے اس سے مالدار آدمی کا پینا کیسا ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ پیاسے لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ کوئی بھی ہو اور صرف اہل حاجت کو خاص نہیں کیا گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حلال مال کماؤ اور اس سے صدقہ دو کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَ الْمَالَ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِهِ مِنْ أَيْنَ يُدْخِلُهُ النَّار

(اتحاف السادۃ المتقین جلد 6 صفحہ 8 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا تو اللہ ﷻ کو بھی اس بات کی پرواہ نہیں کہ اسے کہاں سے جہنم میں داخل کرے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

مَنْ أَصَابَ مَالًا مِنْ مَأْثَمٍ فَوَصَلَ بِهِ رَحِمًا أَوْ تَصَدَّقَ بِهِ أَوْ أَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جُمِعَ لَهُ ذٰلِكَ جَمِيعًا ثُمَّ قُذِفَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّم

(کنز العمال۔ حدیث 9265 جلد 4 صفحہ 15 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) جو شخص گناہ کی صورت میں مال حاصل کرتا ہے پھر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے یا اس کو صدقہ کرتا ہے یا اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو یہ تمام مال اس کے لئے جمع کیا جائے گا پھر اس کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں تم لوگ تقویٰ سے بے خبر ہو حالانکہ یہ افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اگر تم نماز پڑھو حتی کہ تم کبڑے لوگوں کی طرح ہو جاؤ اور روزہ رکھو حتی کہ تانت کی طرح (کمزور) ہو جاؤ تو اللہ ﷻ تم سے اس (عبادت) کو اسی صورت میں قبول کرے گا جب تمہیں تقویٰ حاصل ہو جو (گناہوں سے) رکاوٹ ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس قوم (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) نے جو مقام پایا وہ اسی وجہ سے پایا کہ وہ اس بات کو سمجھتے کہ پیٹ میں کیا جائے یعنی حلال مال سے روٹی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس بات کو جان لے کہ اس کے پیٹ میں کیا چیز جائے وہ شخص اللہ ﷻ کے ہاں صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے فقر میں تقویٰ کو درست نہیں رکھتا وہ محض حرام کھاتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (پرہیزگاری) یہ ہے کہ ضرورت کے وقت تاویل کرنا اور

رخصت پر عمل کرنا بھی چھوڑ دے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم حلال مال سے ایک درہم پائیں تو ہم اس سے گندم خرید کر اسے پیس کر اپنے پاس رکھ لیں اور جس شخص کے علاج سے ڈاکٹر عاجز ہو جائیں ہم اس (آٹے) کے ساتھ اس کا علاج کریں تو وہ اسی وقت اپنی بیماری سے ٹھیک ہو جائے گا۔

حضرت مسعر بن کدام ؓ فرماتے تھے میں اس زمانے میں صرف اس کو حلال سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص نہر سے چلو بھر کر پانی پیئے۔ (یعنی حلال ناپید ہو گیا ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے حلال کمانا ایک پہاڑ کو دوسرے پہاڑ تک منتقل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت وھب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی ایک (عبادت کے لئے) کھڑا ہو حتی کہ اس ستون کی طرح ہو جائے تو اس سے (یہ عبادت) قبول نہیں کی جائے گی حتی کہ وہ جان لے کہ اس نے اپنے پیٹ میں کیا داخل کیا ہے (حرام یا حلال)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حرام مال میں سے صدقہ کرتا ہے یا کسی عبادت میں خرچ کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنا کپڑا پیشاب سے دھوتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے صدقہ گناہوں کا کفارہ اسی صورت میں بنتا ہے جب حلال مال سے ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ تم میں سے کسی ایک کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک اس کے پیٹ میں حرام سے کوئی چیز ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ شام میں رزق حلال کی تلاش میں چالیس سال ٹھہرے اور جہاد وغیرہ کے لئے نہیں گئے ان کا قیام "جبل لبنان" میں تھا وہ مباح پھل کھاتے تھے جو کسی شخص کی ملکیت میں نہیں تھے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت معبد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے خط (کو خشک کرنے کے لئے اس) پر اپنی پڑوسی کی دیوار سے اس کی اجازت کے بغیر مٹی ملی تو اسی رات کسی کہنے والے کو دیکھا جو کہہ رہا تھا مٹی سے خشک کرنے والے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کل (قیامت کے دن) اسے برے حساب کا سامنا ہوگا۔

اسلاف رحمہم اللہ تقویٰ سیکھنے کے لئے بھی سفر کرتے تھے جس طرح وہ علم اور حج کے لئے سفر کرتے تھے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور تقویٰ میں باریک بینی سے کام لے اور سلف صالحین کے شبہات کے ساتھ ملنے سے دور رہو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Scanned with CamScanner

دنیوی مناصب سے محبت نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ دنیوی امور میں سے کسی چیز میں حکومت (سرداری) نہیں چاہتے کیونکہ اس میں بہت مصیبتیں ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شخص دوسروں پر برتری اس لئے چاہتا ہے کہ وہ ان کے عیب اور نقائص کا ذکر پسند کرتا اور ان کے ذکر خیر کو ناپسند کرتا ہے تاکہ ان لوگوں پر اس کی سرداری مکمل ہو جائے۔

اس وصف کا محل وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر اس ریاست (سرداری) کے خواہش مند ہیں جو اللہ ﷻ کے لئے اس کا طالب ہے اس کے لئے ممنوع نہیں ہے وہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں پر برتری چاہتا ہے وہ کبھی بھی بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص وقت سے پہلے سرداری چاہتا ہے اس سے یہ منصب بھاگتا ہے اور جو اس کو چھوڑتا ہے یہ خود اس کے پیچھے آتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں جو شخص وقت سے پہلے سرداری طلب کرتا ہے اس سے بہت سا علم رہ جاتا ہے اس سے پہلے بھی اس کتاب میں ریاست (سرداری) کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے وہاں رجوع کیجئے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

فقر پر خوشی اور مالداری پر غم

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ فقر اور معیشت کی تنگی پر خوش اور مالداری پر غمگین ہوتے جب مالداری آتی۔ آج کے دور میں یہ وصف صرف بعض افراد میں پایا جاتا ہے اور یہ وہ فقراء ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سچے ہیں۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے مصر کے مشائخ میں سے ایک جماعت کو پایا کہ فقر اور معیشت کی تنگی کے لئے ان کا سینہ کشادہ ہوتا تھا اور وہ اس پر اللہ ﷻ کی حمد و شکر بجالاتے تھے۔

ان بزرگوں میں ہمارے سردار علی الخواص، سیدی محمد بن عنان، سیدی محمد المنیر اور شیخ محمد العدل وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ اس خلق میں جو لذت ہے وہ مالداری کی لذت سے زیادہ ہے جس طرح ہم نے اسے چکھا ہے اور اللہ ﷻ ہی کے لئے حمد ہے۔

مگر یہ لذت صرف ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو زہد میں درجہ کمال کو پہنچے ہیں جس طرح اس

سے پہلے کئی بار بیان ہوا۔

رسول اکرم ﷺ زاہدوں کے سردار تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 2 صفحہ 446 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

ایک روایت میں کفافاً

(ترجمہ) اے اللہ ﷻ حضرت محمد ﷺ کی آل کو حسب ضرورت (کفایت کرنے والا) رزق عطا فرما۔

اور یہ رزق وہ ہے کہ صبح اور شام سے کھانے سے نہ بچے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ أَصْبَحَ آمِناً فِيْ سِرْبِهٖ (أي نفسه) مُعَافًى فِيْ جِسْمِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّهٗ حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا

(اتحاف السادۃ المتقین جلد 8 صفحہ 15 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو شخص دل سے ایمان کے ساتھ اور جسمانی عافیت کے ساتھ صبح کرے اور اس کے پاس اس دن کا رزق ہو اس کے لئے دنیا ہر طرف سے جمع کر دی گئی۔

ایک مرتبہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ بادشاہ کے پاس نہیں جاتے کہ اس سے کچھ کھانے کے لئے طلب کریں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ آپ کمزوری کی حالت میں فوت ہو جائیں انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ ﷻ سے اس طرح ملاقات کروں کہ میں مومن، کمزور ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ منافق موٹا ہونے کی صورت میں ملاقات کروں۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس حکمت کو جسے ہم آپ کی گفتگو میں پاتے ہیں کس طرح پایا انہوں نے فرمایا (ضرورت سے زائد کپڑوں سے) ننگے جسم، ڈرنے والے دل اور بھوکے پیٹ کے ذریعے پایا ایک روایت میں ہے کہ میں نے اسے کم کھانے، کم سونے کم گفتگو کرنے اور کل کے لئے کچھ جمع نہ کرنے کے ذریعے پایا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے کون شخص کفر میں پڑنے کے زیادہ قریب ہے؟ فرمایا وہ شخص جسے فاقہ ہوا اور وہ عیال دار ہو اور صبر بھی نہ کر سکے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس قسم کے شخص کا کفر میں جانا اس طرح ہے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرے جو بظاہر اللہ ﷻ کی تقدیر پر ناراضگی کا معنی دیتے ہوں واللہ اعلم۔

حضرت ابو درداء ؓ فرماتے تھے ایک درہم والے کے مقابلے میں دو درہموں والا دنیا سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی محتاج ہو جائے تو اپنے فقر کو اپنے اور لوگوں کے درمیان نہ رکھے بلکہ اپنے اور اللہ ﷻ کے درمیان رکھے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر نہ ہو۔ اور اگر اللہ ﷻ کسی بندے کی معیشت تنگ ہونے کے وقت اس کے دل سے پردہ اٹھا دے اور وہ دیکھے جو اللہ ﷻ نے اس کے لئے جنت میں تیار کیا ہے تو وہ اس سے دنیا میں تنگی کے اضافہ کی دعا کرے۔

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دس ہزار درہم لے کر آیا تو آپ نے اس سے رقم قبول نہ کی اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ تو اپنے ان درھموں کے ذریعے میرا نام فقرا کے رجسٹر سے مٹا دے اور مجھے مالدار لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جانے سے روک دے چلا جا اللہ ﷻ تجھے معاف کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب آپ دیکھیں کہ دنیا آپ کی طرف آرہی ہے تو کہہ دیں کہ کسی لغزش کی سزا میری طرف جلدی آرہی ہے (لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے بظاہر خطاب آپ سے ہے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تین (قسم کے) لوگ کسی حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے ایک وہ شخص جو اپنے کپڑے دھونا چاہتا ہے لیکن کوئی پرانے کپڑے پہننے کے لئے نہیں پاتا دوسرا شخص جس کے چولہے پر دو ہنڈیاں نہیں ہوتیں اور تیسرا وہ شخص جو پانی مانگے تو اس کو نہ کہا جائے کہ ان دو میں کونسا (چاہئے) (زہد کی طرف اشارہ ہے)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے خواب میں حضرت محمد بن واسع اور حضرت یوسف بن اسباط رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے کون جنت میں پہلے داخل ہوگا تو وہ یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

میں نے وہاں موجود فرشتے سے پوچھا کہ یہ ان سے پہلے کیوں داخل ہوئے اس نے کہا ان کی ایک قمیض تھی اور ان کی (حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کی) دو قمیصیں تھیں۔

ایک مرتبہ بصرہ میں آگ لگ گئی اور لوگ اپنا سامان لے کر نکل گئے اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ صرف قرآن مجید کو اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا کل ہم اپنی قبروں سے اسی طرح نکلیں گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص مالدار کی عزت اور فقراء کی توہین کرے وہ ملعون ہے کیونکہ فقرا سے محبت کرنا رسولوں علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے اور ان کی صحبت سے بھاگنا منافقین کی صفات میں سے ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فقرا

امراء کی طرح ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ایک فقیر آکر آپ سے دور بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا اے بھائی! قریب ہو جاؤ اگر تم مالدار ہوتے تو میں تمہیں قریب نہ کرتا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقر کا خوف رکھے اس کا عمل آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا (قبول نہیں ہوتا) کیونکہ وہ فقر سے اس لئے ڈرتا ہے کہ اللہ ﷻ پر تہمت لگاتا ہے اور اللہ ﷻ کی ذات پر تہمت لگانے والا اللہ ﷻ کا دشمن ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

جَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ فَاِنَّ الْاَجْرَ فِيْ ذٰلِكَ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (اتحاف السادۃ المتقین۔ بیان فضیلت الجوع جلد 7 صفحہ 386 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اپنے نفسوں کے خلاف بھوک اور پیاس کے ساتھ جہاد کرو کیونکہ اس پر ثواب اللہ ﷻ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے ثواب کی طرح ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَا تُمِيْتُوا الْقَلْبَ بِالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَاِنَّ الْقَلْبَ كَالزَّرْعِ يَمُوْتُ اِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْمَآءُ. (اتحاف السادۃ المتقین۔ بیان فضیلت الجوع جلد 7 صفحہ 387 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) دل کو کھانے اور پینے کے ساتھ موت نہ دو بے شک دل کھیتی کی طرح ہے جب اس میں پانی زیادہ ہو جائے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

اَذِيْبُوْا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ (الجامع الصغیر۔ حدیث 907 جلد 1 صفحہ 61 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اپنے کھانے کو اللہ ﷻ کے ذکر کے ساتھ پگھلا دو۔

ایک اور روایت میں وَالصَّلٰوةِ وَلَا تَنَامُوْا عَلَيْهِ نماز کے ساتھ بھی (کھانے کو پگھلا دو) اور کھانے کے بعد سو نہ جاؤ یعنی ذکر الٰہی کے بغیر (سو نہ جاؤ) اس طرح تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

شِرَارُ اُمَّتِيْ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَةِ

(الجامع الصغیر۔ حدیث 4859 جلد 1 صفحہ 299 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو گندم کا مغز (میدہ) کھاتے ہیں۔

(مطلب یہ کہ کھانے کے بعد غفلت اختیار کرتے ہیں محض کھانے کی مذمت نہیں)

Scanned with CamScanner

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب ؓ فرماتے تھے پیٹ بھرنے سے بچو یہ زندگی میں بوجھ اور موت کے قریب بدبو ہے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عبادت اور بھوک کو جمع کرو (یا اختیار کرو) کیونکہ جب معدہ بھر جاتا ہے تو اعضاء عبادت سے بیٹھ جاتے ہیں۔

جب حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری اور بھوک بڑھ جاتی تو وہ اس پر خوش ہوتے اور زیادہ شکر کرتے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے پاس حسب ضرورت رزق ہو جو اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دے۔

انہوں نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے جو صبح بھوکا ہو اور شام کے وقت بھوکا ہو اور اس کا رب اس سے راضی ہو پھر ایک خشک روٹی نکال کر اس کو پانی میں تر کرے اور نمک کے ساتھ کھا لے۔ فرمایا جو شخص دنیا میں سے اس قدر پر راضی ہو جائے وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا۔

تو اے بھائی اس بات کو جان لے اور اپنے نیک بزرگوں کی اقتدا کر اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ عزوجل کے حقوق میں کوتاہی پر غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی حقوق میں کوتاہی پر بہت غمگین ہوتے ہیں خصوصا جب وہ قبرستان کو دیکھتے ہیں قیامت کے ہولناک مناظر کو یاد کرتے ہیں اور جب تک اس دنیا میں ہیں فتنہ سے ڈرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ. (کنز العمال حدیث 38487 جلد 14 صفحہ 223 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ ایک شخص کسی آدمی کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والا ہوتا تو صوفیاء کرام رحمہم اللہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اس زمانے کو پائیں اور اس میں صبر نہ کر سکیں اور ان سے ناراضگی کا اظہار ہو جائے پس وہ ہلاک ہو جائیں۔

رسول اکرم ﷺ نے جب اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کو دیکھا تو رو پڑے آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا مجھ پر بھی وہی رقت طاری ہوئی جو کسی اولاد پر طاری ہوتی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب سے

اپنے والدہ کی بخشش طلب کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ عزوجل نے اجازت نہ دی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حفاظ (حدیث) نے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کو زندہ کیا گیا حتی کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے پھر قبر میں واپس چلے گئے۔[1]

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان ؓ کسی بھی قبر کے پاس سے گزرتے تو روتے حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ ایک دن ایک مقبرے کے پاس سے گزرے تو اتر کر قبروں کے پاس دو رکعتیں پڑھیں آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں نے دیکھا کہ ان کے اور نماز کے درمیان رکاوٹ ہے تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کے درمیان دو رکعتوں کے ذریعے قرب خداوندی حاصل کروں میں نے زندگی کو غنیمت جانا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میت سے سب سے پہلے قبر گفتگو کرتی ہے وہ کہتی ہے میں اجنبیت کا مقام ہوں' میں اندھیری کوٹھڑی ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں' یہ وہ چیزیں ہیں جو میں نے تیرے لئے تیار کی ہیں تو نے جو کچھ میرے لئے تیار کیا ہے وہ کہاں ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت ھرم بن حبان ؓ کا انتقال ہوا تو ایک بادل نے آ کر ان کی چارپائی پر سایہ کیا جب ہم نے ان کو (قبر میں) چھپا دیا تو اس نے ان کی قبر پر چھینٹے ڈالے حتی کہ وہ پانی بہہ گیا اور قبر کے ارد گرد ایک قطرہ بھی نہ برسا۔

حضرت ابوذر ؓ فرماتے تھے کیا میں تمہیں اپنے فقر کا دن نہ بتاؤں یہ وہ دن ہوگا جب میں قبر میں رکھا جاؤں گا۔

حضرت ابو درداء ؓ قبروں کے درمیان بہت زیادہ بیٹھتے تھے آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ مجھے آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور جب میں ان کے پاس سے اٹھ کر چلا جاتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتیں۔

حضرت جعفر بن محمد ؓ قبرستان میں تشریف لے جاتے اور ان لوگوں کو آواز دیتے لیکن وہ جواب

۱۔ رسول اکرم ﷺ کے والدین طیبین آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے انتقال فرما گئے تھے لہٰذا وہ فطری طور پر مومن تھے۔ آپ ﷺ کو مغفرت طلب کرنے سے اس لئے روکا گیا کہ آپ ﷺ کی والدہ کا کوئی گناہ تھا ہی نہیں کہ مغفرت طلب کی جاتی۔ باقی آپ ﷺ کے لیے ان کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے والدین کا اعزاز اور آپ ﷺ کے لئے تسلی تھی۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے اس کے خلاف فکر اور عقیدہ غلط ہے۔ اس موضوع پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے اسے پڑھ کر اپنا ایمان مضبوط کیجئے۔ ۱۲ ہزاروی

نہ دیتے تو اپنے آپ سے کہتے اے جعفر! گویا تم ان کی طرح ہو گئے ہو اور تم بھی آواز دینے والے کو جواب نہیں دیتے پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور فجر تک نماز پڑھتے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَا مِنْ لَيْلَةٍ اِلاَّ وَمُنَادٍ يُنَادِیْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرَ مَنْ تَغْبِطُوْنَ الْيَوْمَ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَغْبِطُ أَهْلَ الْمَسَاجِدِ لِاَنَّهُمْ يَصُوْمُوْنَ وَلَا نَصُوْمُ وَيُصَلُّوْنَ وَلَا نُصَلِّیْ وَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَلَا نَذْكُرُهُ

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ 36 مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان پاکستان)

(ترجمہ) ہر رات ایک منادی پکارتا ہے اے قبروں والو! آج تم کس پر رشک کرتے ہو وہ کہتے ہیں ہم مسجدوں والے لوگوں پر رشک کرتے ہیں کیونکہ وہ روزہ رکھتے ہیں ہم روزہ نہیں رکھتے وہ نماز پڑھتے ہیں اور ہم نماز نہیں پڑھتے وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں ہم اس کا ذکر نہیں کرتے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ جب رات چھا جاتی تو آپ قبرستان کی طرف نکل جاتے اور صبح تک ان لوگوں سے باتیں کرتے رہتے۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک زمین ان لوگوں پر تعجب کرتی ہے جو دنیا میں سونے کے لئے بستر تیار کرتے ہیں اور زمین ان سے کہتی ہے کیا تمہیں میرے اندر طویل زمانے تک جاگنا یاد نہیں جب کہ میرے اور تمہارے درمیان بچھونا بھی نہیں ہوگا۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں قبرستان میں داخل ہوا جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے ایک غم سے بھرپور آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا اے ثابت! تجھے ان لوگوں کی خاموشی دھوکے میں نہ ڈالے ان میں سے کتنے ہی لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا یا اللہ عزوجل! میں نے یوں صبح کی کہ میں اس کے لئے تجھ سے امید بھی رکھتا ہوں اور اس پر خوف بھی محسوس کرتا ہوں جس طرح اپنے نفس پر خوف محسوس کرتا ہوں پس اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! اس کے بارے میں میری امید کو پورا کر دے۔

حضرت ابو سنان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ عزوجل سے دعا کی یا اللہ عزوجل! میرے جو حقوق اس پر واجب تھے میں نے معاف کر دیئے اور بخش دیئے پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے کریم! تیرے جو حقوق اس پر واجب تھے وہ معاف کر دے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی موت کے بعد دیکھا تو پوچھا آپ کے وصال کے بعد اللہ عزوجل نے آپ سے کیا سلوک کیا؟

(یہ سن کر) ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں نے خوفناک مناظر اور بہت بڑے نیز سخت زلزلے دیکھے اس کے بعد حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب بھی یہ واقعہ بیان کرتے آپ کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ایک دن آپ نے یہ خواب بیان کیا تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور آپ بیمار ہو گئے پھر تین دن کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

جب حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے بعض دوستوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا نیز اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

انہوں نے کہا اللہ عزوجل نے مجھ سے فرمایا اے منصور! میں نے تیرا لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول معاف کر دیا کیونکہ تو لوگوں کو میرا زیادہ ذکر کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل یوم قیامت کے ہولناک منظر کا ذکر کرتے رہتے اور اپنے احباب سے فرماتے جو ہولناک مناظر تمہارے سامنے ہیں دل میں ان کا خیال لاؤ شاید موت سے پہلے گناہوں سے توبہ کر لو کیونکہ جو شخص بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے وہ حساب اور سختیوں کا اندازہ لگانا بھول جاتا ہے اور میں تمہیں اور اپنے آپ کو بھی اس دن سے ڈراتا ہوں جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ وہ کسی بندے کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اس کے تمام اعمال چھوٹے ہوں یا بڑے پوشیدہ ہوں یا ظاہر (سب) کے بارے میں پوچھ نہ لے۔

تو دیکھو تم اللہ عزوجل کے سامنے کس بدن کے ساتھ کھڑے ہو گے جب کہ وہاں کھڑا ہونا بہت ہولناک ہے اور کس زبان کے ساتھ جواب دو گے؟

پس سوال کے لئے جواب اور جواب کے لئے نیکی تیار کرو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنی ہی برائیاں ہیں جن کو کل حساب ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن جہنم کو اس طرح لایا جائے گا کہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا اور وہ بھینس کی شکل میں ہو گی ان میں سے ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے اس کے دروازے بند ہوں گے اور ہر دروازے پر سیاہ رنگ کے فرشتے ہوں گے ان کے پاس لمبی لمبی زنجیریں اور بھاری بیڑیاں تارکول کی قمیض اور آگ کے ٹکڑے ہوں گے ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی۔ ان کے چہروں سے آگ کی طرح شعلے نکلتے ہوں گے ان کی آنکھیں پھٹی پھٹی ہوں گی وہ عرش والے اللہ عزوجل کی تعظیم کی وجہ سے اس کی طرف دیکھ نہیں سکیں گے جب آگ (جہنم) قریب ہو گی اور اس کے اور مخلوق کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہو گی تو وہ ایک لمبی سانس لے گی جس سے ہر شخص گھٹنوں پر جھک جائے گا اور اسے گرج پکڑ لے گی پس اس کا دل اس کے نرغے (حلق) کے ساتھ لٹک

Scanned with CamScanner

جائے گا نہ باہر نکلے گا اور نہ اپنی جگہ جائے گا اور اللہ ﷻ کے اس قول میں اسی بات کا بیان ہے۔

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۟ (پ۲۴۔ مومن ۱۸)

(ترجمہ) جب دفورِ غم سے دل منہ کو آ جائیں گے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کہیں گے اے اللہ ﷻ! ہماری خطاؤں[1] کی وجہ سے اپنے بندوں کو ہلاک نہ کر پھر آگ کو عرش کی بائیں جانب رکھا جائے گا اس کے بعد میزان کو لا کر جبار (اللہ ﷻ) کے سامنے رکھا جائے گا۔ پھر مخلوق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا پس اگر کسی شخص کے پاس سارے انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر بھی عمل ہو تو وہ اس دن کی سختی کی وجہ سے یہ خیال نہیں کرے گا کہ اس کی نجات ہو جائے گی۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک پانی کے ساتھ روٹی کھاتے رہے اور بعض اوقات نمک یا سبزی یا سرکے کو سالن کے طور پر استعمال کرتے تھے اور آپ آٹا گوندھ کر اس کے پیڑے بنا کر دھوپ میں رکھتے جب سخت ہو جاتے تو کھا لیتے اور فرماتے کھانے کا مقصد یہ ہے کہ بھوک کا کتا مجھ سے دور ہو جائے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدیقین کی بھوک ان کے لئے غیرت ہے اور زاہدین کی بھوک حکمت ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بھوک اللہ ﷻ کے ہاں اس کے خزانہ میں سے ہے اور وہ اسے صرف ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جن سے محبت کرتا ہے اور وہ فرماتے تھے مجھے عبادت میں زیادہ مٹھاس اس وقت محسوس ہوتی ہے جب میرا پیٹ میری پیٹھ سے مل جائے اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں شام کے کھانے سے ایک لقمہ چھوڑ دوں یہ بات مجھے صبح تک قیام لیل سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چوتھے آسمان میں دو فرشتوں کی باہم ملاقات ہوئی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں سمندر سے ایک مچھلی فلاں یہودی تک پہنچاؤں تا کہ وہ اسے کھائے۔ اس نے دوسرے سے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا میں زیتون بہانے کے لئے گیا تھا جس کی محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو خواہش تھی اس خوف سے (بہا دیا) کہ کہیں وہ کھانہ لیں اس طرح ان کا آخرت میں سے حصہ کم ہو جائے گا۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

طُوْبٰی لِمَنْ ھُدِیَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا وَقَنِعَ

(الجامع الصغیر۔ حدیث 5309 جلد 1 صفحہ 327 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۔ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہیں۔ اس سے مراد وہ کام ہیں جو ان کے خلاف اولیٰ ہیں اگرچہ یہ کام دوسروں کے لئے نیکی شمار ہوتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

(ترجمہ) اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اسلام کی طرف راہنمائی کی گئی رزق حسب ضرورت دیا گیا اور اس نے قناعت اختیار کی۔

کسی بادشاہ نے ایک فقیر کو دیکھا وہ اس کے محل کے سائے میں بیٹھا اور اس نے ایک خشک ٹکڑے کو پانی میں تر کر کے کھایا پھر پانی پی کر سو گیا جب بیدار ہوا تو اسے بادشاہ نے بلایا اور کہا جب تو نے ٹکڑا کھایا اور اس پر پانی پی کر سو گیا تو اپنے رب ﷻ سے راضی تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ اس بات نے بادشاہ پر اثر کیا پھر اس نے بادشاہی چھوڑ کر ٹاٹ پہن لیا اور گوشہ نشینی اور عبادت کے لئے نکل گیا۔

ایک شخص حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا اور آپ نمک اور سبزی کھا رہے تھے اس نے کہا اے قیس! آپ دنیا میں سے صرف اسی پر راضی ہو گئے؟

فرمایا ہاں لیکن میں تمہیں ایسے آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں جو اس سے آسان پر راضی ہوا اس نے کہا ہاں (مجھے بتائیں) فرمایا وہ شخص جو آخرت کے بدلے میں دنیا پر راضی ہو گیا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی نکال کر اسے پانی اور نمک میں بھگو کر کھا لیتے اور فرماتے جو شخص دنیا میں سے اتنی چیز پر راضی ہو گیا وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا

جب ہارون الرشید نے حج کیا تو مکہ مکرمہ میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے اس کے لئے (دروازہ) نہ کھولا۔ حضرت جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے لئے دروازہ کھولیں جس کی اطاعت آپ پر لازم ہے (یعنی حاکم ہے)[1] حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ ہارون ہے چنانچہ آپ نے دروازہ کھولا اور دونوں نے آپس میں طویل گفتگو کی۔ پھر ہارون الرشید نے آپ کے لئے دس ہزار دینار کا حکم دیا لیکن حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ کئے۔ اس نے کہا مساکین پر تقسیم کر دیں آپ نے فرمایا جس نے ان کو جمع کیا وہ تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے پھر اس کی غفلت میں وہاں سے چلے گئے اور اسے وہاں گھر میں چھوڑ دیا اور جب تک ہارون الرشید مکہ مکرمہ سے چلا نہیں گیا۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ظاہر نہ ہوئے۔

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ محنت کر کے لوگوں کا مال کھانے سے بچو کیونکہ جو شخص اپنا ہاتھ کسی دوسرے کے پیالے میں رکھتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ جب کسی قبر پر پڑتی تو آپ اس طرح آواز نکالتے جس طرح بیل آواز نکالتا ہے (خوف زدہ ہو جاتے)۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قبرستان سے گزرے اور اپنے دل میں غور نہ کرے اور اپنے اور ان کے لئے دعا نہ مانگے اس نے اپنے آپ سے بھی اور ان لوگوں سے بھی خیانت کی۔

۱۔ قرآن مجید میں حکم دیا گیا اے ایمان والو! اللہ ﷻ کا حکم مانو اور رسول ﷺ کا حکم مانو اور جو تم میں حکمران ہیں ان کا حکم مانو۔ مطلب یہ کہ جب شریعت کے خلاف نہ ہو تو حاکم کی اطاعت کی جائے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت کُرز بن برہ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی قبر کو دیکھتے تو رو پڑتے اور فرماتے کاش میری ماں بانجھ ہوتی اس کے بیٹے کو قبر میں دیر تک بند رہنا ہوگا پھر اس (قبر) کے بڑے بڑے ہولناک مناظر ہوں گے جس سے بچے بھی بوڑھے ہو جائیں۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کو دیکھتے تو فرماتے تمہارا ظاہر کتنا اچھا ہے مصائب تمہارے اندر ہیں۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قبر اس شخص کے لئے جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے جو اس کو یاد کرے اور جو اس کو بھول جائے اس کے لئے جہنم کا گڑھا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں قبر کھودی آپ جب بھی اپنے دل میں کوئی سختی محسوس فرماتے اس میں اتر کر اپنے معاملے میں اور قیامت کے دن جن مصائب کا سامنا ہوگا ان کے بارے میں سوچتے رہتے تھے صبح تک یہی سلسلہ رہتا۔ ایک مرتبہ اس (قبر) میں اتر گئے اور اس ارشاد خداوندی کو بار بار پڑھتے رہے:

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا (پ۱۸۔المؤمنون۹۹،۱۰۰)

(ترجمہ) تو وہ (کافر) کہے گا اے میرے رب! مجھے واپس بھیج دے تاکہ میں اچھا عمل کروں۔

پھر فرمایا اے ربیع! ہم نے آپ کو واپس کر دیا اب دنیا میں ہو نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ پس آپ کھڑے ہو جاتے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (مشہور) شاعر فرزدق کی بیوی کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے فرزدق سے پوچھا اے فرزدق! تم نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے؟

اس نے کہا میں نے اس دن کے لئے ساٹھ سال سے اس بات کی گواہی تیار کر رکھی ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرزدق! اگر تجھے اس پر موت آ گئی تو تو نے کامیابی پائی۔

حضرت حوشب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور فرمایا میں نے رات کو (خواب میں) دیکھا ہے کہ منادی اعلان کر رہا ہے اے لوگو! کوچ کرو۔ کوچ کرو۔

تو میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو جلدی جلدی کوچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا (اس پر) حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا ایک بھائی فوت ہو گیا میں نے اس کی وفات کے بعد اسے دیکھا تو پوچھا اللہ ﷻ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا اللہ ﷻ نے میرے وہ تمام

گناہ بخش دیئے میں نے جن کے لئے بخشش مانگی اور جن کے لئے بخشش نہیں مانگی وہ نہیں بخشے۔

حضرت صالح بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد دیکھا تو میں نے کہا اللہ ﷻ آپ پر رحم فرمائے آپ دنیا میں بہت غمگین رہتے تھے اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اس غم کے بعد مجھے طویل راحت اور شدید خوشی حاصل ہوئی۔

وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے فرائض کی ادائیگی سے افضل کوئی چیز نہیں دیکھی پس تم پر یہ لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے تھے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری نیکیاں میرے گناہوں سے بڑھ جائیں اگرچہ یہ اضافہ ذرے کے برابر ہی ہو۔ اور اگر وہ مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کریں اور کہیں تمنا کرو کیا چاہتے ہو؟ تو میں تمنا کروں گا کہ مٹی ہو جاؤں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ مجھے اٹھا کر حساب و کتاب کے بعد جنت میں داخل کیا جائے تو میں اس بات کو اختیار کروں گا کہ مجھے نہ اٹھایا جائے۔

حضرت ابوذر ؓ فرماتے تھے حساب کے خوف نے میرے جسم پر گوشت نہیں چھوڑا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے تھے جب نافرمان لوگ جہنم کی طرف جائیں گے اور وہ پیاسے ہوں گے تو ان کو سب سے پہلے بچھوؤں اور سانپوں کے زہر کا تحفہ دیا جائے گا اس سے ان کے جسم پگھل جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ ارشاد خداوندی:

لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ۝ (پ۳۰۔الغاشیہ۶)

(ترجمہ) ان (اہل جہنم) کے لئے صرف کانٹوں سے کھانا ہوگا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں یہ خشک کانٹے ہوں گے جو ان کے حلق میں پھنس جائیں گے اور اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل پڑیں۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ فرماتے تھے کتنے ہی روشن چہرے اور فصیح زبانیں مٹی کی تہوں میں چیخ رہے ہیں۔ خوف کے بارے میں بزرگوں کے اقوال بہت زیادہ ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

Scanned with CamScanner

مریدین کی زیادہ سے زیادہ تربیت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مریدین کی تربیت کے لئے اس ادب کو زیادہ اختیار کرتے جو ادب اللہ ﷻ نے اپنے مقرب بندوں انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام اولیاء وصلحاء رحمہم اللہ کو پہلی کتابوں میں سکھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرید کو معلوم ہو جائے کہ اللہ ﷻ سے ڈرنے (تقویٰ) کا حکم ہر شریعت میں دیا گیا۔

خاتمہ کتاب

اور ہمارے سردار حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ہماری شریعت پر تورات سے گواہی پیش کر کے کھنکھناتے اور زجر و توبیخ کے امور بتاتے کہ اللہ ﷻ اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کیا اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔

اس کی مثال ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (پ۲۴، الزمر ۶۵)

(ترجمہ) اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا۔

اور فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ (پ۲۱، الاحزاب ۱)

(ترجمہ) اے نبی! اللہ سے ڈریں۔

(ان آیات میں حضور ﷺ کو خطاب ہے لیکن حکم امت کے لئے ہے آپ کے لئے نہیں)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہم سے فرماتے تھے غیبت کرنے والوں کی مجلس اور چغلی کھانے والوں کی صحبت سے بچو۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

اے داؤد علیک السلام! اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو خطا کاروں کی جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا۔ نہ استہزاء (مذاق) کرنے والوں کی مجلس اختیار کرتا ہے، نہ غیبت کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اور نہ چغل خوروں سے دوستی لگاتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص لوگوں کے عیبوں کا ذکر کرتا ہے یا ان کو ذکر کرنے کا ارادہ کرتا ہے میں اسے قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ذلیل کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص نگاہ جھکائے، شرمگاہ کی حفاظت کرے اور زبان کی بھی حفاظت کرے

وہ میرے نزدیک مقربین لوگوں میں سے ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ بعض علماء سے فرما رہے تھے اے بھائی! تم پر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا لازم ہے یہ علم کی زکوۃ ہے اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی

اے داؤد علیک السلام! جب علماء نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا عمل چھوڑ دیں گے تو ان کی ہیبت ختم ہو جائے گی اور یہ ہیبت بیوقوف اور برے لوگوں میں چلی جائے گی۔ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں ان کے عیبوں سے خاموش رہتے ہیں۔

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو رات کے وقت بستر کو چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سخت سردی میں مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ جب کہ لوگ اپنے لحافوں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو میری بڑائی بیان کرتے ہیں اور مجھ سے ڈرتے ہوئے حرام شرمگاہوں کی طرف نہیں دیکھتے۔

اے داؤد علیک السلام! زناکاروں کے ساتھ میں سب سے ہلکا سلوک کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں ان کے چہروں سے تروتازگی کو لے جاتا ہوں اور ان کی زندگیوں سے برکت کو مٹا دیتا ہوں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیجئے کہ تم مجھ سے غافل ہو اور قلمیں چل رہی ہیں میں غافل نہیں (اعمال لکھے جارہے ہیں) ان لوگوں سے فرما دیجئے جو گناہوں کے وقت دروازے بند کر دیتے ہیں اور پردے لٹکا دیتے ہیں اگر میں چاہوں تو ان کو ہلاک کر دوں اور ان کو زمین میں دھنسا دوں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیں وہ مجھ سے ڈریں میں ان کے چہروں کو ہیبت اور قبولیت کا لباس پہنا دوں گا اور ان کے دشمنوں کو ان کے قدموں کے نیچے کر دوں گا جس طرح مینڈھا چھری کے نیچے ہوتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! میں جس شخص سے محبت کرتا ہوں تو اس (محبت) کی علامت یہ ہے کہ وہ گفتگو کم کرتا ہے اور استغفار زیادہ کرتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! مومنوں کے حرمات سے اپنی نگاہوں کو جھکائیں آپ کے پاس دنیا رغبت کرتی ہوئی آئے گی

اے داؤد علیک السلام! میری ناراضگی نے ان زانیوں کو گھیر لیا جو مومنوں کی عزتوں کو خراب کرتے ہیں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیں پوشیدہ طور پر بھی میری نافرمانی نہ کریں اور مجھے بندوں سے ہلکا نہ سمجھیں (کہ ان سے چھپنا ضروری سمجھتے ہیں) بے شک میں ان کو جہنم میں عذاب دوں گا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ان (حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ) سے اکثر سنا وہ فرماتے تھے بعض

اوقات بندوں کو نعمتیں دی جاتی ہیں اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جاتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ عقلمند لوگوں سے فرمائیں جو مجھ سے ڈرتے ہیں جب میں ان کو مسلسل نعمتیں عطا کروں اور وہ روئیں جبکہ ان کو زیادہ نعمتیں ملیں تو یہ ان کے لئے آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جانا ہے اگر میں ان سے محبت کرتا تو ان کو دنیا سے فارغ کر دیتا۔

اے داؤد علیک السلام! جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ میری تعظیم نہیں کرتا

اے داؤد علیک السلام! جب تمہارے پاس خوبصورت عورت گزرے تو قیامت کے دن میرے سامنے پیشی کو یاد کرو۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص مجھ سے اس صورت میں ملاقات کرے کہ وہ میرے غیر کا خیال کرتا ہو میری رعایت سے محروم ہو جائے گا۔

اے داؤد علیک السلام! اپنی نگاہوں کو جھکائیں، زبان کو محفوظ رکھیں کیونکہ میں فاسقوں کو پسند نہیں کرتا۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ لوگوں کی عزتوں میں نہ پڑیں، کیونکہ ان کی عزتوں پر حملہ کرنے سے دل اندھا اور مردہ ہو جاتا ہے۔

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اپنی ذات میں عیب دیکھتا اور اصلاح کرتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! سب سے تعلق توڑ کر مجھ سے تعلق جوڑ لو تمہارے سامنے بادشاہوں کے سر بھی جھکا دوں گا اور تمہارے چہرے کو ہیبت کا لباس پہنا دوں گا۔

اے داؤد علیک السلام! اپنے باطنی کپڑوں کو پاک رکھیں کیونکہ (محض) ظاہر تمہیں میرے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے شیخ (سیدی علی الخواص) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ ایک تاجر سے جس سے دنیا پھر گئی تھی فرما رہے تھے تجھے بھلائی کی خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ﷻ تجھ سے محبت کرتا ہے۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ

اے داؤد علیک السلام! قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ معزز لوگ ذلیل ہو جائیں اور ذلیل لوگ بلند مرتبہ ہو جائیں۔ میری کتاب کو چھوڑ دیا جائے اور اسے پڑھا نہ جائے نافرمان اور فاجر لوگوں کا رزق زیادہ ہو جائے اور اطاعت گزار فاضل مومن کا رزق کم ہو جائے جب معاملہ یوں ہو جائے گا تو اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبت آجائے گی اور آخرت کی محبت روک دی جائے گی جب وہ اس طرح کریں گے تو میں ان پر سزا کی تلوار مسلط کر دوں گا (چیزوں کے) نرخ بڑھ جائیں گے چھوٹا، بڑے کی عزت نہیں کرے گا اور

میں ان کو فسق فجور میں مبتلا کر دوں گا اور میرے نزدیک ان کی یہ سزا ہوگی۔

اے داؤد علیک السلام! کتنی ہی فصیح زبانیں ہیں جن کو میں موت کے وقت کلمہ شہادت سے گونگی کر دیتا ہوں کیونکہ وہ لوگوں کی عزتوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ اگر تم میرے لئے اپنے باپوں، بھائیوں اور اولاد کو نہیں چھوڑو گے تو میں تمہاری نماز قبول نہیں کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں موت سے پہلے وہ چیزیں واپس کر دو جو تمہارے ذمہ ہیں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جن لوگوں کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہیں ان کو اس طرح اٹھاؤں گا کہ ان کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا وہ اسے ہر حق کے بدلے ایک داغ لگائے گا۔

اے داؤد علیک السلام! ایسا نہیں ہے کہ ہر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول ہو اور جو بھی عبادت کرے اس کی عبادت اوپر اٹھالی جائے۔ (یعنی قبول ہو)

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ بعض بھائیوں سے فرما رہے تھے:

اے بیٹے! تجھ پر اللہ ﷻ سے ڈرنا (تقویٰ) لازم ہے اور اپنے رب ﷻ کی نافرمانی سے بچو یہ سمجھنا کہ میرا رب غفور و رحیم ہے (اور گناہ کرتے رہنا) نفس کی گمراہی اور شیطان کا مکر ہے۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کتنی ہی راتیں ہیں جن میں تم نے واضح طور پر میری نافرمانی کی پھر صبح تم اس کو چھوڑے بغیر استغفار کے ذریعے مجھ سے دھوکہ کرتے ہو۔ جس طرح کوئی شخص تم سے غائب ہو تو تم اس سے مکر اور فریب کرتے ہو۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنے بھائی کو بے حیائی کے کام میں دیکھتے ہیں پھر اسے پھیلاتے ہیں حالانکہ انہوں نے اس سے بڑا گناہ کیا ہوتا ہے لیکن میں ان کو رسوا نہیں کرتا اگر میں چاہتا تو ایسے شخص کو رسوا کرتا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص میری رضا جوئی کے علاوہ علم حاصل کرے میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص گناہ کر کے لوگوں سے چھپاتا ہے تو کیا وہ مجھ سے بھی چھپا سکتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو علیحدگی میں میری نافرمانی کرتے ہوئے حیا کرتے ہیں۔

اے داؤد علیک السلام! بہت رونے والوں کی صحبت اختیار کریں اور جھوٹے لوگوں کو چھوڑ دیں اور بنی

Scanned with CamScanner

اسرائیل میں سے نافرمان لوگوں سے فرمادیں تم کس طرح لوگوں سے حیا کرتے ہو اور مجھ سے حیا نہیں کرتے اور ان لوگوں کے جلال سے میرا جلال زیادہ ظاہر ہے کیونکہ میں ان کا آقا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ ایک ایسے شخص کو جس کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی فرمارہے تھے تم یوں کہو اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے اہل و اولاد میں مشغول نہیں کیا۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیہ السلام! اولاد طلب نہ کریں ہر اولاد نفع نہیں دیتی۔ کتنی ہی اولاد باپ کو اپنے رب ﷻ سے غافل کردیتی ہے اور اس کی قبر میں آگ کے شعلوں کا باعث بنتی ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! تم لوگوں کی عدم موجودگی میں میرے حکم کی حفاظت کرو میں مخلوق کی موجودگی میں آپ کی حفاظت کروں گا۔ میرا ذکر زیادہ کرو میں تمہارا رزق زیادہ کروں گا۔

اے داؤد علیہ السلام! جو آپ کے خلاف سرکشی کرے آپ اس سے بدلہ نہ لیں اس طرح میری مدد آپ کو حاصل نہ ہوگی۔

اے داؤد علیہ السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ تم میں سے کوئی ایک جب نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ میں اسے توبہ کرنے سے پہلے اسی حالت میں موت دے دوں اور وہ مجھ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ میں اس پر غصہ میں ہوں پس میں اس کو جہنم میں داخل کروں اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! اگر میں چاہتا تو آسمان کو حکم دیتا کہ وہ نافرمان آدمی پر گر جائے یا زمین کو حکم دیتا کہ وہ اسے نگل لے۔

اے داؤد علیہ السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو جہنم کی طرف لے جانے والے فرشتوں کے دبدبہ اور جہنم کے مختلف طبقات میں بیڑیوں کی تنگی کو یاد کرو۔

اے داؤد علیہ السلام! اگر میرے بندوں کو میرے اس غضب کی اطلاع ہو جائے جو میں ان پر کرتا ہوں جب وہ میری نافرمانی کرتے ہیں تو وہ مر جائیں لیکن میں نے ان پر رحمت کرتے ہوئے اپنے غضب کو ان سے چھپا رکھا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! اپنا رخسار مٹی پر رکھ کر مجھ سے مناجات کریں

اے داؤد علیہ السلام! آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام میرے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ معزز ہیں انہوں نے حرام شرمگاہ کو نہیں چھوا کسی کو قتل نہیں کیا میں نے ان کو درخت کے پھل سے کھانے سے منع کیا اور انہوں نے بھول کر کھالیا تو ان کے بدن سے لباس اڑ گیا ان کے سر سے تاج گر گیا اور میں نے ان

کو ندامت کی جگہ کھڑا کیا۔ تو اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو حرام شرمگاہ تک جاتا ہے اور کسی نفس کو قتل کرتا ہے میری ذات پاک ہے۔

اے مخلوق! میں تم پر کس قدر مہربان ہوں اور تم مجھ سے کتنا کم حیا کرتے ہو جب تم میری نافرمانی کرتے ہو اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہوں اگر میرے بندوں میں سے کوئی ایک تمہیں دیکھ لے تو تم اس سے حیا کرتے ہوئے پگھل جاؤ حالانکہ مجھ سے حیا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! کیا وجہ ہے میں آپ کو مطمئن دیکھتا ہوں آپ رونے والوں کے ساتھ روتے کیوں نہیں نوحہ کرنے والوں کے ساتھ نوحہ کیوں نہیں کرتے اگر آپ جہنم اور اس کے فرشتوں کو دیکھ لیں اور جو کچھ میں نے زانی لوگوں کے لیے تیار کیا اسے دیکھ لیں تو اس طرح پگھل جائیں جس طرح آگ میں سیسہ پگھل جاتا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! برف میں اوندھے منہ عبادت کرنا، آپ کے لئے حساب و کتاب کی خاطر میرے سامنے پیش ہونے اور جرح کرنے سے زیادہ آسان ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے جن لوگوں پر کسی کا دعویٰ ہے میں ان کو ضرور کھڑا کر کے رائی کے دانے کے برابر چیز کا سوال بھی کروں گا۔

اے داؤد علیہ السلام! آپ بنی اسرائیل سے فرمادیں تم نظر بچا کر زنا کرتے ہو گویا تم صرف اپنی نظروں میں ہو (اور) میں تمہیں دیکھ نہیں رہا۔

اے داؤد علیہ السلام! جو شخص علیحدگی میں میری نافرمانی کرتا ہے میں مخلوق کو اس کے برے اعمال پر مطلع کر دیتا ہوں اس کو رسوا کرتا ہوں اور جہنم میں داخل کرتا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے زبور کے جو مواعظ سنے وہ مکمل ہو گئے اور میں نے ان تمام مواعظ کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے پس اس کو دیکھیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ بیان (مواعظ زبور کا بیان) اس کتاب "تَنْبِیْهُ الْمُغْتَرِّیْنَ اَوَاخِرَ الْقَرْنِ الْعَاشِرِ عَلٰی مَا خَالَفُوْا فِیْهِ سَلَفَهُمُ الطَّاهِرَ" کا آخر ہونا چاہئے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس نے اس کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اور اگر ہمیں اللہ ﷻ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔

میں نے جب کتاب کا خطبہ شروع کیا تو میرے سامنے بہت بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ میرے پاس وہ مواد نہ تھا جس سے میں کتاب میں مدد لیتا تو میرے پاس ایک شخص ایک پرانی کتاب لایا جس کے ابتدائی اوراق نہیں تھے وہ کوفی خط میں تھی اور اس پر تاریخ کتابت پانچ صد ہجری اور کچھ اوپر لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے احوال سے پُر پایا۔

اور میں نے دیکھا کہ اس کے مولف، حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں اس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی پس میں نے اس کے ذریعے اس کتاب کے اخلاق کو مضبوط اور مزین کیا گویا جو اس کا مطالعہ کرے گا اسے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل ہوگی اور وہ ان کے اقوال، افعال، تقویٰ، زہد، خوف اور خشیت کو دیکھے گا۔

اور ہم نے کتاب کے خطبہ میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص انصاف کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ وہ ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق سے اس طرح نکل گیا ہے جس طرح سانپ اپنے لباس سے نکل جاتا ہے۔

ہم اللہ ﷻ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے اس کتاب کے ذریعے (ہمارے) بھائیوں کو نفع عطا فرمائے اور بعد والے لوگوں کو بھی، اور ہمارا اور ان کا اچھا خاتمہ فرمائے اور اس دنیا سے جاتے ہوئے ہمارا آخری کلام "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہو اللہ ﷻ کی رحمت ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام آل واصحاب پر ہو۔ ہم عنقریب کلام مولف (مذکورہ بالا) کے کچھ اخلاق عالیہ کا ذکر کریں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے اور اپنی اولاد کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہو جس کی نیکی اس کے شر سے ایک ذرہ کے برابر بھی زیادہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں صرف اسی کو عذاب دیتا ہوں جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ (پ۱۸، النور ۳۷)

(ترجمہ) اس میں دل اور آنکھیں پھر جائیں گی۔

اس کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دلوں کے پھرنے سے مراد ان کا اپنی جگہوں سے نکلنا ہے اور آنکھوں کا پھرنا یہ ہے کہ وہ سرگیں ہونے کی بجائے نیلی ہوں گی اور بینائی کی جگہ اندھا پن ہو گا اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حسن ظن

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو شخص ان کو ناپسند کرتا ہے وہ اس کے

بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہے اور سچا ہے کیونکہ وہ اپنے نفسوں کی پاکیزگی بیان کرنے اور عیب سے بری قرار دینے سے ڈرتے ہیں اگر وہ یہ کہیں کہ ان کو ناحق طور پر ناپسند کیا گیا ہے

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچتی کہ کوئی شخص ان سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور ان پر اعتراضات کرتا ہے تو فرماتے اللہ ﷻ کی قسم! اس شخص کا دل روشن ہے جس نے میرے باطنی نقص اور میں جن برائیوں میں لپٹا ہوا ہوں جن کے ذریعے میں اپنے رب ﷻ کو دھوکہ دے رہا ہوں کو پالیا اور سمجھ گیا۔

اسی طرح جب ان کے دل میں کسی مسلمان کے خلاف ناپسندیدگی کا خیال آتا تو وہ اپنے دل سے جھگڑتے اور کہتے کہ تیرا اپنے بھائی کو ناپسند کرنا ناحق بات ہے تو اس کو اچھی باتوں پر کیوں محمول نہیں کرتا تو جب ان میں سے کسی کو کوئی ناپسند کرتا یا وہ کسی کو ناپسند کرتے تو وہ اپنے نفس کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے۔

تمام صالحین اسلاف کا یہی طریقہ رہا وہ اپنے نفسوں کو ہر چیز میں تہمت لگاتے جب وہ اس میں کسی مقام یا حال کے حوالے سے سچائی کا دعویٰ کرتا ان میں سے ایک اپنے نفس سے کہتا اے سن! اگر میں تیری طرف ریاکاری اور منافقت کی نسبت کرنے میں جھوٹا ہوں تو تو اس غریب کے بارے میں کیا کہے گا جس نے تیرے اندر یہ وصف بیان کیا تیرے لئے جائز نہیں کہ تو اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرے ہاں شرعی طریقے پر کر سکتا ہے اور وہ طریقہ تیرے پاس نہیں ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک سال میری حالت یہ رہی کہ میرا نفس مجھ سے اخلاص کے دعویٰ میں جھگڑتا رہا اور میں اس سے کہتا رہا تو جھوٹ بولتا ہے حتیٰ کہ ایک دن میں بصرہ کی ایک تنگ گلی سے گزر رہا تھا اور وہاں ایک عورت دوسری عورت سے کہہ رہی تھی اگر تو کسی ریاکار آدمی کو دیکھنا چاہتی ہے تو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لے۔ فرماتے ہیں مجھے اس بات پر خوشی ہوئی جس کے ذریعے میں اپنے نفس پر غالب آ گیا اور میں نے اس سے کہا:

اے میرے نفس! اس نیک عورت سے اپنا قبیح لقب سن لے اس کے بعد فرماتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے (تواضع اور کسر نفسی کے طور پر فرماتے)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اپنے ریاکار ہونے پر قسم کھاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ریاکار نہ ہونے پر قسم کھاؤں اور آپ اکثر اپنے نفس پر غصہ فرماتے اور اسے جھڑکتے تھے اور فرماتے تھے اے فضیل تو اپنی جوانی میں فاسق گناہ گار تھا اور بڑھاپے میں ریاکار منافق ہو گیا اللہ ﷻ کی قسم! فاسق اور گناہ گار کا گناہ اللہ ﷻ کے ہاں ریاکار اور منافق کے گناہ سے کم ہے کیونکہ گناہ گار اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا منتظر ہوتا ہے لیکن ریاکار اور منافق کا یہ حال نہیں ہے کیونکہ یہ وہ گناہ ہے جس کا بندے کو

Scanned with CamScanner

بہت کم شعور ہوتا ہے کہ وہ اس سے توبہ کرے پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حاسدین کے مناقب ذکر کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اپنے ان ہم عصر لوگوں کے مناقب بھی ذکر کرتے ہیں جو ان کو ناپسند کرتے اور ان سے حسد کرتے ہیں ان کا ان سے حسد کرنا اور دشمنی رکھنا ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کو ان کے ذکر خیر سے نہیں روکتا۔

حضرت عمرو بن عاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات تھی لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو انہوں نے اچھے کلمات کے ساتھ ان کی تعریف کی ان سے کہا گیا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ تو آپ کو پسند نہیں کرتے انہوں نے فرمایا ہمارے درمیان جو اختلاف ہے وہ ہمارے دین تک نہیں پہنچا۔

اور الحمد للہ! میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) اس وصف سے موصوف ہوا میں ان فقرا اور علماء کے مناقب بیان کرتا ہوں جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اور حسد کرتے ہیں کیونکہ میں ان کو دیکھتا ہوں اپنے آپ کو نہیں دیکھتا پس میں اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان سے دشمنی نہیں کرتا وہی لوگ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ میں ان کے بارے میں وہ بات ظاہر نہیں کرتا جو دشمنی کو واجب کرے مثلاً نماز چھوڑنا، شراب پینا یا جب لوگ ان کی پیٹھ پیچھے ان کے نقائص بیان کریں تو ان لوگوں کی مدد کرنا ان سے دنیوی امور میں ٹکراؤ اختیار کرنا (میں یہ سب کام نہیں کرتا) حالانکہ وہ مجھ سے سخت عداوت رکھتے ہیں۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ ﷻ کی مجھ پر مہربانی کی دلیل ہے کیونکہ عام لوگ اپنے دشمن کا نام بھی اپنی زبان پر لانا ناپسند نہیں کرتے چہ جائیکہ اپنے زمانے کے لوگوں کے درمیان ان کی خوبیاں بیان کریں۔

ہم نے اپنی کتاب "المنن" میں ان کی ایذا رسانیوں میں سے کچھ باتیں بیان کی ہیں ان میں سے بعض نے کئی مرتبہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی بعض نے مجھے مصر سے نکالنے کی کوشش کی بعض نے میری کتب میں ایسے عقائد داخل کر دیئے جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں اور مصر اور حجاز میں ان کو شائع کر دیا جس طرح ہم نے اس کتاب کے خطبہ میں اشارہ کیا ہے۔

ان میں سے بعض نے بات علی باشت جو مصر کے امور کا وزیر تھا کے پاس میرے بارے میں ایسی من گھڑت باتیں بیان کی جن کو کوئی مومن زبان پر نہیں لا سکتا۔ یہ تمام اذیت ناک باتیں جو میرے بارے میں واقع ہوئیں کا دارومدار اہل مصر میں سے تین اشخاص پر ہے جو علم اور نیکی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور

تینوں اللہ ﷻ کے ہاں پہنچ چکے ہیں اور دونوں جہانوں میں ان کے ذمہ داری سے میں نے برأت اختیار کر لی ہے۔

میں نے یہ باتیں صرف اس لئے ذکر کی ہیں تاکہ میرے بھائی اپنے زمانے کے لوگوں سے اذیتیں برداشت کرنے میں میری اقتداء کریں حالانکہ تینوں افراد ایک دوسرے کو ناپسند کرتے تھے لیکن وہ تین علم اور بھلائی کے نام پر میرے خلاف متفق ہو گئے اور انہوں نے مجھے طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں جب کہ تمام اہل مصر نے مجھے ٹھنڈک اور سلامتی پہنچائی۔

میں نے "طبقات العلماء والصوفیہ" میں ان تینوں کا ذکر کرنے میں مبالغہ کیا اور ان کا ذکر اچھے انداز میں کیا یعنی میں نے ان کے رویہ کے برعکس راستہ اختیار کیا۔

اللہ ﷻ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عفو و درگزر اور چشم پوشی کا وصف عطا کیا میں نے اس کا اظہار کیا نیز یہ کہ میرے بھائی میرے راستے پر چلیں اور میرے علم کے مطابق میرے ہم عصر لوگوں میں سے کوئی بھی (عفو و درگزر کے) اس راستے پر نہیں چلا۔

بلکہ ان میں سے بعض کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ اسی انداز میں کیا جیسا ان لوگوں نے سلوک کیا تھا۔

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس اخلاق محمدی ﷺ کے وصف سے موصوف فرمایا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کیا جو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کرتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دینا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ کشف کے ذریعے اس بات پر مطلع ہو جاتے ہیں کہ مستقبل میں ان سے کوئی گناہ صادر ہونے والا ہے تو وہ اپنے آپ کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور اپنی قوت و طاقت سے برأت کر لیتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی دعا اور سجدے میں کہتے ہیں

یا اللہ ﷻ! جس بات پر میں مطلع ہوا ہوں اگر یہ تقدیر الٰہی میں ثابت ہو چکی ہے تو لوگوں کے درمیان ہمارا پردہ رکھنا اور دنیا اور آخرت میں ہمارا مواخذہ نہ کرنا یہ تیرے صدقات میں سے ہم پر ایک صدقہ ہوگا اور اگر یہ کام تقدیر الٰہی میں ثابت نہیں ہوا تو ہم تیرے فضل و کرم کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کو ہمارے ذہنوں سے زائل کر دے کیونکہ اس کی وجہ سے ہمارا وقت خراب ہو رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

کیونکہ بعض اوقات اللہ ﷻ بندے کی دعا کو قبول کرتا ہے اس پر پردہ ڈالتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے یا اسے محو واثبات (مٹانے اور ثابت رکھنے) کی تین سو ساٹھ تختیوں سے مٹا دیتا ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ جس شخص سے کسی میلان اور خواہش کے بغیر تقدیر الٰہی کے فیصلوں کے خلاف بات صادر ہو جائے تو بعض اوقات اس کی سزا اس سے کم ہوتی ہے جو میلان اور خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے ان میں سے بعض حضرات سجدے کے دوران کہتے تھے

یا اللہ ﷻ! تو جانتا ہے کہ میں تیری تقدیر میں سے کسی چیز کو جو میرے بارے میں نافذ ہونے والی ہے رد کرنے سے عاجز ہوں پس تو مجھے بخش دے جو جرم میں نے کیا ہے یہ تیری ملاقات میں سے مجھ پر ایک صدقہ ہے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

پس تم اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اچھی نیت سے خوبصورت الفاظ کے ساتھ تالیف وتصنیف

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی تالیف میں اچھے الفاظ لاتے ہیں اور زیادہ عمدہ لکھتے ہیں تو اپنے آپ کو صرف اچھی نیت کی بنیاد پر ہی تھکاتے ہیں تاکہ اگر لوگ ان کی اس وجہ سے تعریف کریں کہ فلاں نے اپنی تالیف میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اور اے بھائی! یہ بات جان لے کہ انسان اپنی کتاب کی تحریر میں جس قدر مبالغہ کرے حتی کہ مضبوط تحریر لائے پھر بھی وہ عام طور پر نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اور کسی مسئلہ کی کوئی شرط ترک کر دیتا ہے یا تفصیل کے مقام پر مطلق (اور مجمل) کلام لاتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ (پ۵ النساء ۸۲)

(ترجمہ) اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے غیر کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کبھی بھی کوئی کتاب تدبیر اور حقیقت حال سے واقف ہو کر نہیں لکھی بلکہ میں اپنی تالیف میں وہی کچھ لکھتا تھا جو اللہ ﷻ مجھے الہام فرماتا تھا

حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کا کلام خطاء تحریف یا تناقض (باہم ٹکراؤ) سے محفوظ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ ہمیشہ بیدار نہیں رہتا اسی لئے وہ غفلتوں اور سہو (بھولنے) کا شکار ہوتا ہے۔

سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات ادب سے ہے کہ مطلقاً یہ نہ کہے کہ کوئی اعتراض نہ کرے جس قدر ممکن ہو اللہ ﷻ کے کلام کی مشابہت سے بھاگے (مطلب یہ اللہ ﷻ کا کلام غلطیوں سے پاک ہے بندے کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا ہے)

تَنْبِيْهُ الْمُغْتَرِّيْنَ اَوَاخِرَ الْقَرْنِ الْعَاشِرِ عَلٰى مَاخَالَفُوْا فِيْهِ سَلَفَهُمُ الطَّاهِرَ لِلشُّعْرَانِيْ مکمل ہوگئی۔

الحمدللہ! آج بروز ۶ جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات چھ بجے (مصر کے وقت کے مطابق)، پاکستانی وقت کے مطابق رات نو بجے قطب ربانی محقق صمدانی ابوالمواھب عبدالوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری المعروف الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ''تنبیہ المغترین'' کا ترجمہ آپ کے مزار مقدس واقع باب شعری میدان شعری مصر میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

والحمد اللہ علی ذلک

محمد صدیق ہزاروی

نزیل الازہر شریف، قاہرہ مصر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

تخریج احادیث کے مآخذ ومراجع

1. کنز العمال	مطبوعہ	الموسسۃ الرسالہ بیروت
2. کشف الخفاء	مطبوعہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
3. اتحاف السادۃ المتقین	مطبوعہ	دار الفکر بیروت
4. مسند امام احمد بن حنبل	مطبوعہ	المکتب الاسلامی بیروت
5. الجامع الصغیر	مطبوعہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
6. الترغیب والترہیب	مطبوعہ	المصطفی البابی حلبی مصر
7. الکامل فی ضعفاء	مطبوعہ	دار الفکر بیروت
8. مشکوٰۃ المصابیح	مطبوعہ	قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
9. صحیح البخاری	مطبوعہ	قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
10. سنن ابوداؤد	مطبوعہ	دار احیاء السنۃ النبویہ بیروت
11. صحیح مسلم	مطبوعہ	قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
12. جامع ترمذی	مطبوعہ	دار الفکر بیروت
13. سنن ابوداؤد	مطبوعہ	مطبوعہ آفتاب عالم پریس پاکستان
14. سنن ابن ماجہ	مطبوعہ	دار احیاء التراث العربی بیروت
15. موطا امام مالک	مطبوعہ	قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
16. مستدرک	مطبوعہ	المکتب الاسلامی بیروت
17. مستدرک للحاکم للصحیحین	مطبوعہ	مطبوعات الاسلامیہ بیروت
18. مجمع الزوائد	مطبوعہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
19. تذکرۃ الموضوعات	مطبوعہ	کتب خانہ مجیدیہ ملتان، پاکستان
20. الزہد ابن مبارک	مطبوعہ	بیروت
21. مصنف ابن شیبہ	مطبوعہ	بیروت
22. المعجم الکبیر	مطبوعہ	بیروت
23. المعجم الاوسط	مطبوعہ	بیروت
24. طبرانی کبیر	مطبوعہ	بیروت
25. تنبیہ المغترین	مطبوعہ	دار البشائر
26. مسند الفردوس	مطبوعہ	بیروت
27. حلیۃ الاولیا	مطبوعہ	بیروت

Scanned with CamScanner